مکتوبات

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

جلد اول

مرتب

محمد حمزہ حسنی

ناشر

سید احمد شہیدؒ اکیڈمی

دارِ عرفات، میدان پور، تکیہ کلاں، رائے بریلی، یو، پی

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار اول

۱۴۲۳ھ.....۲۰۰۲ء

نام کتاب	:	مکتوبات مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
مرتب	:	محمد حمزہ حسنی
صفحات	:	۳۲۰
طباعت	:	پاریکھ آفسیٹ پرنٹنگ پریس، ندوہ روڈ، لکھنؤ
کمپوزنگ	:	ناشر کمپیوٹرز، امین آباد، لکھنؤ۔ فون: 281223
تعداد	:	ایک ہزار (۱۰۰۰)
قیمت	:	Rs. 65/=

ناشر

سید احمد شہیدؒ اکیڈمی

دار عرفات، میدان پور، تکیہ کلاں، رائے بریلی۔ یوپی

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

نمبر شمار	مضمون		صفحہ
۱	کتاب سے پہلے	مرتب	۴
۲	مقدمہ	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۶
۳	مکتوبات	بنام مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی حسنیؒ	۸
۴	مکتوبات	بنام حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ	۱۴۹
۵	مکتوبات	بنام مولانا محمد منظور نعمانیؒ	۱۶۴
۶	مکتوبات	بنام مولانا عبد السلام قدوائی ودیگر	۱۹۷
۷	مکتوبات	بنام مولانا حکیم سید حسن مثنی ندوی امروہویؒ	۲۱۷
۸	مکتوبات	بنام مولانا سید ابوبکر حسنی صاحب	۲۵۲
۹	مکاتیب	یورپ	۲۹۱

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب سے پہلے

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی پہلی جلد پیش ہے، جس کا پہلا مکتوب ۱۹۳۵ء کا ہے جب کہ مکتوب نگار کی عمر تقریباً بائیس سال تھی، اس میں ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے ممبئی کے سفر اور ڈاکٹر موصوف سے ملاقات اور ان کو دعوت اسلام دینے کا بیان ہے، اس ملاقات کا حال حضرت مولاناؒ نے اپنی سرگذشت حیات ''کاروان زندگی حصہ اول'' میں قلمبند کیا ہے۔

پہلی جلد میں وہ مکتوبات شامل کئے گئے ہیں، جن میں پہلے سفر حج اور شرق اوسط کے دعوتی اور علمی اسفار کی مکمل روداد ہے۔ اور اس دور کی اہم دینی، علمی اور سیاسی شخصیتوں سے ملاقات اور ان سے تبادلہ خیال کا بیان ہے، ان خطوط سے حضرت مولاناؒ کی وہ کوششیں اور خدمات سامنے آئیں گی جو اب تک منظر عام پر نہیں آسکی تھیں۔ مزید برآں اس سے ان ملکوں اور علاقوں کی تصویر سامنے آتی ہے جو اسلام کا گہوارہ تھے لیکن قومی، علمی اور تہذیبی اضمحلال کی وجہ سے مغربی تہذیب وتمدن اور استعمار نے ان پر اپنے پنجے گاڑ دیئے تھے اس کی وجہ سے وہاں کی تہذیب ومعاشرت اور علمی وادبی روایات تبدیلی کے دور سے گذر رہی تھیں۔

حضرت مولاناؒ نے عرب ممالک اور یورپ کے اس دور کے علماء، ادباء، مفکروں، سیاست دانوں، اسلامی دعوت وتربیت کے ذمہ داروں، انجمنوں تحریکوں (اسلامی وغیر اسلامی) اور تعلیمی اداروں (جدید وقدیم) کے جو حالات لکھے اور ان پر جو جچا تلا تبصرہ کیا تھا وہ بالکل درست ثابت ہوا اور ملی، قومی امراض کا جو علاج تجویز کیا تھا وہ آج بھی اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے ان میں مرض کی تشخیص بھی ہے اور دوا بھی۔

کتاب کے آخر میں حضرت مولاناؒ کے پہلے سفر یورپ کے وہ مکتوبات بھی شامل کردیئے گئے ہیں جو انہوں نے اپنے عزیزوں، شاگردوں مولانا معین اللہ ندویؒ، مولانا محمد ثانی حسنیؒ، مولانا ابوالعرفان ندویؒ، مولانا محمد رابع ندوی اور مولانا محمد الحسنی، کے نام تحریر کئے

www.abulhasanalinadwi.org

تھے جو یورپ کے معاشرہ اور وہاں کے علمی اور قومی حالات کی پوری عکاسی کرتے ہیں اور نہ صرف معلومات افزا بلکہ انشاء پردازی کا بہترین نمونہ ہیں، جن کو مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ نے مکاتیب یورپ کے نام سے اپنے مکتبہ اسلام لکھنؤ سے شائع کیا تھا۔

مکتوبات کے جمع وترتیب کا کام راقم سطور نے حضرت مولاناؒ کی زندگی ہی میں شروع کر دیا تھا اور الحمد للہ ایک اچھا خاصا قیمتی ذخیرہ محفوظ ہو گیا ہے، جو ان شاء اللہ مرتب ہو کر منظر عام پر آتا رہے گا، اس میں دعوتی، اصلاحی، ادبی مکتوبات بھی ہیں اور سیاسی بھی، جو ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کی راہ کا سنگ میل ہیں، اور علمی تحقیقی معاملات سے تعلق رکھنے والے بھی، اور وہ بھی جو انھوں نے اپنے خاندان سے وابستہ افراد کو تحریر کئے اور ان کو ہدایات دیں اور اسی طرح ان افراد کے نام بھی جو ان کے دامن فیض سے منسلک رہے اور تربیت وسلوک، تزکیہ واحسان کا سلسلہ رکھا۔ ان میں ایسے ایسے موتی ہیں جو بے مثال آب وتاب رکھتے ہیں۔

جب یہ جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگی تو انشاء اللہ دوسری جلد کی ترتیب شروع ہو چکی ہوگی، اگر توفیق الٰہی شامل رہی تو جلد ہی اس کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔

محمد حمزہ حسنی
محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

www.abulhasanalinadwi.org

مقدمہ

از: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

ایک انسان کا دوسرے انسان کو خط لکھنا ایک اہم انسانی ضرورت ہے، جس کے ذریعہ ایک شخص دوسرے دور افتادہ شخص تک اپنی بات پہونچاتا ہے، بات کو دوسرے تک پہونچانے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے بھیجنے والے فرد کے انسانی فکر واحساس کا آئینہ بھی بنتا ہے، جس میں ہم خط لکھنے والے کے تاثر اور خیال کا ایک عکس دیکھ سکتے ہیں، خطوط نویسی کی ایک تیسری افادیت یہ ہے کہ اس سے خط لکھنے والے کے مشاہدات اور تجربات سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اہل علم عام طور پر اپنے مشاہدات وتجربات سے اپنے خطوط کے ذریعہ اپنے اہل تعلق کو واقف کراتے ہیں۔

اور اسی بناء پر اہل علم کے خطوط کو پڑھنے سے عام طور پر دلچسپی لی جاتی ہے اور مذکورہ بالا خصوصیات کے حامل ہونے پر رہتی دنیا تک ان کو لائق استفادہ سمجھا جاتا ہے، لہٰذا عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بہت سے اہم اشخاص کے خطوط کے مجموعے اکٹھا کئے جاتے رہے ہیں، اور ان کو عمومی استفادہ کے لئے شائع بھی کیا جاتا رہا ہے، ان کا فائدہ کہیں علمی بنیاد پر اور کہیں ادبی بنیاد اور کہیں صرف ثقافتی بنیاد پر پیش نظر ہوتا ہے اور ان ہی دائروں میں ان سے دلچسپی لی جاتی رہی ہے۔

کسی بھی بڑی علمی یا ادبی شخصیت کی وفات کے بعد عموماً اس کے خطوط کو جمع کیا جاتا ہے اور عمومی فائدہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے، ان سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ رخصت ہو جانے والی شخصیت کی یاد کا حق بھی ادا کیا جاتا ہے۔

خطوط کے جمع کرنے کا عمل دو طرح کا ہوتا ہے، ایک تو یہ کہ رخصت ہو جانے والی کسی ایک بڑی شخصیت کے دوسروں کے نام لکھے گئے خطوط جمع کئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ کسی بڑی شخصیت کے نام آئے ہوئے دیگر بڑی شخصیتوں کے خطوط جمع کئے جائیں۔ خطوط جمع کرنے کا کام ان دو طریقوں سے ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ ابھی تقریباً دو دہائی قبل خود مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے نام دنیائے عرب کی عالمی شخصیتوں کی طرف سے آئے ہوئے خطوط کو جمع کیا گیا تھا، جس کو بڑی قدر سے دیکھا اور پڑھا گیا، ان خطوط سے حضرت مولاناؒ کی شخصیت کے وہ پہلو قارئین کے سامنے آئے جن کو عرب علماء وقائدین نے لائق قدردانی

www.abulhasanalinadwi.org

محسوس کیا، اور حضرت مولاناؒ کو عرب دنیا میں کس نظر سے دیکھا جاتا تھا اس پر روشنی پڑی۔

اب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد خود ان کے خطوط جو دوسروں کے نام ہیں جگہ جگہ مجموعوں کی شکل میں شائع کئے جا رہے ہیں ان میں عام طور پر ہر مجموعہ صرف ان ہی خطوط پر مشتمل ہے جو حضرت مولاناؒ کی طرف سے صرف شائع کرنے والے کے نام ہیں، ان خطوط کا دائرہ فکر و خیال اسی شخصیت کے ساتھ محدود ہے جس کے نام یہ خطوط ہیں۔ ان میں بعض خطوط مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے بھی لکھے ہوں گے جن کے مضمون میں بعض نجی پہلو ہوں گے جن کا اپنا ایک مخصوص پس منظر ہوگا جو لکھنے والے کی نظر میں صرف مخاطب تک محدود ہوگا۔ ایسے خطوط میں مندرجہ بعض پہلو اس مخاطب کے علاوہ دوسرے قاری کی سمجھ میں اس طرح نہیں آسکتے جس طرح ان کو سمجھنا چاہئے۔ لہٰذا وہ پڑھنے والے کو ناقص اور بعض وقت نادرست تصور دے سکتے ہوں گے، اس صورت میں مناسب یہ ہوتا ہے کہ ان کو شائع کرتے وقت ان کے واضح نہ ہونے والے حصوں کے متعلق حاشیہ میں پس منظر اور موقع و محل کی وضاحت کردی گئی ہو یا ان کو خاص اور نجی قرار دیتے ہوئے منظر عام سے بچا دیا گیا ہو۔

زیر نظر مجموعۂ خطوط، تا حال شائع کردہ مجموعات خطوط کے درمیان اپنا ایک خاص رنگ رکھتا ہے، اور جو بہت معلومات افزا اور خیال آفریں ہے، ان کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان سے ایک طرف حضرت مولاناؒ کی علمی دعوتی کوششوں کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ دوسری طرف عالم اسلام کی دینی و عملی تحریکات کے سلسلہ میں حضرت مولاناؒ کا مشاہدہ و تصور سامنے آتا ہے، ان میں متعدد معلوماتی پہلو ایسے ہیں جو دوسری جگہ نہیں ملیں گے۔

یہ خطوط مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے عموماً اپنے بڑے بھائی کو جو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مربی بھی رہے تھے اور انہی جیسی تعلق والوں کو لکھے ہیں۔ جن میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ اپنے ذاتی معلومات و تاثرات کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح ان خطوط کی اہمیت غیر معمولی ہو جاتی ہے۔

ان خطوط کو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے مرحوم فاضل بھانجہ مولانا محمد ثانی حسنیؒ کے صاحبزادہ مولوی سید محمد حمزہ حسنی مدیر رسالہ ''رضوان'' نے جمع کیا ہے اور انتخاب میں ان کی افادیت اور قابل اعتبار خصوصیات کا لحاظ رکھا ہے۔

امید ہے کہ یہ مجموعہ خطوط دیگر مجموعات کے درمیان میں اپنی الگ حیثیت اور افادیت کا حامل ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو مفید بنائے اور مقبول فرمائے۔ آمین

محمد رابع ندوی

۱۲ رشعبان المعظم ۱۴۲۲ھ — دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بنام برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

سابق ناظم ندوۃ العلماء

حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ ۲۲ رجمادی الاولی ۱۳۱۱ھ میں اپنے ننہال ہسوہ ضلع فتح پور کے محلہ درگاہ میں پیدا ہوئے ہسوہ میں ہی آپ کی تسمیہ خوانی اور قرآن مجید اور اردو کی ابتدائی تعلیم ہوئی آٹھ سال کی عمر میں والدہ نے ۱۳۱۹ھ میں انتقال کیا، اس کے بعد اپنے دادا جید عالم دین ادیب وانشاپرداز اور مورخ مولانا حکیم فخر الدین خیالیؒ کی خدمت میں رائے بریلی آگئے۔ دادا نے اپنے لخت جگر کی پورے اہتمام سے تربیت فرمائی عربی صرف ونحو اور ابتدائی کتابوں سے فراغت کے بعد لکھنؤ آگئے اور اپنے والد ماجد مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ کے زیر سایہ رہ کر دار العلوم ندوۃ العلماء کے فاضل اساتذہ مولانا سید علی زینبیؒ، مولانا شبلی جیراج پوریؒ، مولانا سلطان محمد کابلیؒ، مولانا شیر علی حیدرآبادیؒ سے نیز بعض درسیات اپنے والد ماجد سے پڑھیں پھر شیخ حسین ابن محسن یمانیؒ سے حدیث کی سند لی۔

۱۳۲۵ھ میں دیو بند گئے اور وہاں ایک سال قیام کیا بخاری وترمذی مولانا محمود الحسن شیخ الہندؒ سے پڑھیں ابوداؤد مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے پڑھی ۱۳۳۰ھ میں لکھنؤ واپسی ہوئی طب کی متداول کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں پھر حکیم اجمل خاں مرحوم کے پاس دہلی جاکر چھ مہینے رہے لکھنؤ واپس آکر سنٹی نیل اسکول میں نویں درجہ میں داخلہ لیا ۱۹۱۵ء میں میٹرک اور ۱۹۱۷ء میں انٹرمیجٹ پاس کیا پھر کینگ کالج لکھنؤ میں داخلہ لیا ۱۹۱۹ء میں بی ایس سی اس طرح پاس کیا کہ کیننگ کالج میں اول پوزیشن اور پوری الہ آباد یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن آئی اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔

۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء میں کنگ جارج میڈیکل کالج میں داخلہ لیا دوران تعلیم والد ماجد حکیم مولانا سید عبدالحئی حسنیؒ کا ۱۵ رجمادی الاخری ۱۳۴۱ھ میں انتقال ہوگیا ۱۳۴۳ ہجری ۱۹۲۵ء میں میڈیکل کالج کے آخری سال کا امتحان پاس کیا ۱۹۲۶ء میں گوئن روڈ لکھنؤ پر مطب کا آغاز کیا۔

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت کی اور ۱۳۴۴ھ میں حج کو تشریف لے گئے اور مدینہ کے علماء حدیث شیخ محمد بن احمد العمری اور شیخ محمود بن احمد التیجانی سے حدیث کی سند لی۔

۱۱ رجمادی الاولی ۱۳۴۲ھ میں مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء کے رکن اور ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ میں نائب ناظم ندوۃ العلماء منتخب ہوئے ۱۳۵۰ھ میں ناظم ندوۃ العلماء منتخب ہوئے اور آخر زندگی تک اس منصب پر فائز رہے ۱۳۷۷ھ میں دار العلوم دیو بند کی مجلس شوری کے رکن منتخب ہوئے۔

۷ رمئی ۱۹۶۱ء کو داعی اجل کو لبیک کہا لکھنؤ میں نماز جنازہ مولانا عبدالشکور فاروقیؒ نے اور رائے بریلی میں مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے پڑھائی حضرت مولاناؒ اس وقت سہارن پور میں تھے اور حظیرہ حضرت شاہ علم اللہؒ میں آسودہ خاک ہوئے۔ رحمہ اللہ وغفرلہ

www.abulhasanalinadwi.org

۲۲؍رجب ۱۳۵۴ھ ۲۱؍اکتوبر ۱۹۳۵ء

خلافت ہاؤس بائی کلہ، بمبئی

برادر محترم مدظلہم العالی　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں کل یکشنبہ کو ۱۱ بجے کے قریب بمبئی پہونچا، خلافت ہاؤس میں قیام کیا، عبدالسلام صاحب (۱) نے مولانا عرفان (۲) کے نام خط دے دیا تھا، یوں بھی وہ آپ سے بخوبی واقف ہیں، عمادی (۳) صاحب دارالعلوم کے ایک ساتھی وہاں موجود ہیں۔ ان سے بہت سہولت ہوئی، اور اب بالکل گھر کی طرح ہے، کھانے اور ناشتے کا وہیں انتظام ہے، کل ہی شام کو شرف الدین صاحب (۴) کی دوکان پر آیا عبدالصمد صاحب (۵) نے کہا کہ ڈاکٹر گوڑ (۶) گئے تھے انہوں نے دوسرے روز ساڑھے آٹھ بجے بلایا دوسرے روز گئے تو کہہ دیا کہ میں مصروف ہوں، ملاقات نہیں ہوسکتی، عبدالصمد صاحب نے کہا کہ میں نے انگریزی میں ایک طویل خط لکھا ہے خلاصہ سنایا تو معقول ومؤثر معلوم ہوا خلافت ہاؤس میں معلوم ہوا کہ مولانا عرفان بھی ملنے گئے تھے، اور زیادہ توقع لے کر نہیں آئے، میں ان باتوں سے دل شکستہ اور مایوس تو نہیں ہوا لیکن فکر پیدا ہوگئی، زیادہ فکر اس کی تھی کہ اگر ملنے سے انکار یا عذر کردیا تو پھر دروازہ ہی بند ہوجائے گا یہاں آنا بالکل بیکار ہوگا، میری کوئی حیثیت نہیں اور نہ وسائل ہیں، اغلب یہی ہے کہ نہ ملیں، یوں ہی لوگ بہت پریشان کرتے ہوں گے، اور بیسیوں ملنے جاتے ہوں گے، تار ہی پڑھنے کی فرصت نہ ہوگی۔

---

(۱) مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی سابق معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء سابق ناظم شعبہ دینیات جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، ندوہ کے ان ممتاز فضلاء میں سے تھے جن پر ادارہ کو ناز ہوتا ہے، مولانا علی میاں کے رفیق درس ہونے کے ساتھ عمر بھر ان کے ہمدم ہم قدم مددگار شریک کار رہے، ادارہ تعلیمات اسلام جس کے بانیوں میں تھے کو عرصہ تک چلایا پھر ناظم دینیات ہوکر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی چلے گئے، سبکدوش ہونے کے بعد دارالمصنفین اعظم گڈھ نے ان کی خدمات حاصل کیں، متعدد کتابوں کے مصنف تھے، ۳۰؍رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ کو وفات پائی اور تھلینڈی ضلع رائے بریلی میں آسودہ خاک ہوئے۔ (۲) مولانا محمد عرفان جو اس وقت آل انڈیا خلافت کمیٹی کے سکریٹری اور خلافت ہاؤس کے ناظم اعلیٰ تھے۔ (۳) مولانا ابراہیم عمادیؒ حضرت مولاناؒ کے رفیق درس تھے اور سفر ممبئی (بسلسلہ دعوت اسلام) میزبان تھے صاحب علم شخصیت کے مالک اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ (۴) شرف الدین کتبی کا مکتبہ قیمہ، عربی کتابوں کے مشہور ناشر۔ (۵) عبدالصمد صاحب مالک قیمہ پریس وشرف الدین اینڈ سنس۔ (۶) ڈاکٹر مظہر الحق گوڑ یوپی کے ایک برہمن خاندان سے تعلق رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ممبئی میں ان کے مکان پر علماء کثرت سے قیام کرتے تھے اور ڈاکٹر صاحب موصوف دینی خدمت اور اشاعت اسلام میں مصروف رہتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آج صبح جانے کا قصد کیا، مولانا عرفان سے پتہ پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ ملنا بیکار ہے، میں اللہ کا نام لے کر چلا، یہاں سے ایک اسٹیشن آگے ''دادر'' بمبئی کے مضافات میں سے ہے، وہیں ان کا مکان ہے، تلاش کے بعد ان کا مکان ملا، میں کوئی وزیٹنگ کارڈ نہیں لے گیا تھا، اس لئے خیال ہوا کہ آج صرف مکان دیکھ کر اور ملنے کا مناسب وقت دریافت کر کے آجاؤں گا، مگر اندر گیا تو معلوم ہوا کہ آج ہی ۱۱ بجے ڈاکٹر صاحب احمد آباد جا رہے ہیں، حسن اتفاق پر خدا کا شکر کیا اور انتظار میں بیٹھ گیا، میرے ساتھ آٹھ دس اچھوت اور منتظر تھے میں نے پوچھا آپ لوگ ہریجن ہیں، انہوں نے کہا ہاں، میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب مہاتما جی (۱) سے ملنے جا رہے ہیں انہوں نے کہا، نہیں ہم لوگ اور ہیں، اور مہاتما جی اور، کچھ دیر کے بعد ڈاکٹر صاحب آگئے، مجھ سے پوچھا کیا کام ہے پھر اوپر آنے کے لئے اشارہ کیا، کمرہ میں گیا تو دیکھا میز پر کتابیں ڈھیر ہیں، جیسے ابھی کوئی پڑھ کر گیا ہے، ان میں قرآن مجید کا ترجمہ علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب کا ''آئیڈیل پرافٹ'' اور کئی کتابیں تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ مطالعہ کرتے ہیں، میں نے کتابیں دیں، اور کہا کہ میں لکھنؤ سے خاص آپ سے ملنے آیا ہوں، اور جو کچھ اس وقت سمجھ میں آیا، کہا، میں نے کہا کہ یہ تاریخ میں پہلا موقع ہے اور شاید آخری، اگر یہ موقع نکل گیا، تو پھر کبھی ہاتھ نہ آئے گا، پوری قوم کو آپ نجات دے سکتے ہیں، صرف سیاسی حیثیت سے اس مسئلہ پر غور نہ کیجئے، بلکہ مذہبی حیثیت سے بھی، مسلمان اس گئی گذری حالت میں بھی بڑے سے بڑا امتحان دے سکتے ہیں، پھر عرب صاحب (۲) کا پیغام پہونچایا، آپ کا بھی ذکر کیا، ڈاکٹر صاحب نے گفتگو توجہ سے سنی، اور کہا کہ یہ میرا اکیلے کا مسئلہ نہیں پوری اچھوت قوم کا ہے، جلدی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، ان کی متحدہ رائے معلوم ہونی چاہئے، میں نے کہا کہ انہوں نے ہر جگہ ناسک (۳) کے فیصلے سے اتفاق کیا ہے، اور آپ پر اپنا اعتماد ظاہر کیا ہے، آپ کی رائے یقیناً موثر ہوگی، لکھنؤ کانفرنس کی رپورٹ آپ نے پڑھی ہوگی، کہا کہ ہاں آج ہی میں نے اخبار میں پڑھی، میں اور جلسے

---

(۱) مہاتما گاندھی۔ (۲) حضرت مولاناؒ کے استاذ شیخ خلیل بن محمد بن حسین یمانی ۱۳۰۴ھ میں بھوپال میں پیدا ہوئے، عربی ادب و زبان اور فن بلاغت میں استادانہ مہارت رکھتے تھے، عربی زبان سکھانے اور اس کو آسان بنا کر پیش کرنے کی بڑی صلاحیت اور قابلیت تھی، بہت رقیق القلب اور یمنی اخلاق وخصائل کے پیکر تھے، جب قرآن مجید پڑھتے تو ان کے ساتھ سننے والوں کے بھی آنسو جاری ہو جاتے، ان کا لکھنؤ کا گھر ایسا مدرسہ تھا جہاں ہر طرف سے طلباء آکر سیراب ہوتے، ۲۰/ جمادی الاولی ۱۳۸۶ھ میں کراچی میں وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ
(۳) ناسک صوبہ مہاراشٹر کا شہر۔

www.abulhasanalinadwi.org

طلب کروں گا، اوران سے مشورہ لوں گا اس کے بعد میں نے اسلام میں مساوات پر مختصر سی گفتگو کی، اورانہوں نے توجہ سے سنی میں نے کہا کہ میں آپ ہی کے لئے پڑا ہوا ہوں، جو خدمت میرے اور میرے خاندان کے لائق ہو، فرمائیے، آپ کب تک واپس آئیں گے، کیا میں اس وقت تک ٹھہروں، کہا کہ پہلی دوسری نومبر تک، آپ کے ٹھہرنے کی ضرورت نہیں، جو فیصلہ ہوگا، سب کو اس کی اطلاع ہوجائے گی، یہ خلاصہ ہے ہماری گفتگو کا، چند باتوں کا میں نے خاص طور سے لحاظ کیا، ا۔آدمی سنجیدہ اور معقول ہے، ۲۔اسلام کا اچھا مطالعہ کر رہا ہے، ۳۔قوم کو اس پر بہت اعتماد ہے۔

وہاں سے نکلا تو ہریجنوں میں سے دو چار آدمی میرے پاس آئے، اور بڑے اشتیاق سے پوچھا کہ کیا گفتگو ہوئی میں نے کہا کہ آپ لوگوں کا کیا بچار ہے، کہا کہ جو ڈاکٹر صاحب فرمائیں، انہیں تو اچھوتوں کی خدمت کرنی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں نے فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا، اور اللہ کی حجت تمام ہوچکی، (۱) اب یہ اس کی اور قوم کی قسمت پر ہے، لیکن اس کے فیصلہ کا انتظار نہیں کرنا چاہئے اور اس سے پورے طور پر مطمئن نہیں ہونا چاہئے، مسلمانوں کو اپنا کام کرنا چاہئے، پہلا کام یہ ہے، دیہاتوں اور گاؤں میں اور ہر جگہ سب سے پہلے ان کو اپنی حالت کا احساس دلانا چاہئے، اوراس کی اچھی تدبیر یہ ہے کہ ڈاکٹر کی ناسک والی تقریر ان کی زبان میں شائع کرکے تقسیم کی جائے، اس کے بعد اسلام میں مساوات وغیرہ پر تبلیغی مضامین تقسیم کئے جائیں اور اس سے بڑھ کر عملاً مل کر اور دورہ کر کے کام کیا جائے، یہ کام فوراً شروع ہوجانا چاہئے۔ اگر آپ کی رائے ہو تو ایک مضمون گجراتی میں ترجمہ کرا کے یہاں اور خصوصاً ناسک میں تقسیم کردیا جائے، اس کے لئے واپسی میں، میں خود ناسک چلا جاؤں گا۔ اگر اب آپ یہاں میرا ٹھہرنا مفید نہ سمجھیں تو کرایہ اور نیز کچھ تھوڑی سی رقم طباعت کیلئے بھیج دیجئے۔

عرب صاحب کو بھی خط دکھا دیجئے گا، یا مضمون سنا دیجئے، مولوی محمد علی صاحب (۲) مدراس میں ہیں اور محی الدین قصور میں، جواب جلد دیجئے۔ آپ کا علی

---

(۱) إنك لا تهدي من أحببت ولكن الله يهدي من يشاء کی تفسیر سامنے آئی ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنی اور اپنی قوم کے لئے بدھ مت کو انتخاب کیا اور غالباً ان کو اپنی زندگی ہی میں اس انتخاب کی غلطی کا احساس ہوگیا کہ اس تبدیلی سے ان کی قوم کی حالت نہیں بدلی۔ (۲) مولوی محمد علی قصوری و مولوی محی الدین قصوری فرزندان مولانا عبدالقادر قصوریؒ جو غیر مسلموں میں تبلیغ و دعوت کے کام سے بڑی دلچسپی لے رہے تھے اور فراخ دلی سے خرچ کرتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

برادر معظم ومحترم متعنا اللہ بطول بقائہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پرسوں نصف شب میں ہم اپنے پہلے دورہ سے خیر وکامیابی کے ساتھ واپس آئے اکوڑہ (۱) سے ایک کارڈ لکھا تھا جو ملا ہوگا، اکوڑہ کے بعد ہنڈ (۲) گئے خادی خاں (۳) مقتول کے ورثہ سے ملاقات ہوئی، اور شب کو انہیں کے مہمان رہے، ایک صاحب جوان میں سے حالات سے سب سے زیادہ واقف تھے چھٹی پر آئے ہوئے تھے، انہوں نے خود بھی اپنے بزرگوں کے اور اپنے قصبہ کے حالات بڑی محنت سے جمع کئے ہیں، اور ہماری سیرت (۴) کے اقتباسات بلکہ صفحہ کے صفحہ نقل کئے ہیں، انہوں نے رہنمائی کی اور تمام آثار دکھائے، ہم نے اپنا تعارف نہیں کرایا تھا، انہوں نے سید صاحب کی بڑی مدح کی اور ان کی حقانیت، خدارسی اور بے غرضی کی بڑی تعریف کی، طبعی طور پر اپنے جد ومورث کی طرف سے معذرت وتاویل کی، اور اس افسوس ناک اختلاف کو غلط فہمی پر محمول کیا۔ خادی خاں کے پرپوتے نے اپنے جد کا مکان دکھایا اور واقعات اور ان کے مقامات کی نشاندہی کی۔

ہنڈ سے ہم مانیری (۵) آئے جس کا ذکر سیرت میں بار بار آیا ہے، ایک رات ہم نے وہاں بھی گذاری دوسرے روز ذوق وشوق کے ساتھ پنجتار کا رخ کیا جو سید صاحب اور آپ کے رفقاء کا اصل مستقر تھا، مانیری سے سوات (میاں گل کی ریاست) میں ۸، ۹ میل کے فاصلہ پر پہاڑوں کی بالکل گود میں ہے دوپہر کو ہم وہاں پہونچ گئے، اور حسن اتفاق کہ فتح خاں مرحوم (۶) (سید صاحب کے داعی اور میزبان) کے پرپوتے دوست محمد خاں کے مہمان ہوئے، فتح خاں کے حقیقی پوتے عطا محمد خاں اور ان کے بھتیجے شاہ پسند خاں اور ان کے دوسرے اعزہ سے ملاقات رہی، خان خیل (فتح خاں کی اولاد) کے ۱۰-۱۵ گھر ہیں ایک بلند

---

(۱) حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کی پہلی جنگ اکوڑہ میں ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی۔
(۲) ہنڈ اہل سمہ کے بڑے سردار خادی خاں کا صدر مقام تھا خادی خاں کی دعوت پر حضرت سید صاحب ہنڈ میں قیام پذیر ہوئے۔ (۳) خادی خاں نے اکوڑہ کی جنگ کے بعد حضرت سید صاحب سے بیعت کی اور آپ کی ہمراہی اختیار کی بعد میں شریعت کے نفاذ سے اس کے مفادات کو نقصان پہونچا تو اس نے قدیم افغانی روایات کا جھنڈا اٹھایا اور بغاوت کرکے سکھوں سے مل گیا جس کے نتیجہ میں مقتول ہوا۔ (۴) سیرت سید احمد شہید۔ از حضرت مولاناؒ۔ (۵) مانیری ہنڈ کے قریب ایک مقام ہے۔ (۶) سردار فتح خاں پنجتار کے رئیس تھے اور حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت جہاد کی اور آپ کو پنجتار لاکر اس کو مجاہدین کی چھاونی بنایا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ٹیلہ پر پہاڑی چشمہ کے کنارہ، چاروں طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، نہایت محفوظ اور خوش منظر جگہ ہے اور اسی قابل ہے کہ فوجی مستقر اور نو آبادی بنائی جائے، سید صاحب کے بعد کئی مرتبہ تباہ اور مسمار ہوا، اب قلعہ کی فصیل کے نشانات اور پتھروں کے ڈھیر کے سوا، اس کاروان رفتہ کا وہاں کوئی نشان نہیں، سید صاحب کی فرودگاہ کی جگہ ایک مسطح زمین باقی ہے، سید صاحب کا بنایا ہوا تہ خانہ بھی ہے، لیکن اس ویرانی کے باوجود ان سب مقامات میں سب سے زیادہ انس اور کشش وہاں معلوم ہوئی، اور پرانے مناظر کے تصور سے آنکھیں پر آب آ گئیں اور دل بھر آیا، سارا نقشہ یاد آیا کہ تین سو مجاہدین اور ابرار کا مسکن تھا، ہر وقت یہ جگہ ذکر اللہ اور ذکر جہاد فی سبیل اللہ سے معمور رہتی تھی، بہت کوشش کی کہ کوئی تاریخی یادگار یا نشانی مل جائے ہمارے میزبانوں نے بھی بہت کوشش کی، مگر نہ مل سکی، دو وقت اس خاندان کی دونوں شاخوں کے مہمان رہے، واپسی میں اس قصبہ کے متصل دوسرے قصبہ غرغشتو میں گئے، وہاں کے سادات جو اپنے کو حسنی بتلاتے ہیں نہایت محبت اور تکریم سے پیش آئے، اور ٹھہرنے کے لئے اصرار کیا، ان کے پاس پشتو زبان میں ان حالات کی ایک مفصل تاریخ اور روداد ہے جو کہیں مستعار گئی ہوئی تھی، انہوں نے اس کے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔

اب صرف بالاکوٹ کی مہم باقی ہے، انشاء اللہ آئندہ سنیچر ۲۶/مارچ تک وہاں کے لئے روانہ ہو جائیں گے، ابھی یہاں بھی سردی ہے، وہاں سے واپس لاہور دہلی ہوتے ہوئے لکھنؤ، ایک کارڈ ہم نے عمران خاں صاحب (۱) کو بھی لکھ دیا ہے، ۲۰ مارچ کی انہوں نے یوں بھی اجازت دی تھی، یکم اپریل تک کی مزید اجازت طلب کی ہے۔

چونکہ یہ پورا مہینہ ہمارا دارالعلوم سے دور گزر رہا ہے، اور کوئی کام بھی ہم نے نہیں کیا، اس لئے ہماری خواہش ہے کہ اس مہینہ کی ہم تنخواہ نہ لیں، ہمارے روپیہ میں سے جو بنک میں ہے اپریل کا خرچ دیدیا جائے۔

معلوم نہیں مولانا (۲) مدظلہٗ کا مزاج اب کیسا ہے، آپ کو شاید کچھ علم ہو علاج کا حال بھی معلوم نہیں، گھر میں سب کو سلام، محمد سلمہ کو دعا و پیار۔

مولانا جعفر صاحب کی ایک تقریر پر وارنٹ کے جاری ہونے کی اطلاع تھی مگر وزارت نے مقدمہ چلانے کی اجازت نہیں دی ایک وزیر جلسہ میں موجود تھے انہوں نے ان کی صفائی

---

(۲) مولانا محمد عمران خاںؒ، سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء (۲) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور براءت کی، یہ اس لئے لکھ دیا کہ کہیں غلط افواہ سے تشویش نہ ہو الحمدللہ ہر طرح خیر وعافیت ہے۔ پھوپھامیاں (۱) کی خدمت میں سلام یہ خط وہ بھی ملاحظہ فرمالیں دوسرا خط بوبو (۲) کو دیدیجئے۔

۲۰ رمارچ ۴۴ء

والسلام مع الاکرام
خاکسار ابوالحسن علی
معرفت اے، آر، ارشد، ای، ایس، بی، پشاور،

برادر معظم ومحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

کل رات ۳۵-۸ بڑے آرام وعافیت سے دہلی پہونچے، راستہ میں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوئی، نظام الدین پہونچے تو ساری جگہ آدمیوں سے آباد اور بھری ہوئی نظر آئی، حضرت (۳) کے آخری ایام کا ایک ہلکا سا منظر تھا، مولانا عبدالقادر صاحب (۴) بھی تشریف لائے ہوئے تھے، ملنے پر آپ کی خیریت دریافت کی اور آپ کو یاد فرمایا، جماعتیں آئی ہوئی تھیں، بھوپال کی جماعت بھی تھی، اور مرادآباد سے چونسٹھ ۶۴ آدمیوں کی جماعت آئی ہوئی تھی، جو دوسرے روز میوات دورہ کے لئے جارہی تھی، اس وقت افسوس ہوا کہ لکھنؤ سے پوری جماعت لے کر کیوں نہ آئے، اگر لکھنؤ سے لوگ آتے تو اس موقع سے بڑے مسرور اور مستفید ہوتے، جلسہ بڑے اہتمام سے ہونے والا ہے، کل صبح کراچی کی جماعت کی آمد ہے، یہ رائے بھی قائم ہوئی کہ طلباء اور اساتذہ کا آتے رہنا بہت ضروری ہے، دینی وروحانی ماحول قائم ہے اور یہاں رہنے سے جو فائدہ ہوتا ہے وہ بہت اہم ہے مولوی منظور احمد صاحب (۵) جن کو آپ نے بھیجا تھا، ملاقات ہوئی، وہ یہاں آنے پر اللہ کے بڑے شکر گذار ہیں، اور آپ کے لئے دعا گو رہتے ہیں کہ آپ کے اصرار سے انہوں نے یہاں کے لئے عجلت کی، انہوں نے بڑا فائدہ اٹھایا ہے اور یہاں کے لوگ بھی ان کے بڑے مداح ہیں۔

کل ہفتہ کے روز صبح انشاء اللہ ہوڈل (۶) ریلوے اسٹیشن کے ذریعہ گلالتہ (۷) جانا

---

(۱) مولانا محمد طلحہ حسنیؒ۔ (۲) امۃ اللہ تسنیم مرحومہ (۳) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۵) مولوی منظور احمد ندوہ میں مدرس تھے۔ (۶) ہوڈل ضلع گڑگاواں صوبہ ہریانہ کا ایک قصبہ ہے۔ (۷) گلالتہ صوبہ ہریانہ میں ایک مقام کا نام ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے جہاں جلسہ ہورہا ہے، دوشنبہ کو انشاء اللہ واپسی ہوگی، اگر اللہ نے چاہا تو آئندہ جمعرات کو ہماری یہاں سے روانگی ہوگی، حاجی عبدالرحمٰن صاحب (۱) تشریف رکھتے ہیں، وہ جلسہ میں جارہے ہیں، عزیزی محمد ثانی (۲) ہم سے ایک روز پہلے یہاں پہونچ گئے تھے ممکن ہے جلسہ میں جائیں پھر مہینہ چالیس دن یہاں قیام کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ گھر میں ہمشیرہ صاحبہ بھاوج صاحبہ کو سلام، خیریت کہہ دی جائے، مولوی سلیم صاحب (۳) خیریت سے ہیں ان کے گھر میں خیریت کہہ دی جائے۔

۲/ذوالقعدہ ۱۳۶۳ھ　　　　خاکسار ابوالحسن علی

برادر مخدوم و معظم ادام اللہ ظلہ　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا، منگل کو دہلی بعافیت پہونچ کر دوسرے روز شیخ الحدیث صاحب (۴) کے ساتھ سہارن پور آئے، حضرت مولانا عبدالقادر صاحب (۵) کو ہماری آمد کی اطلاع تھی، وہ دہرہ دون سے تشریف لے آئے، ان کے معیت میں قیام ہے کل ان سب حضرات اور مولوی یوسف صاحب (۶) کی ہمراہی میں گنگوہ جانا ہے، وہاں سے واپسی پر ۸/جولائی اتوار کو راولپنڈی روانگی، ۹/کو انشاء اللہ پھگواڑی پہونچنا ہے، جہاں مولوی مظفر صاحب (۷) ملیں گے، ان کے ساتھ یا سری نگر یا ان کے وطن یا ایبٹ آباد اور وہاں

---

(۱) حاجی عبدالرحمٰن مولانا محمد کاندھلویؒ برادر بزرگ مولانا محمد الیاس کاندھلوی کے شاگرد تھے میوات کے رہنے والے تھے اٹاوڑ کے ایک غیر مسلم بنیا گھرانہ میں پیدا ہوئے بچپن میں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مولانا محمد کاندھلویؒ کے ہاتھ پر اسلام لائے ان ہی سے قرآن مجید اور دینی تعلیم حاصل کی اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے بیعت کی مولانا محمد الیاس کاندھلوی کے کاموں کے رفیق اور معاون رہے غیر مسلموں میں تبلیغ آپ کا خاص ذوق تھا ہزار سے اوپر آدمی آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے، میوات کے رسوم کی اصلاح آپ ہی کی کوششوں سے ہوئی ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔
(۲) مولانا محمد ثانی حسنیؒ حضرت مولانا کے بھانجے (۳) مولوی سلیم صاحب مرکز اصلاح وتبلیغ کی مسجد کے موذن اور بہت نیک وعبادت گذار شخص تھے۔ (۴) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۶) مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت تبلیغ۔
(۷) مولانا سید مظفر حسین شاہ ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل اور تبلیغی تحریک سے وابستہ تھے، آپ ضلع باغ کے ایک گاؤں سوہاوہ میں ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے، گیارہ سال کی عمر میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے ۱۹۴۱ء میں فارغ ہوکر دارالعلوم میں ہی عربی زبان وادب کے استاذ مقرر ہوئے، تقسیم ہند کے بعد اپنے وطن میں انسپکٹر آف اسکولز اور کالجز کی حیثیت سے خدمات انجام دیں، نور ایمان کے نام سے اسلامیات کے مضمون کے لئے ایک سلسلہ کتب تصنیف کیا جو کشمیر کے تعلیمی اداروں میں رائج ہوا، ۹/نومبر ۲۰۰۱ء کو وفات پائی رحمہ اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

سے مانسہرہ وہاں سے ڈاڈر (صحت گاہ) جہاں ارشد صاحب (۱) کا قیام ہے وہاں سے براہ گڑھی حبیب اللہ و مظفر آباد، پونچھ کو، بالاکوٹ تھوڑی دیر جا کر جیسا مولوی مظفر صاحب کے مشورہ سے طے ہو جائے، ان کی اور دہلی میں بعض حضرات کی رائے سری نگر کی تاخیر کی ہے، غرض ابھی طے نہیں ہے، لکھنؤ سے جو لوگ آئیں وہ راولپنڈی یا پھگواڑی گھیوا خاں دکاندار سے معلوم کر لیں۔ مگر ہمارے نزدیک کشمیر آنے سے دہلی اور میوات جانا زیادہ مفید ہے۔

ابراہیم (۲) دہلی میں نہیں تھے ان کی امانت رکھوا آئے، مولانا کی سیرت (۳) شائع ہو گئی کچھ دنوں کے بعد پہونچے گی۔

گھر میں سب کو سلام ودعا۔ والسلام مع الاکرام

خاکسار علی، سہارن پور۔ ۵/ جولائی ۴۵ء

۱۱/ جولائی ۴۵ء حضرت برادر معظم و محترم مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، کل ۱۰/ جولائی کی شام کو راولپنڈی پہونچے، ایک روز مولانا احمد علی صاحب (۴) کے ارشاد سے لاہور میں قیام رہا۔

اس وقت تک کی مختصر روداد یہ ہے کہ دہلی سے شیخ الحدیث صاحب (۵) کی معیت میں سہارنپور آئے، مولانا عبدالقادر صاحب دہرہ دون سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، دوسرے روز مولانا یوسف صاحب (۶) بھی دہلی سے تشریف لے آئے، جمعہ کے روز صبح دہلی کی ایک تبلیغی جماعت کے ساتھ گنگوہ گئے، پیچھے سے مولانا عبدالقادر صاحب شیخ الحدیث اور مولوی یوسف صاحب بھی تشریف لے آئے سنیچر کو دوسرے روز ان تینوں حضرات کی معیت میں سہارنپور واپسی ہوئی، وہاں پشاور کے کچھ اشخاص، کچھ دہلی کے اور مولوی یعقوب صاحب ہزاری (کراچی والے) ساتھ ہوئے۔

---

(۱) اے، آر، ارشد، سکریٹری مجلس سیرت پشاور صوبہ سرحد کے رجل رشید ہی نہیں بلکہ ارشد تھے۔ ۴۴ء میں حضرت مولانا سے ملاقات کے بعد تبلیغی کام سے ایسا تعلق ہوا کہ پشاور کلکتہ جاپان اور حجاز میں اس کام کو پھیلایا، جاپان میں تو ان کے ہاتھوں قبول اسلام کا دروازہ کھل گیا۔ ۱۴ شعبان ۱۳۸۳ھ کو مدینہ طیبہ سے جدہ جاتے ہوئے احرام کی حالت میں موٹر کے حادثہ میں جاں بحق ہوئے اور جنت المعلی میں آسودہ خاک ہوئے رحمہ اللہ۔ (۲) سید ابراہیم حسنی برادر سید احمد الحسنی مرحوم جو حضرت مولانا کے عزیز تھے۔ (۳) مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت۔ (حضرت مولاناؒ کی کتاب مراد ہے) (۴) حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جو حضرت مولانا کے استاد اور مرشد تھے، (۵) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۶) مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

۸؍جولائی کو سہارن پور سے جالندھر آئے، وہاں سے دو طالب علم محمد اقبال اور منظور ساتھ ہونے والے تھے، دو گاڑیاں ہجوم کی وجہ سے چھوڑنی پڑیں، تیسری گاڑی میں صبح ۴ بجے روانہ ہو کر لاہور پہونچے۔

مولوی یعقوب صاحب کے مشورہ سے طے ہوا کہ کشمیر کا سفر شروع کرنے سے پہلے تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ سے فرصت کر لی جائے، انہوں نے وہ مرکز معیّن کئے جہاں کام کے قبول ہو جانے سے سارے ضلع ہزارہ میں کام ہوسکتا ہے۔ ان میں سب سے پہلے درویش (ہری پور) جہاں قاضی صدرالدین صاحب مجددی سلسلہ کے ایک بڑے شیخ طریقت اور عالم ہیں، جن سے ملنے کے لئے مولوی منظور صاحب (۱) کانپور آئے تھے، اور ہمیں بھی دعوت دی تھی، وہاں دو روز قیام کر کے ہری پور سے ۴ میل دور کھلابٹ دو روز قیام کے بعد صوابی سیرہ کھلابٹ سے ۶ میل دور مولانا عبدالمومن صاحب دیوبندی (۲) کی خدمت میں جو وہاں کے مرجع علماء ہیں پھر وہاں سے ۳ میل پر کلینجر مولانا عبدالرؤف صاحب کی خدمت میں پھر وہاں سے ۳ میل بدوڑہ، اس میں ایک ہفتہ لگ جائے گا۔

مولوی مظفر صاحب (۳) کی رائے تھی کہ سری نگر سے پہلے ان کے علاقہ سے فرصت کی جائے، تاکہ موسم سے کچھ مناسبت بھی پیدا ہو جائے۔ ان کو ضلع ہزارہ کے پروگرام کی اطلاع نہیں، اس لئے کہ یہ اس سفر میں بنا ہے وہ پھگواڑی تحصیل مری میں ہوں گے، اور ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے یہاں سے تین روپیہ کرایہ ہے آج ایک صاحب کے ہاتھ خط بھیجا ہے اور ان کو بلایا ہے تاکہ اس پروگرام پر مشورہ ہو جائے۔ اگر طے ہو گیا تو ہم کل ۱۲؍جولائی کو (بشرطیکہ مولوی مظفر صاحب کل صبح تک آجائیں) ہری پور چلے جائیں گے، ورنہ جو کچھ طے ہو گا اس کی اطلاع کل انشاء اللہ دیں گے۔

لکھنؤ سے اگر کوئی صاحب آئیں تو اسٹیشن کے قریب صدر بازار میں قریشی ہوٹل میں ہمارا پروگرام معلوم کر لیں یا زیادہ بہتر یہ ہے کہ شہر آ کر جامع مسجد کے امام صاحب سے دریافت کر لیں اگر ہمارا چک حیدرآباد سے آ گیا ہو (ہماری ڈاک میں دیکھ لیا جائے دونوں جگہ مکان پر بھی اور دارالعلوم میں بھی) تو پچاس روپئے نیز خطوط اس پتہ پر بھیجے جائیں ہم کو

(۱) مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) مولانا عبدالمومن دیوبندیؒ بڑے صاحب علم وفضل شخص تھے۔
(۳) مولانا سید مظفر حسین شاہ ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

۸/۱۰ دن میں واپسی میں مل جائیں گے۔

Abul Hasan C/o. Mr.M. S. Qurashi, Jamil Villa, Sunny Bank, Murree.

قریشی صاحب (۱) کوہ مری پر ہیں، انہیں کے پتہ پر بھیجا جائے، سری نگر یا مظفر صاحب کی طرف جاتے ہوئے بہر حال مری ہوکر جانا ہے چک کے ٹوٹنے کا انتظار نہ کیا جائے چک کو دارالعلوم کے حساب میں داخل کر کے روپیہ بھیج دیا جائے۔

مسلسل سفر اور معمولات کے فرق کی وجہ سے صحت پر اثر پڑا ہے، کچھ دن کہیں قیام ہو تو شاید اعتدال پیدا ہو۔

دوسرا پرچہ ہمشیرہ کو دیدیجئے، بھابھی جان کو سلام اور محمد میاں سلمہ (۲) کو دعا

۱۱/ جولائی ۴۵ء، جامع مسجد راولپنڈی خاکسار علی

برادر مخدوم و معظم ادام اللہ ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، پرسوں چہارشنبہ ۱۱/ جولائی کو مولوی مظفر شاہ (۳) پھگواڑی سے راولپنڈی خط پا کر آ گئے، کل اور پرسوں، شام کو ایک نہایت صحیح الخیال موحد عالم مولانا غلام خاں صاحب (۴) خلیفہ مولانا حسین علی صاحب نقشبندی (۵) سے (جو اس پورے علاقہ میں توحید کی دعوت کے علمبردار ہیں، اور حضرت سید صاحب کے

---

(۱) محمد شفیع قریشی صاحب۔ (۲) مولانا محمد الحسنیؒ حضرت مولانا کے بھتیجے۔ (۳) مولانا سید مظفر حسین شاہ ندوی (۴) مولانا غلام اللہ خاں صاحب مشہور عالم اور شیخ طریقت بزرگ تھے موصوف ۱۹۰۵ء میں ضلع اٹک کے ایک گاؤں دریہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مولانا احمد دینؒ سے حاصل کی تفسیر قرآن مولانا حسین صاحب نقشبندی سے پڑھی دورۂ حدیث کی تکمیل ڈابھیل (گجرات) کے جامعہ اسلامیہ میں کی اور مولانا حسین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت سے سرفراز ہوئے مولانا غلام اللہ خاںؒ نے اپنی پوری زندگی علم دین اور کتاب وسنت کی اشاعت میں لگا دی ہزاروں افراد نے ان سے استفادہ کیا اور قرآن مجید کی تفسیر و تعلیم سے ان کو خصوصی دلچسپی تھی اس کی وجہ سے شیخ القرآن کے لقب سے معروف ہوئے اسی کے ساتھ مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادی میں حصہ لیا تقسیم ہند کے بعد سیاست سے علیحدہ ہو کر شرک و بدعت کے خلاف جد و جہد کی ان کی کوششوں سے عوام میں اصلاح عقائد و اعمال کا بڑا کام ہوا، ۲۷/ مئی ۱۹۸۰ء کو دبئی میں وفات پائی اور راولپنڈی میں آسودہ خاک ہوئے۔ (۵) مولانا حسین علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۶۶ء کو واں بھچراں ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد سے تعلیم حاصل کی پھر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور سند حدیث حاصل کی ان کے اساتذہ میں مولانا محمد مظہر نانوتوی اور مولانا احمد حسن کانپوری تھے، خواجہ محمد عثمان دامانیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے ان کی وفات کے بعد خواجہ سراج الدینؒ کی طرف رجوع کیا اور ان سے خلافت حاصل کی رجب ۱۳۶۳ھ میں وفات پائی متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہایت معتقد و قائل ہیں) تبادلہ خیال رہا جو ہماری مسرت اور ان کی طمانیت کا باعث ہوا۔
کل پنجشنبہ کو ہری پور، سابق نظام کے مطابق جس کی تفصیل لکھی جا چکی ہے، آئے اس تحصیل میں کام ختم کر کے غالباً ایبٹ آباد، مانسہرہ جانا ہوگا، اور اغلب یہ ہے کہ مظفر آباد کے راستہ سے سوہاوہ اور وہاں کچھ ٹھہر کر سری نگر جانا ہوگا، آئندہ کی تفصیلات انشاء اللہ عرض کی جائیں گی۔

امید ہے کہ آپ سب بخیر و عافیت ہوں گے، مظفر صاحب کا سلام

خاکسار

علی

۱۳؍جولائی ۱۹۴۵ء

ابوالحسن علی
معرفت محمد شفیع صاحب قریشی
جمیل ولاسنی، بینک مری

باسمہٖ

برادر معظم و مخدوم ادام اللہ مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، کل ۲۰؍جولائی کو ہم لوگ ہری پور کی تحصیل نیز ضلع کیمبل پور کی تحصیل اٹک کا پروگرام ختم کر کے کوہ مری پہونچے، اس عرصہ میں اتنی نقل و حرکت رہی کہ خط لکھنے کا موقع نہیں مل سکا مختصر روداد سفر عرض ہے۔
شہر ہری پور پہونچ کر ہم لوگ براہ راست درویش چلے گئے جو قاضی صدرالدین صاحب مجددی (۱) کی جائے قیام ہے، جو اس نواح کے مشہور عالم، شیخ طریقت ہیں اور اس وقت فن سلوک اور بالخصوص حضرت مجدد صاحب کے سلوک کے بڑے ماہر ہیں، افسوس ہے کہ وہاں پہونچ کر معلوم ہوا کہ حضرت مانسہرہ تشریف لے گئے ہیں، رات کو قیام رہا دوسرے روز نماز جمعہ سے پہلے ہم لوگ ہری پور شہر آئے، یہاں خواجہ عبدالرحمن صاحب مشہور قادری بزرگ جو اس نواح کے بڑے مقبول شیخ تھے کا قائم کیا ہوا مدرسہ رحمانیہ ہے جو پورے صوبہ سرحد کا سب سے بڑا دارالعلوم ہے وہاں کے مہتمم صاحبزادہ عزیز الرحمن صاحب (۲) اور

(۱) قاضی صدرالدین مجددیؒ نے مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت پائی تھی، جو خواجہ سراج الدینؒ موسیٰ زئی کے خاص خلفاء میں تھے۔ (۲) قاضی عزیز الرحمن عالم اور فقیہ تھے ہزارہ کے قریب کسی گاؤں میں پیدا ہوئے اور نشوونما پائی تعلیم کے بعد تدریس میں مشغول ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

صدر مدرس مولانا خلیل الرحمٰن صاحب دیوبندی (۱) سے ملاقات ہوئی اور کام کے متعلق مشورہ ہوا، تین مسجدوں میں نماز پڑھی اور اس کی دعوت دی، کہ آج کی رات جھور شریف (خانقاہ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب) میں قیام کیا جائے، چنانچہ ایک جماعت جس میں حکیم عبدالسلام صاحب صدر مجلس احرار سرحد، خاص طور پر قابل ذکر ہیں، وہاں شب باشی کے لئے پہونچی، وہاں تقریر و مذاکرہ رہا، صاحبزادگان نے بڑی تواضع اور اکرام کیا جماعت بھی بنی، دوسرے روز ہم لوگ کھلابٹ گئے، جو وہاں سے ۳-۴ میل پر مشہور قصبہ ہے، وہاں کے قاضی صاحب نے کام میں حصہ لینے کے لئے ایک تحریر کا مطالبہ کیا، جس میں اس بات کا اقرار ہو کہ ہم لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ استمداد حیاً و میتاً درست ہے اور یہ کہ حضورؐ امداد فرما سکتے ہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ نے بڑی حفاظت فرمائی اور اس سے معذرت کی گئی، انہوں نے کہا کہ پھر گفتگو ختم، اس کی برکت یہ ہوئی کہ قصبہ کے بعض معززین اور مسلمانوں کی ایک جماعت کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت پیدا کردی کہ دوسرے گاؤں تک ساتھ گئے۔ اور بڑے اکرام و احترام کے ساتھ مشایعت کی، بعض رؤسا رات بھر ساتھ رہے، دوسرے گاؤں والوں نے بڑا اکرام کیا اور پرتکلف دعوت کی اور ہر طرح ساتھ دیا جماعت بنی، وہاں سے کئی مقامات سے ہوتے ہوئے کہیں کہیں جماعتیں بناتے ہوئے سرائے صالح پہونچے جو ایک مرکزی قصبہ ہے وہاں بھی جلسہ ہوا، گشت ہوا اور جماعت بنی، ہری پور واپسی پر سکندر پور کے مدرسہ احمدیہ کے منتظمین نے دعوت پیش کرنے کی دعوت دی، یہ مدرسہ مولانا احمد صاحب (۲) تلمیذ رشید مولانا رشید احمد صاحب کا قائم کیا ہوا ہے اور اس جوار کا مشہور تعلیمی مرکز ہے وہاں بھی جماعت بنی جس میں اساتذہ و طلباء نے گشت کرنے کا وعدہ کیا، حلقہ بھی تجویز ہو گیا، اور اسی پنجشنبہ سے انہوں نے کام شروع کرنے کا ارادہ کر لیا، یہ اس سفر کی ایک بڑی مسرت تھی، بعض معلمین کو شرح صدر ہو گیا،

(۱) مولانا خلیل الرحمٰن دیوبندی بچپن ہی سے حصول علم میں مشغول ہوئے رام پور میں مدرسہ عالیہ کے اساتذہ سے منطق، حکمت پڑھی پھر دیوبند جا کر فقہ اور حدیث کا درس لیا فراغت کے بعد وطن واپس ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ (۲) مولانا محمد احمد بڑے صاحب علم و فضل شخصیت کے مالک تھے ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں پھر دارالعلوم دیوبند آئے اور وہاں کے فاضل اساتذہ سے حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی فراغت کے بعد وطن واپس ہوئے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا، ان کو بڑی مقبولیت ملی اور رجوع عام ہوا ۱۷ صفر ۱۳۳۱ھ کو وفات پائی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہری پور خانقاہوں اور مدرسوں کا مرکز ہے اور اس حیثیت سے سارے صوبہ سرحد کم سے کم ضلع ہزارہ کا قلب ہے، ملکیار بھی ایک خانقاہ نما بستی ہے جیسے ہمارا تکیہ، وہاں کے بزرگ مولوی کریم عبداللہ صاحب نے بڑے اصرار سے بلایا اور بڑی خاطر کی، گشت بھی ہوا اور جماعت بھی بنی، ان کو بھی اس کام سے کافی لگاؤ پیدا ہوگیا ہے، تیسرے مولانا تھانویؒ کے ایک مرید حافظ صاحب ہیں وہ بھی اس سے مطمئن ہیں اور انشاءاللہ کام کریں گے، مولوی حکیم عبدالسلام صاحب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب، مولوی عبدالشکور صاحب سب مرکزی اشخاص ہیں اور برابر موید شریک رہے۔

ملکیار، سے ہم لوگ درویش آئے اللہ تعالیٰ کا کرنا کہ قاضی صدرالدین صاحب بغیر کسی طلب کے خود بخود مانسہرہ سے تشریف لے آئے گویا ہمارے ہی لئے آئے، بڑا اکرام فرمایا، خصوصاً ہم پر بڑا کرم فرمایا، ہم نے بھی اپنا پورا خاندانی تعارف کرادیا، غالباً کچھ اسی نقشبندی مجددی مناسبت کی وجہ سے بہت ہی التفات فرمایا، اور تصوف اور نسبت مجددیہ پر برابر افاضات فرماتے رہے، رات کو ان کی موجودگی میں جلسہ ہوا جس میں ہمیں کچھ عرض کرنے کا موقع ملا، دوسرے روز باوجود ضعف اور دردسر کے پیدل دور تک پہونچانے آئے، اور دعا کے بعد رخصت کیا، فرمایا سرہند جاؤں گا تو تم کو اطلاع دوں گا۔

ضلع کیمبل پور تحصیل اٹک میں بھوئی ایک مقام ہے جس کا درس (۱) بہت پرانا اور بہت مشہور ہے، پنجاب کے بڑے بڑے مشائخ (مثلاً پیر مہر علی شاہ گولڑہ والے) اور علماء یہاں کے شاگرد ہیں اس کی حیثیت یہاں فرنگی محل کی سی ہے، وہاں اس وقت بزرگوں کے جانشین مولانا حکیم عبدالحیٔ صاحب ہیں، قاضی شمس الدین صاحب، قاضی صاحب درویش کے چھوٹے بھائی کی رہنمائی میں وہاں پہونچے، حکیم صاحب بہت مطمئن ہوئے گشت میں شرکت کی، اور کام کا ذمہ لیا، ان کی حیثیت اس نواح میں شیخ الاسلام کی سی ہے، ٹکسلا تک آدھی رات کو پہونچانے آئے۔

میں نے مولانا یوسف صاحب (۲) کو لکھا ہے کہ ایک جماعت اس علاقہ میں آئے جو ٹکسلا ضلع راولپنڈی سے کام شروع کرکے بھوئی (تحصیل اٹک ضلع کیمبل پور میں کام کرتی

---

(۱) پنجاب اور سرحد کی اصطلاح میں جہاں کوئی عالم بیٹھ کر درس دیتا ہے اور طلبا جمع ہوجاتے ہیں اس کو درس کہتے ہیں۔ (۲) مولانا محمد یوسف کاندھلوی امیر جماعت تبلیغ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی ہری پور، ایبٹ آباد مانسہرہ کام کرتی ہوئی جائے، اس کے متعلق مفصل ہدایات اور اشخاص کے نام لکھ دیئے ہیں، اس وقت مانسہرہ میں پنجاب وہزارہ کے بعض کبار مشائخ مع اپنی جماعتوں کے مقیم ہوں گے، ان سے انشاء اللہ مدد ملے گی، اس جماعت کے ساتھ پشاور کی مرکزی جماعت کا ایک ایک آدمی دس دس دن کے لئے ساتھ ہوگا۔

اب اپنی صحت کے متعلق عرض کرنا ہے، ہری پور کے دورہ میں کھانے کے نظم کے نہ ہونے کی وجہ سے اور تنوری روٹیوں کے مسلسل کھانے کی وجہ سے معدہ نے بالکل جواب دے دیا، کسی چیز کے ہضم کرنے کی صلاحیت نہ رہی، جماعت کے ساتھ پھر مقامات کی تبدیلی کی حالت میں پرہیز اور اہتمام بہت مشکل ہے، یہاں تک کہ اسہال شروع ہوگئے اور ضعف بڑھ گیا۔

بعض بعض دن تشویش پیدا ہوگئی، اسی حالت میں سفر اور نقل وحرکت بھی رہی، بھوئی میں ایک روز آرام کیا، اور دن بھر دوائیں لیتے رہے، کھانے کی بھی احتیاط رہی، جس سے کچھ فائدہ ہوا، مگر معدہ کی حالت یہ تھی جیسے کسی انتہا درجہ کے کمزور، یا کسی بچہ کا معدہ ہو جو کوئی چیز ہضم نہ کر سکے، گھبرا کر جماعت کو چھوڑ کر راولپنڈی آئے اور بڑی تلاش سے اسٹوورسل کا ڈبہ خریدا، کل سے اس کا استعمال ہے اب فائدہ ہے، اب اس وقت مری میں قریشی صاحب (۱) کے یہاں ہیں کھانے کا نظم درست ہے پہاڑ ہے آج حکیم صاحب نے ایک نسخہ بھی لکھا ہے، مگر معدہ ابھی قابل اعتبار نہیں، عمومی صحت بھی کمزور ہے، دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور کام اور صحت دونوں برقرار رہیں، صحت کسی ادنیٰ بے نظمی کی متحمل نہیں۔

مولوی مظفر شاہ (۲) ہری پوری سے رخصت ہو کر گھر جا رہے تھے تاکہ سامان سفر لے کر سرینگر کے سفر کے لئے آئیں مری پہونچ کر قریشی صاحب کے مکان پر آئے تاکہ ان کو ہمارے پروگرام کی اطلاع کریں، کہ دفعتاً چکر آیا اور بخار کا سخت حملہ ہوا، ملازمین نے سنبھالا، اس وقت سے صاحب فراش ہیں، اسہال اور بخار ہے علاج ہو رہا ہے، ان کو کچھ آرام ہو تو وہ گھر جائیں، پھر سری نگر کا سفر شروع ہو، وقت بہت تنگ اور آرام وقیام کی ضرورت ہے۔

قوی امید تھی کہ یہاں پہونچ کر آپ کا خط بھی ملے گا اور پچاس روپیہ جو ہم نے

(۱) محمد شفیع قریشی صاحب مری۔ (۲) مولانا سید مظفر حسین شاہ ندوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

حیدرآباد کے چک کی بناء پر منگوائے تھے ملیں گے مگر نہ خط ملا نہ روپیہ وقت بہت کم ہے اگر تار کے ذریعہ بھی روپیہ بھیجا جاسکے تو ضرور بھجوادیں پتہ اوپر تحریر ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ قیام آرام اور پہاڑ کی آب وہوا صحت پر اچھا اثر ڈالے گی۔

۲۱؍جولائی ۱۹۴۵ء　　　　خاکسار علی

باسمہٖ

برادر معظم محترم زاد مجدہ ومد ظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، مفصل عریضہ پہونچا ہوگا، الحمد للہ اس کے بعد سے صحت برابر روبترقی ہے، ایک جگہ قیام اور آرام اور دوا کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نفع معلوم ہوا ہے، اسٹوورسل کا استعمال جاری ہے، شیشی میں تیس (۳۰) ٹکیاں ہیں خیال ہے ایک ہفتہ عشرہ کے درمیانی وقفہ سے پورا کورس استعمال کریں اگر اس میں ترمیم یا تغیر کی ضرورت ہو تو مطلع فرمائیں، خدا کرے دوا کے ختم کے بعد بھی نفع جاری رہے۔

اگست کے لئے خرچ ہم رائے بریلی بھائی جان (۱) کے پاس رکھ آئے ہیں، اس مہینہ کے لئے آپ کو بھیجنے کی ضرورت نہیں، رمضان مبارک میں بے شک کچھ مزید خرچ کی ضرورت ہوگی، ہماری جولائی کی تنخواہ بھی ملے گی۔

فضل اللہ (۲) اور نذیر صاحب واپس ہورہے ہیں، شاہ صاحب (۳) کی علالت کی وجہ سے توقف ہے، پھر شاید پہلے ان کے وطن جانا ہو، اس لئے یہ واپس ہورہے ہیں، شاہ صاحب روبصحت ہیں، ضعف ہے، اور سفر دشوار۔

آج کل یہاں بگوگوشے اور بعض اور پھل ہیں مگر وہاں پہونچنے تک ٹھہر نہیں سکتے، اس لئے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، ورنہ خیال تھا کچھ بچوں کے لئے بھیجیں۔

گھر میں سب کو سلام ودعا

والسلام خاکسار

علی

۲۴؍جولائی ۴۵ء

---

(۱) سید سراج النبی حسنی حضرت مولاناؒ کے ماموں زاد بھائی اور برادر نسبتی تھے۔ (۲) فضل اللہ صاحبؒ اس وقت لکھنؤ کے امیر جماعت تبلیغ تھے۔ (۳) سید شاہ مظفر حسین ندویؒ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر مخدوم و معظم ادام اللہ برکاتہم ومتعنا بحیاتہم المبارکۃ الطیبۃ (۱)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، الحمد للہ ۲۶ کی شب کو بعافیت کراچی پہونچ گئے، لاہور تک والدہ کی طبیعت کچھ خراب رہی اور گرمی بھی سخت رہی ۲۵ کی شام کو سندھ ایکسپریس سے روانگی ہوئی، دوسرا دن پورا سندھ کے صحرا اور وہاں کی لو میں گزرنا تھا اس لئے بڑا خوف تھا کہ کہیں پھر بخار نہ ہو جائے یا لُو نہ لگ جائے، مگر ۱۲ بجے دن تک تو لو چلی نہیں۔

روہڑی سے ٹنڈو آدم تک ہوا گرم رہی، ۴ بجے کے بعد ہی حیدرآباد سندھ پہونچتے پہونچتے نہایت خوشگوار ٹھنڈی ہوا چلنے لگی سب کی طبیعت بشاش ہوگئی۔ رات کو ۱۰ بجے کراچی پہونچے گاڑی لیٹ تھی، پہلے سے کسی کو اطلاع نہ تھی اس لئے حاجی کیمپ چلے گئے، وہاں پردہ دار جگہوں کا انتظام نہ تھا، اصل عمارت میں بہار کے مہاجرین مقیم تھے، ایک شامیانہ کے نیچے رات گزاری، بیت الخلا کی عورتوں کو سخت تکلیف تھی، صبح حاجی عبدالجبار صاحب (۲) سے ملے انہوں نے بہت افسوس کیا کہ اطلاع نہ تھی ورنہ اسٹیشن پر کار بھیج دیتے اسی وقت انہوں نے کار بھیج کر سب کو بلوالیا اور ایک مستقل کوٹھی میں ٹھہرایا، کھانے کا بھی انتظام باصراران کی طرف سے ہے، نہایت عمدہ خوشگوار موسم ہے، ہر طرح کی راحت اور سہولت ہے، ۵ رجولائی کے جہاز پر جانا طے ہوا ہے، دونوں مزید جگہوں کا انتظام بسہولت ہوگیا، فللّٰہ الحمد والمنۃ

دوسرے روز مولانا یوسف صاحب (۳) اور مولوی احتشام الحسن صاحب (۴) ہوائی

---

(۱) پہلے سفر حج کے موقع کا خط ہے اس میں والدہ ماجدہ سیدہ خیر النساء بہترؒ، ہمشیرہ سیدہ امۃ اللہ تسنیم، اہلیہ سیدہ طیب النساءؒ اور بھانجہ مولانا محمد ثانی حسنیؒ ساتھ تھے لکھنؤ سے ۲۶ رجون ۱۹۴۷ء کو یہ قافلہ روانہ ہوا اور لاہور پہونچ کر دوسری ٹرین سے کراچی روانگی ہوئی تقسیم ہند کا موقع ہونے کی وجہ سے پنجاب فسادات میں مبتلا تھا اس لئے لاہور شہر میں داخل نہ ہوسکے کراچی پہونچے گیارہ دن قیام رہا پھر مغل لائن کے اسلامی جہاز سے جدہ روانگی ہوئی (۲) حاجی عبدالجبار صاحب تبلیغی تحریک سے تعلق رکھنے والے بڑے تاجر تھے اور مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولانا کے مصر کے سفر ۱۹۵۱ء میں ان کی کوشش سے مصر میں قیام کا انتظام ان کے دوست اور تجارت کے شریک شیخ جلال حسین بک مصری رکن پارلیمنٹ نے بڑے اہتمام سے کیا۔

(۳) مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۴) مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے دست وبازو اور ان کے خلیفہ تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

جہاز سے پہونچے، اس وقت سے برابر مجالس واجتماعات کا سلسلہ ہے، کل میر غلام علی تالپور(۱) وزیر صنعت وغذا وغیرہ کی طرف سے ہم لوگوں کی دعوت تھی منتخب مجمع تھا جس میں ڈائرکٹران وغیرہ موجود تھے، پہلے ہماری تقریر ہوئی جو بحمد اللہ بہت پسند کی گئی عربوں کی فتوحات کی خصوصیات اور دعوت کی قوت اور مسلمانوں کے آئندہ لائحہ عمل کے موضوع پر تھی پھر مولانا یوسف صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی، آج صبح سندھ مدرسہ میں تقریریں ہوئیں جی، ایم، سید(۲) ملنے آئے تھے، ان سے ہم نے سید صاحبؒ(۳) کے تعلق سے تعارف کرایا، انہوں نے سندھ کی سیاست پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں حضرت سید صاحبؒ کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا ہے، ان سے گفتگو کا مستقل وقت طے ہوا ہے، دوسرے وزراء حال بھی موجود تھے، یہاں کا یہ طبقہ متوجہ ہے، اللہ تعالیٰ ان سے متفع ہونے کا راستہ کھول دیں، پیر ہاشم جان صاحب(۴) کی دعوت پر سندھ کے بہت سے مسلمان زمیندار اور رؤساء بھی آئے ہوئے ہیں، ان کے مجمعوں میں تقریریں ہوتی ہیں، تین دن کا پروگرام ہے، کل میر غلام علی وزیر کی طرف سے آفیشلز اور آئی سی ایس حضرات کا دوسرا اجتماع ہے، کالج میں بھی تقریر کا انتظام ہے۔

اب اصل سفر شروع ہونے والا ہے، اس کی کامیابی کے لئے آپ کی دعاؤں کی سخت احتیاج ہے، اس تھوڑے بہت کام کی بری بھلی لیاقت اور ان مجلسوں میں زبان کھولنے کا شعور آپ کی شفقت اور آپ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے ورنہ معلوم نہیں خاندان کے کتنے یتیم بچے ضائع ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر ایسا شفیق بنایا اور ایسی تعلیم دلائی کہ آج اس سفر کی سعادت نصیب ہورہی ہے، اور اردو عربی میں دین کا پیغام کہنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے، انشاء اللہ اگر اللہ کی توفیق سے کچھ بن آیا اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے لطف وکرم سے کسی خدمت کی توفیق بخشی تو وہ آپ ہی کا ذخیرہ اور آپ ہی کا عمل ہوگا، آپ انشاء اللہ لکھنؤ میں رہ کر مدینۂ طیبہ اور مکہ معظّمہ میں تبلیغ کرتے ہونگے، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ البتہ اپنی طبیعت کی گندگی، پست ہمتی، اضمحلال

---

(۱) میر غلام علی تالپور وزیر صنعت وغذا حکومت سندھ، ایک دین دار اور علم دوست شخصیت کے مالک تھے اور حضرت مولانا کے سفر حج کے موقع پر انہوں نے ضیافت بھی کی تھی۔(۲) مشہور مسلم لیگی رہنما۔(۳) حضرت سید احمد شہیدؒ(۴) شیخ پیر ہاشم جان صاحب سندھ کے ایک مشہور بزرگ اور سلسلہ مجددیہ کے شیخ تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دستی اور صحت کی کمزوری سے، بہت ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ اس راستہ میں حائل نہ ہوں۔ طبیعت نہایت گندہ واقع ہوئی ہے، کسی طرح کی استعداد و صلاحیت نظر نہیں آتی، جو کچھ ہے محض و خالص اللہ کا فضل و عطیہ ہے۔ دعا فرمایئے کہ طبیعت کی خرابی اس بابرکت سفر کی برکت کو کم نہ کرے اور اللہ کے فضل سے محروم نہ کرے، بھابی جان کی خدمت میں سلام، خدا کرے اب طبیعت بالکل اچھی ہو، عزیزہ فاطمہ سلمہا (۱) خدیجہ سلمہا، (۲) سکینہ سلمہا (۳) اور نور چشم محمد میاں سلمہ کو بہت بہت دعا۔ اگر ہنسوہ خط لکھیں تو رقیہ سلمہا (۴) کو دعا لکھیں، اس بیچاری سے چلتے وقت ملاقات ہی نہیں ہوئی، رابع سلمہ (۵) تو ان کو اور واضح سلمہ (۶) کو دعا۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیر و عافیت سے رکھے اور خیر و خوبی سے ملائے۔

مسلم (۷) کو بہت بہت سلام انشاء اللہ قبولیت دعا کے موقع پر خاص اعزاء بھولیں گے نہیں۔ محمد یامین (۸) اور پھوپھا جان یوسف (۹) کو بھی سلام۔ مولانا یوسف صاحب (۱۰) سلام فرماتے ہیں اور اس صوبہ کی اہمیت و نزاکت اور آپ کی توجہ خصوصی کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

علی

۲۹ / جون ۴۷ء

اسلامی جہاز، مابین عدن و کامران سہ شنبہ

(شاید) ۲۵ شعبان ۱۳۶۶ھ

برادر صاحب و مخدوم و معظم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو۔ اور تمام اعزا بخیریت، الحمد للہ ہم سب لوگ راحت و عافیت سے ہیں، ۶ / جولائی کو کراچی سے روانہ ہوکر رات کسی وقت عدن سے گذرے۔ پہلے حساب اور اندازہ سے ہم کو جدہ پہونچ جانا چاہئے تھا۔ مگر سنا جاتا ہے کہ سات روز ہمارا جہاز طوفان میں رہا، کراچی سے روانہ ہوتے ہی سخت تلاطم ملا۔ جہاز پر سوار

(۱۔۲۔۳۔۴۔) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر عبد العلی حسنیؒ کی صاحبزادیاں۔ (۵) مولانا محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا کے بھانجہ۔ (۶) مولانا واضح رشید ندوی حضرت مولاناؒ کے بھانجہ۔ (۷) حاجی سید محمد مسلم حسنی ڈاکٹر مولانا سید عبد العلی حسنی کے بڑے داماد۔ (۸) سید محمد یامین حسنی حضرت مولاناؒ کے پھوپھی زاد بھائی۔ (۹) سید محمد یوسف مرحوم حضرت مولاناؒ کے پھوپھا۔ (۱۰) مولانا یوسف کاندھلویؒ امیر جماعت تبلیغ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتے ہی کھانا کھایا تھا، ساتویں روز جا کر ہم نے تھوڑا کھانا کھایا، ایک ہفتہ طبیعت بدمزہ، اور کھانے سے سخت متنفر رہی، صرف موسمی اور ترشیوں پر اکتفا کی۔ کسی وقت چند ہلکے بسکٹ کھائے، کئی روز کے بعد چنے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر کھائے۔ ڈک کے تین کھانے ہیں وہ تو اس سفر میں صرف جہاز پر سوار ہوتے ہی لئے تھے، پھر نہیں جانتے کہ وہ کیا ہوتے ہیں، فرسٹ کلاس کے دو کھانے انواع واقسام کے کئی وقت جوں کے توں واپس ہوئے، چائے اور ناشتہ بھی واپس ہوتا رہا، اب ہم سب لوگوں نے اچھی طرح کھانا شروع کیا ہے، اور طاقت آئی ہے، سب سے زیادہ اثر ہم پر رہا، بی بی (۱) شاید سب سے اچھی رہیں۔ دو تین روز سے سمندر میں سکون ہے اور بحر احمر تو چٹائی کی طرح معلوم ہوتا ہے، اس وقت ۱۱-۱۲ کے درمیان کا وقت ہے، دونوں جانب سرزمین محبوب کے پہاڑ نظر آرہے ہیں، اور ہم یمن کے ساحل سے دور دور سے گذر رہے ہیں، تمام مسافروں کے چہروں پر بشاشت ہے، اور جہاز پر خاص چہل پہل نظر آرہی ہے، ہمارا جہاز بفضلہٖ تعالیٰ ایک متحرک تبلیغی محلہ بنا ہوا ہے، پانچ وقت ریڈیو پر اذان ہوتی ہے اور پورے اہتمام کے ساتھ فرسٹ کلاس کی وسیع لائبریری میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہے، روزانہ ایک تبلیغی تقریر نشر ہوتی ہے، دو روز سے عورتوں کے خصوصی اجتماع بھی ہو رہے ہیں، جن میں بوبو (۲) زادِ سفر پڑھ کر سناتی ہیں (اس وقت سمندر میں نہایت ہی نزدیک ایک پہاڑی آبادی نظر آرہی ہے جس کے مکانات، مسجدیں صاف نظر آرہی ہیں) روزانہ صبح تعلیم ہوتی ہے، مرادآبادی جماعت تبلیغ اور نظام الدین کے نمائندہ حضرات بڑی سرگرمی اور نشاط سے کام کرتے ہیں۔ بخاری مہاجرین تاشقند فوقند فرغانہ وغیرہ کے سو کے قریب ہیں۔ ان کے لئے دوسرے تیسرے ازبکی اور فارسی زبان میں تقریریں ان کے علماء نشر کرتے ہیں، ہمارے کیبن کے پاس شاہجہاں صاحب فرید پوری وائس قونصل جدہ کا کیبن ہے، دیندار اور متشرع مسلمان ہیں، کہتے ہیں جہاز میں ایسی دینی فضا کبھی نہیں دیکھی، افسوس ہے ہم اپنے ضعف اور کسل کی وجہ سے پوری خدمت نہیں کر سکے، مولوی زین العابدین صاحب،

---

(۱) حضرت مولانا اپنی والدہ کو بی بی کہتے تھے۔

(۲) سیدہ امۃ اللہ تسنیمؒ حدیث کی مشہور کتاب ریاض الصالحین کا ترجمہ "زادِ سفر" سناتی تھیں جو انہوں نے نہایت سلیس زبان میں کیا ہے وہ دو حصوں میں مکتبہ اسلام لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حاجی فضل عظیم مرادآبادی، مولوی عبدالملک صاحب اور ماسٹر فراست علی مرادآبادی بڑے سرگرم کام کرنے والے ہیں، فرسٹ کلاس کے دو ٹکٹ ہونے کی وجہ سے ہمارے قافلہ کو بہت ہی آرام ہے، جہاز کی سب سے بہتر جگہ، ہوا منظر راحت کے لحاظ سے بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے حصہ میں آئی ہے اور محض خداداد ہے۔ اس سے بہتر جگہ محنت اور سفارشوں سے بھی نہ مل سکتی۔

کل صبح (چہارشنبہ) کو کامران پہونچنے کی خبر ہے، پرسوں جمعرات کو یلملم کے سامنے سے گذرنا ہوگا۔ چونکہ ہم کو پہلے مدینہ طیبہ جانا ہے اس لئے احرام باندھنا نہیں ہے، شاہ جہاں صاحب اونٹوں کے انتظام کی کوشش کا وعدہ کرتے ہیں، مگر کہتے ہیں کہ رواج بہت ہی کم ہوگیا ہے، ملنا یقینی نہیں۔ جمعہ کی صبح کو انشاء اللہ جدہ پہونچیں گے، اگر تاریخوں میں تفاوت نہ ہوا تو رمضان مبارک کا چاند جدہ میں نظر آئے گا، اور نصف رمضان تقریباً مدینہ طیبہ کے راستہ میں اونٹوں پر گذرے گا، موسم گرم ہے، دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ طاقت اور احتساب کی توفیق عطا فرمائے۔ اتنا سفر تو بڑی تن آسانی بلکہ تعیش کے ساتھ طے ہوا ہے، جو ذوق وشوق علوہمت اور حرص علی الخیر اس سفر کے لئے ہونی چاہئے وہ نہیں ہے۔ اکثر وقت لیٹے لیٹے آرام کرتے اور کھاتے گذر جاتا ہے، دہلی کی خانقاہ صابریہ کے سجادہ نشین صاحب کی چارپائی ملی ہوئی ہے، وہ انگریزی کھانا منگواتے ہیں ہم ہندوستانی مل کر کھاتے ہیں، کھانوں کے انواع واقسام کا ایک ڈھیر ہوتا ہے غرض مجاہدہ وایثار کا نام ونشان بھی نہیں، دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ اس سفر کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت ہی بے حسی کے ساتھ سفر ہو رہا ہے۔

دہلی کے ریڈیو سے شام کو خبریں سننے میں آتی ہیں۔ وائرلیس سے تار یہاں سے جاتے ہیں اور جواب بھی آتے ہیں، کل سورت کے ایک صاحب نے سورت کے مفتی صاحب سے ''حج بدل'' کا مسئلہ تار کے ذریعہ پوچھا، اس کا جواب سمندر ہی میں چلتے چلتے تار سے آیا۔ ۹ بجے رات کا پروگرام دو ایک روز پہلے مغرب کی نماز کا سلام پھیر کر سنا کرتے تھے، گرمی بڑھتی جارہی ہے، بھابھی جان کو سلام، عزیزہ فاطمہ سلمہا خدیجہ سلمہا سکینہ سلمہا اور نورچشم میاں محمد سلمہ (۱) کو بہت دعا۔ مسلم (۲) رابع سلمہ (۳) پھوپھا جان (۴) کو سلام،

---

(۱) مولانا سید محمد الحسنی مرحوم (۲) حاجی سید محمد مسلم حسنی۔ (۳) مولانا محمد رابع حسنی حال ناظم ندوۃ العلماء۔
(۴) حضرت مولانا کے پھوپھا سید محمد یوسف حسنی مرحوم

www.abulhasanalinadwi.org

حکیم صاحب (۱)، الیاس بھائی (۲) اگر معین بھائی (۳) ہوں تو ان کو بھی سلام

علی

المدینۃ المنورۃ۔ ۷ ؍ رمضان ۱۳۶۶ھ

برادر صاحب مخدوم و معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ہم لوگ ۵ ؍ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ پہونچے، اونٹوں کے بجائے دوستوں کے مشورہ سے لاری پر آئے، دوسرے روز بخیریت پہونچ گئے اور باب النساء کے محاذی مسجد نبوی کے بالکل متصل مدرسہ (۴) کے ایک مکان میں قیام ہوا، رمضان کی وجہ سے آفاق واطراف کے لوگوں کی آمد ہے، اس زمانہ میں مکہ مکرمہ، جدہ اور طائف کے لوگ بھی آتے ہیں، سالہائے گذشتہ کے مقابلہ میں باہر کے حجاج کی بھی آمد شاید زیادہ ہے، جاوا سماٹرا، ملایا، مصر کے علاوہ، خاص بات یہ ہے کہ ترکی سے حجاج بھی آنا شروع ہو گئے ہیں، حج کے نام سے تو اجازت نہیں ملی مگر تجارت کے نام سے آرہے ہیں، دوسرے ہی روز سے عربی اجتماعات ومجالس کا سلسلہ شروع ہوا۔ جمعہ کی نماز کے بعد عربوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں بعض ممتاز علماء نجد بھی تھے جن کی ہم کو اطلاع نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے بڑی مدد فرمائی اور حیثیت واستعداد سے زیادہ کہلوایا لوگ بہت مسرور ومتاثر ہوئے، اس کے بعد ایک ہندی عالم نے اپنے عرب دوستوں کے مکان پر مدعو کیا وہاں تقریر ہوئی اور کام کے موانع وامکانات پر تبصرہ ومذاکرہ رہا۔ دوسرے جمعہ کو بعد نماز پھر اجتماع ہوا جس میں وزارت تعلیم کے بعض اشخاص وعلماء نجد تھے، تقریر کے بعد انہوں نے جوابی تقریریں کیں اور اپنی مدد کا اطمینان دلایا، ایک مجلس ایک طبیب الاسنان (۵) کے یہاں ہوئی جس میں بعض اعیان تھے۔ اس عرصہ میں یہاں کے علماء وشیوخ سے بھی برابر ملنا ہوتا رہا۔ سب حسن اخلاق والتفات سے پیش آئے۔ ہمارا رسالہ "إلی ممثلی البلاد الاسلامیہ" (۶) جو دہلی سے چھپ کر کراچی میں

---

(۱) حکیم سید محمد اسحٰق حسنیؒ لکھنؤ میں طب کی تعلیم حاصل کی حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت تھے اور مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ کے قریبی عزیزوں میں تھے۔ (۲) حاجی سید محمد الیاس حسنی حکیم سید محمد اسحٰق حسنیؒ کے فرزند مستند۔ تن مخیر اور متواضع تھے۔ (۳) حاجی معین الدھر جائسی ثم ہسوی، ان کی شادی مشہور شیخ طریقت مولانا سید عبدالسلام مجددی ہسوی کی پوتی سے ہوئی تھی۔ (۴) مولانا سید محمود احمد مدنیؒ برادر خورد مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ شرعیہ کا ایک پورا مکان رہائش کے لئے دیدیا تھا۔ (۵) یعنی دانتوں کے ڈاکٹر (۶) مارچ ۱۹۴۷ء میں دہلی میں جو بین ایشیائی کانفرنس ہوئی تھی جس میں ممالک اسلامیہ کے نمائندے شریک ہوئے تھے ان کے لئے یہ مضمون لکھا گیا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مل گیا تھا، یہاں بحمد للہ علماء وادباء میں بہت مقبول ہورہا ہے، ایک بڑے مصری مدرس نے مسجد نبویؐ کے ایک حلقہ میں پڑھ کر سنایا اور اس کی ادبیت وعربیت اور مضامین کی صحت کی داد دی، معلوم ہوا کہ ایسے متنوع ومتعدد رسائل کی ضرورت ہے، لوگوں میں پڑھنے کا ذوق بڑھ رہا ہے اور صحیح دینی چیزیں بہت متاثر کرتی ہیں، بعض صحیح الخیال علماء نجد بہت زیادہ مانوس ہوگئے ہیں اور رسالہ کی اشاعت کررہے ہیں، خیال ہے کہ بعض دوسری تحریریں جو ساتھ ہیں مکہ مکرمہ میں چھپوالی جائیں۔ اگر اس کی نوبت آئی تو کیا مصارف میں کچھ شرکت ہوسکتی ہے۔

اب عربی زبان خصوصاً زندہ اور ترقی یافتہ اور عصری زبان کی تحصیل کی قدر آرہی ہے اگر اس کا پہلے سے موقع نہ ملتا تو لوگوں کی توجہ مشکل تھی، پہلے تو لوگوں کے لئے یہی بات جاذب نظر ہوتی ہے کہ ایک ہندی، عربی زبان ان کی طرح بول رہا ہے، کاش ہمارے دار العلوم کے طلبہ ومعلمین اس نکتہ کو سمجھتے اور اس مقصد کے لئے اپنے کو تیار کرتے، کام اتنا زیادہ اور پھیلا ہوا ہے کہ دس آدمی بھی ناکافی ہیں، نئے نئے ممالک کے وفود کی آمد ہورہی ہے ضرورت تھی کہ متعدد اشخاص ان کو مانوس کرنے والے، اپنے مقصد کی ترجمانی کرنے والے ہوتے، عالم اسلام میں اس وقت بڑی استعداد معلوم ہوتی ہے۔ ترک نوجوانوں سے گفتگو ہوئی بڑے ہی متاثر اور اپنے یہاں کے حالات سے بیزار تھے (۱)، ترکی کی دعوت دیتے تھے عربوں میں سرعت فہم اور توازن دماغی اعلیٰ درجہ کا ہے۔

یہاں کا رمضان عجیب وغریب ہے الفاظ میں طاقت نہیں کہ اس کی تصویر کھینچی جائے ساری رات تقریباً سارا شہر جاگتا ہے اور مسجد نبویؐ میں تو تراویح کی وہ بہار ہوتی ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے، نجدی امام (جو بیس رکعات پڑھتے ہیں) کے بعد جگہ جگہ تراویح ہوتی ہے، بہتر سے بہتر پڑھنے والے کوئی پانچ پارے کوئی کم وبیش پڑھتے ہیں، کثرت سے بچے جابجا کھڑے ہوئے پڑھتے رہتے ہیں، جی چاہتا ہے ساری رات چلتے پھرتے اور سنتے ہی گذار دی جائے، مگر صحت ساتھ نہیں دیتی، مکہ معظمہ کے علاوہ روئے زمین پر ایسا رمضان کہیں نہ ہوتا ہوگا، مدینہ منورہ کی رونق وبرکت کا کوئی ٹھکانا نہیں، ہر چیز بڑی پرکیف اور لذیذ

---

(۱) اُس وقت ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا کی مذہب دشمن پالیسی سرکاری پالیسی تھی، اور عربی میں اذان تک ممنوع تھی، اسلامی شعائر پر عمل کرنا خلاف قانون تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، خصوصاً پانی تو ایسا شیریں اور ٹھنڈا ہے کہ شاید کہیں ہو، افطار کے وقت ہزاروں صراحیاں بھری ہوئی صائمین کے سامنے رکھی ہوتی ہیں جس کا جی چاہے جتنی جی چاہے اٹھائے، ابھی پانی ڈالا ابھی ٹھنڈا ہوا، پھر ہلکا اتنا کہ گرانی نہیں ہوتی افطار کی بہار ہی الگ ہے۔

اگر اہل خیر کچھ رقوم یہاں کے مستحقین اور ”لا یسئلون الناس الحافا“ کی صفت رکھنے والے شرفا کے لئے بھیجیں تو بہترین موقع ہے۔ صمدی صاحب شہر سے بہت واقف ہیں، ان کو خاندانوں، بیواؤں اور نادار شرفا کی بڑی قدر ہے ان کی معیت میں جا کر راتوں کو ان لوگوں تک پہونچانے کی توفیق ہوئی، جن کو لکھنؤ کے اہل خیر نے کچھ رقم دی تھی، آپ تذکرہ فرما کر جو کچھ بھجوا سکیں ضرور بھجوا دیں۔

حسب ذیل کتابوں کی بے حد ضرورت ہے جلد سے جلد آنے والے حاجی کے ہاتھ بہتر یہ ہے کہ مدینہ منورہ ورنہ مکہ مکرمہ بھجوا دیں۔

قصص النبیین حصہ سوم ۴-۵ نسخے، مختارات ۲-۳ نسخے، مسلمانوں کے تنزل سے دنیا کو کیا نقصان پہونچا، ۳ نسخے مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں دو نسخے قصص النبیین اول و دوم دو دو نسخے زاد سفر دو نسخے مولانا الیاس کی سوانح ۵ نسخے ان میں سے جو فوراً بھیجی جا سکیں بھیج دی جائیں باقی پھر، دس پندرہ روپیہ کا عطر بھی اصغر علی محمد علی (۱) کا بھیج دیا جائے علماء کو تحفہ دینے میں کام آئے گا۔

ابھی تک لکھنؤ رائے بریلی سے کوئی خط نہیں آیا آپ کے خط کا بھی انتظار ہے جلد مفصل خط تحریر فرما کر کرم فرمائیں۔

مولانا منظور صاحب (۲) سے بھی خط کے لئے فرما دیں، لکھنؤ کے تبلیغی حالات معلوم کرنے کا اشتیاق ہے، سب اعزہ کی خدمت میں سلام ڈاک کا وقت ختم ہو چکا۔

آپ کا علی

برادر مکرم و معظم ادام اللہ مجدہٗ و متعنا بحیاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، بحمد اللہ ہم سب بھی بعافیت ہیں، البتہ رمضان سے معدہ کی جو شکایات شروع ہوئیں وہ چلی جا رہی ہیں، رمضان میں اسٹوورسل کی چند ٹکیاں کھائیں عارضی نفع ہوا پھر ٹکیاں ختم ہو گئیں اور دوائیں

(۱) اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کے مشہور عطر فروش (۲) مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

www.abulhasanalinadwi.org

کھاتا رہا مستقل نفع نہیں ہوا مجبور ہوکر جب تکلیف زیادہ بڑھی اور اسہال نہ رکے تو اسٹوورسل بازار میں تلاش کی مل گئی، ایک کورس ختم کیا، فائدہ ہوا، اسی اثنا میں ایک تبلیغی سفر میں چلا گیا، طبیعت بالکل اچھی رہی، بد پرہیزی و بے اعتدالی بھی ہوئی مگر نقصان نہیں محسوس ہوا شاید چلنے پھرنے کھلی ہوا کا کچھ اثر تھا یا محض سفر کی برکت تھی، آخری دن پھر شکایت عود کر آئی، اور کئی دن اثر رہا۔ ایک ہفتہ کے ناغہ سے پھر اسٹوورسل شروع کی ابھی جاری ہے اور فائدہ پھر ہونے لگا ہے مگر مستقل فائدہ کی توقع نہیں، معلوم ہوتا ہے معدہ اور آنتیں بالکل ماؤف ہوچکی ہیں عادی و طبعی حالت پیدا ہی نہیں ہوتی، بستہ اجابت شاذ و نادر ہوتی ہے اگر کوئی مستقل فائدہ کی دوا یا معجون تجویز کردی جائے تو بہتر ہے، ورنہ بعض وقت اچھا خاصا خطرہ محسوس ہوتا ہے اور سب پریشان ہوجاتے ہیں دعا بھی فرمائیں۔

پہلی مرتبہ اس بار باہر جانا ہوا مدینہ منورہ کے اطراف میں باغات اور عیون بکثرت ہیں گرمیوں میں جب کھجور پکتے ہیں تو کثرت سے بدو قبائل باغات کے پاس آجاتے ہیں اور خیمے ڈال کر فصل کے اختتام تک رہتے ہیں، ہمارا جانا مدینہ طیبہ کے بالکل شمالی رخ پر ۷-۸ میل کے فاصلہ تک ہوا۔ زہرہ، مقبولہ، شنابلہ، اور مدنہ مقامات کے نام ہیں، بدوی خیام میں اور بساتین میں گشت اور ان کی مسجدوں میں اجتماعات ہوئے، عربی خصائل ترحیب و اکرام سادگی اور انقیاد للحق کے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے جو شہر میں دیکھے نہیں جاسکتے، اسی کے ساتھ دینی زبوں حالی اور جہالت کے بھی بڑے افسوسناک حالات دیکھے، بعض مقامات پر جو مدینہ سے زیادہ فاصلہ پر نہیں ہیں، بدو جو قدیم قبائل بنی تمیم، مزنہ، جہینہ وغیرہ کی نسل میں ہیں مُردوں کو بغیر نماز کے دفن کردیتے ہیں اس لئے کہ نماز پڑھانے والا کوئی نہیں، سورۂ فاتحہ میں غلطیاں عام ہیں۔ بعض بعض سورتوں میں عربی عبارتوں کے الحاق کررکھے ہیں، بعض آیات کے عربی ترجمے بے تکلف قرآن کی طرح پڑھ دیتے ہیں، اس کی ضرورت معلوم ہوئی کہ ان کی واپسی پر ان کے منازل میں معلمین و مبلغین کچھ عرصہ قیام کریں، چلتا پھرتا کام کوئی اثر نہیں چھوڑتا، حج کے بعد ہمارے ساتھی اس پر غور کررہے ہیں۔ ترکوں میں مزید اجتماعات ہوئے ترک بکثرت آرہے ہیں اور حج کا پاسپورٹ لیکر براہ راست سفر کررہے ہیں۔ نئے آنے والوں سے معلوم ہوا کہ دینی رجحانات پیدا ہورہے ہیں۔ اسلامی شعبہ کے رئیس اعلیٰ ایرانی اصطلاح میں شیخ الاسلام

www.abulhasanalinadwi.org

ایک صحیح الفکر، روشن خیال فاضل ہیں جو مغربی زبانوں پر قدرت رکھتے ہیں اور صاحبِ تصنیف ہیں ان سے بھی اس نئے رجحان کو تقویت پہونچ رہی ہے، قصبات وشہروں میں متحرک واعظین ومقررین کا انتظام کیا گیا ہے جو نئے آلات نشر سے آراستہ ہیں اور ملک کا دورہ کرتے ہیں۔ مجلس قانون ساز کی ایک نئی پارٹی حزب الدیموقراطی جو اگر چہ انتخاب میں حکومت کی مداخلت کی وجہ سے شکست کھا گئی لیکن اچھی اقلیت ہے زیادہ دیندار ہے اور کسی قدر انقلاب چاہتی ہے یہ سب آثار اچھے ہیں۔ کچھ تفصیل مولوی عبدالسلام صاحب (۱) اور صغیر صاحب (۲) والے خط میں زیادہ ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں اور ملاحظہ فرما کر کسی ایسے معتبر آدمی کے ہاتھ جو خاص عبدالسلام صاحب کو دینے کے لئے اس کو ادارہ (۳) جلد بھجوادیں، ہم نے ابھی تک ان کو کوئی خط نہیں لکھا۔ اس ہفتے ڈیڑھ ہزار مصری پہلے جہاز سے آئے آج کل مسجد میں وہی نمایاں ہیں عنقریب دو دوسرے جہاز بھی آنے والے ہیں ان کے اجتماعات کی بھی تجویز ہو رہی ہے۔ چند دنوں سے ہندوستان کے حالات بہت تشویشناک سننے میں آرہے ہیں آپ کے خط کے رمضان کے بعد سے نہ آنے کی وجہ سے اور بھی تشویش ہوتی ہے، ہر ڈاک میں انتظار رہتا ہے خدا کرے ہر طرح عافیت ہو، اللہ تعالیٰ ہندوستانیوں کو عقل دے۔ جلد خیریت سے مطلع فرمائیں والسلام نیز تکیہ کی اور سب عزیزوں کی مجمل خیریت سے مطلع فرمائیں، آپا جان (۴) اگر آگئی ہوں تو سلام وخیریت فرمادیں اگر رائے بریلی میں ہوں تو خط کے ذریعہ خیریت لکھوادیں، سیرت سید احمد شہیدؒ اور نزہۃ الخواطر کی طباعت کا حال ضرور لکھیں، پندرہ ذیقعدہ تک مدینہ طیبہ قیام ہے، انشاء اللہ ۱۷-۱۸ کو مکہ معظمہ میں ہوں گے وہاں خط کا پتہ یہی ہوگا خط سے جلد مشرف فرمائیں شدید انتظار رہے گا، سب کو سلام ودعا۔ معرفت مولانا محمد سلیم صاحب مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ، محمد ثانی سلام کہتے ہیں، وقت کی کمی سے خط نہ لکھ سکے ظہر کی اذان ہو رہی ہے۔

"علی"

---

(۱) مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی۔ (۲) سید صغیر حسن صاحب مرحوم اسسٹنٹ سکریٹری حکومت اتر پردیش (بھارت) موہان جو اناؤ کا مشہور مردم خیز تاریخی قصبہ ہے، کے سادات میں سے تھے، ادارہ تعلیمات اسلام کے درس قرآن میں پابندی سے شریک ہوتے تھے، اور حضرت مولاناؒ سے بڑا گہرا تعلق رکھتے تھے۔ (۳) ادارہ تعلیمات اسلام۔ (۴) بڑی بہن مخدومہ امۃ العزیزؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

۱۷/ذی الحجہ ۶۶ھ

برادر صاحب مخدوم ومعظم حرسہ اللہ تعالیٰ وحماہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ الحمد للہ ہم سب بعافیت ہیں اور آپ سب کی خیریت وامن وعافیت کے لئے ہر وقت دعاگو، آپ کا ایک گرامی نامہ منیٰ وعرفات جانے سے ایک دو روز پہلے اور ایک وہاں سے آنے کے بعد ملا، مدینہ طیبہ کے آخری ایام میں ایسی وحشت ناک خبریں (۱) سننے میں آنے لگی تھیں کہ ہم سب نہایت مضطرب اور بے چین تھے کسی بات کی تصدیق کا بھی کوئی ذریعہ نہ تھا دہلی کی بالخصوص نہایت تشویش انگیز اطلاعات ملیں، ایک عرصہ تک خطوط بالکل بند رہے، اسی بے اطمینانی میں ہم نے بھی کوئی خط نہیں لکھا۔ کہ پہونچنے کی امید بہت کم تھی، آپ کا خط پا کر حوصلہ ہوا، ایک مفصل خط ہوائی ڈاک سے بھیجا، مگر معلوم ہوا کہ مصر (۲) میں ہیضہ کی وجہ سے ہوائی ڈاک بند ہے، وہ خط ڈاک کے حوالہ تو ہو گیا مگر یہ معلوم نہیں کہ آپ کو کب ملے، اس لئے یہ خط شیخ عبدالرحیم صاحب تاجر چوب (۳) کے ہاتھ بھیج رہے ہیں، ممکن ہے اس سے پہلے پہونچ جائے۔

آپ کے پہلے گرامی نامہ سے برادر محترم سید زبیر احمد مرحوم (۴) کی خبر وفات ملی، جس کا ہم سب کو سخت صدمہ ہوا، ان کی علالت کی اتنی نزاکت کا احساس نہ تھا۔ یہ اطلاع ہم لوگوں کو اچانک طریقہ پر ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجے بلند کرے، ان کی طرف سے طواف اور دعائے مغفرت کی، والدہ کو بہت رنج ہوا وہ ہسوہ خط لکھیں گی۔

ہماری صحت مدینہ طیبہ سے روانگی سے کچھ پہلے سے اچھی ہو گئی اور مکہ معظمہ میں تو الحمد للہ کوئی شکایت نہیں پیدا ہوئی زمزم کی برکت ہے کہ معدہ کی کوئی شکایت نہیں، ہضم صحیح ہے، اور عمومی صحت بھی درست ہے اگر خدانخواستہ کوئی تبدیلی ہوئی تو آپ کی ہدایت کے مطابق دواؤں کا استعمال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہم سب سے حج کا فریضہ ادا کرا دیا اور پوری صحت

---

(۱) تقسیم ہند کے سلسلہ کے فسادات وخوں ریزی کی طرف اشارہ ہے۔ (۲) مصر میں ہیضہ کی وبا آئی ہوئی تھی جس کی وجہ سے مصری حجاج نہ آسکے تھے۔ (۳) لکھنؤ کے مشہور تاجر جو عمارتی لکڑی کا کاروبار کرتے تھے اور اسی سال حج کو گئے تھے، متدین اور اہل خیر تھے، ان سے قدیم تعلق تھا۔ (۴) سید زبیر احمد واسطی ہسوی، مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ کے برادر نسبتی تھے اور مولانا حکیم سید عبدالحئی حسنیؒ کے رشتہ کے بھتیجہ ہوتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

واطمینان سے سارے مناسک ادا ہو گئے۔ والدہ صاحبہ کی طرف سے ہر وقت ڈر لگا رہتا تھا کہ کہیں طبیعت خراب نہ ہو جائے۔ ان کی طبیعت خراب ہوتی ہے تو بہت پریشانی پیدا ہو جاتی ہے، مگر ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو جلد صحت ہو گئی اور عرفات جانے سے قبل سے ان کی صحت بالکل ٹھیک رہی، منیٰ عرفات مزدلفہ اور پھر منیٰ میں بہت خیر و خوبی کے ساتھ قیام رہا اور بخیریت مکہ واپسی ہوئی، عرفات میں آپ کے لئے اور دوسرے اعزہ کے لئے سب نے دعائیں کیں، عام مسلمانوں کے لئے بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے خوب دعائیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ آپ کے دوسرے خط سے روانگی کے متعلق مزید تردد پیدا ہو گیا، خبریں تو سننے میں آتی رہتی تھیں اور راستوں کی طرف سے تو پہلے سے پورا اطمینان نہ تھا اب اور بھی احتیاط کریں گے، اور جب تک آپ کی طرف سے دوسری اطلاع نہ آئے گی یا راستوں کی طرف سے اطمینان نہ ہوگا توقف کریں گے، اگر تنہا ہمارا مسئلہ ہوتا تو آسان تھا، مگر عورتوں کا ساتھ زیادہ تشویش کا باعث ہے، کراچی یا لاہور پڑے رہنے سے مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کا قیام زیادہ بابرکت اور پر منفعت ہے اگرچہ یہاں کے مصارف قیام بہت بڑھے ہوئے ہیں پانچ چھ سو روپیہ ماہوار سے کم خرچ نہیں اگرچہ غلہ ابھی تک کراچی سے لایا ہوا صرف ہو رہا ہے۔

ہم کئی خطوں میں یہ لکھنا بھول گئے تھے کہ آپ کے بھیجے ہوئے ایک سو بیس روپے (اس وقت اتنے ہی یاد ہیں ممکن ہے کم و بیش ہوں) عطر اور کتابیں مدینہ طیبہ ہی میں پہونچ گئی تھیں۔

معین بھائی (۱) کو ایک مرتبہ لکھا تھا کہ عزیز اسماعیل (۲) برابر ہمارے ساتھ ہی رہے مدینہ جب تک قیام رہا وہ گھر ہی میں رہے، مدرسہ میں پڑھتے ہیں، ان کے لئے جو ضروری کرنا تھا کر دیا، ان کی والدہ مرحومہ کی تعزیت بھی لکھی تھی معلوم نہیں ان کو وہ خط ملا یا نہیں۔

اس مرتبہ ڈیڑھ لاکھ کا اجتماع رہا، بیس ہزار مصری بیماری کی وجہ سے نہیں آسکے، عراقی بالکل

(۱) معین الدھر مرحوم جائس کے رہنے والے تھے ان کی شادی ہسوہ فتح پور کے مشہور شیخ طریقت مولانا شاہ سید عبدالسلام حسینی مجددی کی پوتی سے ہوئی تھی۔ (۲) اسماعیل معین الدھر مرحوم کے بھانجہ ہیں جو اپنی والدہ کے ساتھ حجاز چلے گئے تھے پھر وہیں تعلیم حاصل کی اور حجاز میں مقیم ہو گئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں آئے، شامی فلسطینی ہمیشہ کم تعداد میں آتے ہیں، حرم میں ترک، ہندوستانی، مصری، اور تکرونی نمایاں نظر آتے ہیں ملک (۱) بھی نہیں آسکے، باقی حالات زبانی معلوم ہوں گے۔

مکہ معظمہ میں ہمارے ایک اجتماع میں سوری، فلسطینی، تونسی، جزائری، اور مصری شریک ہوئے تونس کے اچھے اہل علم اور عمائد آئے ہیں اور ہمارے اجتماع میں شریک بھی ہوئے۔

ہوائی ڈاک سے جو خط بھیجا ہے، اس میں آپا جان (۲) کے نام بھی خط ہے، اور دوسرے خطوط بھی ہیں آپا جان کو بعد سلام اور خیریت کے معلوم ہو کہ ان کے اگلے پچھلے سب خط ملتے رہے، وہ مطمئن رہیں، ہماری صحت بحمد اللہ بالکل اچھی ہے محمد ثانی سلمہ اور سب اچھے ہیں وہ کسی بات کی فکر نہ کریں۔

رابع سلمہ بالکل تعویذ نما خط لکھتے ہیں جس سے کچھ حالات ہی نہیں معلوم ہوتے، ندوہ، ادارہ (۳) اور مکتبہ (۴) کا حال ضرور لکھا کریں ادارہ اور ندوہ ہم نے خط لکھے تھے سوائے عمران خاں صاحب (۵) کے کسی کا جواب نہیں آیا، نزہۃ الخواطر کی پہلی جلد اگر چھپ کر آ گئی ہو تو ایک نسخہ ہوائی ڈاک سے بھیج دیں اس کا بہت تذکرہ آچکا ہے، بعض لوگ مشتاق ہیں۔

آپ کو اگر مسلسل بالاولیۃ کی اجازت والد صاحب مرحوم (۶) سے یا شیخ حسین (۷) سے یا دونوں سے حاصل ہو تو ہم کو بھی اس کی اجازت دے دیں، یہاں کے بعض کبار علماء اس کے خواہش مند ہیں ہمیں یاد آتا ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ زبانی اجازت دی بھی تھی۔

مولانا منظور صاحب (۸) کے گرامی نامہ کا انتظار رہتا ہے، بھابھی جان (۹) کو سلام اور بھائی جان (۱۰) کی تعزیت، محمد میاں کو دعا سب کو سلام۔

اس فتنہ (۱۱) کے زمانہ میں نزہۃ الخواطر اور والد مرحوم کی دوسری عربی تصنیفات کی

---

(۱) ملک سے مراد سلطان عبدالعزیز بن سعود مراد ہیں۔ (۲) سیدہ امۃ العزیزؒ بنت حکیم مولانا سید عبدالحیٰ حسنی رحمۃ اللہ علیہ والدۂ مولانا محمد ثانی حسنی مولانا محمد رابع حسنی، مولانا واضح رشید حسنی مراد ہیں۔ (۳) ادارہ تعلیمات اسلام (۴) مکتبہ اسلام (۵) مولانا محمد عمران خاں صاحب سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ (۶) مولانا حکیم سید عبدالحیٰ حسنیؒ۔ (۷) شیخ حسین بن محسن انصاری مشہور محدث وفات ۱۳۲۷ھ (۸) مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۹) اہلیہ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی سابق ناظم ندوۃ العلماء (۱۰) سید زبیر احمد ہسوی جو ڈاکٹر مولانا سید عبدالعلی حسنی کے برادر نسبتی تھے اور ان کا سانحۂ وفات اس دوران پیش آیا تھا۔ (۱۱) تقسیم ہند مراد ہے، جس کے دوران حالات اتنے خراب اور غیر یقینی تھے کہ کچھ بھی محفوظ نہ تھا اس سے متاثر ہو کر یہ لکھا گیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

حفاظت کا اگر انتظام ہو سکے تو بہت اچھا ہے، کاش ہم اپنے ساتھ لے آتے اور مدینہ طیبہ کے کتب خانہ میں امانت رکھ دیتے اکثر اس کا خیال رہتا ہے۔

علی

برادر صاحب مخدوم و معظم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا، وسط رمضان سے طبیعت خراب ہوگئی تھی۔ ضعیف اتنا ہوں کہ رکوع وسجود میں دقت محسوس ہوتی ہے، ۷ روزے اور آخر راتوں کی تراویح چھوڑی، مجالس واجتماعات کا سلسلہ بھی چھوٹا، عید کے بعد سے سلسلہ پھر شروع ہوا، ان مجالس میں ترکوں کی ایک مجلس قابل ذکر ہے جو یہاں کے ایک فاضل مجاور مدینہ عثمان آفندی (۱) کے دولت خانہ پر ہوئی تھی، ممتاز ترک جمع ہوئے تھے، پہلے بندہ نے عربی میں تقریر کی جس میں ترکوں اور ہندی مسلمانوں کا تعلق بیان کیا، پھر اسلام کے احسانات ترکوں پر اور عام امم اسلامیہ پر بیان کئے اور ان کی جاہلیت کا نقشہ کھینچا، پھر ترکوں کے روشن کارنامے اور دین سے تعلق کا تذکرہ کیا، پھر اس تعلق کے احیاء اور دعوت کے قیام کی تحریض کی، عثمان آفندی نے فاضلانہ ترجمہ کیا، مجمع پر رقت طاری تھی، بڑی گرمجوشی سے سب نے اظہار محبت کیا، دو ترک نوجوان جو مصر کے تعلیم یافتہ، عربی پر کماحقہٗ قدرت اور اپنے ادب میں دستگاہ رکھتے ہیں بڑے سلجھے ہوئے دماغ اور مومن دل رکھتے ہیں اور ترکوں کے موجودہ رجحانات سے سخت بیزار ہیں، بہت زیادہ مانوس ہوگئے ہیں۔ پرسوں ایک نجدی عالم جو حرم نبویؐ کے سب سے بڑے مدرس ہیں، شیخ محمد الحرکان (۲) کی ہم نے دعوت کی تھی مفصل گفتگو رہی، ان کی پختہ رائے یہ ہے کہ حجاز میں دعوت کے قبول کی صلاحیت نہیں نجد میں ہے، حجاز میں صرف مدارس کے طریقہ پر اصلاح ہو سکتی ہے، کل انہوں نے ہم کو اور جماعت کو مدعو کیا تھا ہماری کوشش ہے اور آپ سے دعا کی درخواست ہے کہ خاص علماء حرمین اور اعیان حجاز میں سے کوئی شخصیت یا چند افراد دینی دعوت کے حامل بنیں، ابھی تک یہ دعوت محض مہاجرین ومجاورین

---

(۱) عثمان آفندی ترک عالم تھے اور ذریعہ معاش کے طور پر گھڑیوں کا کام کرتے تھے، مدینہ منورہ میں قرآن مجید کا درس دیتے تھے اور ترکوں میں بہت مقبول ومحترم تھے، حضرت مولاناؒ سے خصوصی تعلق ومحبت رکھتے تھے۔ (۲) شیخ محمد علی الحرکان وسیع النظر عالم دین تھے حرم شریف میں درس دیتے تھے پھر جدہ کے قاضی ہوئے اس کے بعد وزیر عدل ہوئے شیخ صالح القزازؒ کے بعد رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ہوئے ۷ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ کو ان کا انتقال ہوگیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں محصور ہے اس لئے مؤثر اور پائیدار نہیں۔ قاضی شہر شیخ ابن زاحم (نجدی) نے بھی مدعو کیا تھا ان کی اجازت ورعایت سے ہم لوگ بہت مستفیض ہیں۔

دارالعلوم کے طلبہ میں یہ خیال پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کو ایک زندہ زبان کے طور پر خاص دعوت کے مقصد سے حاصل کرنا اعظم قربات میں سے ہے اور اس کے بغیر موجودہ استعداد سے دعوت کا کام کرنا بہت دشوار ہے۔ افسوس ہے ہمارے تساہل کی وجہ سے کچھ عرصہ سے عربی کی دعوت بہت مضمحل ہوگئی ہے پھر اس کے احیاء کی ضرورت ہے، اگر ہمیں عرب صاحب (۱) اور ہلالی صاحب (۲) جیسے استاد نہ ملتے اور ان کی شروع سے توجہ وعنایت نہ ہوتی تو یہ کام بہت مشکل تھا، زبان بہت ترقی کر گئی ہے اور بہت عام ہوگئی ہے، ''نزھۃ الخواطر'' اور ''عوارف'' (۳) کی بڑی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اہل علم ہندوستان کے علمی ودینی حالات معلوم کرنے کے بڑے شائق ہیں اگر پہلا حصہ چھپ جائے تو ۱۵-۲۰ نسخے بھجوادیجئے، اور دائرہ (۴) کو تاکید فرمادیجئے کہ مقدمہ چھپنا ضروری ہے جو کتاب اور ہندوستان کا مختصر تعارف کراتا ہے۔

سب اچھے ہیں اور آپ کے خطوط کا ہر ہفتہ انتظار کرتے ہیں، ان سے ہمیں بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے۔

والسلام ''علی''

یکم اپریل ۱۹۵۰ء

برادر صاحب معظم ومحترم دام مجدہ'

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، پرسوں جمعرات کو کرہی (۵) سے ہم لوگ اعظم گڑھ کے ارادہ سے گورکھپور روانہ ہوئے، گورکھپور کے اسٹیشن پہونچ کر مولانا منظور صاحب (۶) کا پیغام ملا کہ ہم کو گورکھپور ہی اتر جانا چاہئے۔ چنانچہ ہم اس وقت سے گورکھپور میں ہیں۔ یہاں کے جلسے کل ۲/اپریل سے شروع ہیں۔

---

(۱) شیخ خلیل عرب ؒ (۲) شیخ ڈاکٹر تقی الدین ہلالیؒ دونوں حضرت مولانا کے اساتذہ۔ (۳) جواب الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند کے نام سے شائع ہوچکی ہے۔ (۴) دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد۔ (۵) یہ سفر تبلیغی تحریک کے سلسلہ میں ہوا تھا۔ (۶) مولانا محمد منظور نعمانیؒ

www.abulhasanalinadwi.org

کرہی میں الحمدللہ دعوت کامیاب رہی، ۹۴ آدمیوں نے جو عموماً کاشتکار ہیں ایک ایک مہینہ کا وقت دیا، خدا کرے یہ وقت وصول ہوجائے۔اور اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے گورکھپور میں بھی اس کی کوشش کی جائے گی کہ ان کی مدد اور تعلیم کے لئے تعلیم یافتہ طبقہ میں سے کچھ لوگ وقت دیں گورکھپور کے اطراف ومواضعات کے لئے بھی انشاء اللہ جماعتیں بنائی جائیں گی۔

امید ہے کہ عبدالحکیم صاحب (۱) کا بمبئی سے خط آ گیا ہوگا۔اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے اور جیسا مناسب ہو عمل کیا جائے،اب ٹائپ میں دیر نہیں کرنی چاہئے،سخت ضرورت ہے کہ رسائل جلد سے جلد تیار ہوکر بھیج دیئے جائیں انشاء اللہ ۵/ اپریل کو واپسی ہوگی۔امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا۔

خاکسار ابوالحسن علی
سنگی مسجد، گورکھپور

ابوالحسن علی
نواب والی مسجد محلّہ قصاب پورہ
صدر بازار دہلی

برادر صاحب مخدوم ومعظم زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، پرسوں ۲۴/ اپریل کو شب میں سورت سے دہلی پہونچے ایک دن مولانا یوسف صاحب (۲) کے ساتھ گذارنے کے لئے نظام الدین پہونچے،تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری مدظلہ دہلی ہی تشریف رکھتے ہیں، ان کی خدمت میں حاضری دی اور اس وقت وہیں قیام ہے، چار پانچ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہے پھر سہارن پور ہوکر لکھنؤ پہونچنا ہے۔

بمبئی ۵ دن قیام رہا، ٹائپ کی تفصیلات معلوم ہوئیں، مفصل گفتگوئیں ہوئیں، معلوم ہوا کہ صرف ڈیڑھ سو (۱۵۰) رطل ہمارے کام کے لئے کافی ہے، ۱۱۶ رطل ۱۸/ ۱۶ تیار تھا، اس

---

(۱) مولانا عبدالحکیم بن شرف الدین الکلکی جن کا ممبئی میں عربی طباعت کا کام تھا ان سے عربی ٹائپ برائے طباعت خریدنے کی بات چل رہی تھی تا کہ ندوۃ العلماء کے زیرِ انتظام جدید عربی پریس کا قیام ہوجائے اور عربی کتب کی طباعت کا انتظام ہوجائے۔(۲) مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ امیر جماعت تبلیغ۔

www.abulhasanalinadwi.org

سے بھی کام شروع ہوسکتا ہے ۵۵ رطل ۲۴ پونڈ بھی تیار تھا، وہ ضرورت سے زائد ہی تھا، اس لئے حروف کے لانے میں کوئی اشکال نہ تھا روپیہ بھی موجود تھا، مگر خلیل شرف الدین (۱) جو پریس کا اصل کام کرنے والے ہیں کا دوستانہ مشورہ تھا کہ کسی ایک معتمد آدمی کی ٹریننگ اولیں کام ہے، جو صاحب گونڈہ میں تھے اور امید تھی کہ ابتدائی کام اور کسی ایک آدمی کی تربیت کردیں گے، ان کو ایک صاحب نے مالیگاؤں بلالیا تھا، اس کی بڑی کوشش ہم نے بھی اور خلیل نے بھی کی کہ ان کے پریس کا کوئی آدمی لکھنؤ جانے پر رضامند ہوجائے۔ اور وہ کافی بھی ہو، وہ دو تین مہینے رہ کر ہمارا کچھ کام ہی کردے۔ اور دو ایک آدمیوں کو تیار بھی کردے، مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی، آخر یہ تجویز ہوا کہ کوئی آدمی وہاں سے بھیجا جائے۔ خلیل صاحب اس کو مہینہ بھر میں تیار کردیں گے، اس کے لئے مولوی ضیاء اللہ صاحب جون پوری کو تجویز کیا جو پریس کا تجربہ بھی رکھتے ہیں اور ان کے لئے سہولت بھی ہے کہ ان کے بھائی بمبئی میں ہیں، اس لئے سردست حروف کی خریداری ایک مہینہ کے لئے ملتوی ہوئی اور یہی مشورہ ہوا، تفصیل انشاء اللہ زبانی عرض کریں گے، البتہ وقت کی کمی کی وجہ سے خیال ہوا کہ ایک دو چیزیں جلد تیار کروالی جائیں، چنانچہ بین الصورۃ والحقیقۃ وہیں چھپنے کے لئے دیدی، گھر میں سلام ودعا۔

والسلام

علی

موصولہ ۲۷/اپریل ۵۰ء

سہارن پور سہ شنبہ

۲۷/۷/۱۹۵۰ء

برادر مخدوم ومعظم دامت برکاتہٗ والطافہٗ

الحمد للہ بعافیت سہارن پور پہونچا، لکھنؤ ہی سے دہلی کا ارادہ بھی تھا، خوش قسمتی سے دوسرے ہی روز مولانا یوسف صاحب (۲) مع مولانا انعام الحسن صاحب (۳) تشریف لے

(۱) خلیل شرف الدین الکعبی اپنے والد شیخ شرف الدین کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ تھے اور پریس کا کام کرتے تھے مولانا ابوالکلام آزاد کے شاگرد اور ساتھی تھے تحریک آزادی میں خفیہ پریس چلاتے تھے، ۱۹۴۵ء میں گرفتار ہوئے دو سال لال قلعہ میں نظر بند رہے اور بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ حصول آزادی کے بعد سیاست سے کنارہ کشی کرلی اور بمبئی میں ایک پریس قائم کرلیا پھر سعودی عرب چلے گئے وہاں سے لندن گئے ہوئے تھے کہ انتقال ہوگیا رحمہ اللہ۔ (۲) مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ امیر جماعت تبلیغ۔ (۳) مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

آئے، حجاز کے متعلق الحمدللہ تمام اہم مراحل طے ہوگئے، دو آدمیوں کا انتظام انشاءاللہ نظام الدین کی طرف سے ہو جائے گا، اور ایک آدمی کے متعلق ہم نے کہا ہے کہ انشاءاللہ وہاں کوشش کریں گے کہ کوئی حج بدل مل جائے، اب تین آدمیوں کا انتخاب ہے، شیخ الحدیث صاحب (۱) فرماتے ہیں کہ دو سال کے قیام کی نیت سے جائیں، رابع سلمہٗ (۲) کا نام بھی آیا، اگر آپ کی رائے ان کے متعلق ہو اور آپا جان (۳) ان کے دو سال کے قیام کو گوارہ کر سکیں تو وہ بھی جا سکتے ہیں، ہمارے نزدیک تو اچھا ہے، اگر آپ ان کی صحت کی طرف سے مطمئن ہوں تو ان کی آئندہ ترقی و کمال کے لئے بہت اچھا ہوگا، بہر حال غور فرما لیا جائے۔

بمبئی سے خلیل (۴) کا خط آیا کہ دوسرے رسالہ کی طباعت کے سلسلہ میں دو سو روپیہ علی الحساب بھیج دو، تاکہ رسالہ جلد ہو جائے، کاغذ کی خریداری اور مزدوری کام کرنے والوں کو فوراً دیدی جائے، ہم تو ادھر چلے آئے جناب اس کے بھیجنے کا انتظام فرما دیں، خلیل شرف الدین قیمہ پریس ۲۹ محمد علی روڈ بمبئی۔۳ پتہ ہے۔

امید ہے کہ مالیگاؤں روپیہ چلا گیا ہوگا، ہم منی آرڈر بائی ٹیلیگرام لکھ کر مولوی صاحب (۵) کو دے آئے تھے۔

ہمارا سفر بہت مناسب رہا، حجاز کے سلسلہ میں جو ایک خلش تھی وہ دور ہوگئی اور بہت تفصیل و وضاحت سے گفتگو ہوئی۔

کل انشاءاللہ ۲-۳-دن کے لئے رائے پور جائیں گے، واپسی پر نظام الدین، اگر چہ مولانا سے یہیں ملاقات ہوگئی، مگر وہاں کی اور بات ہے،

کچھ پیچش کی سی شکایت ہے اسٹو ورسل ساتھ ہے اگر تکلیف نہ گئی تو وہ استعمال کریں گے اگر مالیگاؤں سے جو رجسٹری آئے تو وہ وصول کر لی جائے اور پارسل منگوا لیا جائے، امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا۔

والسلام
ناچیز علی

---

(۱) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ (۲) مولانا محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔ (۳) حضرت مولاناؒ کی بڑی ہمشیرہ امۃ العزیزؒ والدہ مولانا محمد رابع صاحب حسنی (۴) خلیل شرف الدین جن سے پریس کا ساز و سامان خریدنے کی بات چل رہی تھی، اور حضرت مولاناؒ کے عربی رسائل ان کے پریس میں زیر طبع تھے۔(۵) مولوی عبدالغفور مرحوم سابق مددگار ناظم ندوۃ العلماء مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

جمعہ ۱۸؍اگست ۱۹۵۰ء قلعہ بازار
(رائے بریلی)

برادر صاحب مکرم معظم مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کل ۱۲ بجے گھر سے روانہ ہوکر آج جمعہ کو ۱۱ بجے رائے بریلی پہونچے، اناؤ میں کسی طرح رائے بریلی جانے والی گاڑی پر سوار نہ ہو سکے، فرسٹ کلاس میں بھی کوشش کے باوجود جگہ نہ مل سکی، ساری عمر، ایسا ہجوم کبھی نہیں دیکھا، مجبوراً رات اناؤ میں قیام کیا، صبح لاری سے لال گنج (۱) آئے اور لال گنج سے بس پر رائے بریلی پہونچے، ڈاک خانہ کے پاس ہی محمد یار (۲) مل گئے، جن سے تکیہ کی مفصل خیریت مل گئی، اسی وقت خیریت کا تار دے دیا، آگے بڑھ کر محمد شعیب صاحب (۳) ملے انہوں نے بتلایا کہ وہ تار کا جواب دے چکے ہیں، اطمینان کے لئے قلعہ سے یہ کارڈ لکھ کر ڈال رہے ہیں، انشاء اللہ مفصل خط کل لکھیں گے، اب تکیہ جا رہے ہیں، راستہ کھل گیا ہے سب وہیں ہیں اور بفضلہ تعالیٰ خیریت سے، اس وقت خط لکھنے کے وقت مُثنیٰ بھیا (۴) موجود ہیں ان سے بھی خیریت معلوم ہوئی۔

والسلام خاکسار ابوالحسن علی

برادر صاحب مخدوم ومعظم دام ظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ الحمد للہ کل جمعرات کو ۳ بجے بمبئی (۵) بخیریت پہونچ گئے، تبلیغی احباب اسٹیشن پر موجود تھے، اس لئے کوئی دقت نہیں ہوئی، حضرت مولانا عبدالقادر صاحب (۶) منتظر ہی تھے۔

ہوائی جہاز کی نئی مشکلات کے پیش نظر ابھی اس سے سفر مشتبہ ہے، گمان غالب ہے کہ سب بحری جہاز سے جائیں گے، یا ۴؍ستمبر کو یا ۷؍ستمبر کے جہاز سے، بعد میں مطلع کروں گا۔

---

(۱) لال گنج رائے بریلی سے فتح پور کانپور کے راستہ میں تیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ (۲) محمد یار مرحوم تکیہ کلاں کے سامنے پوروہ محمد میاں کے رہنے والے متدین آدمی تھے تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ (۳) محمد شعیب مرحوم رائے بریلی کے رہنے والے سربرآوردہ شخص تھے اور شہر کے ملی کاموں میں قیادت کرتے تھے، مسلمانوں کو ان سے بہت فیض پہونچتا تھا خانوادہ علم اللہی سے ان کا خاندان قدیمی محبت واحترام کا معاملہ رکھتا تھا اور اب بھی ہے۔ (۴) سید حسن مثنیٰ مرحوم ابن سید عبداللہ مرحوم حضرت مولانا کے بھانجہ ہوتے تھے۔ (۵) دوسرے سفر حج کے سلسلہ میں یہ سفر ہوا تھا اسی سفر میں حج کے بعد مصر وشام سوڈان اور فلسطین جانا ہوا تھا۔ (۶) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

بمبئی سے "بین الجبایة والهدایة،، (۱) کے پانچ سو نسخوں کا بنڈل اور وی پی پہونچے گا، وصول کرلیا جائے، ۴۵۰ نسخے یہاں موجود ہیں وہ لے لیں گے،

"دعوتان متنافستان" (۲) کے جو مالیگاؤں میں چھپی ہے، تین سو نسخے ہم لے لیں گے، باقی وہاں پہونچیں گے، دار العلوم میں ایک بچہ یعقوب بیگ، شاید نام ہے، ذات الجنب کا بیمار ہے، اس کے متعلق کہنا بھول گئے، اس کو کسی وقت ملاحظہ فرمالیجئے گا ہماری کوشش سے وہ داخل ہوا تھا، بہت سعید ہے، یونانی علاج ہورہا ہے اس کے متعلق دریافت فرمالیجئے گا، مفصل عریضہ انشاء اللہ دو ایک دن میں ارسال خدمت ہوگا۔

علی

یکم ستمبر ۵۰ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہٗ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آداب کے بعد گذارش ہے کہ ایک عریضہ خیریت کی اطلاع کا ارسال خدمت کر چکے ہیں، کل انشاء اللہ ہم سب کا حضرت مولانا عبد القادر صاحب (۳) کی ہمرکابی میں، اسلامی جہاز سے سفر ہے ہوائی جہاز کا سفر سب کا ملتوی ہوگیا، اور شاید کوئی بھی حاجی اس سے سفر نہ کرے امید ہے کہ سفر راحت و سہولت سے ہوگا، ساتھی بہت اچھے ہیں، اور ہم بالکل فارغ البال ہیں، انتظامات وغیرہ سب رفقاء کرتے رہتے ہیں، فرسٹ کلاس کی سہولتوں سے بھی متمتع ہونے کا انشاء اللہ موقع ملے گا۔ یہ بھی امید ہے کہ جہاز ہی میں انشاء اللہ مصر و عراق کے سفر کا بھی سامان ہوجائے گا اللہ تعالیٰ نے کچھ صورتیں ایسی پیدا فرمادی ہیں کہ بلا طلب و زحمت اس سفر کے مصارف مہیا ہوجائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رابع سلمہ (۴) خوش اور اچھے ہیں، خوب چلتے پھرتے رہتے ہیں، عربوں سے ملنا یہیں سے شروع کردیا ہے، کل اور آج سعودی قنصل سے ملاقات ہوئی، آج طویل مجلس رہی۔

مولوی عبد اللہ صاحب (۵) اور دوسرے رفقاء سب مسرور و مطمئن ہیں، مولوی عبد اللہ صاحب کے گھر والوں کے مصارف کے لئے امید ہے کہ جناب نے بھائی جمیل صاحب کو

---

(۱) حضرت مولاناؒ کا دعوتی رسالہ (۲) یہ بھی دعوتی مقالہ تھا جو بہت موثر تھا۔ (۳) حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (۴) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء (۵) مولانا عبد اللہ عباس ندوی حال معتمد تعلیم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

لکھ دیا ہوگا، اس کا بھی اطمینان مولوی عبداللہ صاحب کے گھر والوں سے بھی کرلیا جائے کہ انتظام ہوگیا یا نہیں۔

نیز مولوی عبداللہ صاحب کے لئے ڈیڑھ دو سو روپئے اکٹھا شیخ الحدیث صاحب (۱) کو بھجوادیجئے کہ مدرسہ علوم شرعیہ کے حساب میں اس کو جمع کر کے سید حبیب صاحب (۲) کو مطلع کردیں کہ مولوی عبداللہ ندوی کو ابوالحسن علی کے ذریعہ یہ رقم دیدی جائے۔

خدا کرے اس مرتبہ بحری سفر میں ہم لوگوں کی طبیعتیں خراب نہ ہوں، انشاء اللہ جدہ، مکہ معظمہ پہونچ کر خیریت سے مطلع کریں گے۔

گھر میں سب کو سلام و دعا، محمد میاں (۳) اپنی عربی کی مشق جاری رکھیں، اور وہ اور واضح (۴) اچھی طرح تیاری کریں۔

فقط والسلام
خاکسار علی
۳؍ستمبر ۵۰ء یکشنبہ

قریب عدن

۱۲؍ستمبر ۵۰ء ۲۸؍ذی قعدہ ۱۳۶۹ھ

برادر صاحب مخدوم و معظم مدظلہ العالی

امید ہے کہ آپ سب بخیر و عافیت ہوں گے، آج ہمارے سفر کا نواں دن ہے گذشتہ سفر کی طرح جہاز پر پھر طبیعت بہت خراب ہوگئی، ۴-۵ دن خوراک گویا بند رہی، صرف موسم بہی اور پھلوں یا ایک دو بسکٹوں پر گذارا تھا، کھانا دیکھنا بھی گوارہ نہ تھا، متلاطم و گرم سمندر ختم ہونے کے بعد طبیعت میں سکون پیدا ہوا، ۹؍ستمبر کو دفعۃً معلوم ہوا کہ تار آ گیا ہے کہ مکلا (۵) میں چار پانچ سو حاجی ہیں، اب جہاز وہاں ٹھہرے گا، بڑی خوشی ہوئی کہ ایک عرب شہر دیکھنے میں آئے گا، ایک دن پہلے سے کیپٹن سے اس کی خواہش ظاہر کی گئی کہ دو چار آدمی شہر جانے

---

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ (۲) سید حبیبؒ مولانا حسین احمد مدنی کے بھتیجہ اور مدینہ منورہ کے سربرآوردہ لوگوں میں تھے۔ (۳) مولانا محمد الحسنی سابق مدیر "البعث الاسلامی" (۴) مولانا واضح رشید ندوی حال صدر کلیۃ اللغۃ العربیہ وآدابھا دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ (۵) مکلا عدن کے قریب یمن کا ایک بندرگاہی شہر ہے جو جدہ کے راستہ میں پڑتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کی اجازت چاہتے ہیں، اس نے جواب دیا کہ پورا جہاز قرنطینہ کی حالت میں ہے، اس لئے میں خود بھی نہیں جاسکتا، صبر کرنا پڑا، شہر آیا اور جہاز بالکل سامنے لنگر انداز ہوا خاصا پر رونق شہر تھا، پچاس ہزار کی آبادی بتلائی گئی، جب جانے سے مایوسی ہوئی، تو خیال ہوا کہ کم سے کم اپنے رسائل وہاں کے علماء کو بھجوا دیئے جائیں، چنانچہ ایک حضرمی سپاہی کو جو کچھ پڑھا ہوا تھا، رسالے دیئے اور علماء کے نام دریافت کر کے ان کے نام ہدیہ کیا، خیال تھا کہ یہ ہوا میں تیراندازی ہے، لیکن یہ دیکھ کر بڑی حیرت اور مسرت ہوئی کہ دو ہی تین گھنٹے کے بعد مکلا کے ناظر او قاف اور وہاں کے بڑے عالم ہمارا نام پوچھتے ہوئے آئے، اور ان علماء کی طرف سے جن کو رسائل ہدیہ کیے گئے تھے ٹائپ شدہ خط شکریہ کا لے کر آئے، وہ صاحب جن کا نام عبداللہ باجنید ہے بڑے فہیم عالم ہیں اور اونچے عہدہ دار ہیں، دیر تک بیٹھے رہے، ان سے بہت سے حالات معلوم ہوئے، اپنے یہاں کی دینی کوششوں کا تذکرہ ہوا، پانچ سو حضرمی عرب سوار ہوئے، یہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہمارے عربی داں نوجوان مبلغین کو دعوت و مشق کا ایک میدان بیچ سمندر میں عنایت فرمادیا، مولوی عبداللہ صاحب (۱) اور محمد رابع سلمہٗ (۲) بہت خوش ہیں، اور خوب ان عربوں سے باتیں کرتے رہتے ہیں، آج انہوں نے لائبریری کے وسیع ہال میں ان عربوں کے خصوصی اجتماع کا انتظام کیا ہے، زیادہ تر غریب اور ناخواندہ عرب ہیں، لیکن کچھ صاحب علم اشخاص بھی ہیں، نمازوں کے پابند اور اچھے لوگ ہیں، یہ محض تائید غیبی معلوم ہوتی ہے کہ جو جہاز عدن بھی نہیں ٹھہرتا وہ چوبیس گھنٹے مکلا ٹھہرا رہا، اللہ تعالیٰ اس موقع سے پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

رابع سلمہٗ ہم سب میں سب سے اچھے رہے، بالکل تندرست اور ہشاش بشاش ہیں، ان ہی کی طرف سے زیادہ فکر تھی، مگر ان پر سمندری سفر کا سب سے کم اثر پڑا، محمد ثانی (۳) اور رابع میں اس معاملہ میں بڑا فرق ہے، خدا کرے حجاز میں بھی وہ بالکل صحیح و توانا اور خوش و خرم رہیں، فرسٹ کلاس کی سب سہولتیں اور راحتیں ہم لوگوں کو حاصل ہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ، عام مسافروں کو ہم لوگوں سے بڑا انس اور اعتماد ہے، مسائل حج کی وجہ سے ہر وقت آمد و رفت رہتی ہے، حضرت مولانا عبدالقادر صاحب دامت برکاتہٗ ابھی تک اچھے ہیں، چکر، امتلاء وغیرہ کی شکایت نہیں ہوئی، کل سے البتہ قبض کی وجہ سے حرارت ہے، رات بہت

(۱) مولانا عبداللہ عباس ندوی حال معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ (۲) مولانا محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔ (۳) مولانا محمد ثانی حسنیؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

غفلت رہی، ایک اجابت ہوگئی ہے امید ہے کہ طبیعت جلد بہتر ہو جائے گی۔

اب ہمارا جہاز انشاء اللہ جمعہ (غالباً ۳رذی الحجہ) کو پہونچے گا، وہاں پہونچتے ہی ایسا انتشار وانہماک ہوگا کہ غالباً منیٰ سے واپسی ہی پر عریضہ لکھا جاسکے گا، اس لئے خط کی تاخیر سے کوئی تردد نہ ہو، گھر میں ایک ایک کو سلام ودعا۔

محمد میاں سلمہٗ کی کتاب بڑی دور دور تک پہونچ رہی ہے، ان کو اپنی عربی تحریر کی مشق خوب بڑھانی چاہئے واضح بھی برابر لکھنے کی مشق جاری رکھیں۔

محمد ثانی سلمہ اس خط کو پڑھ لیں، ہم اور وہ جہاں لیٹا کرتے تھے، وہاں نشست رہا کرتی ہے، لائبریری جواب مسجد ہے ہمارا مرکز ہے، اس مرتبہ جس کیبن میں رہنا ہوتا ہے، اس کا نمبر ۸۱-۸۰ ہے پہلے کیبن سے دو ہی ایک کمرہ کے فاصلہ پر ہوگا، ان کے نام ہم نے بمبئی سے بیمہ کیا تھا پہونچا ہوگا۔ امید ہے کہ انہوں نے حسب ہدایت خود رائے بریلی جاکر رقوم کو اپنی جگہ پہونچادیا ہوگا۔

بھابھی جان،(۱) چھوٹی پھوا،(۲) پھوپھا جان،(۳) مسلم(۴) کو سلام، حمیرا(۵) اور ان کی بہنوں کو دعا، ایک خیریت کا خط مکہ معظمہ مدرسہ فخریہ کے پتہ پر ضرور لکھ دیا جائے، تاکہ منیٰ سے واپسی پر کم سے کم اطمینان ہو جائے،

محمد ثانی، مولانا منظور صاحب(۶) مولانا عبدالسلام صاحب(۷) کے خطوط خود جاکر پہونچادیں، رائے بریلی علاحدہ لفافہ بھیج رہے ہیں۔

مولوی عبداللہ صاحب تحریر لکھ کر دینا بھول گئے تھے اس لئے وہ بھیج رہے ہیں۔ دفتر میں بھیج دی جائے۔

محمد ثانی ہماری عربی مطبوعات کا ایک ایک نسخہ، مولوی انعام الحسن صاحب(۸) کو نظام الدین، شیخ الحدیث صاحب(۹) کو سہارنپور بھیج دو، اور ایک نسخہ اس پتہ پر محمد رفیق صاحب لکچرر عربک، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد۔

---

(۱) اہلیہ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ۔ (۲) فاطمہ بی دختر مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ وزوجہ سید محمد یوسف حسنی مرحوم۔ (۳) سید محمد یوسف حسنی مرحومؒ۔ (۴) سید محمد مسلم حسنی صاحب جو حضرت مولانا کی خالہ زاد بہن کے فرزند اور ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ کے بڑے داماد ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے آمین۔ (۵) ڈاکٹر مولانا سید عبدالعلی حسنیؒ کی بڑی صاحبزادی۔ (۶) مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔ (۷) مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ۔ (۸) مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ۔ (۹) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

شاہ حلیم عطا صاحب (۱) کو خصوصی طور پر سلام کہہ دینا، مولانا اسحٰق صاحب (۲) مولانا اسباط صاحب (۳) کی خدمت میں سلام اگر مولانا عمران خاں صاحب ہوں تو بہت سلام، ان کو ایک خط بمبئی سے بھیجا تھا، مولوی مرتضیٰ صاحب (۴) کو بہت بہت سلام، شہاب الدین صاحب (۵) محمد یامین سلمہٗ (۶) کو سلام، اگر مصر سے احمد امین صاحب (۷) کا کوئی خط آیا ہو تو مکہ معظمہ بھیج دیا جائے۔

خاکسار ابوالحسن علی

۲۱/ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ

مکہ مکرمہ

برادر صاحب مخدوم معظم مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ سب بخیر وعافیت ہوں گے الحمدللہ۔ یہ ناچیز بھی بخیر وعافیت ہے۔ ۷/ذی الحجہ کو بخار ہو گیا تھا بخار ہی کی حالت میں منیٰ گیا دن بھر بخار رہا۔ ڈاکٹر کو بلایا اس نے کسٹرائل دیا جس سے معدہ کا فساد دور ہوا اور طبیعت ہلکی ہوئی۔ عرفات کا دن ضعف کی حالت میں گذرا، مگر طبیعت صاف رہی، اس کے بعد رفتہ رفتہ طبیعت اعتدال پر آ گئی مگر ابھی ذرا سی بے احتیاطی سے طبیعت پر اثر پڑ جاتا ہے۔

مکہ معظمہ، عین ہجوم واژدہام اور حج کے بالکل قریب پہونچنا ہوا۔ اگر مولوی عبدالرشید (۸) ومولوی معین اللہ (۹) زمین تیار نہ کر رکھتے اور رسائل پہلے سے نہ پہونچ

---

(۱) شاہ محمد حلیم عطا سلون ضلع رائے بریلی کے نامور فاروقی خاندان کے فرد تھے غیر معمولی حافظہ وسیع مطالعہ میں سلف کی نشانی تھے، بہت صحیح الخیال معتدل مسلک، حدیث وسنت کے مرتبہ شناس اوران سے خصوصی شغف رکھتے تھے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں استاد حدیث تھے۔ (۲) مولانا محمد اسحٰق سندیلوی دارالعلوم ندوۃ العلماء میں استاذ حدیث رہے اور بعد میں منصب اہتمام پر فائز ہوئے کچھ دنوں بعد کراچی ہجرت کی اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے، متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ (۳) مولانا محمد اسباطؒ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں استاذ فقہ تھے اور مولانا عین القضاۃؒ کے شاگرد تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے مگر درس کا سلسلہ بخوبی جاری تھا، راقم سطور نے ہدایہ ان ہی سے پڑھی تھی۔ (۴) مولانا محمد مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظر کتب خانہ ندوۃ العلماء (۵) شہاب الدین فریدیؒ مراد ہیں مانک پور پرتاپ گڑھ کے رہنے والے صاحب علم شخص تھے ان کی شادی سادات واسطی ہسوہ فتح پور میں ہونے کی وجہ قرابت داری تھی۔ (۶) سید محمد یامین مرحوم جو حضرت مولانا کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی تھے جن کے صاحبزادہ مولانا سید خالد حسنی ندوی ہیں۔ (۷) احمد امین مصر کے صاحب طرز ادیب ومورخ تھے انہوں نے ہی پہلی مرتبہ ماذا خسر العالم الخ شائع کی اور اس پر مقدمہ لکھا۔ (۸) مولانا عبدالرشید اعظمی ندوی جو حجاز پہلے ہی مولانا معین اللہ ندوی کے ساتھ جا چکے تھے اور دعوتی کام کر رہے تھے پھر مصر کے سفر میں بھی ساتھ رہے۔ (۹) مولانا معین اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا کے شاگرد رشید اور دست راست، پوری زندگی دارالعلوم ندوۃ العلماء کو ترقی دینے اور دینی تعلیم کے فروغ میں صرف کردی تاریخ وفات۔ ۲۳/اگست ۱۹۹۹ء

www.abulhasanalinadwi.org

چکے ہوتے تو اس مجمع سے فائدہ اٹھانا بیحد مشکل ہوتا، مولوی معین اللہ ومولوی عبدالرشید صاحبان نے توقع سے کہیں زیادہ بہتر کام کیا ہے درجنوں آدمیوں کو پہلے سے تعارف اور ملاقات کا مشتاق بنا رکھا تھا، مصر، شام، ترکی اور مغرب اور حجاز ونجد کے اچھے اچھے اہل علم اور صاحب فہم پہلے سے منتظر تھے، ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا اور چند اجتماعات بھی ہوئے، ایک اجتماع جس میں زیادہ تر مصری تھے حج سے پہلے ہوا، زیادہ تر کام منیٰ سے واپسی پر ہوا، جن لوگوں سے مفصل ملاقاتیں ہوئیں اور تفصیل سے باتیں ہوئیں، ان میں عمر بہاء الامیری (۱) وزیر سوریا مفوضہ پاکستان، شیخ احمد کفتارو (۲) وعین اعیان سوریہ، استاذ طٰہٰ فیاض (۳) مدیر روزنامہ "السجل" (بغداد) استاذ محمد محمود صواف (۴) عراق کی دینی تحریک کے روح رواں، اور جماعت شرعیہ (۵) مصر کے بعض علماء وارکان تھے لوکانده مصر جو ممتاز ترین حجاج کی قیام گاہ ہے ان لوگوں کا مرکز تھا اور ایک جگہ بہت سے اہل علم وفضل مل جاتے تھے، عمر بہاء الامیری جن میں الاخوان المسلمون کی پوری روح ہے اکثر ذریعہ تعارف وملاقات ہوا کرتے تھے، وہیں شام، مصر اور ترکی کے بہت سے اعیان وفضلا سے ملاقات ہوئی، اکثر اشخاص کو رسائل دیئے اور انہوں نے بڑے شوق سے لئے، اور دوسروں کو بڑے اچھے الفاظ میں اپنا تاثر ظاہر کرتے ہوئے دلوائے، طٰہٰ فیاض اور محمد محمود صواف کو ہمارے

---

(۱) عمر بہاء الامیری مشہور اسلامی قادر الکلام شاعر، حلب میں پیدا ہوئے نو برس کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا، جہاد فلسطین میں شریک ہوئے، سوریا کی طرف سے سعودی عرب اور پاکستان میں سفیر رہے جامعہ محمد الخامس (مراکش) میں تدریسی خدمات انجام دیں، مختلف جامعات میں وزیٹنگ پروفیسر رہے مجمع ملکی، مجمع بغداد رابطہ ادب اسلامی کے رکن تھے، ۱۴۱۲ھ میں وفات پائی۔ (۲) شیخ احمد کفتارو مفتی اعظم شام، وہاں کی دینی زندگی کے روح رواں، شیخ طریقت وسیع النظر عالم ہیں حکومت سے بڑا قرب رکھتے ہیں اور اسی کے قائل ہیں کہ اہل حکومت کے قریب رہ کر دینی خدمت انجام دی جائے اور ان کو دین اور اہل دین سے قریب لایا جائے نہ کہ یہ دوری بڑھائی جائے۔ (۳) طہ فیاض عراق کے رہنے والے صحافی اور اسلامی مفکر ادیب وداعی۔ (۴) شیخ محمد محمود الصواف متوفی ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ عراق کے مشہور شہر موصل میں پیدا ہوئے شیخ عبدالعمہ، شیخ محمد الرضوان سے تعلیم وتربیت پائی معاشرہ کی اصلاح کے لئے "امر بالمعروف والنہی عن المنکر" نامی تنظیم قائم کی پھر شیخ امجد الزھادی کی رفاقت میں "الاخوان المسلمون" قائم کی ایک رسالہ "لواء الاخوۃ الاسلامیۃ" نکالا انقلاب عراق کے بعد کمیونسٹوں نے ان کو وطن میں رہنے نہیں دیا اور وہ سعودیہ چلے گئے، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی بنیاد ڈالنے میں ان کی کوششوں کا بڑا دخل رہا بڑے جفاکش داعی بالغ نظر مرشد اور مرجع تھے۔ (۵) الجماعۃ الشرعیہ جس کے بانی شیخ محمود خطاب سبکیؒ تھے متوفی ۱۹۵۲ء، ۱۳۵۵ھ میں قائم ہوئی اس کا کام واعظین ومبلغین کا مختلف علاقوں میں بھیجنا اور مساجد کی تعمیر تھا، ان کی وجہ سے مصر میں صحت عقائد توحید میں پختگی، شرک وبدعت سے نفرت، اسلامی معاشرت کی پابندی نظر آتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رسائل پہلے سے پہونچ چکے تھے جب ان کو ہماری آمد کا علم ہوا تو بڑے خوش ہوئے اور ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا ملاقات پر انہوں نے مفصل گفتگو کرنے کے لئے اپنی قیام گاہ فندق التیسیر میں مدعو کیا اور خود موٹر لے کر آئے اور اپنے ساتھ لے گئے دوپہر کا کھانا ان کے ساتھ کھایا اور کھل کر گفتگو کی، گفتگو سے بہت مطمئن اور مسرور ہوئے اور اکثر جگہ اتفاق خیال ظاہر کیا "بین الصورة والحقيقة" غور سے پڑھی تھی جا بجا اس کے حوالے دیتے تھے "بين الهداية والجباية" سے بڑے متاثر تھے گویا ان کے دل کی ترجمانی تھی، طٰہٰ فیاض نے کہا کہ آپ نے حکومتِ جبایہ کی صحیح تصویر کھینچی ہے آج کل ساری حکومتیں اسی شکل کی ہیں، میں بغداد پہونچ کر اس مضمون کو اپنے اخبار میں شائع کروں گا، دونوں نے اپنے متعدد احباب کے لئے رسائل کی فرمائش کی اور عراق کی دعوت دی، ہم نے اپنے تبلیغی کام کا پورا نقشہ اور نظام ان کو سنایا بعض اجزاء ہمارے ان کے درمیان مشترک ہیں اور بعض گوشے ان کے لئے جدید تھے اگر عراق میں چند دن قیام کر کے ان کی افادیت اور ضرورت ان کو سمجھائی جائے اور کچھ عملی تجربہ کا موقعہ ملے تو کیا عجب ہے کہ وہ ان حصّوں کا اضافہ کریں، جماعۃ شرعیہ کے ارکان نے بڑی توجہ و دلچسپی سے دعوت کی تاریخ اور ہمارے تجربات سنے، خاص خاص باتوں پر وہ ایک دوسرے کو متوجہ کرتے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے خلا کی طرف اشارہ کرتے تھے، جہاں تک تفہیم واطمینان کا تعلق ہے مجلسیں بے نتیجہ نہیں، رسائل نے ان کو دین کی بعض حقیقتوں اور اس کی نئی تعبیر وطریقہ تفہیم کی طرف متوجہ کر دیا ہے، ممکن ہے بعض اہل احساس کے دلوں میں ہلکی سی خلش پیدا کر دی ہو، لیکن یہ سب بالکل تمہیدی وابتدائی کام ہے، اس پر قناعت نہیں کی جا سکتی نہ ان سے بلند توقعات قائم کی جا سکتی ہیں، رسائل کا جس طرح خیر مقدم ہوا اور لوگوں نے جس مسرت کا اظہار کیا وہ ہمارے حوصلہ واستحقاق اور کتابوں کی حیثیت سے بہت بلند تھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں میں خیر کی پیاس ہے اور اس طرز کی چیزیں بہت کم ہیں ہماری لاعلمی میں حرم شریف کے اندر اور ممتاز مجلسوں میں لوگوں نے رسائل پڑھ کر سنائے متعدد آدمیوں نے اپنے ملک میں اشاعت کی اجازت مانگی، ترکوں نے بھی بڑا استقبال کیا اور ترجمہ کی آمادگی ظاہر کی، محمود شویل صاحب (۱) نے

---

(۱) استاذ محمود شویل، حجاز کے بڑے علماء میں شمار ہوتا تھا اور صاحب فکر ونظر اور وسیع المطالعہ تھے حضرت مولاناؒ سے خصوصی تعلق پیدا ہو گیا تھا، اور حضرت مولانا کے رسائل کی توسیع واشاعت میں حصہ لیتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

امیر البحر المصری اوران کے رفقاء کی مجلس میں ''الهدایة والجبایة'' پڑھ کر سنایا سب سے زیادہ جو رسالہ مقبول و مؤثر ہوا وہ ''بین الصورة والحقیقة'' ہے پہلے سے اس کا اندازہ نہ تھا وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کی گرفت سخت اور صاف اور مضمون عام فہم اور روزانہ زندگی سے تعلق رکھتا ہے، یہ رسالہ چونکہ پہلے سے پہونچ چکا تھا اس لئے اس کی اشاعت بھی بہت ہوئی اور اکثر حلقوں میں ہم سے پہلے پہونچ گیا، اس سفر کا بڑا حاصل شیخ احمد کفتارو سے ملاقات ہے، موصوف شام کی دینی زندگی کے روح رواں اور وہاں کی دینی دعوت و اصلاح کا مرکز ہیں، خود شیخ طریقت اور مقتدا اور ایک بڑے نقشبندی شیخ کے صاحبزادے اور خلیفہ، ۴۰-۴۵ سال کی عمر، نہایت وجیہ، ذہین وسیع النظر عالم اور روشن دماغ و روشن ضمیر بزرگ ہیں۔ جن ممتاز ترین شخصیتوں سے اس وقت تک دماغ متاثر ہوا ہے ان میں سے ایک ممدوح ہیں، مولوی عبدالرشید صاحب بار بار افسوس کرتے تھے کہ اس مرتبہ شیخ احمد کفتارو نہیں آئے وہ کہتے تھے کہ لاکھوں آدمیوں پر ان کا اثر ہے، ایک روز مصری ہوٹل گئے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے تعارف ہوا، لیکن مفصل تعارف اس وقت ہوا جب ایک حضرمی رئیس کے یہاں خاص خاص حجاج مدعو تھے ہماری تقریر کے بعد شیخ احمد کفتارو نے ایک بڑی سلجھی ہوئی مدلل تقریر کی انہوں نے کہا کہ میری زندگی کے تجربات کا نچوڑ دو چیزیں ہیں، جو اس وقت دین کی خدمت و احیاء کے سلسلہ میں خاص اہمیت رکھتی ہیں، ایک تو یہ کہ سب سے اہم اور مقدم کام، نئی نسل کی دینی تعلیم و تربیت کا مسئلہ ہے، جب تک اس نسل کی دینی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام نہ ہوگا جو آئندہ حکومت و زندگی پر قابض ہوگی، اس وقت تک کوئی کوشش مؤثر نہیں ہوسکتی، اس لئے اس کی ضرورت ہے کہ جو طبقہ حکومت کے مدارس، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم پارہا ہے اس کو ابھی سے مسلمان بنانے کی کوشش کی جائے، ہم نے اس کا خوب تجربہ کرلیا کہ سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ یہ طبقہ اپنے دل و دماغ کے اعتبار سے مسلمان نہیں، اس لئے کوئی کوشش واصلاح کارگر نہیں ہوتی، آج ہر ملک و ہر شہر کی مصیبت یہ ہے کہ یہ طبقہ زندگی پر حاوی ہے اور اس کو دین سے کوئی دلچسپی نہیں، اس کو انہوں نے تفصیل سے بیان کیا اور کہا ہمارے قدیم مدارس اس کی تعلیم و تربیت کے لئے کافی نہیں، اس کے لئے سرکاری طور پر یا کسی اور طریقہ پر دینی تعلیم کے انتظام کی ضرورت ہوگی اور اس کے لئے نظام تعلیم پر قابو پانے اور اس کے ذریعہ سے اصلاح کی ضرورت ہوگی۔

www.abulhasanalinadwi.org

دوسری بات یہ ہے کہ میں اس نتیجہ پر پہونچ چکا ہوں کہ مسلمان حکومتوں سے خواہ وہ برائے نام مسلمان ہوں علیٰحدگی و بے تعلقی کسی طرح مفید نہیں، ان کا مقاطعہ مضر اور ان کے اسلام سے دور ہونے کا سبب بنے گا، اس لئے ضرورت ہے کہ ان سے آخری حد تک فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے، اور ان کو اپنے حال پر نہ چھوڑا جائے اور نہ ان سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔ اگر حکمت وسلیقہ سے نیز استغنا، قناعت واستقامت سے کام لیا جائے اور ان کی تالیف قلب کر کے ان کو اسلام کے لئے زیادہ مفید بنانے کی کوشش جاری رکھی جائے تو بڑا کام کیا جا سکتا ہے اگر ان ڈوبتے ہوئے لوگوں کو جو گلے گلے ڈوب گئے ہیں، صرف ان کی آنکھیں یا کان ناک بچے ہوئے ہیں اور دھکا دے دیا جائے گا تو یہ دریا کی تہ تک پہونچ جائیں گے، لیکن اگر ان کو ہاتھ کا سہارا دیا جائے تو یہ کنارہ لگ سکتے ہیں، اس لئے میرا عقیدہ اور یقین ہے کہ ان حکومتوں سے قطع تعلق کسی طرح درست نہیں، البتہ اس کے لئے خاص اہلیتوں اور اصول کی ضرورت ہے۔ تقریر کے بعد خصوصی مجلسوں میں انہوں نے اپنی ان دونوں چیزوں کی تشریح کی اور اس سلسلہ میں ان کو جو کامیابیاں ہوئی ہیں ان کا تذکرہ کیا، انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے وزیراعظم سے اپنے ذاتی تعلقات واثرات اور اپنی ملاقاتوں وگفتگوؤں سے بعض بڑے بڑے دینی فوائد حاصل کئے، مثلاً عصمت فروشی کے باقاعدہ پیشہ کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ ابھی چلتے چلتے انہوں نے وزارت سے اس کی تجویز منظور کرالی کہ قوم کو دینی رخ پر لگانے کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل کی جائے اور جو، ان وسائل پر غور کرے اور وہ ذرائع اختیار کرے جس سے قوم میں دینی رجحان اور دینی زندگی پیدا ہو، ان کے الفاظ میں توجیہ الامۃ للتوجیہ الدینی ان کی روانگی سے کچھ پہلے اس کمیٹی کی تشکیل عمل میں آگئی تھی اور اس میں سوریا کے منتخب لوگ تھے جو علمی اخلاقی دینی نیز سیاسی حیثیت سے شام میں بلند مقام رکھتے ہیں، اس رخ کے بدلنے کے لئے ان کے سامنے خاص طور پر پانچ چیزیں ہیں۔ ۱۔ تعلیم، ۲۔ ریڈیو پر کنٹرول، ۳۔ سنیما کی اصلاح، ۴۔ پریس اور صحافت کی نگرانی اور احتساب ۵۔ مساجد کی تنظیم اور ان کے ذریعہ سے تعلیم، ان کو یہ توقع

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ وہ رفتہ رفتہ ان پانچوں چیزوں پر اتنی دسترس حاصل کرلیں گے کہ ان کو بے ضرر اور زیادہ سے زیادہ مفید بنالیں گے اور ان سے قوم کے ذوق ورجحان بدلنے کا کام لے سکیں گے۔

اپنے اس پروگرام کے علاوہ وہ شام کے سب سے بڑے دینی داعی اور مذہبی پیشوا ہیں دمشق کی چھ مرکزی مسجدوں میں ان کے خطبات اور دروس ہوتے ہیں، جن میں بہت بڑی تعداد میں مرد وعورتیں اور مسلمان، عیسائی شریک ہوتے ہیں یہاں تک کہ خاصی تعداد میں عیسائی مشرف بہ اسلام ہونے لگے ہیں اور کلیسا کے سامنے سنجیدگی کے ساتھ یہ سوال ہے کہ ان کی مجالس کی شرکت سے کس طرح مسیحیوں کو روکا جائے، تعلیم یافتہ طبقہ ان سے بہت مانوس ہے، بعض اشتراکی اور بعض لادینی لوگوں سے انہوں نے اپنے مکالمے اور گفتگو نقل کی جس سے ان کی حکمت دینی، موقع شناسی اور وسعت نظر کا اندازہ ہوا، اور جس کے بعد وہ اسلام سے بہت قریب ہوگئے، ان کے پاس داعیوں کی بڑی تعداد ہے سب میں دعوت کی اتنی روح پیدا ہوگئی ہے کہ ایک ناخواندہ آدمی بڑے بڑے پروفیسروں اور تعلیم یافتہ لوگوں کو مسجد میں اور ان کے بیانات میں لے آتا ہے، اسی کے ساتھ وہ سلوک کی تربیت اور رشد وارشاد میں بھی مشغول رہتے ہیں اور اس کو داعیوں کی تربیت وتکمیل کے لئے بیحد ضروری سمجھتے ہیں جب ان کو اس کا علم ہوا کہ ہم لوگوں کا بھی اس سلسلہ سے تعلق ہے تو بیحد مسرور ہوئے، جب مزید تفصیلات معلوم ہوئیں تو اور زیادہ مانوس ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کے رسائل پڑھ کر میں حیران تھا کہ اتنا اتحاد خیال اور اتحاد مذاق کیوں ہے، اب معلوم ہوا کہ مناسبت اور اتحاد کے متعدد واسباب موجود ہیں، نہایت متواضع اور منکسر مزاج بزرگ ہیں حضرت رائے پوری (۱) کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوئے اور استفادہ ورجوع کی مخلصانہ درخواست کی حضرت بھی ان سے مل کر اتنے خوش ہوئے کہ ابھی تک کسی سے مل کر اتنے خوش نہیں ہوئے اپنی مسرت کا بار بار اظہار فرمایا۔ مولوی عبدالرشید ومولوی معین اللہ صاحب نے ہماری نصاب کی کتابوں کا ذکر کیا تھا انہوں نے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا قصص النبیین للأطفال اور القراءۃ الراشدہ پڑھ کر اور اس

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے چند صفحات سن کر بڑے خوش ہوئے اور کہا کہ میں یہ کتابیں اپنے وزیر تعلیم کو دکھاؤں گا غالباً وہاں وہ ان کتابوں کے جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، حضرمی صاحب کے یہاں مجلس میں جس نے ایک جلسہ کی صورت اختیار کر لی تھی یہ طے ہوا کہ کسی جگہ ایک مختصر مجلس کی جائے جس میں عملی پہلوؤں پر غور کیا جائے اور اس اجتماع سے فائدہ اٹھایا جائے، چنانچہ حمص کے ایک ذی علم اور صاحب وجاہت خاندانی بزرگ عبدالعزیز عیون السود (۱) نے اپنی قیام گاہ پر صبح مدعو کیا وہاں شیخ احمد کفتارو صاحب نے ہم سے یہ فرمائش کی کہ ہم ہندوستان میں جس طرز پر کام کر رہے ہیں اور عوام و جمہور میں دینی جذبہ اور ایمان پیدا کرنے کے لئے ہم نے جو نقشہ اختیار کیا ہے اس کی تفصیل کریں، ہمارے لئے یہ بہترین موقع تھا ہم نے اپنے ہفتہ وار اجتماعات اور جماعتوں کی نقل و حرکت، ان کے سفر کا نظام، ان کے مشاغل، گشت، رات کے قیام، درس وغیرہ کی ضروری تفصیل بیان کی، وہ ہمہ تن متوجہ ہو کر سنتے رہے اور نوٹ کرتے رہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے طرز دعوت اور آپ کے طرز دعوت میں یہی فرق ہے کہ آپ کے داعی جماعت کی شکل میں دعوت دیتے ہیں اور ہمارے داعی انفرادی طور پر کل (۲۰ رذی الحجہ کو) وہ تشریف لے گئے، کاش ان کے ساتھ کچھ اور وقت صرف کرنے کا موقع ملتا۔

ان ممتاز حضرات کے علاوہ مدینہ طیبہ، نجد، حائل، ابہاء، رابغ، ینبوع کے علماء اور مدارس کے اساتذہ بھی ملتے رہے جو رسائل یا مولوی معین اللہ و مولوی عبدالرشید کے ذریعہ واقف ہو چکے تھے، ان میں سے کئی آدمی ایسے ملے جو دوسروں کو رسائل پڑھ کر سناتے اور متاثر کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

شاید ان میں سے کوئی اللہ کا بندہ ایسا بھی ہو جس کو اس کا ذوق پیدا ہو گیا ہو اور دعوت کی روح اس میں سرایت کر جائے۔ ہزاروں میں سے ایسے چند آدمیوں کا مل جانا بھی ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ ابھی تک ایسا آدمی نہیں ملا جس کے دل سے لگ گئی ہو اور اس کو سچی دھن پیدا ہو گئی ہو۔ زیادہ تر لوگ استحسان و اتفاق اور ذاتی تاثر کا اظہار کرتے ہیں کیا عجب ہے کہ اگر

(۱) شیخ عبدالعزیز عیون السود حمص (سوریا) کے مفتی تھے اور دارالافتاء کے سکریٹری، بڑے صاحب علم شخص تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آج نہیں تو کل چند بے چین روحیں مل جائیں، پہلے بھی دنیا میں انہیں سے کام ہوا ہے اور آئندہ بھی انہیں سے ہوگا، مولوی عبدالرشید و مولوی معین اللہ نے مدارس وکلیات کے طلبہ سے بھی تعلقات پیدا کئے ہیں اور ان میں سے بعض ذہین لڑکے متاثر معلوم ہوتے ہیں، ان کی تحریروں میں بھی اس کے اثرات معلوم ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو داعی بنادے اور وہ اپنا حلقہ پیدا کرلیں، ارادہ ہے ان کا خصوصی اجتماع کیا جائے حجاج کی کثرت اور سارے اہل مکہ کی بالواسطہ و بلاواسطہ مصروفیت کی وجہ سے ابھی اس کا موقع نہیں مل سکا۔ یہاں ادباء واہل قلم کا بھی خاصا حلقہ ہے اور ہر ملک کی طرح بہت مؤثر، پڑھنے لکھنے والے طبقہ کے دماغوں پر وہی چھایا ہوا ہے اور اس پر مصر کا ذہنی تسلط ہے، خیال ہے کہ ان کو بھی کہیں جمع کرنے کی کوشش کی جائے اور ان سے کچھ عرض کیا جائے۔ ہماری بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہمارے پاس اجتماع ومجالس کے لئے کوئی موزوں وشائستہ جگہ نہیں ہے، جہاں ۲۰-۲۵ آدمی جمع ہوسکیں اور اہل ذوق کو دعوت دی جاسکے اور ان کی کچھ تواضع بھی کی جاسکے، نہ اس کے لئے ہمارے پاس سرمایہ ہے، دوسری کمی یہ ہے کہ مقامی اہل وجاہت میں سے ہمارا کوئی داعی نہیں ہے، جو کسی مجلس کا داعی بن سکے اور اس کی دعوت پر متوسط و بلند حیثیت کے لوگ جمع ہوسکیں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان وسائل کو ہمارے لئے مسخر فرمادے۔

۱۹۴۷ء میں ہم پہلی (۱) بار آئے تھے اب ۱۹۵۰ء ہے ان تین برسوں میں کھلا ہوا تغیر محسوس ہوتا ہے، بازار سے لے کر لوگوں کے دماغوں تک مغربی تمدن، تجارت ومعاشیات اور افکار وخیالات کے پنجے اور زیادہ گڑ چکے ہیں، جدہ اترتے ہی اس کا احساس ہوتا ہے اور جس قدر حالات سے واقفیت ہوتی ہے اتنا ہی اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ خوبصورت عربی لباس میں کتنے دل اور دماغ خالص مغربی بن چکے ہیں۔ اور قرآنی زبان کتنے مغربی خیالات اور خالص مادی نفسیات کا ذریعۂ اظہار بن چکی ہے۔ معاش کا انہماک، دولت آفرینی، عزت طلبی بحرانی حد تک پہونچ گئی ہے۔ زندگی کا تصور اس کے بغیر ممکن نہیں کہ امریکہ کے سایہ میں پناہ لی جائے اور ترقی کی جائے۔ عالم اسلام کا قبلہ تو مکہ

(۱) پہلا سفر حج

www.abulhasanalinadwi.org

معظمہ اور بیت اللہ ہے اور مرکز اسلام کا قبلہ سردست امریکہ ہے۔ وباء عام کی طرح اس کا اثر فضا اور ہوا میں ہے، اس کے مقابلہ میں ہماری حقیر کوشش، چند کتابیں، ملاقاتیں، جماعتوں کے گشت اور نقل وحرکت بالکل وہ حیثیت رکھتی ہے جو کسی سمندر میں سنکیاں پھینکنے سے ہلکے سے تموج کی حیثیت ہوتی ہے، ادھر ملاقاتوں، اجتماعات اور چند شخصیتوں کے اتفاق، استحسان سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، حقیقت میں ان کی حیثیت تلاش وجستجو سے زیادہ نہیں، یہ ساری چیزیں تلاش وجستجو میں مدد دینے والی ہیں۔ یا ایک بزرگ کے بقول ایک جال ہے جو اس امید میں پھیلایا گیا ہے کہ چھوٹی چڑیوں کے ساتھ جو بیٹھ کر اڑ جائیں گی شاید کوئی شہباز بھی کبھی پھنس جائے۔ خیال ہوتا ہے کہ اس پاک سرزمین میں اور اللہ کی اتنی بڑی مخلوق میں ضرور کچھ زندہ ضمیر اور کچھ بے چین روحیں ہوں گی، لوگ ملتے ہیں اور آگے بڑھ جاتے ہیں کوئی زبانی اتفاق پر اکتفا کرتا ہے کوئی دلی تائید کرتا ہے۔ کوئی دوسروں تک بھی بات پہونچاتا ہے پھر کسی کو تجارت سے فرصت نہیں کسی کو ملازمت سے، کوئی ہر سنجیدہ سے سنجیدہ معاملہ اور دعوت کو سرسری اور روا روی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ انہیں میں سے کچھ اللہ کے بندے ایسے ضرور ملیں گے جن کا دل اس کو قبول کرلے گا اور وہ ان کی روح کی غذا بن جائے گی، البتہ اس کی بیحد ضرورت ہے کہ کام وسیع منظم اور زیادہ سے زیادہ موثر ہو۔ عملی کام اور ذہنی تغیر واصلاح میں ربط ہو اور ہر ایک کو دوسرے کا تعاون حاصل ہو۔ دونوں طرح کے کارکن اپنے اپنے کام کی بہتر سے بہتر صلاحیتیں رکھتے ہوں۔ ہر طبقہ میں نفوذ کی کوشش کی جائے اور زیادہ سے زیادہ اس کو متاثر کرنے کی کوشش کی جائے اس کے لئے ہم کو داعی، دعوت کا مرکز اور دعوت کا ذریعہ تینوں مطلوب ہیں مولوی معین اللہ ومولوی عبد الرشید ہماری توقع اور قیاس سے بڑھ کر کامیاب ثابت ہوئے۔ دعوت کا ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمادیا اور رسائل ومضامین کو قبولیت عطا فرمائی۔ خدا کرے کہ اجتماع ودعوت کی مناسب جگہ بھی مل جائے اور اہل توفیق ضروری وسائل کی طرف متوجہ ہوں، ابھی تک نئے رفیق زیادہ تر بیمار رہے، مولوی عبد اللہ صاحب (۱) ابھی تک بیمار ہیں اور خاصے کمزور ہیں،

(۱) مولانا عبد اللہ عباس ندوی حال معتمد تعلیم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولوی معین اللہ صاحب پر واپسی کا تقاضا ہے اور شاید وہ مزید قیام نہ کرسکیں، خواہ آئندہ سال پھر آجائیں، مولوی عبدالرشید صاحب کی بھی اندرونی خواہش واپسی کی معلوم ہوتی ہے لیکن غالباً ٹھہرانے سے ٹھہر جائیں، ضرورت اس کی ہے کہ نئے رفیق کچھ مدت ان لوگوں کے ساتھ مل کر واقفیت اور تجربہ حاصل کرلیں، ابھی اس موضوع پر آخری گفتگو نہیں ہوئی۔

پانچ سات روز میں انشاءاللہ مدینہ طیبہ روانگی ہوجائے گی، وہاں سے واپسی انشاءاللہ پھر مکہ کو ہوگی، آگے جانے کا ابھی کوئی سامان نظر نہیں آیا۔

رابع سلمہ خیریت سے ہیں اور مجالس میں شریک ہوتے ہیں، ان لوگوں کے کھانے کا ابھی تک کوئی نظم نہیں ہوسکا، بازار میں کھاتے ہیں۔

محمد ثانی سلمہ کا خط آیا، اس خط کو وہ پڑھیں گے، مولانا منظور صاحب (۱) کو بھی دکھادیں، اس وقت علیحدہ علیحدہ مفصل خط لکھنا بہت مشکل ہے، گرمی ہے اور بڑی مشکل سے اس کی فرصت نکل سکی، خط کی اشاعت غالباً مناسب نہ ہوگی، البتہ اس کی ایک نقل اگر شیخ الحدیث (۲) کو بھیج دی جائے یا بھائی صاحب مولانا منظور صاحب اور اگر مولانا عبدالسلام صاحب (۳) دریافت کریں تو وہ پڑھ لیں، پھر اس کو رجسٹری کے ذریعہ شیخ کو سہارنپور بھیج دیا جائے اس سے ان کو مفصل حالات معلوم ہوجائیں گے۔

خط آئندہ اس پتہ پر لکھے جائیں۔ ہم لوگوں کا قیام مدرسہ فخریہ میں نہیں ہے۔
بطرف الحاج عبدالوہاب الدہلوی الصفا، مکۃ المکرمہ

ابوالحسن علی

مدرسہ علوم شرعیہ، مدینہ منورہ

۴ محرم الحرام ۷۱ھ

بھائی صاحب مخدوم معظم دامت برکاتہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک مفصل عریضہ مکہ معظمہ سے ارسال خدمت کرچکا ہوں، ہم لوگوں کے سفر مدینہ کی

(۱) مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۲) شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ۔ (۳) مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

باری قاعدہ سے تو آخر محرم یا اوائل صفر میں آتی، لیکن حضرت مولانا عبدالقادر صاحب (۱) نے ہوائی جہاز سے تشریف لے جانے کا فیصلہ فرمایا اور خاکسار کو بھی اپنی رفاقت کے لئے انتخاب فرمایا اور ٹکٹ کا بھی انتظام کرلیا، چاندرات کو مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے۔ رات جدہ میں ٹھہرے، دوسرے دن جمعہ یکم محرم کو پانچ بج کر چالیس پر (عربی وقت سے) ہندوستان کے وقت سے گیارہ بجے دن کے قریب ہوائی جہاز روانہ ہوا اور پورے ایک گھنٹہ بیس منٹ میں مدینہ طیبہ کے ہوائی اڈہ پر پہونچ گیا یہ ہمارا پہلا ہوائی جہاز کے سفر کا تجربہ تھا اور بحمداللہ بہت خوشگوار، کچھ امتلائی کیفیت آخر میں جب وہ اترنے لگا معلوم ہوئی اور کچھ کان بھر گئے باقی اور کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

مکہ معظمہ کے قیام کے سلسلہ میں دوتین باتیں قابل ذکر ہیں، ایک شیخ محمد مانع مدیر المعارف العام سے مفصل دوملاقاتیں اور صاحب السعادۃ الشیخ عبداللہ الشیبی کلید بردار بیت اللہ جواب وزیر مفوض بھی ہیں، سے ملاقات ہوئی، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہوا کہ انہوں نے از خود کہا اگر آپ بیت اللہ کے اندر جانا چاہیں تو میں لے چلوں، ہم نے بخوشی منظور کیا اور اپنے دوستوں کے لئے عرض کیا انہوں نے سب کے لئے قبول کیا دوسرے دن ایک بڑی جماعت کے ساتھ بیت اللہ شریف کے اندر جانا ہوا، حضرت رائے پوری کی معیت بھی تھی، اطمینان سے نماز پڑھی اور دعا کی اپنے سب عزیزوں، محسنوں، دوستوں اور عام مسلمانوں کے لئے، جو کچھ اللہ نے توفیق دی مانگا۔ دوسرے دن چند ساتھیوں کے لئے پھر عرض کیا جو رہ گئے تھے انہوں نے از راہ کرم منظور فرمایا اور ان کی معیت میں مع حضرت رائے پوری کے پھر داخلہ ہوا۔ فالحمدلله على ذلك حمداً كثيراً مباركاً فيه.

دوسری قابل ذکر بات یہ ہے شیخ عبداللہ القرعاوی سے ملاقات ہوئی جو عرب کے ساحلی علاقہ جیزان اور حدود یمن کے مشہور مصلح اور داعی ہیں اور جنہوں نے بڑی تعداد میں مدارس قائم کئے ہیں ان کا نظام مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی کوشش سے کچھ مشابہت رکھتا ہے ان سے عربی نصاب اور کتابوں کے متعلق بھی ذکر آیا، قصص النبیین اور القراءۃ الراشدہ

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

www.abulhasanalinadwi.org

دیکھی اور بہت پسند کی، اپنے مدارس میں رواج دینے کی آمادگی ظاہر کی، اور سو سو دو دو سو کی تعداد میں کتابوں کی ضرورت ظاہر کی، ہمارا خیال ہے اگر کوئی صاحب خیر آمادہ ہو جائے یا خود، ندوہ مناسب سمجھے تو ان کتابوں کے سو سو دو دو سو نسخے خرید کر ان کو بھیج دیے جائیں، بہترین علاقہ اور حلقہ میں یہ کتاب پہونچ جائے گی اور بڑا مفید کام ہوگا اور بہت ذکی اور صاحب عمل طلبہ کی علمی دینی تربیت میں ندوہ کا حصہ بھی ہو جائے گا ان کا پتہ یہ ہے:

صاحب الفضيلة الشيخ عبدالله بن محمد القرعاوی بطرف حضرة قاضی الجيزان. الجيزان. البلاد العربية السعودية

کتابیں پارسل کے ذریعہ بحری ڈاک سے بھیجی جا سکتی ہیں۔

تیسری بڑی خوش کن بات یہ ہوئی کہ حجاز کے ایک مقبول ادیب شیخ احمد عبدالغفور العطار (۱) نے جو بڑے انشا پرداز اور مصنف ہیں ہماری دعوت کی اور بڑے بڑے ادبا کو ملانے کے لئے مدعو کیا، مکہ معظّمہ کے نامور نوجوان ادیب اور صاحب قلم جمع ہو گئے، محمد سرور الصبّان (۲) بھی جو اس وقت حکومت میں نہایت بااثر اور ملک میں سب سے زیادہ صاحب وجاہت ہیں، مدعو تھے انہوں نے اپنی بیماری کی وجہ سے بہت اچھے الفاظ میں معذرت کی باقی لوگ جمع تھے اللہ تعالیٰ نے اس موقع کی غیبی مدد فرمائی، ادب کے مقصد اور مسلمان ادباء بالخصوص ممالک عربیہ کے اہل قلم اور حاملین ادب کے فرائض و ذمہ داریوں کے متعلق بہت کچھ کہنے کی توفیق عطا فرمائی، جس کی اہلیت نہ تھی اور نہ جس کی توقع تھی بڑے بڑے بلند خیال اور روشن دماغ جمع تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ سب غیر معمولی طریقہ پر مطمئن و متاثر ہوئے اور اس روز کی مجلس سے بیحد مسرور ہوئے۔ جلد دوسرا اجتماع کرنے کی فرمائش کی اور اس کی خواہش

---

(۱) شیخ احمد عبدالغفور عطار حجاز کے معروف اہل قلم اور علمی تحقیقی ذوق رکھنے والے اور تاریخ، اجتماعیات اور ادب کی متعدد کتابوں کے مصنف تھے، تحریر بڑی شستہ ہوتی تھی، مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی معہد علمی سعودی میں تعلیم پائی پھر مصر گئے اور جامعہ قاہرہ کے کلیۃ الآداب سے ڈگری لی، ملک عبدالعزیز بانی سعودی عرب کی سوانح سات جلدوں میں لکھی، مشہور عربی روزنامہ ''عکاظ'' کے بانی تھے حضرت مولاناؒ سے خاص تعلق و محبت رکھتے تھے، ۱۹۹۱ء میں وفات پائی۔ (۲) شیخ محمد سرور الصبان نائب وزیر مالیات اور سعودی ریڈیو کے نگراں تھے انہی کی فرمائش سے حضرت مولاناؒ کی تقریروں کا سلسلہ سعودی ریڈیو سے نشر ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ظاہر کی کہ ان کے لئے کوئی لائحہ عمل بنایا جائے اس کے لئے بھی اصرار کیا کہ اس مجلس کی گفتگو کو جدہ کے ریڈیو اسٹیشن سے نشر کیا جائے، نیز متعدد تقریریں ریڈیو پر کی جائیں۔ مدیر الاذاعۃ العربیۃ (۱) نے اور ان کے رفقاء نے پرزور دعوت دی، ارادہ ہے کہ یہاں سے واپسی پر پھر اجتماع کیا جائے اگر یہ ادبا اور ان کی طاقتیں صحیح رخ پر پڑ گئیں اور انہوں نے ادب سے نوجوانوں میں دینی روح پیدا کرنے اور دین کا پیغام پہونچانے کا کام لینا شروع کر دیا، مصری ادبیات کی تقلید ترک کر کے صحیح معنی میں ''حجازی ادب'' کی بنیاد رکھی تو نوجوانوں میں انشاء اللہ بڑے اچھے انقلاب کی توقع ہے اور اس کی وجہ سے اس طبقہ کے تاثر کی امید ہے جو پوری زندگی پر حاوی ہے۔ آپ دعا فرمائیں یہ ایک بڑی اچھی علامت ظاہر ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تکمیل تک پہونچائے جو کچھ ہوا اس کی اپنے میں ہرگز اہلیت نہ تھی کجا ایک ہندی نژاد عجمی، کجا چیدہ ادبائے حجاز اور کہنہ مشق انشا پرداز، مگر اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ فرمالیتا ہے تو جمادات تک سے کام لے لیتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں کم سے کم پندرہ روز قیام کا ارادہ ہے، اگر چہ طبیعت اس سے بالکل آسودہ نہیں اور اس خیال سے بھی تکلیف ہوتی ہے کہ پندرہ روز کے بعد واپسی ہوگی۔ مگر حضرت اور رفقاء کو ۲ر نومبر کے محمدی جہاز سے سفر کرنا ہے اور ان کی رفاقت ضروری ہوگی اس لئے ان کے ساتھ ہوائی جہاز سے جدہ آنا ہوگا، وہاں سے مکہ آکر انشاء اللہ قیام ہوگا، یہاں کا موسم آج کل بہت خوشگوار ہے جیسی وہاں آخر اکتوبر میں خنکی ہوتی ہے یا اس سے کچھ کم، اندر سوتے ہیں صبح ہوتے ہلکی چادر اوڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے، پانی نہایت ٹھنڈا جیسی بلا مبالغہ ہلکی برف، رُطب کا آخری موسم ہے انار انگور بکثرت ہے، آپ کی طرف سے روضۂ اطہر پر سلام پہونچانے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ حضرت کی وجہ سے یہ قیام اور بھی زیادہ پرلطف اور بابرکت ہے۔ اس سفر میں طویل معیت اور حاضر باشی کی وجہ سے مزید واقفیت ہوئی اور عقیدت میں اضافہ ہوا۔

---

(۱) اس وقت الاذاعۃ العربیۃ السعودیۃ (سعودی ریڈیو اسٹیشن) کے ڈائرکٹر (مدیر) شیخ ابراہیم امین فودہ تھے جو بہت متدین اور علماء کے قدرداں تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رابع سلمہ (۱) ابھی مکہ میں ہیں ان کو لاری سے آنا ہے اور اس میں کچھ دیر ہے اور ساتھی بھی وہیں ہیں، مولوی معین اللہ (۲) اور مولوی عبدالرشید (۳) بھی وہیں ہیں، جلد آنے والے ہیں ان کے آنے پر انشاء اللہ کچھ دعوت کا کام شروع ہوگا۔

رابع سلمہ نے ایک سال قیام کا ارادہ کرلیا ہے، ان کی صحت وہاں سے اچھی ہے الحمدللہ۔ مولوی عبداللہ (۴) کا روپیہ ابھی تک نہیں آیا، اگر نہ بھیجا ہو تو اگر ممکن ہو تو حاجی علی جان (۵) کی کوٹھی کے ذریعہ حاجی عبداللہ، عبیداللہ صاحبان مکہ معظمہ یا مدرسہ صولتیہ کو بھیجا جائے اس حوالہ کے ساتھ کہ یہ مولوی عبداللہ ندوی کا روپیہ ہے، اس لئے کہ ان کا قیام ابھی دو ایک مہینے مکہ معظمہ میں رہے گا، اور یوں بھی زیادہ تر قیام مکہ معظمہ میں ہی رہے گا۔

دوسرے خط جن کے نام ہیں ان کے حوالہ فرمادیئے جائیں، گھر میں سب کو سلام و دعا۔

والسلام خاکسار
ابوالحسن علی

حجاج منزل جدہ
یکم نومبر ۱۹۵۰ء، ۱۹ر محرم ۷۰ھ

باسمہ

بھائی صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا دو گرامی نامے مکہ معظمہ ہوتے ہوئے مدینہ طیبہ پہونچے، ان کو پڑھ کر خوشی بھی بہت ہوئی اور اس بات کا افسوس بھی بہت ہوا کہ ہمارے مفصل خط نہ لکھنؤ پہونچے نہ رائے بریلی، انا للہ وانا الیہ راجعون، بڑے

---

(۱) مولانا محمد رابع حسنی صاحب حال ناظم ندوۃ العلماء۔ (۲) مولانا معین اللہ ندوی سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء جو حجاز پہلے سے جاچکے تھے تاکہ تبلیغ و دعوت کا میدان تیار کریں۔ (۳) مولانا عبدالرشید ندوی اعظمی جو مولانا معین اللہ ندویؒ کے ساتھ حجاز میں پہلے سے کام کررہے تھے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دونوں حضرات مصر وشام بھی گئے تھے۔ (۴) مولانا عبداللہ عباس ندوی حال معتمد تعلیم ندوۃ العلماء و سابق پروفیسر جامعہ ام القری مکہ مکرمہ۔ (۵) حاجی علی جان دہلی کے مشہور تاجر جن کا کاروبار شرق اوسط کے مختلف ممالک میں پھیلا ہوا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اہتمام سے رجسٹری کر کے بھیجے، شاید یہی سبب تاخیر بن گیا، اب خدا کرے دونوں جگہ خطوط مل گئے ہوں، اور تشویش رفع ہوگئی ہو، والدہ صاحبہ کے انتظار و پریشانی کے تصور سے اور تکلیف ہوتی تھی، مگر بالکل بے بسی تھی، سوائے خط کے اور کوئی اطمینان کا ذریعہ نہ تھا، اور وہ ایسا بودا نکلا، اب یہ خط لکھ کر لفافہ میں رکھ کر ساتھیوں کو دے رہے ہیں۔ کہ بمبئی پہونچ کر فوراً ڈاک میں ڈال دیں، ٹکٹ بھی یہیں لگا دیا کہ ان کو کچھ نہ کرنا پڑے، امید ہے کہ ۱۲ر۱۳ر نومبر تک انشاء اللہ یہ خط مل جائے گا۔

ہم ۱۹ر اکتوبر کو مدینہ طیبہ سے حضرت (۱) کے ساتھ ہوائی جہاز سے آئے، حضرت اور ان کے رفقاء کو ۲ر نومبر کے محمدی جہاز سے جانا تھا اس لئے جدہ میں ہی قیام رہا اور ہم بھی حضرت کو رخصت کرنے کے لئے ٹھہر گئے، اب انشاء اللہ کل سوار کرا کر امید ہے کہ پرسوں مکہ معظمہ چلے جائیں گے، رابع سلمہ مکہ معظمہ سے آئے ہوئے ہیں، مولوی عبداللہ صاحب (۲) رضوان صاحب (۳) اور طاہر صاحب (۴) بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

مدینہ طیبہ میں ہماری طبیعت بہت خراب ہوگئی قبض ہوا پھر بخار، اور بخار بھی ۱۰۵ ڈگری تک پہونچ گیا، بدن میں سخت درد اور بے چینی تھی، غفلت کی حالت بھی ہو جاتی تھی۔ لاہور کے میو ہاسپٹل کے سرجن ڈاکٹر ریاض قدیر آئے ہوئے تھے۔ ان کے بھائی صاحب مولوی ظفر اقبال صاحب سے خوب واقفیت تھی، انہوں نے بڑی توجہ سے علاج کیا، اور دست آور دوا دی، کئی دن دست جاری رہے۔ اس کے بعد بخار جاتا رہا مگر دستوں کا سلسلہ موقوف نہیں ہوا، اتنے میں ڈاکٹر صاحب واپس ہو گئے، ان کے بعد ڈاکٹر عبدالحمید صاحب کو بلایا وہ دو دن آئے اور توجہ سے علاج کیا دست بند ہو گئے مگر قبض اور پیچش کی سی کیفیت ہوگئی اب طبیعت تو صاف ہے مگر پیچش کی سی کیفیت ہے، اجابت صاف اور بستہ نہیں ہوتی آخر آج اسٹو ورسل کا

---

(۱) مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ (۲) مولانا عبداللہ عباس ندوی حال معتمد تعلیم ندوۃ العلماء (۳) ڈاکٹر رضوان علی ندوی سابق پروفیسر کراچی یونیورسٹی (۴) مولانا سید محمد طاہر حسینی مظاہریؒ خلیفہ حضرت شیخ الحدیثؒ و داماد ڈاکٹر مولانا سید عبدالعلی حسنیؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

استعمال شروع کیا، انشاء اللہ امید ہے پورا فائدہ ہو جائے گا، امید ہے کہ مکہ معظمہ کی آب وہوا سے فائدہ ہوگا، وہاں کی آب وہوا ہمیشہ موافق آتی ہے۔

آخر نومبر میں آخری جہاز اکبر روانہ ہوگا اسی سے واپسی کا ارادہ ہے، اس وقت تک یہاں کے کام کی تنظیم کی کوشش کریں گے، اور ساتھیوں کو کام پر لگانے کی، کبھی خیال ہوتا ہے کہ مہینہ بھر کے لئے مصر ہو آئیں، یہاں سے قریب بھی ہے اور مصارف بھی کم ہیں، اب بار بار جلد آنے کی توقع نہیں، اس لئے بہتر ہے کہ یہ مرحلہ بھی طے ہو جائے، ممکن ہے والد مرحوم کی کتابوں کی طباعت کی کوئی سبیل نکل آئے۔ لیکن مصارف سفر نہیں ہیں، صرف دو سو روپئے جمع ہیں، جو بالکل ناکافی ہیں اللہ تعالیٰ کوئی سامان فرمائے، مصر کا سفر بہت سی حیثیتوں سے مفید ہوتا کارکن جماعتوں کے ذمہ داروں سے ملاقات ہوتی، ممکن ہے بعض فعال ومخلص جماعتوں کے ذہن میں بعض اہم گوشے آجاتے۔

شیخ حامد الفقی (۱) رئیس انصار السنۃ سے مکہ معظمہ میں بڑی مفصل اور طویل ملاقات رہی، والد مرحوم کی کتابیں بھی دیکھیں، جنۃ المشرق (۲) کا نسخہ ہم سے لے لیا کہ دیکھ کر شیخ محمد نصیف (۳) کے پاس چھوڑ دیں گے، آج ہم ان سے لے کر آئے حامد الفقی صاحب تو مصر جا چکے ہیں، اپنی رائے کتاب کے سرورق پر لکھ گئے، کتاب کی بہت تعریف کی ہے اور اعلام کے صحیح ضبط اور ان کو انگریزی میں بھی لکھنے کا مشورہ دیا ہے، شیخ نصیف صاحب کی رائے ہے کہ الادارة الثقافية للجامعة العربية کے ذمہ داروں کو یہ کتابیں دکھائی جائیں۔ امید ہے کہ وہ ان کی طباعت کا انتظام کر دیں گے۔

---

(۱) شیخ حامد الفقی، جمعیۃ انصار السنۃ کے صدر تھے، اس جماعت کے روشن ضمیر علماء نے حضرت مولاناؒ کے رسائل شائع کئے تھے شیخ حامد الفقی سلاطین بنی امیہ کے زبردست حامی تھے اور عیش پرستی کو انسانی طبیعت کا تقاضا سمجھتے تھے اور تصوف کو بت پرستی، اور مادیت کی مخالفت کو تصوف کا شاخسانہ سمجھتے تھے ان کا کہنا تھا کہ اسلام مادیت کا مخالف نہیں ہے۔ (۲) جنۃ المشرق از مولانا حکیم سید عبدالحئی حسنی رحمۃ اللہ علیہ یہ کتاب ''الہند فی العہد الاسلامی'' کے نام سے دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد کی طرف سے شائع ہوگئی ہے اس کا اردو ترجمہ ''ہندوستان اسلامی عہد میں'' مولانا شمس تبریز خاں کے قلم سے ہوا اور انگریزی ترجمہ INDIA DURING MUSLIM RULE کے نام سے سید محی الدین مرحوم نے کیا جو مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ نے شائع کیا۔ (۳) شیخ محمد نصیف حجاز کی مشہور ومعروف شخصیت، جن کے یہاں بیت نصیف میں سلاطین وملوک قیام فرماتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

احمد امین صاحب (۱) کا خط ملا کہ کتاب چھپ کر مکمل ہوگئی ہے۔ اور دو سو نسخے لکھنؤ بھیجے جا چکے ہیں، کل ''الثقافۃ'' میں اس کا اشتہار بھی دیکھا، اگر کتاب پہونچ گئی ہو تو کم سے کم سو نسخے نیز رسائل کے دو، دو سو نسخے بحری جہاز سے حاجی عبدالوہاب صاحب دہلوی کی معرفت محمد رابع سلمہ کے پتہ پر بھجوا دیجئے یہاں ان کی ضرورت ہے۔

مولوی معین اللہ و مولوی عبدالرشید آج کل میں مدینہ طیبہ سے آنے والے ہیں، بھتیجیوں کے خطوط ملے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، ان کا سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچایا، اور ان کے لئے دعا کی، مدینہ طیبہ سے جو خط بھیجا تھا وہ پہلے کا چلا ہوا تھا۔ اس وقت تک یہ دونوں خط نہیں پہونچے تھے۔

آج شیخ الحدیث صاحب (۲) کے خط سے معلوم ہوا کہ ہمارا مفصل خط آپ کو مل گیا، فالحمدللہ حمداً کثیراً خدا کرے بعد کے خطوط بھی مل گئے ہوں۔ اور رائے بریلی بھی خط پہونچ گیا ہو، اس خط کے ساتھ ایک خط رائے بریلی بھی بھیج رہے ہیں۔

بھابھی جان، چھوٹی پھوا کو سلام، حمیرا، فاطمہ، خدیجہ، رقیہ، سکینہ، محمد کو دعا، محمد ثانی و مسلم کو سلام۔

مولانا منظور صاحب (۳) کو مدینہ طیبہ سے ایک خط بھیجا تھا، پہونچا ہوگا، ان کا صرف ایک خط ملا، ''الفرقان'' (۴) کا کوئی پرچہ جب سے آئے ہیں نہیں ملا۔

والسلام
ناچیز ابوالحسن علی

---

(۱) استاذ احمد امین مصر کے مشہور ادیب اور مفکر و مورخ اور کثیر التصانیف مصنف جن کا طوطی بولتا تھا ۱۸۸۶ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے مدرسۃ القضاء الشرعی اور جامعۃ الازہر سے تعلیم پائی پہلے کلیۃ الآداب جامعہ مصریہ میں مدرس ہوئے چند ہی روز کے بعد عمید کلیہ بنائے گئے اپنی ادبی و علمی تحریروں کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل کی، اور مصر کی جدید نسل پر گہرا اثر ڈالا، مصر کے موقر ادارہ لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر کے مشرف مقرر ہوئے ان کے زیر اہتمام بڑی تعداد میں علمی تحقیقی و تاریخی کتابیں مرتب و شائع ہوئیں حضرت مولاناؒ کی کتاب ماذا خسر العالم الخ پہلی دفعہ ان ہی کے مقدمہ کے ساتھ ان ہی کے ادارہ نے شائع کی سفر مصر کے دوران حضرت مولاناؒ کی ان سے متعدد علمی و تحقیقی ملاقاتیں ہوئیں اور مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوتا تھا ان کی علمی خدمات پر ۱۹۴۸ء میں فواد اول انعام دیا گیا ان کی مشہور کتابوں میں ''حیاتی''، ''فجر الاسلام''، ''ضحی الاسلام'' ہیں، ان کے شاگردوں میں امام حسن البنا بھی تھے۔
(۲) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔ (۳) مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔ (۴) ماہنامہ الفرقان لکھنؤ۔

www.abulhasanalinadwi.org

۲؍صفر ۱۳۷۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم و معظم جناب بھائی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کل عین انتظار کی حالت میں گرامی نامہ شرف صدور لایا، پڑھ کر بڑا اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی۔ اس عرصہ میں آپ کے خطوط برابر ملتے رہے اور ان سے خیریت اور ضروری حالات معلوم ہوتے رہے۔ اگر اس پابندی اور انضباط سے یہ خطوط نہ ملتے تو بڑی بے اطمینانی رہتی، رائے بریلی کا تو صرف ایک خط ابتداء میں مکلا (۱) کے خط کے جواب میں آیا تھا، اس کے بعد کوئی خط نہیں ملا، آپ وہاں تحریر فرمادیں کہ خط لکھ دیئے جائیں۔

پرسوں اچانک حاجی عبدالوہاب صاحب (۲) نے آپ کا تار بھیجا، تار کا نام سنتے ہی دل دھک سے ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ خیر کرے، لیکن کھول کر بڑا اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی، مصر کے سفر کو ہم بالکل طے کرچکے تھے، صورت یہ تھی کہ بمبئی میں ایک صاحب نے ازخود کئی بار کہا کہ آپ کے مصر و شام کے سفر کے لئے ہم مصارف پیش کریں گے، لیکن حجاز پہونچ کر غالباً ان کی بھی رائے بدل گئی، اور ہماری بھی رائے بدل گئی کہ ان سے یہ رقم قبول کی جائے۔ اور ہم نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ اگر یہ خود بھی پیش کریں گے، تو ہم معذرت کردیں گے، مدینہ طیبہ میں ایک جماعت شام کے لئے تیار ہوئی، انہوں نے کئی بار اس کی خواہش ظاہر کی کہ ہم ان کے ساتھ چلیں، لیکن ہم اپنے کرایہ سے جانا مناسب سمجھتے تھے اور اس جماعت سے ہمیں زیادہ مناسبت نہ تھی، ان سے بھی عذر کردینا پڑا، خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور کچھ سامان فرمائے گا، مکہ معظمہ آئے تو یہاں کے بعض احباب (۳) واد باء نے جن کو یہاں کے ریڈیو اسٹیشن سے خاص تعلق اور اس کے انتظام میں دخل ہے اس کی تحریک کی کہ یہاں کے ریڈیو اسٹیشن سے ہماری ۲۰ - ۳۰ تقریریں نشر

---

(۱) مکلا یمن کا مشہور بندرگاہی شہر (۲) حاجی عبدالوہاب مرحوم حاجی علی جان فرم کے مالکوں میں سے تھے اور بڑے صاحب علم اور کتابوں کا ذوق رکھنے والے تھے مکہ معظمہ میں ان کا کتب خانہ اعلیٰ کتابوں پر مشتمل تھا جس سے اہل علم فائدہ اٹھاتے تھے مکتوب نگار نے ۴۷ء کے طویل قیام میں اس کتب خانہ سے استفادہ کیا تھا۔
(۳) جن میں شیخ محسن باروم پیش پیش تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوں، اور ٦٠ روپیہ فی تقریر کے حساب سے اس کا معاوضہ پیش کیا جائے، چنانچہ انہوں نے سال بھر کی تقریروں کا پروگرام بنایا اور تقریباً چودہ سو روپئے کا تخمینہ لگایا، ان کا منشا تھا کہ یہ رقم پہلے سے پیش کردی جائے۔ اور تقریریں جہاں کہیں رہنا ہو وہاں سے بھیجی جاتی رہیں، یہ ایک خصوصی رعایت اور عنایت تھی، جس کے قبول کرنے میں یہاں کے کام کے مصالح اور یہاں کے مخصوص حالات کے پیش نظر ہمیں تأمل تھا، تفصیل انشاء اللہ زبانی عرض کی جائے گی، ہم نے اس کا جواب یہ دیا کہ ہم مخصوص رعایت نہیں چاہتے، تقریر کا جو سرکاری معاوضہ ہو وہ ہر تقریر پر پیش کردیا جائے۔ ہمیں اس کے لینے میں عذر نہیں، چنانچہ اس وقت تک ہم نے ان کو دو تقریریں تیار کرکے دیں، ایک "من العالم إلى جزيرة العرب" (١) دوسری "من الجزيرة العربية إلى العالم" (٢) پہلی تقریر کل یکم صفر ۱۲ ر نومبر کو نشر ہوئی، تقریر سے پہلے الشیخ احمد عبد الغفور عطار، (٣) یہاں کے مشہور ادیب ومؤلف نے ١٢ منٹ میں ہمارا اور ہماری کتابوں کا تعارف کرایا وہ خود ایک مستقل مضمون تھا، انشاء اللہ ان تقریروں اور اس تعارف سے حجاز، نجد، یمن، بحرین وغیرہ میں دعوت اور پیغام کا تعارف ہوجائے گا اگر مزید تقریریں تیار کرنی پڑیں تو علاوہ دعوتی تقریروں کے ایک سلسلہ ان شخصیتوں کے متعلق شروع کرنے کا خیال ہے جو ہندوستان کی ممتاز علمی دینی شخصیتیں ہیں، اور انہوں نے حجاز سے خصوصی فائدہ اٹھایا ہے مثلاً الشیخ علی المتقی (٤) عبد العزیز آصف خاں (٥) وزیر گجرات، شاہ ولی اللہ صاحب

(١-٢) یہ دونوں تقریریں حضرت مولانا کے قیام مصر کے دوران ۱۹۵۱ء میں "بين العالم وجزيرة العرب" کے نام سے ایک رسالہ میں شائع ہوگئی تھیں۔ (٣) تذکرہ گذر چکا۔ (٤) شیخ علی بن حسام الدین متقیؒ برہان پوری ٨٨٥ھ میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں شیخ صوفی بہاء الدین برہان پوری کے دست حق پرست پر بیعت کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی مزید تعلیم کے لئے وطن سے نکل کر شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی صحبت اختیار کی اور تفسیر کا درس لیا اور پھر مکہ مکرمہ جاکر شیخ ابو الحسن شافعی بکریؒ سے حدیث پڑھی اور طریقہ قادریہ شاذلیہ حاصل کیا مزید حدیث کا درس شیخ شہاب الدین احمد ابن حجر مکیؒ سے لیا، بڑے عابد وزاہد اور اختلاط خلق سے محترز تھے، صفات حمیدہ اور اخلاق عالی کے مالک تھے متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں مشہور ومقبول ترین کتاب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ہے ٢ر جمادی الاولی ٩٧٥ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور جنت المعلی میں آسودہ خاک ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (٥) ابو القاسم عبد العزیز آصف خاں وزیر گجرات، ١٢ ربیع الاول ٩٠٧ھ کو جانپانیر میں پیدا (باقی اگلے صفحہ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

وغیرہ اس کے لئے نزہۃ الخواطر کا خلاصہ ''اعلام'' موجود ہے۔

پھوپھا میاں (۱) کے لکھنؤ آنے سے بڑی خوشی ہوئی، کاش اس موقع پر ہم بھی ہوتے، خدا کرے ان کے پرمٹ میں توسیع ہوجائے۔ نومبر کے آخر یا دسمبر کے شروع میں مصر جانے کا خیال ہے انشاء اللہ، لوگوں کا مشورہ ہے کہ مصر ہی سے ہندوستان براہ راست واپسی ہوجائے۔ ہمراہی ہیں مولوی معین اللہ مولوی عبدالرشید اور یہاں کے ایک ذمہ دار تبلیغی فرد مولوی سعید خاں صاحب (۲) یا مولوی عبیداللہ صاحب (۳) ہوں گے، وہ واپس حجاز آجائیں گے ہم لوگ انشاء اللہ ہندوستان روانہ ہوجائیں گے، مصر روانگی سے پہلے اطلاع دیں گے، معلوم نہیں روپیہ بھیجنے کا انتظام آپ نے شیخ الحدیث صاحب کے ذریعہ مدینہ طیبہ

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) ہوئے والد سے تعلیم پائی قاضی برہان الدین نہروائی سے علوم حدیث وقرآن کی تحصیل کی، منطق حکمت اصول اور طب ابوالفضل گاذرونی سے پڑھا، علم وحکمت اور ان کی دانشمندی کی شہرت سلطان بہادر شاہ گجراتی تک پہونچی اس نے بلاکر وزارت عظمی کی ذمہ داریاں سونپیں اور حبیب الملک کا خطاب دیا پھر آصف خاں کا خطاب ملا بہادر شاہ گجراتی کے قتل کے بعد حرمین شریفین چلے گئے اور وہاں علم وعلماء اور اہالیان حرم کی خدمت میں مصروف ہوئے انتہائی متقی، پرہیزگار عابد وزاہد بڑے متواضع، علماء کا نہایت ادب کرنے والے تھے سفر وحضر میں تہجد کا ناغہ نہ ہوتا ایک تہائی قرآن مجید تہجد میں پڑھتے شیخ ابن حجر مکیؒ نے لکھا ہے کہ دیکھنے میں اہل دنیا معلوم ہوتے لیکن باطن میں اکابر اہل آخرت میں سے تھے ہر وقت ذکر وشغل میں مصروف رہتے دس سال مکہ مکرمہ میں رہے مگر ایک وقت کی نماز حرم شریف کی ترک نہیں ہوئی ان کی شان میں علماء مکہ نے قصیدے کہے ۹٦۱ھ میں جب واپس گجرات آئے تھے تو دھوکہ سے شہید کئے گئے۔ رحمہ اللہ وغفرلہ۔ (۱) مولانا سید طلحہ حسنیؒ سابق پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور نجشی الملک سید محمد خان ظفر جنگ بہادر کے صاحبزادہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے بڑے بھانجہ مولوی سید محمد علی صاحب مخزن احمدی کے پرپوتے تھے۔ ۱۳۰۸ھ میں ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے، دس سال کی عمر میں مولانا حکیم سید عبدالحیؒ کے ساتھ لکھنؤ آئے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے اور مولانا محمد فاروق چریاکوٹی اور دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی پھر ٹونک واپس آکر مدرسہ ناصریہ میں مولانا حیدر حسن خاں صاحب محدث اور مولانا سیف الرحمن مہاجر کابلی سے درسی کتابیں پڑھیں اس کے بعد لاہور جاکر علوم مشرقیہ کے امتحانات دیئے پھر دہلی آکر حکیم غلام رضا خاں سے طب پڑھی فراغت کے بعد صرف چار ماہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا ۱۳۳۵ھ میں لاہور کے اورنٹیل کالج میں استاد ہوئے ۱۳٦۱ھ میں رضا کارانہ سبکدوشی حاصل کرلی، نہایت سادہ طبیعت وسیع المطالعہ قوی حافظ والے تھے ۱۳۷۷ھ میں مصر وشام قسطنطنیہ کا سفر کیا اور نادر کتب خانوں کی سیر کی، واپس آکر لاہور میں مقیم ہوئے جمعہ ۲۲ رجب ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء کو کراچی میں وفات پائی رحمہ اللہ وغفرلہ۔ (۲) مولانا سعید خاں صاحبؒ جماعت تبلیغ کے اہم رکن تھے اور حجاز میں تبلیغی کام کی اشاعت میں ان کا بڑا حصہ ہے پوری زندگی حجاز میں گذری۔ (۳) مولانا عبیداللہ بلیاویؒ جنہوں نے حضرت مولانا کے ساتھ حجاز ومصر وسوڈان کا سفر کیا اور جماعتوں کو نکالنے میں بڑی محنت کی پوری زندگی تبلیغی کام میں صرف کردی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خلیفہ بھی ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

فرمایا ہے یا مکہ معظمہ، آسان صورت یہ تھی کہ شیخ الحدیث صاحب ہی کی معرفت مولانا محمد سلیم صاحب (۱) مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کو بھیج دیا جاتا، خط ان کو لکھ دیتے کہ اتنی رقم علی کو دیدی جائے، ان کا حساب وہاں رہتا ہے۔

رابع سلمہ مکہ معظمہ ہی میں ہیں اور بفضلہ تعالیٰ لکھنؤ سے ان کی صحت نمایاں طریقہ پر اچھی ہے، ابھی مدینہ طیبہ نہیں گئے انہوں نے آپ کو اطلاع دے دی ہوگی کہ ان کا ارادہ یہاں سال بھر رہنے کا ہے، خدا کا شکر ہے کہ ان کا جی لگ گیا ہے اور وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

معلوم نہیں کس نے یہ اطلاع دی کہ مولوی عبداللہ صاحب (۲) کا ارادہ جلد واپسی کا ہے وہ تو شاید بجائے سال کے دو سال ٹھہریں، ان کا ابھی کوئی ارادہ واپسی کا نہیں ہے، وہ بھی اپنے کام میں مشغول ہیں، اس مرتبہ وہ جدہ ہم سے ملنے گئے تھے۔ واپسی میں انہوں نے آپ کی طرف سے عمرہ کیا۔ ہم لوگ برابر آپ کی طرف سے طواف کرتے رہتے ہیں۔ آج بعد نماز ظہر، احمد عبدالغفور عطار صاحب کے اصرار سے ان کی معیت میں طائف جا رہے ہیں پرسوں واپسی کا انشاء اللہ ارادہ ہے۔

سید اصغر حسین صاحب (۳) کو اسی ڈاک سے تعزیت کا خط بھیج رہے ہیں سید جمیل صاحب (۴) کو انشاء اللہ واپسی پر خط لکھیں گے۔

---

(۱) مولانا محمد سلیم صاحب ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور خاندان کاندھلہ سے بھی قرابت تھی مولانا میں دین کے معاملہ میں غیرت وحمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، انگریزوں کی سازشوں سے بخوبی واقف تھے انگریزوں اور برطانوی اقتدار سے ایسا نفرت کرنے والا ترکوں کا حامی اور مداح، عرب ترک کشمکش کی تاریخ کا ایسا واقف کم دیکھا گیا ہے حاجیوں کی خدمت ان کا خاص وصف تھا حضرت مولانا اور ان کی دینی خدمات کے بڑے قدرداں تھے ۱۹۷۷ء کو انتقال فرمایا اور جنت المعلی مکہ مکرمہ میں آسودہ خاک ہوئے رحمہ اللہ۔ (۲) مولانا عبداللہ عباس ندوی حال معتمد تعلیم ندوۃ العلماء۔ (۳) سید اصغر حسین مرحوم نگرام کے رہنے والے تھے اور قومی وملی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے سرکاری وکیل رہ چکے تھے، نہایت ایمانداری اور دیانت داری کے ساتھ اس کو نبھایا، اور ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے رکن تھے دینی تعلیمی کونسل، ندائے ملت ٹرسٹ کے بانی ارکان میں تھے لکھنؤ شہر کے دیگر مسلم تعلیمی اداروں کے ذمہ دار بھی تھے۔ تاریخ وفات اپریل ۱۹۷۹ء (۴) سید محمد جمیل مرحوم مولانا حکیم عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمدم دیرینہ سید محمد خلیل نہٹوری مرحوم کے صاحبزادہ اور بڑے صاحب ایمان وعزیمت تھے حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری سے خصوصی تعلق رکھتے تھے بعد میں مشرقی پاکستان منتقل ہوگئے اور وہاں کے اکاؤنٹنٹ جنرل کے عہدہ پر مقرر ہوئے پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ واشاعت کے خلاف سد سکندری تھے۔

مولوی عبداللہ صاحب کے مصارف کا انتظام تو ندوہ کی طرف سے ہے لیکن ان کے تینوں رفیقوں، مولوی رضوان (۱) مولوی طاہر (۲) اور محمد رابع کے مصارف کے انتظام کی فکر ہے، آپ بھی ذہن میں رکھیں، جو رقم اس سلسلہ میں جمع ہوسکے وہ شیخ کو بھیجی جاتی رہے مدرسہ صولتیہ کی معرفت انشاء اللہ ملتی رہے گی۔ اب تو مستقل طور پر اس مد کا انتظام کرنا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اہل خیر کو صحیح مصارف کی رہنمائی فرمائے۔ ماذا خسر العالم الخ کے نسخوں کی سخت ضرورت ہے، لوگ مشتاق ہیں دو چار تو ہوائی جہاز سے ضرور بھیج دیئے جائیں باقی بحری سے حاجی عبدالوہاب صاحب دہلوی کے نام بھیج دیئے جائیں۔

ہندوستان میں ایک نسخہ ان حضرات کو بھیج دیا جائے شیخ الحدیث صاحب (۳) مولوی انعام الحسن صاحب (۴) نظام الدین مولانا مسعود عالم صاحب (۵) مولوی ناظم صاحب (۶) شاہ حلیم عطا صاحب (۷) مولوی عبدالسلام صاحب (۸) مولوی عمران خاں صاحب (۹) مولانا منظور صاحب (۱۰) ابوبکر (۱۱) کو پانچ نسخے ایک ان کا اور چار ریڈیو کے عرب رفیقوں کو مولانا طلحہ (۱۲) صاحب کو تو ایک پیش کر ہی دیا گیا ہوگا، اور جن کو مناسب

---

(۱) سید رضوان علی سابق پروفیسر کراچی یونیورسٹی اور حضرت مولانا کے سفر حجاز میں رفیق وشاگرد۔ (۲) مولانا سید محمد طاہر حسینی منصور پوری داماد مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ وخلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی علیہ الرحمہ۔ (۳) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔ (۴) مولانا انعام الحسن کاندھلوی امیر جماعت تبلیغ۔ (۵) مولانا مسعود عالم ندوی، حضرت مولانا کے رفیق درس خاص محب اور دوست ندوۃ العلماء کے اولیں عربی ترجمان الضیاء کے ایڈیٹر اور عربی کے مایۂ ناز انشاپرداز تھے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ادب وانشاء کے معلم تھے دارالعروبۃ للدعوۃ الاسلامیۃ کے بانی تھے متعدد بلند پایہ تصانیف ان کے قلم سے وجود میں آئیں، حمیت اسلامی اور غیرت ملی کا نمونہ تھے ۱۰؍رجب ۱۳۷۳ھ کو وفات پائی اور کراچی میں سپرد خاک ہوئے۔ (تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے پرانے چراغ حصہ اول از حضرت مولاناؒ) (۶) مولانا محمد ناظم ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل، جامعہ عربیہ اسلامیہ ڈابھیل (گجرات) میں عربی کے استاد رہے اس کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء میں دس سال تدریس کی اور اہتمام کا منصب سنبھالا پھر پاکستان منتقل ہوگئے اور شیخ الجامعہ بھاولپور کے معزز عہدہ پر فائز ہوئے ادب عربی نحو وبلاغت اور علوم عربی میں پختہ استعداد عمیق نظر اور وسیع علم رکھتے تھے حضرت مولاناؒ کے ساتھ تدریسی زندگی، تبلیغی اسفار، قیام وطعام اور علمی مذاکرہ میں ایسی رفاقت رہی جو کم دوستوں میں ہوتی ہے (کاروان زندگی اول) (۷) شاہ محمد حلیم عطاؒ کا تذکرہ گزر چکا۔ (۸) مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی رفیق قدیم اور سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء۔ (۹) مولانا عمران خاں ندویؒ سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ (۱۰) مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔ (۱۱) مولانا سید ابوبکر حسنی سابق پروفیسر جواہر لال نہرو یونیورسٹی اور رشتہ کے بھائی۔ (۱۲) مولانا سید محمد طلحہ حسنی حضرت مولاناؒ کے پھوپھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

سمجھا جائے۔

مولوی انور صاحب (۱) کے انتقال کی اچانک خبر معلوم ہوئی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے معلوم نہیں وطن میں انتقال ہوا یا لکھنؤ میں رفقاء کی طرف سے مولوی احسان اللہ پشاوری (۲) کی طرف سے جو سال بھر قیام کریں گے خصوصی سلام۔

والسلام

ناچیز علی

جدہ　　　　　باسمہ

۴ر دسمبر ۵۰ء، ۲۲ر صفر ۷۰ھ

بھائی صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہٗ

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا جناب کا شفقت نامہ مورخہ ۱۵ر نومبر اچھے وقت پر مل گیا، الحمد للہ آپ کے خطوط برابر اور جلد جلد پہونچتے رہے، جن سے اطمینان حاصل ہوتا رہا۔

صحت الحمد للہ اب اچھی ہے، سردی معمولی پڑ رہی ہے۔ سویٹر کافی ہو جاتا ہے اس کی بھی ضرورت صرف صبح کو ہوتی ہے تمام دن صرف کرتے میں رہ سکتے ہیں لیکن احتیاطاً صدری استعمال کرتے ہیں، البتہ مصر میں سنا ہے کہ سردی سخت ہوتی ہے، عجلت میں جاڑے کا سامان نہ لا سکے، اونی کرتہ بھی وہیں رہ گیا مرزئی لحاف بھی وہیں رہ گیا اب ایک اونی صدری، اونی کرتا اور لحاف بنوانا ہوگا، دیر اتنی ہوگئی ہے کہ سردی کے شباب کے زمانہ میں مصر اور شاید شام وعراق کا سفر کرنا پڑے گا واللہ خیر حافظا، انشاء اللہ امکانی احتیاط سے کام لیں گے۔

طائف سے آنے کے بعد مکہ مکرمہ کی تعلیم گاہوں اور کلیات میں آمد و رفت رہی، المعہد السعودی اور کلیۃ الشریعۃ کی تعلیم کو بھی دیکھا اور دونوں جگہ تقریر کا بھی موقع ملا، اساتذہ فاضل اور طلباء ذہین نظر آئے۔ مگر روح اور مقصد کی کمی نظر آئی، جس کی طرف توجہ دلائی اور

(۱) مولوی انور مرحومؒ سابق ناظر کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ (۲) مولوی احسان اللہ پشاوری دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل تھے اور تبلیغی تحریک میں سرگرم تھے حجاز میں ایک سال سے زائد وقت لگایا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان طلباء کے حالات بیان کر کے ان کی قومی غیرت کو متحرک کرنے کی کوشش کی جو ہمارے یہاں دین کی دعوت اور جدوجہد میں شریک ہیں، طلباء متاثر معلوم ہوئے، اصل چیز یہ ہے کہ ان سے روابط پیدا کئے جائیں اور ان میں ان خیالات کی اشاعت ہو، یہاں تک کہ وہ خود اپنے ماحول میں داعی بن جائیں، راقم اور ان کے رفقاء کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ ان سے تعلقات پیدا کرو اور ان کو ہم خیال بنانے کی کوشش کرو، یہ لوگ بھی اسی کی طرف متوجہ ہیں،

شیخ عمر بن الحسن آل الشیخ (۱) آج کل مکہ معظّمہ میں مقیم ہیں، ان کی مجالس میں عموماً ہمارے رسائل پڑھے جاتے ہیں اور وہ ملنے والوں کو، علماء و امراء کو اپنی طرف سے اچھے تعارفی الفاظ کے ساتھ رسائل دیتے رہتے ہیں، ان کی وجہ سے اچھا خاصا نجدی طبقہ مانوس ہوگیا ہے اور بہت سے علماء واعیان بڑی محبت اور گرم جوشی سے ملتے ہیں، اور متعدد اصحاب، نجد کے سفر کی دعوت دے چکے ہیں۔

آج کل ہم جدہ میں ہیں، مصر و شام و عراق کا ویزا حاصل کرنے کے لئے سفر کیا ہے، ابھی مصری شامی قنصل خانہ سے واپس آئے ہیں اللہ کے فضل و کرم سے بڑی آسانی سے ویزے حاصل ہو رہے ہیں جہازوں سے متعلق بھی معلومات کرنا ہیں، کہ کن تاریخوں میں جائیں گے، شامی وزیر (۲) جو یہاں سفارت کے فرائض انجام دیتے ہیں، بڑی بے تکلفی اور گرم جوشی سے ملے، رسائل پیش کئے اور انہوں نے ہماری موجودگی ہی میں پڑھنا شروع کئے، اور جگہ جگہ اپنے استحسان وتائید کا بڑے جوش سے اظہار کرتے رہے، یہ بھی کہا کہ ہندوستان کے مضامین میں ایک روح اور نور نظر آتا ہے جو مصری کتاب کے یہاں نظر نہیں آتا، پھر کہنے لگے کہ ایک ہندی عالم کی کتاب، میں دمشق سے اس مرتبہ لایا ہوں جس کا

---

(۱) شیخ عمر بن الحسن آل الشیخ ایک غیرت مند عالم و فاضل اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی اولاد میں تھے، ادارہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے صدر تھے اور شاہ سعود بن عبدالعزیز کے خاص مشیر تھے ۲۳؍رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ کو وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۲) استاذ جواد المرابط مراد ہیں بڑے صاحب عمل و فضل فرد تھے کثیر المطالعہ اور وسیع النظر عالم تھے اسی کے ساتھ ملکی سیاسی معاملات پر بھی گہری نظر تھی، جہاں بھی رہتے منتخب کتابوں پر مشتمل ان کی ذاتی لائبریری تیار ہو جاتی اور ایک علمی حلقہ بن جاتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

عنوان یہ ہے کہ دنیا پر مسلمانوں کے انحطاط سے کیا اثر پڑا، اسی سے ملتا جلتا مفہوم، ہم نے کتاب کی فرمائش کی، اورانہوں نے اپنی المماری سے "مـاذا خسـر العـالـم بانحطاط الـمسلمین" (۱) کا نسخہ نکال کر دیا اس کتاب کو مکمل صورت میں پہلی مرتبہ ان کے یہاں دیکھا اور بڑی خوشی ہوئی، وہ بھی یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے کہ وہ جس سے بات کر رہے تھے وہ اس کتاب کا مولف ہے ہم نے ان سے ایک دن کے لئے یہ کتاب مستعار لی دوسرے روز جب واپس کرنے گئے تو وہ نیچے تک لینے آئے، اوپر جا کر دیکھا تو وہ رسائل ان کے مطالعہ میں تھے اور جا بجا ان کے نشانات لگے ہوئے تھے، "بیـن الهـدایة والـجبایة" کوئی جگہ سے پڑھ کر سنایا، جہاں اس کا تذکرہ ہے کہ صحابہ کرام نے دجلہ کو سوار ہو کر عبور کیا اور اس سے زیادہ عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ رومی اور ایرانی تمدن کے بحر ذخار میں گھسے اور دوسرے کنارہ پر پہونچ گئے، اور ان کا دامن تر نہیں ہوا، اس پر بڑے ناز سے کہنے لگے کہ ہمارے یہاں بھی بہت سے اہل علم واہل دین نے دجلہ پر قدم رکھا (یعنی تمدن وتمول کے بہتے ہوئے دریا میں) مگر گھسنے والے بہت ہیں مگر کنارہ پہونچنے والے بہت کم، اپنے قلبی جذبات کا اظہار بڑے درد اور جوش سے کرتے تھے، باوجود اعلیٰ عہدہ اور مشغولیت کے بہت کثیر المطالعہ اور وسیع النظر معلوم ہوتے ہیں، سفارت خانہ میں اپنا ذاتی کتب خانہ جو منتخب کتابوں پر مشتمل ہے رکھتے ہیں اور پڑھتے رہتے ہیں، شامیوں اور فلسطینیوں کا دل زیادہ دردمند اور دکھا ہوا معلوم ہوتا ہے، اور دین کے اثرات بھی زیادہ ہیں، سفیر صاحب نے اگلے دن ہم چاروں آدمیوں (مولوی معین اللہ، مولوی عبدالرشید، راقم) کو کھانے پر مدعو کیا، آج ہم لوگ وہیں تھے اور بھی بعض حضرات کو انہوں نے بلایا تھا، جن سے ملایا، اور ہم نے ان کو رسائل پیش کئے، ہمارے یہ مہربان (سفیر سوریا) اس عہدہ سے پہلے ممتاز عہدوں پر

---

(۱) اردو میں یہ کتاب "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" اور انگریزی میں "اسلام اینڈ دی ورلڈ" کے نام سے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام سے شائع ہو کر مقبول ہوئی، اس کتاب کا ترکی وبنگالی، انڈونیشی، فارسی اور متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رہے ہیں محافظ دمشق بھی رہ چکے ہیں اور دینی خدمات انجام دی ہیں، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان ملک میں ایسے مسلمان وزراء اور حکام پیدا کردے۔

کل سہ شنبہ ۵؍دسمبر کو ہم اور رابع سلمہ مکہ معظمہ واپس جارہے ہیں، مولوی معین اللہ اور مولوی عبدالرشید اپنے مراحل سفر کی تکمیل کے لئے کچھ ٹھہریں گے، وہ بھی انشاء اللہ مصر کے سفر میں ہمارے ساتھ ہوں گے، جہاز دسویں پندرہویں جاتے رہتے ہیں جلد تاریخیں معلوم ہوجائیں گی، انشاء اللہ ۲۰-۲۵؍دسمبر تک روانگی کا عزم ہے۔

ابھی تک روپیہ کے متعلق کوئی اطلاع نہیں پہونچی، صرف آپ کے تار اور خطوط سے اطلاع ملی، لیکن نہ تو مدرسہ صولتیہ کو کوئی اطلاع ملی، نہ حاجی عبداللہ عبیداللہ دہلوی (۱) کے یہاں، ممکن ہے اب مدینہ طیبہ شیخ نے لکھا ہو، آپ شیخ الحدیث صاحب کو لکھوادیں کہ وہاں ابھی کوئی اطلاع نہیں پہونچی، سردی بڑھ رہی ہے اور سفر میں دیر ہورہی ہے۔

بیداری پریس کے مالک مولوی عبدالحمید صاحب نعمانی نے بمبئی میں کتاب "دعوتان متنافستان" کا بل اور سابقہ حساب بھجوایا تھا جو ہم کو جہاز پر چڑھنے کے بعد ملا، عبدالحکیم صاحب (۲) سے معلوم ہوا کہ ان کو ابھی تک روپیہ نہیں پہونچا اور وہ پریشان ہیں، آپ نے بھی اپنے کسی گرامی نامہ میں اس کا تذکرہ فرمایا تھا، مگر خط لکھتے وقت یاد نہیں رہتا تھا، اب اس خط کے ساتھ ان کا خط اور بل بھیج رہے ہیں، تین رسالے ان کے یہاں چھپے ہیں، ۱-بین الإنسانية وأصدقائها، ۲-إلى شاطئ النجاة ۳-دعوتان متنافستان، اس پوری طباعت کے سلسلہ میں ان کو صرف دوسو روپیہ موصول ہوئے ہیں جو ہمارے سامنے بھیجے گئے تھے، تین سو اکیانوے چھ آنہ (۳۹۱-۶) باقی ہیں، اس عریضہ کو ملاحظہ فرماتے ہی ان کو دہانید فرمادی جائے اور دفتر کو تاکید کردی جائے کہ جلد یہ رقم ان کو بھیجدی جائے، اور اس تاخیر کی وجہ بھی بیان کردی جائے، پھر دریافت فرمالیا جائے کہ روپیہ بھیجا گیا یا نہیں، مولوی عبدالغفور صاحب (۳) کی خدمت میں بہت سلام، انشاء اللہ مصر

---

(۱) تاجران مکہ جو دہلی کی فرم حاجی علی جان سے تعلق رکھتے تھے۔ (۲) عبدالحکیم شرف الدین مرحوم مالک قیمہ پریس ممبئی۔ (۳) مولانا عبدالغفور مرحوم سابق مددگار ناظم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

روانہ ہونے سے پہلے عریضہ ارسال خدمت کیا جائے گا۔ حاجی احمد صاحب (۱) ہمارے محسن ہیں ان کا خیال رکھا جائے بمبئی میں انہوں نے بڑی عنایتیں فرمائی تھیں سلام بھی پہونچا دیا جائے، معلوم نہیں مولانا منظور صاحب (۲) واپس تشریف لائے یا نہیں۔

دوسرا خط چھوٹی پھوا (۳) اور بو بو (۴) کے نام ہے عنایت فرما دیا جائے بھابھی جان کو سلام بچیوں اور محمد میاں کو بہت دعا۔

خطوط میں ہم جو کچھ لکھتے ہیں وہ محض آپ کی اطلاع اور مسرت کے لئے، اشاعت مقصود نہیں ہوتی۔

والسلام ناچیز
ابوالحسن علی

مکہ مکرمہ

۲۷/ربیع الاول ۷۰ھ

جدہ ۳۰/ربیع الاول ۷۰ھ

باسمہٖ سبحانہٗ

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت الطافہ وشفقتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عرصہ سے کوئی عریضہ ارسال خدمت نہیں کر سکا درمیان میں طبیعت بھی خراب ہوگئی تھی پھر بخار آ گیا، اور تکلیف دہ، معدہ ہی کی خرابی اور ملیریا کے اثر سے معلوم ہوتا ہے ڈاکٹر کو بلایا، انہوں نے کونین کی کوئی قسم دی، اور دو تین دن کے بعد جاتا رہا، اب الحمدللہ طبیعت بالکل اچھی ہے، البتہ و داعی دعوتوں کے تسلسل کی وجہ سے کچھ معدہ طبعی حالت پر نہیں ہے، لیکن اب کوئی شکایت نہیں۔

اس طرف سخت مشغولیت رہی، یہاں کے قیام کے آخری دن نچوڑ کے دن تھے، خدا کے فضل سے یہ دن کارآمد اور بامصرف ثابت ہوئے، بلکہ عقل کا رجحان تو یہ تھا کہ فی الحال مکہ کو نہ چھوڑا جائے اللہ تعالیٰ نے بڑے مواقع پیدا فرما دیئے ہیں اور بہت سے سرے ہاتھ

(۱) حاجی احمد غریب صاحب تاجر بمبئی نہایت مخیر فرد تھے اور دینی کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ (۲) مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (۳) والدہ سید محمد یامین مرحوم (۴) مخدومہ امۃ اللہ تسنیم حضرت مولاناؒ کی ہمشیرہ مترجمہ ریاض الصالحین (زادسفر)

www.abulhasanalinadwi.org

آ گئے ہیں بعض نئے اشخاص سے تعارف اور نئے حلقوں کا افتتاح ہوا، یہ خوب اندازہ ہو گیا کہ طویل قیام اور پوری معرفت و تجربہ کے بغیر دیرپا کامیابی اور اثر نہیں ہوسکتا، جو دن گذرتا ہے، یہ محسوس ہوتا ہے کہ مزید قیام کی ضرورت ہے، ان دنوں میں خصوصیت کے ساتھ یہاں کی سرکاری تعلیم گاہوں کے دیکھنے وہاں کے اساتذہ واہل اہتمام سے ربط پیدا کرنے اور طلباء، اساتذہ کے سامنے اظہار خیال کا موقع ملا۔ اگر رہنا ہوتا تو طلباء کا ایک اچھا خاصا حلقہ بن جاتا اور کسی ایک باقاعدہ درس یا محاضرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا، اس ملک میں ذہنی واخلاقی اصلاح حال کے لئے ان طلباء سے ربط وضبط پیدا کرنے، ان میں کام کرنے، موجودہ زندگی سے بیزاری و بے اطمینانی پیدا کرنے اور ان کو صحیح دینی حرکت میں لگانے کی سخت ضرورت ہے، کاش کہ ہمارے پاس ایسے نوجوان عالم ہوتے جو اس حلقہ میں دینی تفہیم اور دعوت کی صلاحیت رکھتے، بڑی زرخیز زمین ہے لیکن صبر وحکمت کی ضرورت ہے، فوری نتائج کی توقع فضول ہے، اگر یہاں کے محکمہ تعلیم کی رفتار یہی رہی اور کوئی دینی انقلاب واصلاح کی صورت نہ پیدا ہوئی تو بہت جلد سارا ملک ایک نئے اخلاقی و ذہنی سانچہ میں ڈھل جائے گا، جس میں دینی فکر وخیال کی گنجائش بہت کم ہوگی اور پھر کچھ نہ ہو سکے گا، ان مدارس میں جانے اور وہاں کے اساتذہ وطلباء سے ملنے سے اس کا اندازہ ہوا، کہ اس ملک میں کام کا یہ بہترین میدان ہے، اساتذہ و منتظمین مدارس اور خود وزارت تعلیم کے لوگوں میں ہندوستانی تعلیم گاہوں کے ارباب اقتدار کا سا جمود نہیں ہے، جو اپنے ادارہ کے علاوہ کسی شخص کی بات سنجیدگی اور وقعت سے نہیں سنتے، اس کے برخلاف انہوں نے ہم جیسے اجنبی اور معمولی آدمی کی بات بڑی توجہ سے سنی، اور خود تقریروں کے خلاصے شائع کروائے۔ طلبہ بڑے ذکی وذہین ہیں اور بات کو بڑی جلدی سمجھ لیتے ہیں۔ ادباء اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان جو یہاں ممتاز عہدوں پر فائز ہیں ابھی تک کسی عملی جدوجہد میں شریک نہیں ہوسکے، صرف ایک مرتبہ وادی فاطمہ (۱) کے سفر میں ساتھ گئے، اس میں ان کا طرز ایک قبیلہ (۲) کا سا تھا، ان کی زندگی میں کوئی عملی انقلاب نہیں ہوسکا، نہ جلد امید ہے، ہمارے بہت سے احباب ان کو دیکھ

---

(۱) مکہ مکرمہ سے شمالی جانب ۲۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر نخلستانی علاقہ پھیلا ہوا ہے جہاں کھیتی ہوتی ہے اور سرسبز وشاداب جگہ ہے اس کو وادی فاطمہ کہتے ہیں جو ایک دولت مند ترکی خاتون فاطمہ کی طرف منسوب ہے اہل مکہ وہاں پکنک کی غرض سے جاتے ہیں۔ (۲) قبیلہ انگریزی میں پکنک حجاز میں قبیلہ شام میں سیران کہا جاتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

کر مایوس ہوں گے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ان کے دل میں انشاء اللہ دین کی وقعت پیدا ہوگئی ہے، دینی گروہ سے وحشت میں کمی ہوگئی ہے، ایک ممتاز دوست نے جو ایک اہم عہدہ پر فائز ہیں اور مصر و عراق کے تعلیم یافتہ ہیں، ایک موقع پر کہا کہ میں اسلام سے بالکل مایوس ہو گیا تھا حسن بنا مرحوم (۱) اور ان کی تحریک سے پہلی دفعہ میرے دل میں اسلام کی عظمت اور ایمان کی روشنی محسوس ہوئی ان کی شہادت اور تحریک کے کچل دئے جانے کے بعد پھر مجھ پر حیرت و مایوسی طاری ہوگئی تھی اب پھر میرے خیالات میں تغیر ہو رہا ہے۔ یہاں کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں اور رجال حکومت میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض رجل رشید عطا فرمائے ہیں۔ ان سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے شیخ عمر بن الحسن آل الشیخ (۲) کو پرجوش موید اور رسائل و خیالات کا سرگرم مبلغ بنا دیا ہے، فرماتے تھے کہ تمہارا خط اور تمہارے بعض مضامین ملک (۳) کو میں نے حرف بحرف سنائے ہیں، ان جیسا فہیم اور غیور اور دردمند اور محترم ابھی تک اہل نجد میں نہیں دیکھا، اس سلسلہ میں ضرورت تھی کہ نجد کا ایک سفر ہوتا اور کچھ عرصہ قیام، وہاں کے علماء و اہل دین اس محبت اور گرم جوشی سے ملتے ہیں کہ دل پر بڑا اثر ہوتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ان کو کوئی کھوئی ہوئی چیز مل گئی اور کوئی شخص ان کے دل کی بات کہہ رہا ہے، سب سے زیادہ دینی زندگی، دینی احساس اور عمل کا جذبہ انہیں لوگوں میں ہے لوگ ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا شاہد ہے کہ ہم لوگوں کو تم سے خدا کے لئے محبت ہے، اور ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں، ہمارے رسائل کے کئی کئی نسخے جزیرہ (۴) کے اقصائے حدود تک بھیجتے ہیں اور ان کی اشاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ان کی اس محبت سے فائدہ اٹھایا جائے، اور ان کے اس دینی احساس کو جو اندر اندر گھٹ رہا ہے کارآمد بنایا جائے۔

اس وقت تک کوئی محسوس و عملی نتائج تو حاصل نہیں ہو سکے لیکن اتنا ضرور ہے کہ ایک ذہنی جنبش اور توجہ اور وسیع پیمانہ پر تعارف ہوگیا، لوگوں کو تعلق اور محبت پیدا ہوئی کار کے

---

(۱) امام حسن البنا شہیدؒ الاخوان المسلمون کے بانی و مرشد عام۔ (۲) شیخ عمر بن الحسن آل الشیخ، شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی اولاد میں تھے اور نجد کے ادارہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے صدر اور مقتدر عالم دین تھے۔
(۳) سعودی عرب کے بادشاہ ملک عبدالعزیز ابن سعود جو موجودہ سعودی سلطنت کے بانی تھے۔
(۴) جزیرۃ العرب مراد ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میدانوں کا علم ہوا اور کچھ سرے ہاتھ آئے جن سے آئندہ کام لیا جا سکتا ہے، اس کا خوب اندازہ ہوا کہ بغیر اچھے تعارف، اعتماد اور گہرے تعلق کے کسی عمل اور تحریک کا آغاز نہیں ہوسکتا، اس کی ضرورت ہے کہ طرفین ایک دوسرے کو سمجھ لیں اور ان میں کسی حد تک ذہنی اتحاد اور قلبی موانست پیدا ہو جائے، اس کے لئے وقت کی ضرورت ہے، اس کا بخوبی اندازہ ہو رہا ہے کہ اگر مکہ معظمہ کو مرکز بنا کر طویل قیام کیا جائے اور ان تمام حلقوں سے روابط بڑھائے جائیں، انفرادی واجتماعی طور پر دورے کئے جائیں، مضامین، تقاریر، دروس، مطبوعات، ریڈیو، ذاتی خطوط اور شخصی ملاقاتوں کے ذریعہ زمین تیار کی جائے اور دینی شعور بیدار کیا جائے، پھر ان لوگوں کو جو شعور کے مرحلہ کو طے کرلیں یا جن میں اس ذریعہ سے شعور پیدا کیا جاسکے، ان کو عملی کام میں مشغول کیا جائے، کام کا خاکہ یہاں کے حالات کے مطابق ایسا بنایا جائے جو زیادہ موثر اور دیرپا ہو، اس کے لئے ہمیں اپنے کام کے نقشہ میں بہت تھوڑی ترمیم یا صحیح تر لفظوں میں توسیع کرنی پڑے گی، اس سب کے ساتھ انشاء اللہ بڑے اہم اور عظیم نتائج کی امید ہے۔

مصر کے جہاز کی تحقیق میں کئی دن گذر گئے، اور کئی جہاز روانہ ہو گئے بہت تنگ وقت پر اطلاع ملتی، اجتماعات کا سلسلہ جاری تھا، اور لوگوں سے ملنا اور رخصت ہونا ضروری تھا، مناسب معلوم ہوا کہ جدہ میں دو چار دن قیام کیا جائے، اور جو پہلا جہاز ملے اس سے روانہ ہو جائیں، آج تیسرا دن ہے ابھی تک تحقیقی اطلاع نہیں شاید ایک ہفتہ قیام ہو، اگر اطمینان ہو گیا تو دو چار دن کے لئے پھر مکہ معظمہ چلے جائیں گے، رفقاء ساتھ ہیں، رابع سلمہ بھی رخصت کرنے آئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مصر میں قیام کا انتظام فرمادیا ہے حاجی عبدالجبار صاحب کراچی والے نے اپنے ایک معزز مصری دوست جلال حسین صاحب کو جو مجلس الشیوخ کے رکن بھی ہیں اطلاع دی تھی ان کا خط آیا جس میں وہ خیر مقدم کرتے ہیں، اور لکھتے ہیں کہ قیام وغیرہ کی کوئی تکلیف نہ ہوگی، ہمارا پتہ یہ ہوگا، ابوالحسن علی الحسنی الندوی بواسطۃ حضرۃ المحترم جلال حسین، عضو مجلس الشیوخ المصری، ۲۔ شارع معروف القاہرۃ مصر۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ خط مولانا منظور صاحب (۱) بھی ملاحظہ فرمالیں اور اس کی ایک نقل جلد کروا کر شیخ الحدیث (۲) کو بھی بھیج دی جائے اور ایک پرچہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب (۳) کے نام سے ان کو علاحدہ لفافہ میں رکھ کر ارسال فرمادیا جائے اور ایک پرچہ آپا جان (۴) کے نام ہے ان کو دے دیا جائے مولانا منظور صاحب کا خط جلد ان کو بھجوادیا جائے، گھر میں سب کو سلام و دعا محمد میاں سلمہ کو بہت دعا۔

خاکسار ابوالحسن علی

ازجدہ یکم ربیع الثانی ۷۰ھ

قاہرہ

۱۷ ربیع الآخر ۷۰ھ

بھائی صاحب مخدوم و معظم دامت الطافہ وبرکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' الحمدللہ ہم پرسوں بخیر وعافیت قاہرہ پہونچ گئے، سنیچر کو ایک اطالوی جہاز سے روانہ ہوئے مغرب کے وقت وہ روانہ ہوا اور منگل کی صبح کو ہم سویس پہونچے، شیخ جلال حسین (۵) نے متعدد آدمیوں کو سویس میں تار دے دیا تھا کہ وہ ہم سے مل لیں اور ہمارے لئے سہولت بہم پہونچائیں ان میں سے ایک صاحب جو سعودی قنصلیہ میں ہیں، مل گئے اور ان کی وجہ سے ہم بہت سی دقتوں اور طوالت سے بچ گئے، اور جلد ہی قاہرہ روانہ ہوگئے، قاہرہ سویس سے ۱۳۰ کلومیٹر ہے مستقل کار کرلی تھی، ڈھائی گھنٹہ میں ہم قاہرہ میں تھے، شیخ جلال حسین نے فی الحال ہمیں یہاں کے ایک بڑے ہوٹل بوکاندہ برلمان (العتبۃ الخضر ا) میں ٹھہرادیا ہے، مصارف وہی ادا کرتے ہیں، آج ان کے سکریٹری نے ہم کو وہ جگہ دکھائی جو انہوں نے ہمارے قیام کے لئے تجویز کی تھی، کل انشاء اللہ وہاں منتقل ہوجائیں گے۔

---

(۱) مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔ (۳) شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) مخدومہ امۃ العزیزؒ والدہ مولانا محمد ثانی حسنیؒ و مولانا محمد رابع حسنی و مولانا واضح رشید حسنی۔ (۵) شیخ جلال حسین، مجلس الشیوخ (پارلیمنٹ) کے رکن، دینی ذہن رکھنے والے بڑے تاجر تھے اسی کے ساتھ بڑے صاحب علم وفضل تھے، جن کے تعلقات برصغیر کے تاجروں سے تھے انہوں نے حضرت مولانا کی میزبانی کی اور ان کے قیام کا انتظام کیا اور مصر کے ممتاز افراد سے تعارف کرایا۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ تین دن زیادہ تر آمد ورفت اور محض ابتدائی اور ضروری ملاقاتوں، تعارف اور ضرورتوں میں گذرے، شہر بہت بڑا بلکہ ایک صوبہ کا صوبہ ہے، بہت وقیع، بہت پرشور، بہت متحرک، یہاں کچھ کام کرنے کے لئے معتد بہ قیام، حالات کے مطالعہ، وسیع تعارف، موثر ذرائع کی ضرورت ہوگی، ابھی ہم بالکل اجنبی اور پردیسی ہیں۔ ضروری لوگوں سے بھی جن کے نام تعارفی خطوط لائے ہیں یا جو غائبانہ واقف ہیں، ملاقات ابھی نہیں ہوسکی ہے، فاصلے بہت زیادہ اور مشغولیت بہت ہے، انشاء اللہ راہیں کھلیں گی، اور کچھ سلسلہ شروع ہوگا۔

رات سید علی اکبر شاہ (جامعہ عربیہ والے جو، اب سندھ کی وزارت تعلیم کے سکریٹری ہیں اور طویل سیاحت پر نکلے ہیں) کی کوشش سے ''رواق الہنود'' جامعہ ازہر میں ہم سے ملنے کے لئے جلسہ تھا، عشاء کی نماز پڑھ کر وہاں گئے، خیال تھا ۱۰۔۱۵ آدمی ہوں گے دیکھا تو ہال ترکی ٹوپیوں اور فلسطینی وشامی عماموں سے بھرا ہوا تھا، زیادہ تر وہ ترکی طلباء تھے جو ازہر میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسی سال آئے ہیں، ان کے بعد سوری و فلسطینی، کچھ پاکستانی و ہندوستانی، ترکی طلباء کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ان میں بڑی جاذبیت اور زندگی معلوم ہوتی تھی، ہم نے عربی میں تقریر کی اور الحمد للہ دلچسپی اور توجہ سے سنی گئی، بعد میں مفصل تعارف ہوا، شامی طالب علم (۱) نے جو سکریٹری تھا، پرجوش استقبال کیا، اور کہا کہ ہم اپنے مہمان سے درخواست کریں گے کہ وہ جمعیۃ الشبان المسلمین (۲) یا دارالحکمۃ کے ہال میں ازہر کی بحوث اسلامیہ کو (دوسرے اسلامی ممالک کے طلباء جو ازہر میں تعلیم کے لئے آئے ہوئے ہیں) تفصیل سے خطاب کریں، ہم اس جلسہ کا اعلان اخبارات کے ذریعہ سے کریں گے، ہم نے اپنی رضامندی دے دی، اور اس تحریک کو امداد غیبی سمجھا کہ شاید یہی تعارف و تعلق کا ذریعہ بن جائے، حقیقت یہ ہے کہ ازہر کے بیرونی طلبا کام کا بہترین میدان ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے تمام ممالک اسلامیہ میں بیج بوئے جاسکتے ہیں ترک طلبا سے اخیر میں ہم خاص طور پر ملے اور ہم نے ہندوستانی مسلمانوں کے تعلق قلبی کا اظہار کیا، اور کہا کہ ہم خاص طور پر آپ حضرات سے ملنا چاہتے ہیں، آپ اس کے لئے مواقع پیدا کریں، اور جس وقت

---

(۱) شام کے جوان صالح محمد توفیق کنجی مراد ہیں۔ (۲) جمعیۃ الشبان المسلمین جس کے صدر جنرل محمد صالح حرب پاشا تھے جو مسلم نوجوانوں کی دینی، اخلاقی تربیت کے ساتھ جسمانی تربیت بھی کرتی تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

چاہیں بے تکلف ہمیں بلائیں یا ہمارے پاس آئیں وہ بھی بڑی اہمیت اور محبت سے ملے، بعض نے پوچھا کہ کیا آپ ہی ماذا خسر العالم کے مصنف ہیں؟

آج ڈاکٹر احمد امین بے سے ملنے گئے تھے، کمزور اور بوڑھے آدمی ہیں، پانچ نسخے ماذا خسر العالم کے انہوں نے مزید دیئے اور ''حیاتی'' کا ایک نسخہ۔

مولوی عبید اللہ صاحب بلیاوی اپنی جماعت کے ساتھ سوڈان سے آئے ہوئے ہیں، سوڈان میں غیر معمولی تحریک کا استقبال ہوا اور گویا ملک ٹوٹ پڑا، کام کی بڑی زرخیز زمین ہے، ہم نے ان سے عرض کیا کہ آپ ٹھہر کر کام کرتے تو بڑا فائدہ ہوتا مگر ان کے ساتھی واپسی کے متقاضی تھے سید علی میرغنی (۱) سے بھی ملاقات ہوئی، پھر کبھی وہاں جماعت جانی چاہیئے، اگر سوریا، ترکی و عراق کا سفر درپیش نہ ہوتا تو ہم سوڈان بھی جاتے، مگر سید علی اکبر شاہ جو ابھی ترکی سے واپس آئے ہیں، ترکی جانے کی ترغیب دیتے ہیں اور بڑی استعداد اور قبولیت بتلاتے ہیں اور وہاں کی بے دینی کی روایات کی تردید کرتے ہیں، خود ہمیں بھی ترکی جانے کا شوق اور اس کی اہمیت ہے، اس لئے ہمارا پہلا نظام سفر، مصر، سوریا ترکی، عراق بدستور ہے انشاء اللہ آج مولوی عبید اللہ صاحب کی جماعت قلیوب (۲) جارہی ہے کل واپس ہو جائے گی۔

سردی یہاں بہت سخت ہے غالباً ہندوستان کے دسمبر و جنوری سے زیادہ، کپڑے ہمارے پاس ناکافی ہیں مگر گذارہ ہو جاتا ہے، سردی میں نکلنے سے احتیاط کرتے ہیں۔

ابھی مولوی معین اللہ صاحب نے خط لکھنے میں بتایا ایک ترک نوجوان ہم سے ملنے آیا تھا، ہم موجود نہ تھے کہتا تھا کہ چار مہینے سے ہم لوگ ترکی سے آئے ہوئے ہیں مگر تعلیم ابھی تک شروع ہی نہیں ہوئی پہلے طلباء کی اسٹرائک تھی، اب اساتذہ کی اسٹرائک ہے، کہتا تھا کہ ہم کہاں جائیں۔

کاش کوئی ایسا ادارہ ہوتا جہاں ان اسلامی ممالک کے طلباء کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہوتا، ازہر سے یہ کیا روح لے کر جائیں گے، افسوس ہمارے اغنیاء کو توفیق نہیں، حکومتوں کو سمجھ نہیں اور علماء میں سلیقہ نہیں، عالم اسلام کا کچا مال اس طرح ضائع ہو رہا ہے، انشاء اللہ مفصل خط پھر لکھیں گے، اس کو رسید اور خیریت کی اطلاع سمجھا جائے۔

---

(۱) سوڈان کے روحانی پیشوا اور عالم (۲) قاہرہ کے مضافات میں ایک چھوٹا شہر جو قاہرہ سے اسکندریہ جاتے ہوئے پڑتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

جہاز پر طبیعت بہت اچھی رہی، زیتون کا ایک ڈبہ لے لیا تھا، اسی کے دانے کھاتے تھے، نان پاؤ بھی، معدہ بہت اچھا رہا، یہاں بھی الحمد للہ طبیعت ٹھیک اور ہضم درست ہے قبض نہیں رہتا، محمد ثانی کو بعد سلام دعا کے معلوم ہو کہ قصص النبیین للاطفال کے دوسرے حصے کی ضرورت ہے بذریعہ ہوائی جہاز بھیج دیں اگر تینوں حصوں کے وہ فوٹو مل جائیں جن سے بلاک بنے ہیں تو وہ بھی۔ امید ہے کہ مالیگاؤں والوں کا بل ادا ہو گیا ہوگا۔ سب کو سلام

والسلام

ابوالحسن علی

بطرف الشیخ المحترم جلال بک حسین

عضو مجلس الشعب

۲۔ شارع معروف، القاہرہ، مصر۔

۷؍مارچ ۱۹۵۱ء، ۲۸؍جمادی الاولیٰ ۱۳۷۰ھ

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت شفقتہ و برکاتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، آداب کے بعد گذارش ہے کہ ہم لوگ بعافیت ہیں، امید ہے کہ جناب کا مزاج بعافیت ہوگا، آج والا نامہ ملا پڑھ کر بڑی مسرت اور دل کو اطمینان اور ہمت افزائی ہوئی اللہ تعالیٰ عمل کی صورتیں اور دیرپا اثرات پیدا فرمادے اور ہمارا سفر، دین اور مسلمانوں کے لئے مبارک اور ہمارے لئے سبب نجات اور ہمارے بزرگوں، سرپرستوں اور دوستوں کے لئے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ تقرب بنائے۔ وما ذلك على الله بعزيز۔

مولوی معین اللہ صاحب کے خط کے بعد بہت سے حالات، ملاقات و مجالس قابل تذکرہ پیش آئیں لیکن ان کی پوری تفصیل نہ تو یاد ہے اور نہ ایک خط میں آسکتی ہے وہی اگر کسی وقت تفصیل سے لکھیں گے تو لکھ سکیں گے، چند خاص مواقع کا مختصراً تذکرہ پیش خدمت ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

۲۷ رفروری کو جمعیۃ الشبان المسلمین میں ہماری تقریر تھی جس کا عنوان تھا ''العالم علی مفترق الطرق'' اجتماع ممتاز اور اچھا تھا ازہر کے متعدد ممتاز علماء اور زمہ دار اصحاب، جامعہ فواد(۱) کے بعض پروفیسر اور اسلامی انجمنوں کے عہدے دار اور خصوصیت کے ساتھ ''الاخوان المسلمون'' کے ممتاز لوگ اور ازہر کے طلباء تھے، بہت سے لوگ ''ماذا خسر العالم'' کے اثر واشتیاق سے آئے تھے ازہر کے ''معہد القاہرہ'' کے ایک بڑے استاد اور خطیب ''شیخ احمد الشرباصی'' (۲) نے بہت اچھے الفاظ میں تعارف کرایا، وہ خود بھی کتاب سے متاثر تھے، اس کے بعد تقریر ہوئی، تقریر ہمارے نزدیک ہماری مرضی کے مطابق نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ہوئی ہماری تقریر پر چار ممتاز عالموں نے بہت اچھے تبصرے اور اظہار خیال کیا۔ اول خود شیخ احمد الشرباصی نے پھر ازہر کے ایک مشہور استاذ شیخ عبدالمتعال الصعیدی (۳) نے پھر اخوان کے مشہور مصنف ومقرر شیخ محمد الغزالی (۴) نے پھر کلیۃ اللغۃ العربیۃ کے ایک استاذ عبدالمنعم خلاف (۵) نے جنہوں نے، خاص طور پر ''ماذا خسر العالم'' سے اپنے تاثر کا اظہار کیا۔ اس تقریر کا قاہرہ کے دینی وعلمی حلقوں میں بہت اچھا استقبال اور رد عمل ہوا اور کئی جگہ سے تقریروں کی خواہش کا اظہار ہوا اور اس سے ہمیں اپنے مقاصد کے اظہار اور تعارف میں مدد ملی اور سنجیدہ اور صاحب فکر اشخاص کو توجہ ہوئی، دوسری تقریر شباب سیدنا محمدؐ (۶) کے مرکز دارالارقم میں ہوئی جس کا عنوان تھا ''ہندوستان میں دینی دعوت کے تجربے'' (۷) اس تقریر میں ہم نے ہندوستان میں دینی دعوت وتبلیغ کے مختلف مراحل اور دور بیان

---

(۱) جامعہ فواد یعنی قاہرہ یونیورسٹی (۲) شیخ احمد الشرباصی ازہر کے شعبۂ وعظ وارشاد کے نگراں صاحب علم وفضل اور کثیر التصانیف مصنف تھے، ازہر سے تعلیم حاصل کی اور معہد القاہرہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے صاحب طرز ادیب ومفکر تھے ۱۴۰۰ھ میں وفات پائی۔ (۳) شیخ عبدالمتعال الصعیدی جامعۃ الازہر کے استاد اور ممتاز ادیب اور مصنف تھے اصلاح ودعوت کے میدان میں انہوں نے بڑی جدوجہد کی۔ (۴) شیخ محمد الغزالی الاخوان المسلمون کے مشہور مقرر ومصنف قائد ومفکر تھے، جنہوں نے اپنے قلم وزبان سے اسلام کی بڑی خدمت انجام دی جامعۃ الازہر سے تعلیم حاصل کی اور دعوت اسلامی کے میدان میں اپنی پوری زندگی لگادی، متعدد کتابوں کے مصنف تھے، ۱۹۹۵ء میں وفات پائی۔ (۵) عبدالمنعم خلاف کلیۃ اللغۃ العربیۃ کے استاد تھے اسلامی الفکر ادیب اور مصلح تھے ان کی کتاب ''أومن الانسان'' مشہور ہے۔ (۶) شباب سیدنا محمد، مصر کے اکثر نوجوان جو اسلامی فکر وحمیت رکھتے تھے وہ اس کے ممبر تھے۔ (۷) بعد میں یہ رسالہ ہندوستان میں ''الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند وتطوراتھا'' کے نام سے شائع ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

کئے، پہلے مجدد صاحبؒ (۱) کا دور اور، ان کا ماحول اور طریق کار جس نے ہندوستان کی حکومت میں دینی انقلاب کر دیا اور اس کے ذریعہ ملک کا رخ بدل دیا، دوسرا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا دور جس میں انہوں نے دینی انقلاب کے لئے علمی وذہنی طور پر زمین تیار کی اور قرآن وحدیث کی اشاعت کی، تیسرا حضرت سید صاحبؒ (۲) کا دور جس میں انہوں نے اور ان کے اصحاب و رفقاء نے جہاد اور اسلامی حکومت کا نمونہ پیش کیا اور جو کچھ اس وقت تک کہا اور لکھا گیا تھا اس کو عملی شکل میں پیش کیا، چوتھا دور مولانا محمد قاسمؒ (۳) اور بانیان مدارس کا، جنہوں نے تغیر اور کام کی مشکلات کا اندازہ کر کے اسلامی علوم وتہذیب کی پناہ گاہیں اور داعیوں و معلمین کی تربیت گاہیں تیار کیں، پانچواں مولانا محمد الیاسؒ (۴) کا دور جنہوں نے عمومی اور وسیع پیمانہ پر قوم میں ایمان وقوت عمل پیدا کرنے کے لئے عمومی دعوت وتحریک شروع کی پھر اس سلسلہ میں میوات میں کام کی تاریخ، اس کے اثرات ونتائج بیان کئے اور مصر میں بھی اسی طرز پر کام کا تجربہ کرنے کی دعوت دی، ہماری تقریر کے بعد جماعت کے صدر حسین یوسف صاحب (۵) نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور بیان کیا کہ اس تقریر سے ہماری توجہ بعض ایسے گوشوں کی طرف ہوئی جن کی طرف ہم کو توجہ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا، مثلاً مجدد صاحب کا طریق کار جو اہل حکومت اور خواص سے تعلقات پیدا کر کے اور ان سے خط وکتابت ومراسم کے ذریعہ ملک میں صالح اور دینی انقلاب واصلاح کرنے کا مختصر اور سہل راستہ ہے، ہم نے ابتدا میں اس کی طرف توجہ کی تھی پھر ہم اس کی طرف توجہ نہ کر سکے اب ہمیں پھر اس کی اہمیت وضرورت محسوس ہو رہی ہے، دوسرا مدارس کا طریقہ جس کا ہم تجربہ کر رہے ہیں۔ تیسرا عمومی دعوت کا طریقہ جس کا ہم تجربہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور انشاء اللہ اپنے کسی ایک مرکز کی طرف ہم مقرر اور ان کے دوستوں کے ساتھ سفر کریں گے اور مشورہ کے بعد ان کو اطلاع دیں گے۔

---

(۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ (۲) حضرت سید احمد شہیدؒ (۳) مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند۔
(۴) مولانا محمد الیاسؒ کاندھلوی بانی جماعت تبلیغ۔ (۵) حسین یوسف، شباب سیدنا محمد کے صدر اور پر جوش ایمانی شخصیت کے مالک تھے انہوں نے مصر میں فحش لٹریچر وادب کے خلاف موثر مہم چلائی جس سے بڑے دینی فوائد حاصل ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تیسری تقریر، الرابطة الاسلامیة میں ہوئی جس کا عنوان تھا دراسة علم الحدیث فی الهند، یہ دراصل ''معارف العوارف'' کے ان ابواب کی تلخیص تھی جو حدیث سے متعلق ہیں، آخر میں ہندوستان میں حدیث سے اشتغال کرنے والوں کی دینی خصوصیات ان کی زندگی اور وہاں کا طریق درس وغیرہ بیان کیا اس میں مجمع بہت کم تھا مگر بعض اچھے علماء اور اساتذۂ ازہر تھے پرسوں جمعہ ۹/مارچ کو ہمارے میزبان شیخ جلال حسین عضو مجلس الشیوخ نے ہم سے ملانے کے لئے لوگوں کو چائے پر مدعو کیا ہے اور ہندوستان و پاکستان کے تبلیغی کام کا اپنے دعوت نامہ میں ذکر کیا ہے اس کی تفصیل انشاء اللہ ہم کریں گے، اسی دن جمعیة مکارم الاخلاق میں ہماری تقریر ہے، جس کا عنوان ہے، ''رسالة المسلمین فی هذا العصر'' ۱۲/مارچ دوشنبہ کو جمعیة الشبان المسلمین کے رئیس عام محمد صالح حرب پاشا (۱) نے ہمارے لئے حفلۂ تکریم منعقد کیا ہے، جس میں خصوصیت کے ساتھ کبار علمائے ازہر کو مدعو کیا ہے محمد صالح حرب باشا، شبان المسلمین کی تقریر کے بعد سے بہت متوجہ ہیں ہم نے ان سے خواہش کی تھی کہ ازہر کے ممتاز لوگوں کو جمع کریں اور ہم ان کے سامنے وہ خطرات پیش کریں جو دین وعلم کو اس وقت درپیش ہیں نیز ان کا وہ حل جو ہم نے ہندوستان میں تلاش کیا ہے اور جس کا ہم تجربہ کررہے ہیں، انہوں نے سابق مفتی دیار مصریہ شیخ حسنین محمد مخلوف (۲) اور شیخ عبداللطیف دراز (۳) مدیر المعاہد الدینیة الازہر سے

---

(۱) جنرل محمد صالح حرب پاشا جمعیة الشبان المسلمین کے رئیس عام تھے اور مصری فوج میں جنرل رہ چکے تھے مولانا محمد علی جوہر اور ڈاکٹر محمد اقبال وغیرہ سے خوب واقف اور ان کے قدرداں تھے فوج سے سبکدوشی کے بعد پوری زندگی اسلامی کاموں کے لئے وقف کردی "جمعیة الشبان المسلمین" کے بانی ڈاکٹر عبدالحمید سعید تھے۔

(۲) شیخ حسنین محمد مخلوف مصر کے سابق مفتی اعظم اور مشہور عالم مصنف وخطیب تھے ۱۸۹۰ء میں ولادت ہوئی حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم کے بعد جامعة الازہر میں تعلیم پائی، ۱۹۱۴ء میں مدرسة القضاء الشرعی سے عالمیت کی سند لی ۱۹۱۶ء میں قاضی مقرر ہوئے پھر ترقی کرتے ہوئے ۱۹۴۵ء میں مفتی دیار مصر ہوئے اور رکن ہیئة کبار العلماء مقرر ہوئے انقلاب کے بعد مصر چھوڑنا پڑا اور سعودی عرب میں پناہ لی رابطہ عالم اسلامی اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے رکن تاسیسی بنے، ۱۹۸۲ء میں ان کو اسلامی خدمات کا فیصل اوارڈ ملا پوری زندگی اسلام اور علوم اسلامی کی خدمت کی اور مصر کی مخالف اسلام حکومت کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی سپر بنے رہے، ۱۹/رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ کو وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۳) شیخ عبداللطیف دراز جامعة الازہر کے ہیئة کبار العلماء کے رکن اور بڑے صاحب علم وفضل شخصیت کے مالک تھے انگریزوں کے زمانہ میں انہوں نے جرأت وہمت اور حمیت اسلامی کا مظاہرہ کیا اور مصری سیاست میں ان کا اثر ورسوخ پچاس برس سے زائد رہا ۱۳۹۷ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

مشورہ کرکے اس جلسہ کی ترتیب کی، اللہ تعالیٰ اس کو بارآور فرمائے یہاں تین نئے رسائل چھپوالئے ہیں ایک بین العالم وجزیرۃ العرب جوان دو تقریرون کا مجموعہ ہے جو مکہ معظمہ میں کی تھیں دوسرا المدوالجزر فی تاریخ الاسلام جو ۱۹۶۱ھ کا لکھا ہوا مضمون تھا، چھپنے کی نوبت نہیں آئی تھی، تیسرا اسمعی یا مصر، جو مصر سے چند صاف صاف باتیں ہیں، یہ مضمون یہاں آکر لکھا تھا اور الرسالہ (۱) میں چھپ گیا تھا ملاحظہ کے لئے الرسالہ سے تراش کر بھیج رہے ہیں، اس کا ترجمہ مولوی عبدالرشید صاحب ندوی، تعمیر (۲) اور الفرقان کے لئے بھیجنے والے ہیں، آپ نے جو محمد سلمہ کے ترجمہ (سیرت محمدی کا پیغام) کا ذکر کیا ہے، وہ بھیج دیں تو کسی رسالہ میں شائع ہوجائے گا، ان رسائل کے سلسلہ میں کچھ رقم سوڈیڑھ سو کی اس فنڈ سے جو اس مد کے لئے ہے بھجوادیں۔

جناب نے سوڈان کے سفر کے لئے تحریر فرمایا ہے، اس کا خیال ہے، اگر ویزا میں کچھ دشواری نہ ہوئی (سیاسی حالات کی وجہ سے سوڈان کے سفر میں کچھ دشواری پیش آتی ہے) تو ہفتہ دو ہفتہ کے لئے وہاں چلے جائیں گے پھر انشاء اللہ شام کا سفر ہوگا، مصر میں سردی دو چار روز سے اچانک کم ہوگئی، موسم تیزی سے بدل رہا ہے، شام کے لئے مناسب موسم ہے، آج ایک دوست نے جن کے یہاں ترکی سفارت کے مستشار ٹھہرے ہوئے ہیں ان سے ملانے کے لئے بلایا ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ اس تعارف سے سفر میں سہولت ہوگی، ''جنۃ المشرق'' (۳) احمد امین صاحب نے بہت پسند کی اور کمیٹی میں پیش کی، کمیٹی نے اپنے اصول کے مطابق اپنے ایک اور استاد محمد فرید ابوحدید کو دیکھنے اور رائے دینے کے لئے پیش کی ہے، ابھی اس کا نتیجہ معلوم نہیں ہوا، معارف العوارف (۴) مصر کے مشہور

---

(۱) الرسالہ استاذ حسن زیات مشہور عربی ادیب کا جریدہ۔ (۲) تعمیر ادارہ تعلیمات اسلام کا ترجمان جو حضرت مولانا اور مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ کے زیر ادارت شائع ہوتا تھا۔ (۳) جنۃ المشرق جو الھند فی العھد الاسلامی کے نام سے دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد سے شائع ہوئی (۴) معارف العوارف فی انواع العلوم والمعارف از مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ صاحب "نزھۃ الخواطر" یہ کتاب "الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند" کے نام سے ۱۹۵۹ء میں المجمع العلمی العربی دمشق کی طرف سے شائع ہوئی اور اس کا اردو ترجمہ ''اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں'' کے نام سے مولانا ابوالعرفان خاں ندویؒ کے قلم سے ہوا جو دار المصنفین اعظم گڈھ نے شائع کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مؤلف اور عالم شیخ احمد محمد شاکر (۱) کو دیکھنے کے لئے دی تھی، وہ پڑھ کر بہت مسرور اور متاثر ہوئے، اور دار المعارف سے جو مصر کا سب سے بڑا دار الاشاعت ہے اور جس کی کمیٹی کے وہ رکن بھی ہیں اس کی اشاعت کی سفارش کی، انہوں نے پسند کیا مگر یہ عذر کیا کہ اس سال ہمارے پاس وزارۃ المعارف کا کام بہت ہے دسمبر تک ہم نیا کام نہیں لے سکتے اگر ایک سال کا انتظار کیا جا سکے تو ہم چھاپ سکتے ہیں، وہ کتاب کی اشاعت کا معاوضہ بھی دیں گے، ہم نے ان سے یہ کہا ہے کہ ہمارے سامنے طباعت ہوجائے تو ہم تصحیح بھی کر سکتے ہیں، انہوں نے دوبارہ کتاب ان کو دی ہے اور ہمیں بھی وہاں لے گئے تھے، چسٹر ہم نے بنوالیا ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ شام ترکی میں سردی کی تکلیف نہ ہوگی صحت بحمد للہ بہت اچھی ہے، اور ہضم بالکل درست ہے یہ عریضہ مولانا منظور صاحب (۲) مولوی عبد السلام صاحب (۳) مولوی عمران خاں صاحب (۴) کو بھی دکھا دیا جائے، مولانا عبد الباری صاحب (۵) سے ملاقات ہو تو ان کی خدمت میں سلام۔

فقط خاکسار
ابوالحسن علی

۶ رجمادی الاخری ۷۰ھ
۱۴ مارچ ۵۱ء

باسمہ سبحانہ

بھائی صاحب مخدوم و معظم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آداب کے بعد گذارش ہے کہ ایک خط چند روز ہوئے کسی قدر مفصل ارسال خدمت کیا تھا، امید ہے کہ وصول ہوا ہوگا، الحمد للہ ہم لوگ بخیریت ہیں اور آپ کی اور متعلقین کی خیریت کے طالب، رائے بریلی سے بھی چند روز ہوئے ایک لفافہ آیا تھا، جس میں والدہ صاحبہ کے خط کے ساتھ چچا سید صدیق احمد صاحب اور چچا سید عزیز الرحمٰن صاحب ماموں صاحب (۶) اور

(۱) استاذ احمد محمد شاکر عالم وفاضل محدث فقیہ محقق اور نقاد تھے ۲۹ رجمادی الاخری ۱۳۰۹ھ میں ولادت ہوئی ابتدائی تعلیم کے بعد جامعۃ الازہر میں تعلیم حاصل کی اور مدرسہ عثمان ماہر میں مدرس ہوئے۔ پھر محکمہ قضا میں چلے گئے کثیر التصانیف قوی الحافظہ وسیع المطالعہ عالم و مصنف تھے کوئی اسلامی و علمی موضوع ایسا نہیں ہے جس میں ان کی تصنیف نہ ہو، ۲۶ رذی قعدہ ۱۳۷۷ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۲) مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۳) مولانا عبد السلام قدوائی ندویؒ (۴) مولانا محمد عمران خاں ندوی سابق مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء (۵) مولانا عبد الباری ندوی مصنف مذہب و سائنس۔ (۶) سید احمد سعید حسنی مرحوم ابن حضرت شاہ ضیاء النبیؒ

www.abulhasanalinadwi.org

کئی عزیزوں کے خط تھے،

جناب والا کو خط لکھنے کے بعد دو مزید جلسے ہوئے ایک شیخ جلال حسین کی دعوت پر جمعیۃ مکارم الاخلاق میں منعقد ہوا، جس کے وہ صدر بھی ہیں۔ اور ابھی محمد علی باشا علوبہ(۱) کی جگہ پر ارکان نے ان کو منتخب کیا ہے، اس جلسہ میں انہوں نے مصر کی اسلامی جمعیات و مجالس کے ذمہ داروں کو مدعو کیا تھا تاکہ ہمارا ان سے تعارف کرائیں اور ہم ان کے سامنے ہندوستان کی دینی دعوت کا نظام پیش کریں، جمعہ یکم جمادی الثانیہ (۹/مارچ ۵۱ء) کو نماز عصر کے بعد جمعیۃ میں لوگ مدعو تھے، پہلے انہوں نے تعارف کرایا اور اپنے ہندوستان و پاکستان کے تاثرات اور اس دعوت کے متعلق اپنے معلومات بیان کئے، پھر سب لوگ چائے کے لئے دوسرے کمرہ میں گئے مغرب کے قریب ہم نے گفتگو شروع کی اور تفصیل کے ساتھ وہ اسباب بیان کئے جنہوں نے اس طریقہ کار کی طرف رہبری کی، گفتگو کی تکمیل سے پہلے مغرب کی اذان ہوگئی اور یہ طے پایا کہ مغرب کے بعد تقریر کا اعلان ہے اور لوگ آچکے ہیں، اس لئے منگل کو جمعية الشبان المسلمين میں اس گفتگو اور مجلس کی تکمیل کی جائے، نماز کے بعد حسب اعلان سابق عام جلسہ میں "رسالة المسلمين في هذا العصر" کے عنوان پر ہماری تقریر ہوئی دلچسپی کی بات ہے کہ تعارف کرانے والے حضرات ہماری نسبت کی وجہ سے اس دعوت کو "الدعوة الندوية" اور "الجماعة الندوية" کے نام سے یاد کرتے تھے، جلسہ میں مصر کے ایک بڑے ذہین اور برجستہ گو شاعر شیخ صاوی شعلان (۲) بھی موجود تھے جو فارسی اور کئی زبانوں سے واقف اور جامعہ فواد (۳) سے مشرقی زبانوں کی سند حاصل کی ہے۔ انہوں نے اقبال کے کلام کا نظم میں ترجمہ کیا ہے، اور ان کے بڑے محبین اور قدردانوں میں ہیں، اسی طرح مولانا شبلی مرحوم

---

(۱) محمد علی علوبہ پاشا مصر کے سابق وزیر اوقاف تھے اور حزب الاحرار الدستوریین کے صدر، اسی کے ساتھ صاحب علم و فضل تھے۔ مشہور مجاہد مفتی امین الحسینیؒ کے ساتھ ہندوستان کا سفر کیا تھا اور دار العلوم ندوۃ العلماء آئے تھے۔
(۲) شیخ صاوی شعلان مصر کے زود گو اور برجستہ گو عربی شاعر تھے شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال سے بہت متاثر تھے ان کی کتاب فلسفة اقبال والثقافة الاسلامية في الهند مشہور ہے ۱۹۸۲ء میں وفات پائی۔
(۳) قاہرہ یونیورسٹی۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور مولانا سید سلیمان ندوی کی علمی خدمات اور تصنیفی کارناموں سے بڑے متاثر ہیں اور متعدد مضامین "الثقافة الاسلامية في الهند والباكستان" کے عنوان سے شائع کر چکے ہیں انہوں نے جلسہ میں ہندوستان کی دینی و علمی خدمات کو بہت سراہا۔

پرسوں دوشنبہ ۴ ر جمادی الثانیہ جمعیۃ الشبان المسلمین میں حفلۂ تکریم تھا جو محمد صالح حرب پاشا نے ہمارے لئے منعقد کیا تھا اور خاص طور پر کبار علماء ازہر کو مدعو کیا تھا، جلسہ سے دو تین روز پہلے دفعۃً یہ خیال پیدا ہوا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور کوئی ایسی چیز پیش کرنی چاہئے جو علماء ازہر کو دینی دعوت و اصلاح کے صحیح طریقوں کی طرف متوجہ کر سکے، اور حفاظت و خدمت دین کی تحریک ان کے دل میں پیدا کر سکے، چنانچہ بڑی عجلت کے ساتھ "الدعوة الدينية في الهند وتطوراتها" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون لکھنا شروع کیا، جس میں اولاً اس خدمت و طریق دعوت کا ذکر کیا، جو حضرات صوفیہ کرام نے ہندوستان میں اختیار کیا، اور جس کی برکت سے علاقے کے علاقے مسلمان ہو گئے، دوسری طرف مسلمان ان کے انفاس قدسیہ اور تربیت روحانی کی وجہ سے حکومت کے مادّی اثرات سے محفوظ رہے، پھر اکبر کے زمانہ میں حالات کا رخ جس طرح پلٹا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اور علماء دنیا کے اختلاف و مجادلات اور ان کی جاہ طلبی سے اکبر پر جو اثرات پڑے تھے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامہ کا تفصیل سے ذکر کیا، اور ان کے اس طریقۂ کار کا جس نے حکومت مغلیہ کا رخ الحاد و کفر سے بدل کر دین کی سرپرستی اور حمایت کی طرف کر دیا، اور اکبر کے تخت پر اورنگ زیب جیسا متشرّع اور فقیہ بادشاہ نظر آیا، پھر شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور ان کے خاندان کی تجدیدی خدمات اور ان کے طریق کار کی توضیح کی، پھر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱) اور ان کی جماعت کے جہاد و تجدید اور تاسیس حکومت شرعیہ کی مختصر تاریخ بیان کی، پھر علماء کے قیام مدارس کی طرف متوجہ ہونے کے اسباب اور اس کے فوائد بیان کئے، اور خاص طور پر اس کی طرف متوجہ کیا کہ ان مدارس کی کامیابی کا بڑا راز یہ تھا کہ وہ حکومت کے دامن سے وابستہ نہ تھے، اور ان کی بنیاد

(۱) حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

www.abulhasanalinadwi.org

ایثار وقربانی اور جذبۂ دعوت وخدمت پر تھی، پھر دار العلوم ندوۃ العلماء کے قیام کے وجوہ بیان کئے، پھر مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی تبلیغی تحریک اور اس ماحول واسباب کا تذکرہ کیا جنہوں نے اس دعوت اور اس کے اصول وارکان کی ضرورت پیدا کی، اللہ تعالیٰ کی تائید وعنایت سے یہ مقالہ ہندوستان کی دینی دعوت وفکر کی مجمل تاریخ ہوگئی، حفلۂ تکریم میں بہت ممتاز مہمان جمع ہوگئے تھے جن میں چند کے نام لکھے جاتے ہیں، امیر عبدالکریم ریفی (۱) ان کے بھائی محمد عبدالکریم خطابی، شیخ حسنین محمد مخلوف سابق مفتی دیار مصریہ شیخ عبداللطیف دراز مدیر مجاہد ازہر (۲) ڈاکٹر عبداللہ دراز (۳) ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ (۴) استاد فلسفہ کلیۃ اصول الدین شیخ محمد الشربینی (۵) رئیس جبہۃ الازہر وعضو کبار العلماء، شیخ مبشر الطرازی (۶) شیخ احمد فہمی ابوسنہ (۷) استاذ کلیۃ الشریعۃ شیخ احمد الشرباصی (۸) استاذ معہد القاہرہ، شیخ عبدالمنعم النمر (۹) استاد معہد القاہرہ، شیخ علی رفاعی مفتش وعظ (۱۰) وغیرہ وغیرہ، چائے کے بعد محمد صالح حرب پاشا نے تقریر کی جس میں دستور کے مطابق اس مہمان کا استقبال کیا جس کے لئے یہ حفلۂ تکریم کیا گیا تھا، اس کے بعد شیخ احمد الشرباصی نے تقریر کی اور یہ بھی ذکر کیا کہ ہمارے مہمان جن کے لئے یہ جلسہ کیا گیا ہے ہندوستان کی دینی

---

(۱) امیر عبدالکریم ریفی خطابی مشہور مراکشی مجاہد جنہوں نے اسپین اور فرانس کی مشترک فوجوں سے جہاد کیا۔ (۲) شیخ عبداللطیف دراز ازہر کے ہیئۃ کبار العلماء کے رکن تھے مصنف وصحافی اور سیاست داں تھے، ۱۳۹۷ھ میں وفات پائی۔ (۳) ڈاکٹر محمد عبداللہ دراز ہیئۃ کبار العلماء ازہر کے رکن صاحب علم وفضل فصیح اللسان شیریں بیاں صاحب درس استاد تھے ۱۸۹۴ء میں ولادت ہوئی اپنے والد اور ان کے دوستوں سے ابتدائی تعلیم پائی جامعۃ الازہر سے فارغ ہوکر وہیں مدرس ہوگئے قرآن مجید سے بہت شغف تھا، ۱۹۱۹ء کے انقلاب میں حصہ لیا فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کیا اور تصنیف وتالیف میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ (۴) ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ بڑے عالم وفاضل تخصص تھے سیاست، اسلام اور مغربی ثقافتی کشمکش کے ماہر تھے۔ (۵) شیخ محمد الشربینی مصر کے علماء کبار کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ (۶) شیخ مبشر الطرازی عالم اسلام کے بڑے علماء میں تھے طراز (ترکستان) میں پیدا ہوئے بخاریٰ میں تعلیم پائی پھر اپنے شہر کے قاضی مقرر ہوئے مسلم حکومت کے خاتمہ کے بعد افغانستان آگئے وہاں شئون اسلامیہ وادارہ تصنیف وتالیف کے مدیر مقرر ہوئے ۱۹۵۰ء میں مصر آگئے پچاس سے زائد کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے مشہور "الاسلام الدین الفطری الابدی" "القرآن والنبوۃ" "الی الجندیۃ ایہا العرب" "المراءۃ وحقوقہا فی الاسلام" ۱۹۷۷ء میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۷) شیخ احمد فہمی شریعت اسلامی کے ماہر ادیب ومفکر۔ (۸) استاذ احمد الشرباصی ازہر کے شعبہ وعظ وارشاد کے نگراں صاحب علم وفضل مصنف تھے۔ (۹) مشہور مصنف جنہوں نے مولانا ابوالکلام آزاد پر کتاب لکھی۔ (۱۰) شیخ علی رفاعی جامعۃ الازہر کے شعبہ وعظ وارشاد کے نگراں اور مشہور خطیب۔

www.abulhasanalinadwi.org

دعوت پر مقالہ پڑھیں گے، اس کے بعد ہم نے وہ مضمون پڑھا جس کو اس کی طوالت کے باوجود حاضرین نے دلچسپی اور شوق سے سنا امید ہے کہ یہ مضمون جمعیۃ الشبان المسلمین کی طرف سے شائع ہو جائے گا۔

آج کی ڈاک سے محمد سلمہ کا کیا ہوا ترجمہ ''سیرت محمدی کا پیغام'' پہونچا انشاء اللہ یہاں کسی مناسب مجلہ میں شائع ہو جائے گا، یہ دن سخت مشغولیت کے گذرے، اس خط کو ملاحظہ فرما کر والدہ صاحبہ کو خیریت کا خط اس حوالہ سے لکھ دیا جائے کہ مصر سے خط آیا تھا۔

دو تین مرتبہ قاہرہ سے باہر اریاف اور قصبات میں بھی جانا ہوا، پرسوں انشاء اللہ ایک قصبہ میں جس کا نام قویسنہ ہے جانا ہوگا قاہرہ سے غالباً ۳۰ / ۴۰ میل دور ہے، اس کے اگلے روز سابق مفتی مصر نے حلوان میں کھانے پر مدعو کیا ہے۔

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، الحمد للہ طبیعت بالکل اچھی ہے، سردی اچانک کم ہو گئی تھی گرمی کے آثار شروع ہوتے معلوم ہوتے تھے مگر موسم پلٹ گیا، مارچ کے آخر تک بظاہر سردی خاصی کم ہو جائے گی، جن اخبارات اور رسائل کے چندے ختم ہو گئے ان کا نام لکھ دیا جائے اور روپیہ ہمارے نام بھیج دیا جائے، تاکہ ہم یہاں داخل کر کے ان سے رسید حاصل کر لیں اور پابندی کی تاکید کر دیں منبر الشرق، شباب سیدنا محمد، العالم العربی سب سے ملنا ہوتا ہے۔ الرسالۃ، مجلۃ الازہر اور الدعوۃ کا اور اضافہ ہو جانا چاہیے۔ گھر میں سب کو سلام۔

ابوالحسن علی

قاہرہ مصر

ابوالحسن علی الحسنی

بطرف الشیخ المحترم الحاج جلال بک حسین

۲ رشارع معروف، القاہرہ، مصر

۲۶ / ۶ / ۷۰ ۱۳ھ ۳ / اپریل ۱۹۵۱ء

برادر مخدوم و معظم دامت برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، گرامی نامہ مورخہ ۱۷ / مارچ شرف صدور لایا، پڑھ کر بہت ہی مسرت ہوئی، کئی بار پڑھا اس سے کچھ ہی پہلے

www.abulhasanalinadwi.org

ایک اور عریضہ ارسال خدمت کیا جا چکا تھا، غالباً وہ اس گرامی نامہ کے بعد پہونچا ہوگا، اس کے جواب کا انتظار ہے، اس مرتبہ گرامی نامہ میں تاخیر ہوئی شاید آج ہی کل میں آتا ہو، رائے بریلی سے بھی کچھ عرصہ سے خط نہیں آیا اس سے بھی کسی وقت تشویش پیدا ہو جاتی ہے، خدا کرے آپ سب بخیر و عافیت ہوں حمیرا سلمہا کی شکایت کی اطلاع سے طبیعت کو پریشانی اور خیریت کا انتظار ہے، خدا کرے کوئی تشویش کی بات نہ ہو، اور علاج نتیجہ خیز ثابت ہوا ہو، امید ہے کہ حالات سے مطلع فرمایا جائے گا۔

پچھلے خط کے بعد چند مختصر سفر اور بعض اہم اجتماعات ہوئے، پچھلا سفر جو العزیزیہ کی طرف ہوا تھا قابل ذکر ہے، شیخ محمد الغزالی (۱) جو "الاخوان" کے ممتاز داعی اور عالم ہیں کی معیت میں تھا ہم لوگوں کی آمد سن کر اخوان کے وفود قرب و جوار کے قصبات سے جوق در جوق آئے، عید کا سا منظر نظر آتا تھا خلافت تحریک کے زمانہ میں مسلمانوں میں جو ہمہ ہمی اور گرم جوشی تھی اس کا ایک نمونہ تھا، ہم لوگوں کے ساتھ تقریباً دو سو آدمیوں نے ہمارے میزبان کے یہاں کھانا کھایا، اسمعی یا مصر (۲) جو علاحدہ سے طبع ہوئی ہے کے جتنے نسخے ساتھ تھے جب سب ختم ہو گئے، تو لوگوں نے بطاقات الزیارۃ (۳) تقسیم کر لئے جب وہ بھی نہیں رہے تو چھوٹے پرچوں پر دستخط کروا کر اپنے پاس رکھ لئے، مغرب کے بعد تک یہی ہجوم اور جشن رہا پھر بھی لوگ کہتے تھے کہ یہ ہزار میں سے ایک بھی نہیں ہے، اخوان اس سے بہت زیادہ ہیں، یہ سفر بعض حج کے رفیقوں کی دعوت پر ہوا تھا، جو اسی قصبہ کے رہنے والے ہیں، ان سب دوستوں نے بڑے محبت و اخلاص کا مظاہرہ کیا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

کلیۃ دار العلوم میں گذشتہ منگل کو تقریر تھی، دار العلوم (۴) جامعہ ازہر اور جامعہ مصریہ

---

(۱) شیخ محمد الغزالی، مصر کے مشہور عالم اور داعی اسلام اور اخوان کے اہم افراد میں تھے کثیر التصانیف تھے ان کی مشہور کتابوں میں، ۱۔ الاسلام والاوضاعنا الاقتصادیۃ ،۲۔ الاسلام والمناہج الاشتراکیۃ ،۳۔ الاسلام المفتری علیہ بین الشیوعیین والرأسمالیین" ہیں، ان کا انتقال ۱۹رشوال ۱۴۱۶ھ مطابق ۹ر مارچ ۱۹۹۶ء ریاض میں ایک محاضرہ کے دوران دل کا دورہ پڑنے سے ہوا۔ (۲) یہ وہ رسالہ ہے جس کے بارے میں سید قطب شہیدؒ نے مصنف سے کہا تھا کہ میں نے آپ کا رسالہ "اسمعی یا مصر" پڑھا مجھے امید ہے کہ مصر سنے گا مصنف نے کہا، اگر آپ نے سن لیا تو پورے مصر نے سن لیا۔ (۳) وزیٹنگ کارڈ۔ (۴) دار العلوم قاہرہ، مصر کا وہ ممتاز تعلیمی ادارہ ہے جو قدیم و جدید کا جامع ہے، جس میں عربی زبان وادب کی تعلیم کا معیار سب سے بلند رہا ہے، اس کی ترقی و شہرت میں مفتی شیخ محمد عبدہ کا خاص حصہ رہا ہے، امام حسن البنا شہیدؒ اور بہت سے ممتاز اہل فکر و عمل نے وہیں تعلیم پائی۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے درمیان کی تعلیم گاہ سمجھی جاتی ہے، جیسے ہمارا دارالعلوم ندوہ، دیوبند اور علی گڈھ کے درمیان کی درسگاہ ہے، عربیت وادب میں۔ اس کا مقام یہاں تمام تعلیم گاہوں میں بلند ہے، تقریر بڑی دلچسپی سے اور جوش کے ساتھ سنی گئی، تعارف میں وہاں کے تاریخ کے استاذ نے بھی کہا کہ مقرر دارالعلوم ندوۃ العلماء سے تعلق رکھتے ہیں جو ہندوستان کا "دارالعلوم" ہے اور یہ مصر کا، اس تقریر کی بنا پر کلیۃ الآداب جامعۃ فواد میں آئندہ منگل کو تقریر تجویز ہوئی ہے۔

پرسوں ترکی طلباء ازہر کا خصوصی اجتماع کیا تھا، اچھا اجتماع ہو گیا تھا، طالب علم بڑے اچھے خاندانوں کے اور بڑی اچھی صلاحیت کے نوجوان معلوم ہوتے تھے، سنجیدگی اور سلامت طبع میں ممتاز نظر آتے تھے، مختلف اضلاع کے نوجوان تھے، آستانہ وانقرہ سے لے کر قونیہ تک کے، افسوس ہے کہ باہر کے طلبا ریوڑ کی طرح پھرتے ہیں جن کا کوئی رکھوالا نہ ہو، نہ کوئی مشورہ دینے والا نہ کوئی خبر لینے والا، ہم نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایک مفصل ومرتب تقریر کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ آپ کی ذمہ داریاں کیا ہیں، آپ مصر میں کس طرح اپنی ذہنی علمی اور اخلاقی وروحانی تربیت کرسکتے ہیں، کن مسائل اور حالات سے آپ کو ترکی میں سابقہ پڑنے والا ہے، اور آپ کس طرح ان میں رہنمائی کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرسکتے ہیں، یہاں آپ اپنی خود ہی مدد کرسکتے ہیں کسی سے مدد یا رہنمائی کی توقع نہ کیجئے، وقت سے پورا فائدہ اٹھایئے اور دین کا مکمل داعی معلم اور رہنما بن کر جایئے، پھر اس کا مجمل خاکہ پیش کیا، آخر میں ان کو معیّن طریقہ پر چند چیزوں کا مشورہ دیا، ان میں سے ایک اسلام کا صحیح فہم اور اس کے وسائل، دوسرے اخلاقی ودینی تربیت اور اس کے ذرائع، تیسرے موجودہ زمانہ میں اسلام کی دعوت کا طریقہ، اس سلسلہ میں عالم اسلام میں دینی دعوت وتحریک کے جو تجربے ہوئے ہیں ان سے واقفیت پیدا کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش، اس سلسلہ میں ہم نے ان سے وعدہ کیا کہ آئندہ جلسہ میں ہم ہندوستان کی دعوت کا تجربہ اور طریق کار وضاحت سے بیان کریں گے، تاکہ آپ اس سے فائدہ اٹھا سکیں، اور اپنے ملک میں اس کا تجربہ کرسکیں، آخر میں ان کے مطالعہ اور ذہنی تربیت کے لئے ضروری کتابوں کی ایک مختصر فہرست لکھوائی جن میں سے بعض ترکی میں اور اکثر عربی میں تھیں، طلبا نے بڑے ذوق وشوق سے یہ باتیں سنیں اور آئندہ جمعرات کو پھر جمع ہونے کا وعدہ کیا، کل

www.abulhasanalinadwi.org

انشاء اللہ جاوا سماٹرہ کے طلباء کا اجتماع ہے اس کے بعد متصل فلسطینی طلباء کا، اسی طرح ارادہ ہے کہ ہر ملک کے طلباء کے الگ الگ اجتماعات ہوں، سوڈانیوں کی بڑی تعداد ہے، بلکہ سب سے زیادہ اور وہ بھی بالکل تربیتی لحاظ سے کسمپرسی میں ہیں، اس لئے وہ زیادہ ضائع ہو رہے ہیں، لیکن یہ سب متفرق کوششیں ہیں اور عارضی، ہمارے جانے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا، کاش ازہر کی طرف سے اس کا باقاعدہ انتظام ہوتا، اور کوئی ایسا تربیتی مرکز یا ادارہ ہوتا جو ان پردیسی طلباء کی ذہنی تربیت اور علمی نگرانی کرتا اور ان کو صحیح مشورے دیتا، مگر افسوس ہے کہ ازہر سخت انتشار میں مبتلا ہے، پچھلے جمعرات کو جبہۃ الازہر کی طرف سے اس کے ادارتی جلسہ میں ہم مدعو تھے، وہاں ہم نے ان کو بعوث الاسلامیہ یعنی انہیں اجنبی طلباء کی تربیت و توجیہہ کی طرف توجہ دلائی کہ یہ کام کا بہترین میدان ہے مگر بالکل کسمپرسی کی حالت میں ہے، اس پر ان حضرات نے دوبارہ غور کرنے کے لئے آئندہ جمعہ کو پھر جلسہ تجویز کیا ہے، خیال ہے کہ ان کے سامنے کچھ عملی شکلیں رکھی جائیں، اگر ان سے کسی ادارہ کے قیام کی تجویز کی جائے تو دفتر قائم ہو جائے روپیہ جمع ہو جانے میں کچھ دیر نہ لگے، مگر افسوس کہ داعی اور فکرمند کوئی نہیں، اگر ایسی کوئی صورت ہوتی کہ جس طرح مکہ معظّمہ میں چند لوگ مستقل طور پر مقیم ہیں جو وہاں مخصوص لوگوں میں دعوت کا کام کرتے ہیں اور خیالات پھیلاتے ہیں اسی طرح اگر دو چار سمجھدار اور اچھی استعداد کے نوجوان جن کو عربی پر قدرت بھی ہو اور دعوت کا جذبہ بھی، قاہرہ میں قیام کریں، اور خصوصیت کے ساتھ ان غیر ملکی طلباء میں بالخصوص ترکوں اور سوڈانیوں میں کام کریں، ان کو رسائل، کتابوں، اجتماعات، اور ملاقاتوں اور سفروں کے ذریعہ اپنے ملک میں دینی دعوت کا کام کرنے اور وہاں کے مخصوص حالات میں دینی ترجمانی و رہنمائی کا فرض انجام دینے کے لائق بنانے کی کوشش کریں، تو بڑا وسیع اور بیش قیمت کام ہو سکتا ہے اس کے بغیر محض سفر اور جماعتوں کا چند روزہ قیام زیادہ مفید اور دیرپا اثرات نہیں پیدا کر سکتا امید ہے اس مسئلہ پر بھی آپ اور مولانا منظور صاحب (۱) شیخ الحدیث صاحب (۲) اور مولوی عمران خاں صاحب (۳) غور کریں گے۔

---

(۱) مولانا محمد منظور نعمانی ؒ ۔
(۲) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔
(۳) مولانا محمد عمران خاں ندوی ؒ سابق مہتمم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت عبدالرحمٰن عزام پاشا (۱) امین الجامعۃ العربیہ سے ملاقات کا وقت مقرر ہے، وہاں جارہے ہیں۔ یہ مختصر خط ارسال خدمت ہے انشاء اللہ گرامی نامہ آنے پر عریضہ ارسال خدمت ہوگا۔

گھر میں سب کو سلام و دعا مسلم اور محمد ثانی کے خطوط ملے، انشاء اللہ ان کو جواب لکھیں گے، چھوٹی پھوا اور بھابھی جان کو بہت سلام، معلوم نہیں حسین (۲) آئے یا نہیں، حالات کا انتظار ہے اس وقت تک منی آرڈر سے تین پونڈ ۸۸ رقرش پہونچے ہیں بقیہ غالباً اسی طرح پہونچتے رہے ہوں گے مولوی عمران خاں صاحب کی بھیجی ہوئی کتابیں اب پہونچی ہیں، ملاقات ہو تو رسید سے مطلع فرمادیجئے گا آج کل مصر سے کوئی چھپی ہوئی کتاب کے نسخے باہر نہیں جاسکتے ہیں تصدیر ممنوع ہے کاغذ کی کمیابی کی وجہ سے، اس لئے فی الحال کوئی کتاب نہیں چھپوائی جاسکتی۔

خط میں رسائل اور درسی کتابوں کے متعلق جو تحریر فرمایا گیا ہے اس کا جواب انشاء اللہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔ معارف العوارف کی تصحیح و مقابلہ ہم نے ہندوستان میں کرلیا تھا۔

والسلام

خاکسار ابوالحسن

بواسطۃ الشیخ جلال حسین بک

۲۔ شارع معروف القاہرہ

۱۶/۷/۷۰ھ، ۲۲/۴/۵۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدوم و معظم جناب بھائی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گرامی نامہ ملا، حالات معلوم ہوئے عزیزہ حمیرا سلمہا (۳) کی علالت سے بڑی تشویش ہے، ان کی صحت کے لئے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے، امید

(۱) شیخ عبدالرحمٰن عزام پاشا سابق وزیر اوقاف و اسلامی امور، مصر اس کے علاوہ متعدد عربی و اسلامی ملکوں میں مصر کے سفیر رہے عربی اتحاد کے بڑے داعی اور بڑی عربی سلطنت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے، عرب سلاطین و امراء وحکام سے ان کے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ (۲) سید حسین حسنی ٹونکی ثم کراچوی صاحب مصنف ''شاہ اسمٰعیل شہید'' (۳) سیدہ حمیرا دختر ڈاکٹر مولانا سید عبدالعلی حسنیؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ ڈاکٹر عبدالحمید صاحب (۱) نے دیکھ لیا ہوگا، معلوم نہیں ان کی تشخیص بھی وہی ہے جو پہلے کی گئی تھی یا انہوں نے کچھ اختلاف کیا امید ہے کہ حالات سے مطلع فرماتے رہیں گے، دور ہونے کی وجہ سے زیادہ پریشانی ہوتی ہے،

اس عرصہ میں دو مزید اجتماع ترکی طلباء کے ہوئے، ترکی طلباء بہت مانوس ہو گئے ہیں اور بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور بڑی توجہ سے باتیں سنتے ہیں اور پچھلی تقریروں کا ایک ترکی طالب علم (۲) نے ترکی میں ترجمہ کیا، اور اس کو اجتماع میں سنایا اور اشاعت کے لئے ترکی بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا، پچھلے جمعہ سے پہلے پانچ ممتاز ترکی طالب علم ہمارے ساتھ ایک سفر میں بھی گئے اور بہت خوش واپس آئے۔

ترکوں کے علاوہ ایک اجتماع اریٹریا (۳) کے طلباء کا ہوا انہوں نے بھی بڑی توجہ اور قدردانی سے بات سنی، ان میں سے بعض طالب علم "ماذا خسر العالم" کے متعدد نسخے خرید کر اریٹریا اپنے دوستوں کو بھیج چکے تھے، ان کے سامنے ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواماً ویضیع بہ آخرین کی شرح اور تفصیل بیان کی، اور اس کی طرف متوجہ کیا کہ اسلام کا پیغام اپنا کر اور اس کو اپنی زندگی کا مقصد اور دعوت بنا کر سرفراز ہوں، اور دنیا کی امامت کا مقام حاصل کریں شاید بڑی بڑی متمدن اور ترقی یافتہ قوموں کے بجائے اللہ تعالیٰ ان کو جو ابھی تک گمنام اور پسماندہ رہے عزت وغلبہ سے سرفراز فرمائے، اور قیادت ودعوت کا منصب عطا فرمائے، اس سے پہلے انڈونیشیوں کا اجتماع ہو چکا تھا، ان سے عرض کیا کہ آپ کے ملک میں ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے، جس کی طرف اس وقت دنیا کی نگاہیں ہیں اور اس سے مسلمانوں کی بڑی توقعات ہیں، لیکن یہ توقعات جب پوری ہو سکتی ہیں جب آپ دین کی صحیح نمائندگی کریں اور حکومت اور سوسائٹی کا رخ دین کی طرف تبدیل کر سکیں، اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب آپ میں دینی وعلمی وفکری صلاحیتیں موجود ہوں اور آپ ان کو کام میں لائیں۔ تعلیم کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں، اور علم وادب پر حاوی ہو جائیں، اس کے لئے سب سے بڑی ضرورت اس کی ہے کہ تعلیم کی سرشت

---

(۱) ڈاکٹر عبدالحمید مرحوم اپنے دور کے مشہور معالج تھے علاج معالجہ میں ان کا بڑا نام تھا اس کے ساتھ ہی اہل دین سے عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ (۲) یہ ترکی طالب علم ضیاء الدین علوی تھے۔ (۳) اریٹریا، ایتھوپیا (حبشہ) کے متصل بھاری مسلم اکثریت کا علاقہ ہے جو براعظم افریقہ میں ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامی ہو اور اس کی باگ آپ کے ہاتھ میں ہو، اس کے لئے جو راستے ہو سکتے تھے وہ عرض کئے گئے۔

ابھی تک اس کی توقع نہیں پیدا ہوئی تھی کہ ہمارے بعد کسی درجہ میں بھی یہاں تبلیغی نقل وحرکت باقی رہ سکے گی، لیکن آخری سفر سے اس کی خفیف سی توقع پیدا ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ یہ توقع پوری کرے، یہاں سے ۸۰، ۹۰، کیلومیٹر کے فاصلہ پر المحلۃ الکبریٰ، ایک صنعتی شہر ہے، جس میں بنک مصر کی طرف سے شرکۃ النسج والغزل قائم ہے جو مصر کا سب سے بڑا کارخانہ اور دنیا کے چند بڑے کارخانوں میں سے ہے، ۱۵، ۲۰، دن ہوئے ہیں وہاں ہم لوگ گئے تھے، اور الجمعیۃ الشرعیہ کے لوگوں سے تعارف ہوا تھا اور انہیں کے مہمان ہوئے تھے، ڈاکٹر محمد سعید احمد (۱) اس جماعت کے ذمہ دار، نہایت دین دار، بہت مخلص، پر جوش اور نہایت متبع سنت بزرگ آدمی ہیں، ان کے سامنے تبلیغی دعوت پیش کی اور باہر کی نقل وحرکت اور قرب وجوار کے دیہاتوں اور قصبات کی طرف توجہ کرنے کی دعوت دی، ان حضرات نے بڑے غور اور سنجیدگی سے یہ دعوت سنی اور اس کا بڑا پر جوش استقبال کیا، اور یہ طے کیا کہ اگلے اتوار کو ایک جماعت دوسرے قصبہ نَبرُوہ (۲) جائے گی، ہم لوگ مصر واپس آ گئے، اور اگلے سنیچر کو پھر گئے اتوار کی صبح کو تقریباً پچاس آدمی پوری ٹرک کر کے نبروہ پہونچے، نبروہ والوں نے بڑا استقبال کیا، جماعتوں نے قرب وجوار کے دیہاتوں میں گشت کیا، رات کو بڑا جلسہ ہوا، نبروہ والوں کو المحلۃ الکبری آنے کی دعوت دی، چنانچہ اگلی شب کو تقریباً پچاس آدمی نبروہ آئے، المحلۃ الکبریٰ، والوں نے کہا ہے کہ ہر ہفتہ اسی طرح جماعت باہر جائے گی، ان لوگوں کو اس کام سے مناسبت معلوم ہوتی ہے، بڑے مخلص ودیندار لوگ تھے، لیکن کوئی عملی کام ان کے سامنے نہ تھا، انہوں نے اس کام کو غنیمت سمجھا، اس کے ساتھ اس کا بھی خطرہ ہے کہ ان کی بعض مزاجی اور جماعتی خصوصیتیں اس کام میں حائل وحارج نہ ہوں، جہاں تک کہنے سننے کا

---

(۱) ڈاکٹر محمد سعید احمد دانتوں کے ڈاکٹر تھے اور مصر کی الجمعیۃ الشرعیہ جس کے بانی شیخ محمود خطاب سبکیؒ تھے، کے ''المحلۃ الکبریٰ شاخ کے صدر تھے پر جوش خطیب اور جمعیۃ کے کاموں میں بہت سرگرم تھے الاخوان المسلمون سے ان کو کچھ اختلاف تھا۔ (۲) نَبرُوہ مصر کا ایک قصبہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تعلق ہے اس کام کے لئے جن رعایتوں اور حکمتوں کی ضرورت ہے وہ اچھی طرح کہہ دی گئیں، ضرورت اس کی تھی کہ کچھ عرصہ تک ان کے کام کی نگرانی اور رفاقت کی جائے اور ایک جماعت "المحلة الکبریٰ" قیام کرے، اس کی تدابیر پر غور کریں گے۔

"شرکۃ الغزل والنسج" کو بہت تفصیل سے دیکھا کمپنی کی طرف سے باقاعدہ اجازت اور مدیر فنی کو ساتھ کر دیا گیا تھا، عظیم الشان کارخانہ ہے، بڑی خوشی اس سے ہوئی تھی کہ بہر حال مسلمانوں کا ہے، یہ طلعت حرب پاشا(۱) کی شاندار یادگار ہے، کارخانہ کیا ہے ایک وسیع نوآبادی ہے چار سو تیس ایکڑ میں اس کی عمارتیں اور فیکٹریاں پھیلی ہوئی ہیں جن میں کارخانے کے علاوہ ایک اعلیٰ منظم ہسپتال، مزدوروں کے لئے باورچی خانہ اور کھانے کی جگہ، جس میں بیک وقت تین ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی نشستیں ہیں، کھانے کے فی وقت صرف دو قرش لئے جاتے ہیں باقی کمپنی ادا کرتی ہے مسجد، دارالمطالعہ، ورزش گاہ، حمام، افسروں کے مکانات وغیرہ ہیں، کمپنی نے اپنے مزدوروں کے قیام کے لئے مدینۃ العمال کے نام سے الگ شہر بسایا ہے، جس پر ایک کروڑ خرچ ہوا ہے، اس میں سترہ سو غیر شادی شدہ آدمیوں کے اور پانچ سو پچاس شادی شدہ آدمیوں کے رہنے کی گنجائش ہے اس کا رقبہ ۶۷/۱ ایکڑ ہے، اس میں علاوہ مکانات، شفاخانہ، بچوں کا مدرسہ، بچیوں کا مدرسہ، بازار، دارالمطالعہ، عام غسل خانے، کینٹین، کھیل کے میدان وغیرہ وغیرہ ہیں، کمپنی سالانہ دس کروڑ گز کپڑا بناتی ہے، اور دس لاکھ پونڈ اونی کپڑہ، اس وقت سولہ ہزار مزدور کام کرتے ہیں، آٹومیٹک مشینوں کی وجہ سے مزدوروں کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے، پہلے اس سے بہت بڑی تعداد تھی، تبلیغ ودعوت کا یہ بھی بہت بڑا میدان ہے مگر اس کے لئے بڑے سلیقہ اور حکمت وعلم کی

---

(۱) محمد طلعت حرب پاشا مصر کے ماہر اقتصادیات تھے مدرسۃ الحقوق قاہرہ سے ۱۸۸۹ء میں فارغ ہوئے اور مصر کی اقتصادی حالت سدھارنے پر محنت کی اور متعدد صنعتیں قائم کیں اور مصری بینک کا قیام کیا اس کے ذریعہ کئی کمپنیوں کا قیام عمل میں آیا اور جس میں ایک شرکۃ الغزل والنسج (کپڑے تیار کرنے کا کارخانہ) بھی تھا اسی کے ساتھ وہ مفکر محقق اور بلند پایہ مصنف بھی تھے متعدد کتب ان کے قلم سے معرض وجود میں آئی جن میں چند یہ ہیں۔ "تربیۃ المراۃ والحجاب" "البراہین البینات علی تعلیم البنات" "تاریخ دول العرب والاسلام" "علاج مصر الاقتصادی" "کلمۃ حق علی الاسلام والدولۃ العلیۃ" "خطب طلعت پاشا (۳ حصہ) اور ایک بڑی لائبریری بھی قائم کی جو اب مکتبۃ مصر الجدیدۃ کے نام سے ہے قاہرہ میں ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۰ھ میں وفات پائی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ضرورت ہے ڈاکٹر محمد سعید صاحب نے مدیر عام سے بات کرنے کا وقت لیا ہے، انہوں نے ہم سے فرمائش کی تھی کہ کچھ باتیں نوٹ کردو، جن کی بنیاد پر ہم ان سے گفتگو کرسکیں ہم نے ان کو ایک مختصر نظام عمل نوٹ کر کے دے دیا ہے، کاش کچھ ایسے سلیقہ مند اور ذہین نوجوان ہوتے جو انسانوں کے اس بڑے گودام میں کام کرسکتے، اور اس کچے مال سے اچھے مصنوعات تیار کرسکتے۔

یہ معلوم ہوا ہے کہ حکومت مصر عنقریب کتابوں کے باہر جانے کی اجازت دے دیگی (۱) ہم نے درخواست دے رکھی ہے کہ مصر کے مؤلفین وادباء نے ہم کو اپنی تصنیفات ہدیہ کی ہیں، ہم تاجر نہیں ہیں، ان کے بھیجنے کی اجازت دی جائے، تقریباً مراحل طے ہوگئے ہیں انشاء اللہ دو چار دن میں یہ سب کتابیں صندوقوں میں بھر کر کسی کمپنی کے ذریعہ لکھنؤ روانہ کردی جائیں گی، وہاں وصول کرلی جائیں۔ ان میں کئی سو کتابیں ہیں جو مصر کے علماء و مصنفین وادباء نے ملاقات کے وقت ہدیہ دیں، اور بعض کتابیں کتب خانہ ندوۃ العلماء کے لئے اور بعض علماء ہندوستان کے لئے ہیں سب پر اس کی تصریح ہوگی، لیکن زیادہ تر ہماری ذاتی کتابیں ہیں ان میں سے العقد الفرید محمد واضح (۲) کو دیدی جائے انہوں نے فرمائش لکھی ہے احمد امین نے ہم کو ہدیہ کی ہے اور وحی الرسالۃ ۱، ۲، ۳، اور جو کتاب محمد میاں (۳) پسند کریں وہ رکھ لیں پھر ہم انشاء اللہ آکر جو چیز جہاں کی ہوگی بتلا دیں گے،

بدائع المعن بھی اس میں ہوگی، اور انشاء کی تدریسی اور جغرافی کتابیں، کل پرسوں مکتبات میں جا کر ان کو انتخاب کرنا ہے، ابھی تک تعلیم گاہوں کے نصاب اور طریقہ تعلیم کے دیکھنے کی نوبت نہیں آئی، اور معہد القاہرہ کا نصاب دیکھا ہے، اگر کوئی کتاب ہمارے دارالعلوم کے لئے مناسب اور مفید ہوگی تو خرید لیں گے، کلیۃ الشریعۃ (ازہر) اور کلیۃ اُصول الدین (ازہر) کے نصاب کا مطالعہ بھی مفید ہوگا، جامعۃ فواد وغیرہ کا نصاب و طریق تعلیم ہمارے موضوع سے غیر متعلق ہے۔

---

(۱) اس زمانہ میں مصر میں کاغذ کی شدید قلت ہوگئی تھی جس کی وجہ سے ملک کے باہر کتابیں بھیجنے پر پابندی تھی۔
(۲) حضرت مولاناؒ کے چھوٹے بھانجے مولانا واضح رشید ندوی صاحب۔ (۳) حضرت مولاناؒ کے بھتیجے مولانا محمد الحسنیؒ

www.abulhasanalinadwi.org

آج احمد امین صاحب نے جنة المشرق (۱) کے متعلق فیصلہ کی اطلاع دینے کا وعدہ کیا تھا، ٹیلیفون کیا تو وہ ملے نہیں کل غالباً اطلاع ملے گی، معارف العوارف (۲) کی اشاعت شاید کسی اور دارالاشاعت سے ہو، ایک مستند عالم نے وعدہ کیا ہے اور یقین دلایا ہے کہ وہ اس کو اہتمام سے شائع کریں گے، یکم مئی کو متعین طریقہ پر معلوم ہوگا۔

پوسٹل آرڈر پہونچے تھے، ڈاک خانہ والوں نے بتلایا کہ ایک سال سے ان کو منسوخ کردیا گیا ہے اب وہ یہاں نہیں چل سکتے، افسر نے مشورہ دیا ہے کہ اسی طرح بیمہ کو واپس کردیا جائے اور اطلاع دے دی جائے چنانچہ اس پر انکار لکھ کر واپس کردیا گیا، آئندہ پوسٹل آرڈر کے بجائے منی آرڈر بھیجا جائے یا کوئی اور یقینی شکل اختیار کی جائے، جس سے مجموعی زیادہ رقم پہونچ سکے، اس وقت تک پونے دس پونڈ تین چار مرتبہ کرکے پہونچے ایک ایپنٹیمیٹمن اور آیا ہے کل اس کو وصول کریں گے، گویا اس وقت تک ایک سوتیس روپیہ ہندی پہونچے، اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

رسالے اس وقت تک چار شائع ہوئے ہیں، "بین العالم وجزیرة العرب" "اسمعی یامصر" "المد والجزر فی تاریخ الاسلام" "من غار حرا" ان میں سے دو اول الذکر رسالوں کے مصارف ناشر نے نہیں لئے بلکہ اپنی طرف سے چھاپ دیئے، تیسرے رسالہ کے سات سو نسخے "الاخوان المسلمون" نے خرید لئے اور پورے مصارف طباعت ادا کردیئے گویا تین سو نسخے ہم کو فاضل رہے، پہلے دو رسالوں کے ناشر بھی اخوان سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے ہماری مطبوعات کی بڑی اشاعت وامداد کی، من غار حرا کا حساب ابھی معلوم نہیں ہوا، ۶، ۷، پونڈ تخمینہ ہے، ایک پانچواں رسالہ مطبعۂ سلفیہ میں چھپ رہا ہے، جو دراصل جمعیة الشبان المسلمین کے حفلۂ تکریم کی تقریر ہے اور اس کی اشاعت بہت اہم سمجھی گئی، اس لئے کہ اس میں ہندوستان کی تجدیدی واصلاحی تاریخ اور تحریکات کا تعارف ہے، اور خصوصاً حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کام کی اچھی تشریح ہے اس کا

(۱۔۲) مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی صاحب نزہتہ الخواطر کی کتاب جنتہ المشرق اور دوسری کتاب، معارف العوارف۔

www.abulhasanalinadwi.org

تخمینہ ابھی معلوم نہیں غالباً دس پونڈ کے قریب ہوگا، کتابوں کی اشاعت کی اللہ تعالیٰ نے اچھی سبیل پیدا فرمادی، ایک ناشر نے تمام محاضرات "إلى ممثلي البلاد الاسلامية"، "بين الصورة والحقيقة"" وغیرہ وغیرہ جو ہندوستان یا مصر میں شائع ہوئی ہیں کو مجموعاً، "إلى الاسلام من جديد" کے نام سے شائع کرنے کی اجازت ہم سے لے لی ہے، وہ ڈھائی ہزار کی تعداد میں شائع کریں گے اور تین سو نسخے ہم کو دیں گے، محاضرات کو علیحدہ علیحدہ شائع کرنے کا ہم کو بہر حال حق رہے گا۔

دوسرے ناشر نے ہماری تین کتابوں کے شائع کرنے کا ہم سے معاملہ کیا ہے اور ہم نے اس کو تین تین سو نسخوں کے عوض اشاعت کا حق دے دیا ہے، ایک ہماری تین تقریروں کا مجموعہ "شاعر الاسلام الدكتور محمد اقبال" کے نام سے دوسرے "هلال رمضان يتكلم" دہلی ریڈیو کی ان تقریروں کا مجموعہ جو ہم نے پچھلے رمضان میں کی تھیں، تیسرے "كيف توجه المعارف في الاقطار الاسلامية" یعنی ان مضامین کا مجموعہ جو ممالک اسلامیہ کی تعلیمی پالیسی اور اس کی اسلامی تشکیل کے متعلق بلاد السعودیۃ میں مسلسل شائع ہوئے تھے اور بعض اہل حجاز کی فرمائش تھی کہ ان کو علیحدہ شائع کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ مصر سے روانگی سے پہلے والد صاحب مرحوم کی کتابوں کی اشاعت کا تصفیہ اور انتظام ہو جائے گا اب اسی کی خواہش اور کوشش ہے۔

اگر تلخیص الاخبار اور منتہی الافکار (۱) ہمارے ساتھ ہوتی تو عجب نہ تھا کہ اس کی اشاعت کا بھی انتظام ہو جاتا آپ نے اپنے پچھلے گرامی نامہ میں جن کتابوں کے متعلق لکھا ہے مکتبہ جا کر انشاء اللہ ان کا انتخاب کر لیا جائے گا، رسائل بھی سب رقم آ جانے پر جاری کرا لئے جائیں گے، الاخوان کا رسالہ الدعوۃ ہے، جس کے دفتر میں آپ کا اور ندوہ کا پتہ دیا تھا معلوم نہیں پہونچتا ہے یا نہیں مطلع فرمایا جائے۔

مولانا عبید اللہ صاحب (۲) سوڈان کے سفر کی ترغیب دیتے ہیں، آپ بھی کئی بار لکھ

---

(۱) یہ دونوں کتابیں مولانا سید عبدالحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء کی تالیف کردہ ہیں۔ تلخیص الاخبار جو تہذیب الاخلاق کے نام سے شائع ہوئی ہے، منتہی الافکار اس کی شرح ہے، اردو میں یہ کتاب حدیث نبوی کے نام طبع ہوئی ہے۔ (۲) مولانا عبید اللہ بلیاویؒ مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

چکے ہیں سید میر غنی صاحب(۱) سے ملنے کی اہمیت مولانا عبیداللہ صاحب بہت بتلاتے ہیں کہ وہ پورے سوڈان کے بے تاج کے بادشاہ ہیں سوڈانیوں کی بڑی اکثریت ان کی فدائی فوج ہے پانچ ہزار مہمان بیک وقت ان کے یہاں ٹھہر سکتے ہیں دس کاریں ہر وقت اسٹیشن پر مہمانوں کے لینے کے لئے کھڑی رہتی ہیں، بڑے زیرک اور ہوش مند آدمی ہیں۔ مولانا عبیداللہ(۲) کا خیال ہے کہ ہوائی جہاز سے سفر کیا جائے اس لئے کہ ریل سے سات دن جانے میں سات دن آنے میں لگتے ہیں اور ہوائی جہاز سے پانچ گھنٹے کے اندر، یا ایک طرف ہوائی جہاز سے اور دوسری طرف ریل سے آیا جائے، لیکن مصر کے طویل قیام کی وجہ سے اس میں بھی شبہ ہے کہ سعودیہ اور ترکیا کے سفر کے مصارف بھی ادا ہوسکیں گے یا نہیں، ہوائی جہاز کا کرایہ ایک طرف کا تقریباً بیس پونڈ یعنی دوسو ساٹھ روپے ہے اگر جانا ہوا تو صرف ہم اور مولانا عبیداللہ صاحب جائیں گے دوسرا پرچہ مسلم (۳) کو عنایت فرمادیجئے، یہ خط مولانا منظور صاحب(۴) کو بھی دکھایا جائے ان کا عرصہ سے کوئی خط نہیں آیا ہمارے خط کا جواب بھی باقی ہے۔

چھوٹی پھوا اور پھوپھا جان (۵) کو بہت سلام۔

والسلام
ناچیز ابوالحسن علی

بواسطہ الشیخ المحترم جلال بک حسین
۲ر شارع معروف القاہرہ مصر
۲۴ر۷ر ۷۰ھ ۳۰ر اپریل ۵۱ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت الطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا ایک عریضہ ابھی حال میں ارسال خدمت کیا جاچکا ہے امید ہے کہ پہونچ چکا ہوگا۔

---

(۱) سید میر غنی پاشا سوڈان کے بڑے عالم اور مرشد تھے جن کا عوام وخواص پر گہرا اثر تھا اور سوڈان ومصر کی وحدت کی تحریک کے داعی تھے۔ (۲) مولانا عبیداللہ بلیاویؒ (۳) حضرت مولانا کی خالہ زاد بہن کے صاحب زادہ اور بچپن کے دوست اور ہم عمر سید محمد مسلم حسنی اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے آمین۔ (۴) مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۵) حضرت مولانا کے پھوپھا سید محمد یوسف مرحوم۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس حصہ میں موسم کے تغیر کی وجہ سے ہم لوگوں کی طبیعت الٹ پلٹ کر خراب ہوتی رہتی ہے، کبھی اعضا شکنی معلوم ہوتی کبھی سردی، آخر ایک اخوانی ڈاکٹر صاحب جو پیرس کے تعلیم یافتہ اور وہاں کے پریکٹشنر رہ چکے ہیں دکھایا، انہوں نے ہم سب کا مفصل طبی معائنہ کیا اور سوالات کیے، آخر میں یہ نتیجہ نکالا، کہ ملیریا کے اثرات موجود ہیں وہ علاج سے دور نہیں ہوئے ،۲۔ پیچش کے جراثیم موجود ہیں ان کے مستقل علاج اور دواؤں کے کورس کی ضرورت ہے۔۳۔ خون کی کمی ہے، اس کی تولید کی ضرورت ہے، ۴۔ جگر خراب ہے اس کی تقویت کی ضرورت ہے۔ ۵۔ پھیپھڑے کی تقویت کے لئے بھی دوا استعمال ہونی چاہئے، چنانچہ انہوں نے دوائیں تجویز کیں اور ہم لوگوں نے تقریباً پچاس پچاس روپئے کی فی کس دوائیں خریدلیں، ملیریا کے لئے انہوں نے ARALEN کا ایک کورس ATTEBRIN کا ایک کورس تجویز کیا، ان کی امداد کے لئے REDOXON تجویز کیا، پھر کریات حمراء چونکہ اس سے ختم ہوجائیں گے اس لئے YERRONICUM اور YERROREDOXON جگر کی تقویت کے لئے، انجکشن کے لئے 2cc. UICOLIT تجویز کیا، دماغ کے لئے PHYTINE CIBA، پھیپھڑے کے لئے (NADOLA (U.A.D جو کوڈلیور آئل کی ایک قسم ہے، غرض یہ سب دوائیں ہم نے خریدیں اور پہلے ملیریا کی دواؤں کا ہم چاروں نے استعمال شروع کردیا، انہوں نے اس کی بھی تاکید کردی تھی کہ برتقال کا رس پیا جائے، جس میں ہم نے کوتاہی کی، نتیجہ یہ ہوا کہ قلب پر سخت گرمی پیدا ہوگئی اور اختلاج پیدا ہوگیا دو چار روز بڑی پریشانی میں گذرے، آخر گنے کا رس بہت پیا اور ایک دو خوراکیں دوا کی چھوڑ دیں اور طبیعت کو سکون ہوگیا، اب آج سے Stovarsol اور Yatrin کا کورس شروع کیا ہے اس لئے کہ ان کی یہ تشخیص صحیح معلوم ہوتی ہے، باقی چیزوں کے متعلق تحریر و تائید فرمائیں گے تو استعمال کی جائیں گی ورنہ بازار میں فروخت کردی جائیں گی۔

مصر سے بیحد جی گھبرایا (۱) حجاز یا ہندوستان کا شوق غالب ہوا، مصر کے طویل قیام سے مصارف بے اندازہ ہوئے، اگرچہ طویل قیام ضروری تھا، اور الحمدللہ مفید ثابت ہوا، لیکن

---

(۱) یعنی طویل قیام سے۔

www.abulhasanalinadwi.org

شاید ابھی اتنے مصارف نہیں ہیں کہ سفر پورے اطمینان اور طویل قیام کے ساتھ پورا کیا جائے، خصوصاً حجاز جانے کے لئے مجموعی طور پر پونے چار سو فی کس کے حساب سے ۱۴۹۲ کی رقم ہوتی ہے، روپیہ کا ہندوستان سے پہونچنا بہت دیر طلب ہے، اس لئے یہ امر غور طلب ہے کہ ہم چاروں آدمی شام وعراق کچھ مختصر قیام کرتے ہوئے بصرہ سے ہندوستان واپس ہو جائیں اور پھر اگر اللہ کو منظور ہے تو ہم تنہا حج کے موقع پر حجاز آجائیں گے۔

مولوی معین اللہ صاحب کی ضروریات (جائداد کی نکاسی کا قصہ) ان کی واپسی کا متقاضی ہے، لیکن اگر آپ حضرات کی رائے اس سفر کی تکمیل ہی کی ہے تو تحریر فرمائیں اور اس کے صورتیں اختیار فرمائیں مولانا منظور صاحب (۱) کے مشورہ سے یہ فیصلہ جلد فرما کر سب حالات کو سامنے رکھ کر مطلع فرمایا جائے اس خط کا جواب اگر جلد دیا گیا تو انشاء اللہ ہم کو قاہرہ ہی میں مل جائے گا۔ ورنہ جہاں کہیں ہوں گے بھیج دیا جائے گا، رائے کے قائم کرنے اور اطلاع دینے میں رعایت نہ کی جائے۔ انشاء اللہ تعمیل میں برکت ہوگی۔

کتابیں بھیجنے کی تدابیر اختیار کی جارہی ہیں، بعض تاجروں کی مدد سے انشاء اللہ وہ بھیج دی جائیں گی، بدائع المنن بھی اس میں ہوگی، اور محمد میاں سلمہٗ (۲) اور واضح سلمہٗ (۳) کی کتابیں بھی، جغرافیہ کی اگر مناسب کتابیں مل سکیں تو وہ بھی روانہ کردی جائیں گی۔

''جنۃ المشرق'' کے متعلق احمد امین صاحب نے یہ کہا کہ کتاب پسند کی گئی، جتنا حصہ ہے وہ بہت اچھا ہے، لیکن اضافہ کی اور Up to date بنانے کی ضرورت ہے، اگر آپ یہ اضافہ کردیں تو کمیٹی چھاپ دے گی، معارف العوارف کی اشاعت کی امید ہے از ہر کی ایک علمی واشاعتی مجلس کی طرف سے ہے، اعلام (۴) کا کچھ انتظام نہ ہوسکا۔ آج کل یہاں کاغذ کی نایابی اُزمہ ہے اسلئے ناشر بڑی کتاب شائع کرنے میں تأمل کرتے ہیں۔

حمیرا (۵) سلمہا کی صحت کا تازہ حال نہیں معلوم ہوا، خیریت کا انتظار ہے، امید ہے کہ جلد مطلع فرمایا جائے گا، بھابھی جان کے خدمت میں سلام، محمد میاں اور ان کی

---

(۱) مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۲) مولانا محمد الحسنیؒ (۳) مولانا واضح رشید ندوی (۴) یعنی نزہۃ الخواطر
(۵) دختر کلاں ڈاکٹر مولانا سید عبدالعلی حسنیؒ

www.abulhasanalinadwi.org

بہنوں کو دعاء۔ مولوی عمران خاں صاحب (۱) کو ایک مفصل خط عرصہ ہوا ان کے جواب میں لکھا تھا۔

والسلام
ناچیز ابوالحسن علی

بطرف الحاج جلال حسین بک
۲۔ شارع معروف القاہرہ
۱۷ رشعبان ۷۰ھ

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت الطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، اس عرصہ میں دو گرامی نامے ملے، ایک ۷ رمئی کا لکھا ہوا، دوسرا ۱۷ رمئی کا، بیشک اس مرتبہ عریضہ لکھنے میں تاخیر ہوئی، بعض چیزوں کا انتظار تھا، خیال تھا کہ سفر کا پروگرام بن جائے، پھر عریضہ لکھا جائے، تاکہ حالات اور آئندہ کے سفر کی اطلاع دی جاسکے، آج کچھ یکسوئی حاصل ہوئی تو یہ عریضہ ارسال خدمت کیا جارہا ہے۔ گزشتہ ہفتہ سوڈان کے سفر کا خیال پختہ ہوا اور اس کے لئے کوشش شروع کی، رمضان المبارک قریب ہے اور گرمی پڑنے لگی ہے، سوڈان میں گرمی حجاز سے بھی زیادہ ہوتی ہے، اور آج کل بخار کی ایک قسم بھی پائی جاتی ہے اس لئے ارادہ میں تذبذب پیدا ہوگیا تھا، اور شام کا رجحان غالب تھا، بادشاہ کی شادی کے موقع پر سید علی میرغنی صاحب (۲) کی طرف سے سو آدمیوں کا وفد آیا تھا، ان کے اعزاز میں شبان المسلمین میں جلسہ تھا، جلسہ کے بعد ہم لوگ کئی بار اس وفد کے ارکان سے ملے، اور سوڈان کے سفر کی دوبارہ

---

(۱) مولانا محمد عمران خاںؒ سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ (۲) سید میرغنیؒ سوڈان کے مذہبی پیشوا مشہور صوفی عالم اور رہنما تھے، ان کو سوڈان میں ہمہ گیر مقبولیت اور اثر ورسوخ حاصل تھا، انہوں نے اپنے روحانی اثرات طاقتور شخصیت اور زبردست عقل وفراست کی وجہ سے انگریزوں کے مقابلہ میں اپنی روحانی قیادت اور سیاسی مقام کا سکہ جما دیا، وہ سوڈان میں وحدۃ وادی النیل (سوڈان ومصر کے اتحاد کی تحریک) کے سب سے بڑے قائد اور لیڈر تھے، دینی وسیاسی تحریکوں سے اچھی طرح واقف، علم ومطالعہ کے شائق، بیدار مغز آدمی تھے انہوں نے سوڈانیوں کی ایک بڑی تعداد کو ایسے نظام میں مربوط کر دیا تھا جو ورزش وذکر، صفائی وچستی کا جامع ہے، نوجوانوں کی اخلاقی ودینی تربیت میں سب سے زیادہ دخل اور اس کا سہرا انہی کے سر ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تحریک پیدا ہوئی۔ اتنے تنگ وقت میں بہت مشکل معلوم ہوتا تھا کہ سفر کے مراحل سب طے ہو جائیں، اور رمضان تک ہم وہاں کی مہم سے فارغ ہو جائیں، وحدۃ وادی النیل کی تحریک کی وجہ سے ہمارے لئے سفر میں کچھ دقتیں تھیں، لیکن محمد صالح حرب باشا نے وکالۃ السودان کو خود ٹیلیفون کیا اور سفارش کی، انہوں نے مشورہ دیا کہ ایک تو مصر واپسی کی اجازت وزارت داخلیہ سے لے لی جائے، اس لئے کہ سوڈان سے مصر واپسی ہوگی، دوسرے ہندوستانی سفارت خانہ سے تصدیق حاصل کی جائے، دونوں ایسے مرحلے تھے، کہ اس میں ہفتے لگ جاتے، لیکن ایک ہندوستانی مہربان کو اللہ تعالیٰ نے ذریعہ بنا کر جلد یہ مراحل طے کرا دیئے۔ اور آج اس سب کی تکمیل ہو کر سوڈان ایجنسی کی طرف سے ویزا مل گیا، یعنی اگر ہم کل جانا چاہیں تو انشاء اللہ جا سکتے ہیں۔

آج ۱۷ رشعبان ہے، وقت کی تنگی کی وجہ سے یہ خیال ہوا کہ کم سے کم ایک طرف کا سفر ہوائی جہاز سے کیا جائے، یک طرفہ کرایہ ہوائی جہاز کا فی کس ۲۸ گنی یعنی چار سو روپیہ ہندی ہیں، اور دو طرفہ پچاس گنی، ہوائی جہاز ہم کو سنیچر یعنی ۲۰ رشعبان کو ملے گا، اس لئے یہ مشورہ ہوا کہ ابھی رمضان بھی نہیں ہے اور ہوائی جہاز میں دو تین دن باقی ہیں، اس لئے جاتے ہوئے ریل سے چلے جائیں اور واپسی رمضان میں ہوائی جہاز سے ہو، شاید ہم کل روانہ ہو جاتے، لیکن دفعتاً حجاز کے ایک مخلص دوست جن کے تعلقات بہت وسیع ہیں تشریف لے آئے، اور ان سے معلوم ہوا کہ وکیل وزارۃ مالیہ جو خود با اختیار افسر ہیں آج کل مصر آئے ہوئے ہیں، ہم نے ان سے کہا کہ اگر ہم چار آدمیوں کے رسوم حج کی رقم معاف کرائی جا سکے تو بہت اچھا ہے، یہ رقم مصر کے حساب سے مجموعی طور پر سولہ سو روپیہ ہوتی ہے جس کی بالکل استطاعت نہیں، انہوں نے اس کی امید دلائی اور کل سے وہ ان سے گفتگو کرنے کی کوشش میں ہیں، کل شاید اس کا نتیجہ ظاہر ہو جائے گا، اس کے بعد یا تو ریل سے یا ہوائی جہاز سے انشاء اللہ سوڈان دو آدمی چلے جائیں گے، دو ہفتہ کا ویزا ملا ہے، یہ سفر تمہیدی سفر ہوگا، اور اس کا بڑا مقصد وہاں کے خواص اور سید میر غنی سے ملنا ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور قدرت سے بعض دینی پہلو اور حقائق ان کے ذہن میں آ گئے اور ذہن کا امالہ ہو گیا تو سفر کی ساری قیمت وصول ہو گئی،

www.abulhasanalinadwi.org

ورنہ کوشش تو ہمارا فرض ہے، نتائج اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اس وقت کا پروگرام یہ ہے کہ ہم اور مولانا عبید اللہ صاحب (۱) جلد سے جلد سوڈان روانہ ہو جائیں، اور دو ہفتہ کا سفر کر کے مصر واپس ہوں، اور انشاء اللہ بیروت کے راستہ سے دمشق جائیں، سوریہ اور قدس میں ایک مہینہ گزار کر تر کی ہوتے ہوئے عراق جائیں، یا براہ راست عراق، اس لئے کہ عراق سے شیخ محمد محمود الصواف (۲) کا جو وہاں کی دینی تحریک کے روح رواں ہیں، بڑا مشتاقانہ خط آیا ہے، اور وہ اور ان کے احباب ورفقاء کار بڑے منتظر ومشتاق ہیں، مکہ معظمہ میں ان سے ملاقات ہوئی تھی اور اس مرتبہ وہ مؤتمر اسلامی جماعت تبلیغی کے اجتماعات کو دیکھ کر آئے ہیں، ہمارے رسائل ان کو پہونچتے رہے۔

مولوی معین اللہ صاحب اور مولوی عبد الرشید صاحب اغلب ہے کہ حجاز ہی سے واپس ہو جائیں، اس لئے کہ بعض ایسی صورتیں ہیں کہ وہ یا تو ہندوستان واپس جا سکتے ہیں یا حجاز، اس لئے یہی مناسب معلوم ہوا کہ وہ حجاز چلے جائیں۔ اور حج کے بعد ہندوستان واپس ہوں، ہم ذی قعدہ میں حجاز انشاء اللہ پہونچ جائیں گے۔

اس طرح اب خدا کے بھروسہ پر یہی ارادہ کیا ہے کہ اس سفر کی تکمیل کر لیں، آپ کے اور اپنے بزرگوں اور مخلص دوستوں کے جو خطوط آتے ہیں ان کو پڑھ کر ندامت ہوتی ہے کہ آپ حضرات بہت کچھ سمجھ رہے ہیں اور ہم غور کرتے ہیں کہ ہم کو نظر نہیں آتا کہ ہم کچھ کر سکے، بعض وقت بڑا احساس ہوتا ہے، کہ اتنا دوستوں کا خرچ ہوا اور ہو رہا ہے، لیکن جن نتائج کی لوگ توقع کرتے ہیں اور جو کامیابی کی علامتیں سمجھی جاتی ہیں وہ صفر کے درجہ میں ہیں، اللہ تعالیٰ آئندہ ہی کچھ نصیب فرمادے تو اس کا کرم ہے، اور اس سفر کو بھی جو ابھی تک

---

(۱) مولانا عبید اللہ بلیاویؒ مدرسہ مظاہر علوم سے فارغ ہو کر حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی خدمت میں سب کی طرف سے یکسو ہو گئے۔ مولانا علیہ الرحمہ کی ان پر شفقت واختصاص کی نظر تھی، علمی استعداد بہت اچھی تھی ۱۹۴۲ء میں مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نے ان کو حجاز کے قیام اور وہاں کے کام پر متعین کیا اور انہوں نے بڑے سلیقہ اور صبر وتحمل اور مجاہدہ کے ساتھ کام کیا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز وخلیفہ تھے، مولانا بلیاوی حضرت مولانا کے سفر مصر وشام وسوڈان میں رفیق سفر رہے تاریخ وفات ۸/رجب ۱۴۰۹ھ ۱۵/فروری ۱۹۸۹ء)۔ (۲) شیخ محمد محمود الصواف عالم اسلام کے بڑے علماء وداعیوں میں سے تھے تذکرہ پیچھے گذر چکا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوا کسی معنی میں نتیجہ خیز بنادے تو اس کے فضل سے کچھ بعید نہیں۔

روپیہ کے انتظام کا اللہ تعالیٰ نے بڑا اچھا سامان پیدا فرمادیا اور روپیہ پہونچنے کی مشکل بہت کچھ حل ہوگئی حاجی علی جان مرحوم (۱) کی فرم کے دو صاحبان حاجی اسحاق وحاجی اسمٰعیل صاحبان (ابناء حاجی عبداللہ عبید اللہ صاحبان) علاج کے لئے مصر آئے اور پردیس کی وجہ سے بڑی محبت سے ملے، ہم نے ان سے ذکر کیا وہ اس پر تیار ہیں کہ ایک ہزار روپیہ ہندی وہ ہم کو دیدیں اور آپ وہ ایک ہزار ہندی ان کی کوٹھی حاجی جان میں دہلی میں جمع کردیں، چنانچہ اب حاجی عبدالجبار صاحب (۲) کو لکھنے کی ضرورت نہیں، اگر لکھ دیا ہو تو ان کو منع کردیا جائے، اور ایک ہزار کی رقم محفوظ طریقے پر حاجی علی جان (۳) کے یہاں تصریح وتفصیل کے ساتھ بھیج دی جائے کہ حاجی اسمٰعیل وحاجی اسحٰق صاحبان نے علی کو قاہرہ میں ایک ہزار روپیہ ہندی دئے ہیں، یہ اس کی دہانید ہے مکہ معظمہ بھیج دیا جائے۔

۱۷ رشعبان کو یہ خط شروع کیا تھا، درمیان کے دن وکیل وزارۃ مالیہ صاحب سے ملنے اور رسوم حج سے مستثنیٰ کرنے کی کوشش میں صرف ہوئے، باوجود امکانی کوشش کے ابھی تک اس کی صورت نہیں ہوسکی، معاملہ معلق ہے، کل پھر ان سے ملنا ہے، سوڈان کا سفر اسی وجہ سے ملتوی رہا، اگر دو تین دن میں اس کا تصفیہ ہوگیا، تو سوڈان روانگی ہوگی اور اس کی اطلاع انشاء اللہ آپ کو کردیں گے، افسوس ہے کہ مصر میں بہت وقت صرف ہوگیا اور ابھی کئی ملک باقی ہیں۔ ہماری صحت بحمداللہ آج کل اچھی ہے۔ رائے بریلی سے عرصہ سے کوئی خط نہیں آیا اور گھر سے تو شاید دو مہینے سے خط نہیں آیا، آپ رائے بریلی والدہ صاحبہ کو اطمینان کا خط لکھ دیں، جس میں اس سفر کی اہمیت اور فوائد کا ذکر ہو اور یہ کہ گھر والوں کے خطوط سے تسکین وتقویت ہوتی ہے اور ان کو اس کا اجر ملتا ہے اور کام میں شرکت ہوجاتی ہے، یہ خط رفع انتظار کے لئے بھیج رہے ہیں قطعی پروگرام بن جانے اور روانگی

---

(۱) دہلی کے بڑے تاجروں میں تھے اور دینی ذہن کے تھے۔ (۲) کراچی میں حضرت مولانا کے میزبان رہ چکے تھے اور تبلیغی تحریک سے متعلق تھے۔ (۳) دہلی کا مشہور تجارتی ادارہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے وقت دوسرا خط لکھیں گے، جواب سابق پتہ پر عنایت فرمایا جائے۔

علی

باسمہ سبحانہٗ

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت الطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک عریضہ دو تین دن ہوئے، ارسال خدمت کیا تھا، اس کے بعد ہی بعض ایسی چیزیں پیش آئیں جن کی وجہ سے اس خط میں کچھ ترمیم کی ضرورت ہے، اور نئے حالات کی اطلاع بھی ضروری ہے۔

جلال حسین صاحب کے پاس حاجی عبدالجبار صاحب کا خط آگیا اور غالباً روپیہ کا چک بھی، انہوں نے کل بلایا ہے اور کہا ہے کہ کل ہی رقم مل جائے گی، حاجی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے پاس روپیہ کی کچھ کمی تھی انہوں نے مکہ معظّمہ سے منگوایا ہے اس لئے اب ہم جلال حسین صاحب ہی سے لے لیں گے، اگر حاجی عبدالجبار صاحب کو منع کردیا گیا ہو تو دوبارہ لکھ دیا جائے کہ پہلا فیصلہ برقرار ہے اور جلال حسین صاحب سے رقم لے لی گئی ہے۔

ایک خوشخبری کی بات یہ ہے کہ سعودی سفارت خانہ نے وکیل مالیہ کی سفارش بلکہ حکم سے رسوم حج سے ہم چاروں کو معاف کردیا ہے بلکہ قرنطینہ کے پانچ پانچ پونڈ مصری بھی ہماری طرف سے ادا کردئے ہیں انہوں نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ چاروں آدمیوں کے ہوائی جہاز کے مصارف سفر، حجاز تک بھی ادا کردئے جائیں، مگر ہم نے اس کو قبول کرنے سے بمصالح معذرت کردی، بڑی کوشش کے بعد وکیل وزارۃ مالیہ حمد السلیمان صاحب سے، جو وزیر مالیہ عبداللہ السلیمان کے حقیقی بھائی ہیں، ملاقات ہوئی اور ان کو تعارف کا خط دیا، انہوں نے بڑی بشاشت سے سب منظور کیا اور سفارت کو ہدایات بھیج دیں، ورنہ سفارت نے صاف معذرت کردی تھی، اس طرح ہم مجموعاً سولہ سو روپیہ کی دہانید سے بچ گئے، فالحمد للہ اولا و آخرا۔

دوسری خوشخبری یہ ہے کہ دو تین روز ہوئے، شیخ الازہر(۱) سے تفصیلی ملاقات اور گفتگو

---

(۱) شیخ الازہر شیخ عبدالمجید سلیمؒ بڑے صاحب علم وفضل تھے حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھتے تھے مصر کے علماء ان کے علم وفضل کے بڑے معترف تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رہی، اس پوری عرصۂ قیام مصر میں وہ بیمار اور خانہ نشین تھے، اہم آدمیوں کو بھی ملاقات کی اجازت نہ تھی، افغانستان کے جشن استقلال کی دعوت میں ان سے ملاقات ہوئی اور تعارف ہوا، فرمانے لگے کہ میں نے بیماری کی حالت میں تمہاری کتاب ماذا خسر العالم نصف پڑھی اور کچھ کلمات تحسین کہے، ہم نے کہا کہ ہم خصوصی طور پر ملنا چاہتے ہیں، انہوں نے اپنے دفتر میں وقت دیا وہاں حسن اتفاق سے شیخ محمود شلتوت (۱) رئیس قسم البحوث الاسلامیہ بھی موجود تھے جو ازہر کا جدید دماغ اور علمی مرکز سمجھے جاتے ہیں، شیخ الازہر نے تعارف کرایا، وہ پہلے سے غائبانہ متعارف تھے، ہم نے تفصیل کے ساتھ غیر ملکی طلبۂ ازہر کے مسئلہ تعلیم وتربیت اور ان کو اس اہم دینی کام کے لئے تیار کرنے کے متعلق گفتگو کی، جس کے لئے اسلامی ممالک نے ان کو مصر بھیجا ہے اور ازہر پر اعتماد کیا ہے، ہم نے عرض کیا کہ اتنی بڑی دولت وامانت کسی ملک اور کسی ادارہ کے پاس نہیں ہے اور سارے عالم اسلامی میں دعوت واصلاح کا ایسا زریں موقع کسی جماعت یا ادارہ کو حاصل نہیں ہے، اگر ان کی صحیح تربیت وتمرین ہو جائے تو یہاں بیٹھ کر تمام اسلامی ممالک میں دینی انقلاب کیا جا سکتا ہے، شیخ الازہر اور شیخ محمود شلتوت نے بڑی توجہ سے یہ گفتگو سنی، اور اپنی دلچسپی اور اہتمام کا اظہار کیا، شیخ الازہر نے خصوصی طور پر فرمائش کی کہ بحوث اسلامیہ یعنی ان غیر ملکی طلبہ کی تعلیم وتوجیہ کے متعلق اپنے خیالات وآراء مفصل طریقہ پر لکھ کر ایک نوٹ یا رپورٹ کے طور پر پیش کرو، انشاء اللہ اس پر پوری توجہ کی جائے گی، چنانچہ آج ہم نے اس کی تعمیل کی، اور اس مسئلہ کے متعلق اپنے خیالات وسفارشات لکھ کر جس میں ان کی تعلیمی ترقی، مطالعہ کی تنظیم، ذہنی تربیت، تبلیغی ودعوتی تمرین اور ضروری پہلو تھے، پیش کیا، شیخ محمود شلتوت نے جن کو اس شعبہ کا انچارج بنایا گیا ہے اس سے بڑا اتفاق ظاہر کیا اور شروع سال سے (ازہر کا تعلیمی سال ختم ہو رہا ہے) اس پر توجہ کرنے کا وعدہ کیا، یہ نوٹ شیخ الازہر اور متعلق اشخاص کو پیش کیا جائے گا۔

ظاہر ہے کہ محض ایک نوٹ سے عملی اقدام کی بڑی توقع نہیں کی جا سکتی، ضرورت اس کی

---

(۱) شیخ محمود شلتوت، جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کی ۱۹۱۸ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر اصلاح ودعوت کا کام شروع کیا خاص طور پر جامعۃ الازہر کی اصلاح کی طرف توجہ کی لیکن علماء ازہر کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، فقہ اور تفسیر قرآن میں ان کو درک حاصل تھا، اجتہاد کا باب کھولنے کے قائل تھے۔ ۱۹۳۵ء میں کلیۃ الشریعہ کے وکیل مقرر ہوئے، اور مجمع اللغۃ العربیہ کے رکن بنائے گئے ۱۹۵۸ء میں شیخ الازہر کے منصب پر فائز ہوئے اور پوری زندگی اس منصب پر رہے بڑے زبردست خطیب اور متعدد بلند پایہ کتابوں کے مصنف تھے۔ ۱۹۶۳ء میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

تھی کہ کوئی شخص ہوتا جو یاد دہانی کرتا اور کام کی بنیاد پڑ جاتی صرف سوڈانی طلبہ ڈیڑھ ہزار سے اوپر ہیں، شاید کوئی اسلامی ملک ہو، جس کے طلبہ کی مستقل جماعت اور تعداد نہ ہو، موجودہ شیخ الازہر کے متعلق سب کو اعتراف ہے کہ وہ مصر کے اس وقت سب سے بڑے عالم دینی اور متجر فاضل ہونے کے علاوہ مخلص ہیں، اور ازہر کی اصلاح و ترقی چاہتے ہیں، انہوں نے غیر معمولی اعتماد اور اہتمام کا اظہار کیا جو محض خدا کا فضل ہے، شیخ محمود شلتوت کو بھی بڑی مناسبت ہوئی انہوں نے ہماری پوری تعلیم کی تاریخ سنی اور ندوہ کا طریقۂ تعلیم معلوم کیا، مضامین قرآن (۱) کے موضوع سے بڑے خوش ہوئے اور فرمائش کی کہ ان کو عربی میں منتقل کیا جائے، وہ بڑے وسیع النظر عالم ہیں، بین الاقوامی قانونی کانفرنس میں یورپ میں انہوں نے ازہر کی نمائندگی کی۔

اس وقت تک کا پروگرام یہ ہے کہ کل انشاء اللہ شام کی گاڑی سے ہم اور مولانا عبید اللہ صاحب سوڈان روانہ ہوں، اور دو چار دن کے اندر مولوی معین اللہ صاحب اور مولوی عبدالرشید حجاز روانہ ہو جائیں۔ غالباً ہمارا سفر آمد و رفت ریل ہی سے ہوگا، اگر سوڈان میں ریل سے واپسی میں کچھ دقت معلوم ہوئی یا صحت نے اجازت نہ دی تو واپسی ہوائی جہاز سے ہو جائے گی۔

سوڈان میں قیام کی اجازت صرف دو ہفتے کی ہے، واپسی انشاء اللہ تعالیٰ قاہرہ کو ہوگی اور دو تین دن میں شام بحری راستہ سے روانہ ہو جائیں گے، اس خط کا جواب قدیم پتہ پر مصر روانہ کریں، سوڈان سے واپسی پر ہمیں انشاء اللہ مل جائے گا نیز رائے بریلی بھی خط کی تاکید تحریر فرمادیں تاکہ ہم کو واپسی پر مل جائے، یہ خط اصغر حسین صاحب (۲) مولانا منظور صاحب (۳) اور مولوی عبدالسلام صاحب (۴) کی نظر سے بھی گزر جائے۔ لیکن اشاعت نہ کی جائے۔ اس لئے کہ محض ابتدائی چیزیں تمہید اور توقعات ہی ہیں، اشاعت کے قابل نتائج اور واقعات ہو سکتے ہیں۔

کتابوں کا صندوق شاید آج روانہ ہو، مہینہ دو مہینہ میں پہونچے گا، بمبئی سے آپ کے

---

(۱) مطالعہ قرآن اور اس کے اصول و مبادی کے نام سے ''مضامین قرآن'' کا انتخاب طبع ہو چکا ہے اور اس کا عربی ترجمہ بھی زیور طبع سے آراستہ ہو کر مقبول ہو چکا ہے۔ (۲) وکیل سید اصغر حسین نگرامی ملی و دینی کاموں میں حصہ لینے والے بزرگ تھے۔ (۳) مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۴) مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی سابق معتمد تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

نام بھیجا جائے گا۔ مصارف (از بمبئی تا لکھنؤ) ادا کر کے وصول کرلیا جائے، تفصیل یا تو ہم فہرست کے ساتھ بھیجیں گے، یا انشاء اللہ خود پہونچ کر بتلائیں گے۔ مکرر نسخے بہت سے ہیں ان کی تفصیل ہمارے پاس ہے اس لئے کتابیں محفوظ کرلی جائیں ہمارے آنے پر ان کی تقسیم کردی جائے گی، بدائع المنن کا نسخہ لے لیا جائے، اسی طرح العقد الفرید اور وحی الرسالہ واضح (۱) اور محمد (۲) لے لیں، محمد سلمہ کی اور بھی کتابیں ہیں جو ہم آ کر دیں گے۔

حمیرا سلمہا کا حال عرصہ سے معلوم نہیں ہوا، اسی طرح بوا جان کا بھی، گرامی نامہ میں ضرور مطلع کریں، سب کو سلام۔

والسلام

علی

۲۵ رشعبان ۷۰ھ (۵۱/۵/۳۱ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خرطوم بحری مکان شیخ الطیب

۱۱ ررمضان مبارک ۷۰ھ (۱۶ رجون ۱۹۵۱ء)

مخدوم و معظم جناب بھائی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، الحمد للہ یہ خاکسار بھی بخیر و عافیت ہے۔ سوڈان روانہ ہونے کی اطلاع مصر سے دے چکا تھا، یکشنبہ اتوار ۳ رجون کو بعد مغرب، ایکسپرس سے قاہرہ سے روانہ ہوئے، گاڑی رات بھر چل کر صبح ۱۰ ربجے کے قریب مصر ریلوے کے آخری جنوبی اسٹیشن سلال پہونچی، جہاز تیار تھا، ہم لوگوں نے ناواقفیت کی بنا پر رزرویشن نہیں کرایا تھا، جس سے وقت اور دوسرے جہاز کے انتظار کا خطرہ تھا، مگر سوڈانی طلبہ نے جو اسٹیشن پہونچانے آئے تھے، دو ایسے آدمیوں کے نام لکھوادئے تھے، جن کا رزرویشن تھا، مگر وہ سفر نہیں کررہے تھے، الحمد للہ بلا دقت ان کی جگہ مل گئی، اور سکنڈ کلاس کا ایک کمرہ مل گیا، سہ پہر کو جہاز روانہ ہوا، دریائے نیل کا سفر تھا، اس لئے دردسر و امتلاء کا کوئی سوال نہ تھا، البتہ گرمی تھی، وہ رات، اگلا دن، اور پھر دوسری رات جہاز پر

(۱) مولانا واضح رشید ندوی حال صدر کلیۃ الادب العربی وآدابھا۔
(۲) مولانا محمد الحسنی سابق مدیر البعث الاسلامی۔

www.abulhasanalinadwi.org

گزری، سارے راستہ دونوں طرف آبادیاں اور گاؤں نخلستان اور کچے پکے مکانات، مسجدیں نظر آتی رہیں، معلوم ہوا کہ جبال نوبہ (۱) ہیں، اور یہاں نوبی آباد ہیں، اور ابھی مصر کے حدود ہی میں ہیں، اگلے دن رمضان کا چاند ہوا اور ہم لوگوں نے اللہ کے بھروسہ پر روزہ کی نیت کر لی، چہارشنبہ کو صبح ہم فرس پر اترے، اترنا تو حلفہ پر تھا، جہاں سے ہم کو گاڑی ملتی، مگر پانی کی کمی کی وجہ سے فرس ہی پر مسافر اتارے گئے، اور وہیں سے گاڑی پر سوار ہوئے، سکنڈ کلاس کا ٹکٹ یہاں بھی تھا، اور جہاز کے رزرویشن کی وجہ سے یہاں بھی سیٹ رزرو ڈ ملی، یہ سفر کا سب سے زیادہ سخت مرحلہ تھا، پورا علاقہ صحرائی معلوم ہوتا تھا، لو خوب تھی اور گرمی سخت، وہ دن وہ رات پھر اگلے دن برابر گاڑی چلتی رہی، جمعرات کو شام کو ۳۰-۴ بجے خرطوم بحری پہونچے اور اتر گئے، یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ یہ تین شہروں کا مجموعہ ہے، اسی لئے العاصمۃ المثلثۃ کہا جاتا ہے، خرطوم بحری جس کی آبادی چالیس ہزار ہے، خرطوم عمومی جو سوڈان کا انگریزی مرکز حکومت ہے (۲) پچاس ہزار کی آبادی ہے اور بڑا منظم اور ترقی یافتہ شہر ہے، ام درمان جس کی آبادی ایک لاکھ بیس ہزار ہے، خرطوم عمومی سے گویا متصل ہے، صرف نیل ابیض حد فاصل ہے، جس پر پل بنا ہوا ہے، یہ سوڈان کا قومی شہر (بلد شعبی) ہے، مہدی سوڈانی (۳) کا اصل مرکز یہی شہر تھا مولانا سید علی میرغنی باشا چونکہ خرطوم بحری میں رہتے ہیں اس لئے ہم لوگ وہیں اترے، (خرطوم بحری نیل ازرق کے ساحل پر ہے اور وہ خرطوم

---

(۱) جبال نوبہ مصر کے جنوب میں سوڈان کا علاقہ شروع ہونے سے قبل پہاڑوں اور صحرا پر مشتمل دشوار گذار علاقہ ہے۔ یہاں ایسے خانہ بدوش قبائل بستے ہیں جو سخت زندگی گذارتے ہیں زراعت اور مویشیوں کا پالنا ان کا ذریعہ معاش ہے مذہباً وہ نصاریٰ کے اس فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، جو اسلامی شعائر سے قریب تھا اب اس علاقہ میں اسلام پھیل چکا ہے اور مسلمانوں کی اکثریت ہے، (۲) اس دور میں سوڈان انگریزوں کے تسلط میں تھا۔

(۳) محمد احمد بن عبداللہ (مہدی سوڈانی) سادات حسینی کے ایک خاندان میں ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے، جو سوڈان میں علمی و دینی شہرت رکھتا تھا ان کے والد عالم اور فقیہ تھے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، صغرسنی میں ہی والد کے سایہ سے محروم ہو گئے، کچھ دنوں اپنے چچا کے ساتھ رہ کر بحری تجارت کی، پھر خرطوم آ کر فقہ، تفسیر وحدیث کی تعلیم حاصل کی اور تصوف سے اشتغال کیا، اور نیل ابیض کے ایک جزیرہ میں خلوت نشین ہو کر پندرہ برس عبادت وریاضت اور درس وتدریس میں مشغول رہے اور ایک کثیر تعداد نے بیعت وارادت کا تعلق قائم کیا، سوڈان کے حالات کو دیکھ کر اصلاح اعمال اور غیر ملکی حکومت کے مفاسد سے ملک کو پاک کرنے پر متوجہ ہوئے اور تحریک شروع کی، جہاد کا نعرہ دیا ۱۲۹۸ھ میں مہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کیا، اور سوڈان کے علماء کو تحریک جہاد میں شامل ہونے کی دعوت دی اور سوڈانی قبائل کو متحد کر کے میدان کارزار میں اترے اور مصری فوجوں کو پے در پے شکست دی، یہاں تک چارلس جورج گارڈن کی قیادت میں فوج آئی لیکن اس نے بری طرح شکست کھائی ۱۳۰۲ھ میں پورا سوڈان ان کے زیر اثر آ گیا لیکن چند روز کے بعد اسی سال ان کی وفات ہو گئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

بحری اور خرطوم عموی کے درمیان حد فاصل ہے، جس پر بڑا عظیم الشان پل بنا ہوا ہے) اسٹیشن سے سیدھے مولانا سید علی میر غنی صاحب کی قیامگاہ پر پہونچے، فرس سے اپنی آمد کی اطلاع کا تار دے دیا تھا، قیام گاہ ایک پورا محلہ ہے یا ایک بہت وسیع خانقاہ اور مہمان سرا، سامان اتارا گیا، اور ہم لوگوں نے دم لیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک ذمہ دار شخص نے ہم کو موٹر پر سوار کر کے سید صاحب کے ایک خلیفہ شیخ الطیب ابراہیم کے مکان پر پہونچا دیا، اور کہا کہ یہ آپ کے میز بان ہیں اور سید صاحب نے ان کو ہدایات دیدی ہیں، معلوم ہوا کہ جب سید صاحب کی جانب سے طلبی ہوگی، جب ہی ملاقات ہو سکتی ہے۔ اور یہی نظام ہے کہ خصوصی مہمان ان کے خصوصی متعلقین کے پاس ٹھہرائے جاتے ہیں اور پھر کسی وقت باریابی ہوتی ہے، ہم لوگ ٹھہر گئے، اگلا دن جمعہ گزرا، پھر سنیچر گزرا، ہماری طلبی نہیں ہوئی، چونکہ وقت ہمارے پاس بہت کم تھا اور اصل غرض وغایت سفر کی سید صاحب سے ملاقات تھی۔ اس لئے فکر ہوئی، اور تکدر بھی ہوا، رات کو معلوم ہوا کہ کل اتوار کو ۱۰ بجے دن کو یاد فرمایا ہے، وقت مقرر پر پہونچے، کئی ڈیوڑھیاں طے کرتے اور انتظار کرنے والوں کو دیکھتے ہوئے ایک بڑے شاندار ہال میں پہونچے، تھوڑی دیر کے بعد سید صاحب (۱) تشریف لائے، تپاک سے ملے، ستر سال کی عمر ہوگی، لیکن قویٰ اچھے، جسم نحیف، چہرے پر شب بیداری کے آثار نمایاں، ذہانت وفطانت چہرے سے عیاں، تپاک سے ملے، پھر گفتگو شروع ہوئی، آج کی ساری گفتگو تمہیدی اور ابتدائی معلومات پر مشتمل تھی، مگر معلوم ہوا کہ غایت درجہ کے بیدار مغز حاضر دماغ، باخبر اور وسیع النظر ہیں، مطالعہ بہت وسیع اور متنوع ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیاسی دستوروں کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہے اور انگریزی مصادر پر بھی نظر ہے، حاضر دماغی اور واقفیت عامہ میں مولانا آزاد (۲) سے بہت مشابہت معلوم ہوئی، لیکن مطالعہ ان سے وسیع اور نظر ان سے گہری معلوم ہوتی ہے، اس گفتگو ہی سے اندازہ ہوا کہ سوڈان پر ان کا ذہنی اور سیاسی اثر اتنا کیوں ہے، آدھ گھنٹہ کی مجلس کے بعد ہم لوگوں کو رخصت کیا، اور فرمایا کہ اور ملاقاتیں ہوں گی، اس ملاقات کے بعد تین دن پھر گذر گئے اور کوئی خبر نہیں آئی، یہاں تک کہ طبیعت میں انقباض پیدا ہوا، اور ایسا نظر آنے لگا کہ شاید سفر کچھ بے نتیجہ سا رہا، جمعرات کو پھر طلبی ہوئی، اس مرتبہ بہت اہتمام تھا، اپنے چند خواص ومعتقدین کو بھی بلا رکھا تھا، ہماری

(۱) سید علی میر غنی پاشا مراد ہیں (۲) مولانا ابوالکلام آزاد مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کتابیں سامنے موجود تھیں، اس مرتبہ دل کھول کر باتیں ہوئیں، ڈھائی گھنٹہ بیٹھے اور بڑے انبساط و مسرت سے گفتگو کی اور بےحد مسرور ہوئے، ہم نے اس مجلس میں دو باتیں خاص طور پر کہنے کا ارادہ کیا تھا، ایک افریقہ میں تبلیغ و دعوت کا اہتمام اور ان علاقوں کی طرف توجہ، جو ابھی تک بت پرست یا نیم وحشی ہیں، دوسرے ہندوستان ایک جماعت بھیجنے کی تجویز، پہلے موضوع پر دیر تک گفتگو رہی، اور سید صاحب افریقہ کے حالات، مختلف علاقے، ان میں مسلمانوں کا تناسب، تبلیغ کی دقتیں و مشکلات اور اس کے امکانات تفصیل سے سناتے رہے پھر فرمایا کہ ہم نے جو تنظیم شروع کی ہے، اس کا مقصد بھی یہی ہے، اور اس سے یہ فوائد حاصل ہونے لگے ہیں، پھر اس نظام کی کچھ تشریح کی، اور ان کے معتمدین نے بیان کیا کہ کس طرح نوجوانوں کی اخلاقی اصلاح ہو رہی ہے، اور بہت سے غیر مسلم اور غیر متمدن سوڈانی اس نظام کو قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں، اور کس طرح نوجوان اس نظام کی وجہ سے مشغول ہو جاتے ہیں اور غلط تحریکات یا برے مشاغل سے محفوظ ہو جاتے ہیں جماعت بھیجنے کا جب ذکر آیا اور ہم نے ہندوستان کی دینی تحریک و دعوت کا ذکر کیا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ تجویز بہت معقول ہے اور اس پر عمل کرنے میں انشاء اللہ کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی، ہم فوراً ایک وفد بھیجنے کی تجویز پر غور کریں گے، اور امید ہے کہ ایسا ہو سکے گا، پھر ہم سے فرمائش کی کہ تم اس تجویز کو لکھ کر ہمیں دیدو، چنانچہ آج (۱۱ر رمضان) کو آٹھ بجے رات کی ملاقات میں انشاء اللہ پیش کر دیں گے، پھر اپنے آدمیوں سے کہا کہ ان کو ہمارے نوجوانوں کا نظام دکھاؤ، چنانچہ رات ہم نے ان کا ایک اجتماع دیکھا۔

سید صاحب کے اثر کے متعلق جو کچھ سنا تھا وہی پایا (۱) سوڈان میں ۹۵ فیصدی آدمی ان کے زیر اثر یا حلقہ بگوش ہیں، ان کے اخلاص، فہم و تدبر پر سب کا اتفاق ہے، وحدۃ وادی النیل (۲) کی تحریک کے وہ روح رواں ہیں، اور بظاہر انہیں کے دم سے قائم ہے، ان کی

---

(۱) سوڈانیوں میں سب سے زیادہ مقبول اور پھیلنے والا طریقہ (تصوف) میرغنی موصوف کا طریقہ، طریقہ ختمیہ ہے ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مساجد تک میں ان کی تصویریں آویزاں تھیں اور معاملہ شرعی حدود سے نکل کر بدعت و شرک تک پہونچ گیا تھا سوڈان اور حبشہ کی مساجد میں جو شخص اس طریقہ ختمیہ سے تعلق نہیں رکھتا تھا وہ خطبہ نہیں دے سکتا تھا (۲) وحدۃ وادی النیل کی تحریک، یعنی مصر سوڈان کے اتحاد کا مطالبہ، یہ زبردست تحریک مصر و سوڈان میں چلی جو یہ کہتی تھی کہ سوڈان مصر کا ایک حصہ ہے جیسا کہ جغرافیائی طور پر واقع ہے مگر انگیریزوں نے اپنی شاطرانہ چالوں سے اس تحریک کو کامیاب نہیں ہونے دیا اور مصر و سوڈان متحد نہ ہو کر دو متحارب ملک بن گئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بڑی کرامت اور بزرگی یہ ہے کہ وہ خریدے نہیں جاسکے اور مستعمر (۱) ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکا، سیاسی لیڈر سے پہلے اور اس سے زیادہ، وہ شیخ طریقت اور صاحب سلسلہ بزرگ ہیں، اہل بیت میں سے ہونے کی وجہ سے ان کا افریقہ پر جو اہل بیت کا ہمیشہ سے حلقہ بگوش اور عقیدتمند رہا ہے، روحانی اثر ہے، ان کے اجداد بڑے مقبول و بااثر مشائخ تھے، سوڈان سے پہلے مکہ معظّمہ اور طائف میں اس خاندان کی سکونت تھی، ان کے جدامجد سید عثمان (جو سید صاحبؒ (۲) کے تقریباً معاصر اور تیرہویں صدی کے بزرگ ہیں) پہلے سوڈان آئے، اس وقت سے اس خاندان کا مرکز سوڈان ہے اور اللہ تعالیٰ کو بظاہر افریقہ میں ان حضرات سے کام لینا تھا اس لئے ادھر کا رخ ہوا، جداعلیٰ بخاریٰ میں رہتے تھے، میرغنی وہیں کا لقب یا نسبت ہے۔

سید صاحب کے علاوہ یہاں کے اعیان وعلماء سے بھی ملنا ہوا، حسن اتفاق بلکہ اللہ کا فضل ہے کہ انہیں دنوں میں جنوبی سوڈان میں جس کا مرکز جویا ہے اور جہاں بیس لاکھ آبادی ہے، جس کا بڑا حصہ تقریباً تمام تر بت پرست اور برہنہ رہنے والے لوگ ہیں، تبلیغ اسلام کی پہلی مرتبہ اجازت ہوئی ہے پہلے ممنوع تھی، اب حکومت انگریزی نے باقاعدہ حکومت مصر کو اطلاع دی ہے کہ دوسرے مذاہب کی طرح تبلیغ اسلام کی بھی آزادی اور مساوی مواقع ہیں، کچھ عرصہ پہلے یہاں ان علاقوں میں تبلیغ کرنے کے لئے ایک جمعیۃ التبشیر الاسلامی قائم ہوئی، اس کے سکریٹری سے بھی گفتگو ہوئی، اور اس موضوع پر ایک دو تقریریں بھی ہوئیں، اصل میں ہر جگہ طویل قیام اور مستقل اشخاص کی ضرورت ہے جو یاددہانی اور تحریک کرتے رہیں، عاملین اور مستمدین ہر جگہ موجود ہیں، مفکرین اور محرکین کی کمی ہے۔

کل انشاء اللہ ۱۲ر رمضان یکشنبہ کو ۸ر بجے صبح کی گاڑی سے مصر واپسی کا ارادہ ہے، ہوائی جہاز کے بجائے، گاڑی ہی اختیار کی کہ کرایہ میں غیر معمولی تفاوت ہے، ہوائی جہاز کا ۱۸ ر گنی، اور اس کا سکنڈ کا ۸ ر گنی، سوم یا چہارم کا ۳-۴ گنی، اس کے بجائے یہ ارادہ ہے کہ شام سے ترکی کے سفر سے فارغ ہوکر دمشق سے انشاء اللہ براہ راست ہوائی جہاز سے مدینہ طیبہ روانہ ہوجائیں، اس لئے عراق سے کویت ونجد ہوکر حجاز کا سفر سخت گرمی اور لو میں ہوگا اور وقت بھی کم

(۱) انگریزی حکومت مراد ہے جو اس وقت سوڈان اور مصر دونوں جگہ مسلط تھی۔
(۲) حضرت سید احمد شہیدؒ مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اگر عراق جانا ضروری ہی معلوم ہوا تو پھر پروگرام میں تبدیلی ہو جائے گی۔ خدا کرے قاہرہ پہونچ کر آپ کا اور رائے بریلی کا خط خیریت کا ملے، قاہرہ ۲-۳ دن سے زیادہ انشاء اللہ قیام نہیں ہوگا، مولوی معین اللہ صاحب اور مولوی عبدالرشید صاحب غالباً حجاز روانہ ہو گئے ہوں گے، یہ خط سید اصغر حسین صاحب (۱) اور مولانا منظور صاحب (۲) کو دکھادیں اور اس کی اشاعت کی جائے، گھر میں سب کو سلام و دعا، مولوی عبدالغفور صاحب کی خدمت میں سلام، مولوی عبیداللہ صاحب (۳) سلام اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ضروری امر: معتبر و ذمہ دار حجاج کے ہمراہ عربی تبلیغی رسائل سب، صرف سو سو نسخے رکھ کر حجاز بھیج دیئے جائیں، رسائل کی اب بہت کمی ہے حجاج کو بتلا دیا جائے کہ مولوی عبداللہ صاحب ندوی (۴) یا محمد رابع سلمہ (۵) کو مدرسہ صولتیہ کی معرفت یا مدینہ میں مدرسہ علوم شرعیہ کی معرفت پہونچا دیا جائے، حجاج ذمہ دار ہوں۔

والسلام

خاکسار

ابوالحسن علی، از خرطوم

ابوالحسن علی الحسنی الندوی

بطرف فضیلۃ مولانا الشیخ کفتارو، حی الاکراد۔ دمشق

۲۴ رمضان المبارک ۷۰ھ (۲۸ جون ۵۱ء)

مخدوم و معظم جناب بھائی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، سوڈان سے ایک مفصل خط ارسال خدمت کر چکے ہیں، جس میں سوڈان پہونچنے اور مولانا سید علی میرغنی پاشا کی ملاقاتوں اور گفتگو کی تفصیلات نیز دوسرے علماء و اعیان سے ملنے کا حال لکھا تھا، خدا کرے وہ خط مل گیا ہو، اس لئے کہ اہم اور مفصل تھا،

---

(۱) سید اصغر حسین نگرامی مرحوم سابق وکیل سرکار۔ (۲) مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳) مولانا عبیداللہ بلیاویؒ۔ (۴) مولانا عبداللہ عباس ندوی حال معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ (۵) مولانا محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

سید صاحب (۱) سے تین ملاقاتیں ہوئیں، ایک تمہیدی وتعارفی، دوسری مفصل جس میں ڈھائی گھنٹہ گفتگو اور یکجائی رہی، تیسری وداعی اور وہ بھی طویل، سید صاحب مل کر بڑے مسرور ومطمئن ہوئے، بڑی توجہ سے معروضات سنیں، ہندوستان اپنے خصوصی آدمیوں کی ایک جماعت بھیجنے کی آمادگی ظاہر کی، اور تحریر اُہم سے اس تجویز کو لے کر رکھ لیا تاکہ اس پر غور کیا جاسکے اور عمل ہو، سوڈان سے قاہرہ واپسی ہوئی، اور تین دن قیام رہا، جس میں اہم اہم لوگوں سے تفصیلی ملاقات کی، پہلے تو بحری راستہ سے دمشق کا ارادہ تھا، مگر بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ بحری سفر میں وقت اور طوالت ہے، جہاز میں بھی دیر تھی اور مصارف میں غیر معمولی تفاوت نہ تھا، اس لئے ہوائی جہاز سے سفر کی تجویز کی، جگہیں بھی بروقت مل گئیں۔ اور ۲۱ رمضان المبارک کو ۱۵-۷ بجے صبح ہوائی جہاز سے روانہ ہوئے، اور ٹھیک ۱۵-۹ بجے پورے دو گھنٹے میں دمشق پہونچ گئے سفر نہایت آرام دہ اور آسان رہا، ہوٹل میں قیام کیا، شام ہی کو جامع اموی (۲) میں شیخ احمد کفتارو صاحب (۳) سے (جن کا مفصل ذکر مکہ معظّمہ کے خط میں کر چکے ہیں جو "تعمیر" اور الفرقان میں شائع ہو چکا ہے) درس میں ملاقات ہوئی، دور سے ہی پہچان لیا اور قریب بلایا پھر اپنے ساتھ لے گئے، اور افطار کیا، قیام ہوٹل ہی میں رکھا، یہاں شام میں کتاب "ماذا خسر العالم" بڑی دلچسپی اور ذوق سے پڑھی گئی ہے، اس کی وجہ سے ایک اچھا خاصا حلقہ متعارف تھا، شیخ بہجۃ البیطار (۴) شام کے مشہور عالم

---

(۱) سید میرغنی پاشا تذکرہ گزر چکا ہے۔ (۲) جامع اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک متوفی ۹۶ھ کی تعمیر کردہ عظیم الشان مسجد ہے جو اس نے بڑے ذوق وشوق اور بلند حوصلہ سے تعمیر کی تھی اصل مسجد کی لمبائی تین سو گز اور چوڑائی دوسو گز تھی، مسجد کے صحن کی وسعت سو گز ہے کئی مرتبہ مسجد جدید تعمیر سے گذری، اس کی موجودہ تعمیر میں متعدد سلاطین اسلام کا حصہ ہے، لیکن اس کا نقشہ اور بنیادیں وہی ہیں جو خلیفہ ولید بن عبدالملک کی تعمیر کردہ تھیں۔
(۳) شیخ احمد کفتارو مفتی عام جمہوریہ عربیہ سوریہ اور مجلس اعلیٰ للافتاء کے صدر نشین اور مجمع ابی النور الاسلامی دمشق کے سربراہ، حکمت وموعظت حسنہ کے ذریعہ دعوت الی اللہ کا نمونہ، حکومت اور ارباب حکومت سے خصوصی تعلقات قائم کر کے ملک میں اصلاح واسلامیت پیدا کرنے کی کوششوں کے قائل، حضرت مولانا سے ان کی پہلی ملاقات مکہ مکرمہ میں ایام حج میں ہوئی اور شام کے سفر سے ان میں مزید مضبوطی آئی، نسلاً کرد ہیں اور نقشبندیہ خالدیہ مجددیہ کے شیخ طریقت ہیں، اور زمانہ حال کے تقاضوں سے واقف اور بااثر عالم ہیں۔ (۴) علامہ شیخ بہجۃ البیطار دمشقی میدانی نے شام کے جلیل القدر شیخ عبدالرزاق البیطار استاذ العصر علامہ سید خضر حسینی تونسی اور فخر شام علامہ جمال الدین قاسمی سے تعلیم حاصل کی، علامہ سید رشید رضا مصری سے خصوصی استفادہ کیا اور ان کی تفسیر سورہ یوسف اور ان کی کتاب "المعاملات فی الاسلام وتحقیق ماورد فی الربا" کی تکمیل کی، مرحوم بیک وقت مفسر محدث، لغت ونحو کے امام مورخ اور ادیب تھے مدت تک دمشق یونیورسٹی میں تفسیر کا درس دیتے رہے، المجمع العلمی (اب مجمع اللغۃ العربیہ) دمشق اور اس کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور اس کے نمایاں ارکان میں سے تھے (اگلے صفحہ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

اور محدث ہیں وہ بڑی عنایت فرماتے رہتے ہیں، تشریف بھی لائے، اور آج ہم ان ہی کے یہاں مدعو تھے، اخوان المسلمین کے صدر اور روح رواں شیخ مصطفی السباعی (۱) کے نام مفتی امین الحسینی صاحب (۲) نے تعارف کا بہت اچھا خط لکھ دیا تھا ابھی اس کے دینے کی نوبت نہیں آئی مگر وہ خود سن کر ہوٹل ملنے آئے، آج کل کتاب (۳) ان کے زیر مطالعہ ہے اور وہ اس کے داعی بن گئے ہیں کل عمر بہاء الامیری صاحب سے جو سوریا کے پاکستان میں وزیر مفوض ہیں اور منتخب لوگوں میں ہیں ملنے گئے ہیں ''کتاب'' ان کے سامنے رکھی تھی، وہ بھی پڑھ رہے تھے، کہنے لگے کہ ہم تو ہوٹل آپ سے سباعی صاحب (۴) کے ساتھ ملنے گئے تھے، آپ تھے نہیں، پھر انہوں نے اسی وقت

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) اس سلسلہ میں ان کی ایک شاہ کار تصنیف الموفی فی النحو الکوفی ہے، بہت ہی نرم خو و بلند اخلاق کے حامل تھے، حضرت مولانا کا ان سے اپنے دمشق کے پہلے سفر میں تعارف و ملاقات ہوئی اور دونوں کے درمیان اخلاص و محبت کے تعلقات آخر تک رہے، یکم جمادی الاخرہ ۱۳۹۶ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۱) ڈاکٹر مصطفی السباعی مشہور عرب فاضل، اسلامی قائد و مجاہد، سحر بیان خطیب اور مصنف، شام کی جماعت اخوان کے مرشد عام دمشق یونیورسٹی میں قانون اسلامی کے نامور پروفیسر اور شام کی سیاسی جماعت جمیعۃ الاشتراکیہ الاسلامیہ کے صدر رہتے تھے، ان کی شہرۂ آفاق کتاب السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی ہے، حضرت مولانا کے عزیز ترین دوستوں اور محبت کرنے والوں میں سے تھے، ۱۳۸۴ھ کو رحلت فرمائی رحمہ اللہ۔ (۲) مفتی امین الحسینی، فلسطین کے مفتی اعظم، مرد مجاہد تھے مسئلہ فلسطین کو انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا، علامہ سید رشید رضاؒ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، ترکی فوج میں بھرتی ہو کر فوجی تربیت حاصل کی، پھر فلسطین کے مفتی اعظم کا منصب سنبھالا، برطانوی سامراج نے جب اسرائیل کی بنیاد رکھی تو انہوں نے اسی وقت سے یہودی غاصبوں کے خلاف جدوجہد شروع کی اور ہر طرح کی قربانیاں دیں اور تکلیفیں اٹھائیں، یہاں تک کہ ان کو وطن کو خیر باد کہنا پڑا اس کے بعد بھی وہ پوری زندگی اسی مقصد کے لئے جدوجہد کرتے رہے، اس دور کے عرب حکمرانوں کے کردار سے وہ بہت واقف اور شاکی تھے اور یہودی ریاست کے قیام اور پائداری کی ذمہ داری میں، ان حکمرانوں کو برطانیہ کا شریک سمجھتے تھے، مصر کے سابق وزیر اوقاف شیخ محمد علی علوبہ پاشا کے ساتھ ۱۳۵۲ھ میں دار العلوم ندوۃ العلماء تشریف لائے تھے اور اس وقت سے حضرت مولاناؒ سے تعلق و محبت کا رشتہ قائم ہوا جو آخر زندگی تک رہا، پاکیزہ خو، عفت و پرہیز گاری سلامت قلب و فکر اور پختہ عقیدہ کا پیکر تھے، فطری تواضع اور اخلاف کریمانہ کے حامل، صاحب فضل و کمال اور اسلام کے ساتھ شیفتگی ان کا وصف خاص تھا، اسی کے ساتھ ساتھ علوم اسلامی خاص کر فقہ میں عمیق مطالعہ اور وسعت نظر ان کی خاص صفت تھی، مصر کے سفر و قیام میں حضرت مولاناؒ کی ان سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور عالم اسلام خاص طور پر عالم عرب کے مسائل پر تبادلہ خیال ہوا اور اس سلسلہ کے تمام راز ہائے اندروں کا علم ہوا جو انگریزوں اور ان کے معاون عرب حکمرانوں کی سازشوں کا نتیجہ تھے، اس مرد مجاہد، عالم جلیل، صاحب اوصاف اسلامی نے ۱۴ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ کو بیروت میں داعی اجل کو لبیک کہا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (۳) کتاب سے مراد حضرت مولاناؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین'' ہے۔ (۴) ڈاکٹر مصطفی السباعی مرحوم مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

شام کی مجلس قانون ساز کے صدر(۱) کو ٹیلیفون کیا کہ فلاں آدمی آئے ہوئے ہیں، کتابوں کا تعارف کرایا، ہماری خواہش ہے کہ الجامعۃ السوریۃ (۲) میں ان کی تقریر ہو، آپ وائس چانسلر سے طے کرلیں، انہوں نے اگلے دن وعدہ کیا کہ وہ گفتگو کریں گے، غرض دمشق چونکہ قاہرہ سے چھوٹی جگہ ہے، اس لئے یہاں تعارف جلد ہوجاتا ہے اور لوگ متوجہ ہوجاتے ہیں۔

کل بیت المقدس جانے کا ارادہ ہے، رمضان کے ۳-۴ دن گذارنے اور عید کرکے آنے کا ارادہ ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، اگر موقع ہوا تو ملک عبداللہ (۳) سے بھی واپسی میں ملاقات کریں گے۔ آج کل راستہ عمان ہوکر ہی ہے، یہ خط محض خیریت اور ضروری حالات کا ہے بعد مغرب لکھ رہے ہیں، انشاءاللہ مفصل خط جس میں روپیہ کا حساب بھی ہوگا اور بعض ضروری حالات، واپسی پر لکھیں گے۔

جواب کے لئے اوپر پتہ لکھ دیا ہے جواب سے سرفراز فرمایا جائے۔ سب کو سلام

والسلام

ابوالحسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، والا نامہ ایک مدینہ

---

(۱) ڈاکٹر معروف الدوالیبیؒ مراد ہیں، ان کی کتاب المدخل فی اصول الفقہ عالمانہ تصنیف ہے۔ (۲) دمشق یونیورسٹی۔ (۳) ملک عبداللہ بن حسین شریف مکہ جو المملکۃ العربیۃ الہاشمیۃ (اردن) کے بادشاہ تھے کی دعوت پر حضرت مولانا ملاقات کے لئے گئے ملک عبداللہ نے سادگی اور خوش دلی کے ساتھ استقبال کیا حضرت مولانا نے ان سے کہا کہ وہ حکومت جو اسلامی احکام کو نافذ کرتی ہے دین کو سیاست و نظم و نسق میں جاری کرتی ہے، وہ ساری دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالیتی ہے اور اتنی عزت و احترام حاصل کرلیتی ہے جو دنیا کی بڑی سے بڑی حکومت حاصل نہیں کرسکتی، حکومت کی دو بنیادی چیزیں ہیں تحصیل مال اور ہدایت و رہنمائی، اسلامی حکومتوں کو اصلاح و ہدایت کی بنیاد پر قائم ہونا چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی و رہبر بنا کر بھیجے گئے تھے نہ کہ تحصیل مال کے لئے ملک عبداللہ نے غور سے ان باتوں کو سنا، اور عمان میں مزید قیام پر اصرار کیا، ملک سے دوسری ملاقات میں جو ملک کی طرف سے دی گئی ضیافت میں ہوئی مولانا نے ان کو مسجد اقصیٰ اور پناہ گزینوں کی طرف متوجہ کیا جس پر ملک نے اس طرف توجہ کرنے کا وعدہ کیا، مولانا ملک سے رخصت ہوکر شام پہونچے، چند ہی روز کے بعد ملک کو قتل کردیا گیا، اور ان کی جگہ ان کے حفید حسین بن فیصل بادشاہ بنائے گئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

منورہ میں چلنے سے پہلے ملا، دوسرا مکہ معظمہ پہونچ کر کل ملا، فالحمدلله علی ذالك طبیعت کی ناسازی کا حال معلوم کر کے تشویش ہوئی لیکن اسی کے ساتھ اس سے اطمینان ہوا کہ الحمدللہ سابقہ کیفیت زائل ہوگئی اور طبیعت صحت کی طرف مائل ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس عریضہ کے پہونچنے تک طبیعت بالکل اچھی ہوگی، اور کوئی شکایت نہ ہوگی، آپ کا سلام خط آنے سے پہلے بھی بلا ناغہ بارگاہ نبوی میں عرض کر دیا کرتے تھے، صحت کی دعا کے لئے بعض صالحین سے عرض کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ عافیت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور قائم رکھے۔

دمشق میں ہمیں جناب کا ایک ہی خط ملا، قاہرہ اور دمشق کا دوسرا خط نہیں ملا غالباً ضائع ہوگیا، ترکی نہ جانے کا اب بھی افسوس ہے، شاید اس میں ہی مصلحت ہو، جب ترکی کا سفر ملتوی کیا تو ارادہ ہوا کہ عراق ہی ہو آئیں لیکن وہاں بھی جانا نہ ہوسکا، اب جناب نے پھر وہاں کے سفر کا اشارہ فرمایا ہے، انشاءاللہ اگر کوئی انتظام ہوگیا تو مولانا سے مشورہ کر کے عراق کے راستہ سے ہندوستان آجائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

عراق اور مشرقی عرب کے جو حالات جناب نے تحریر فرمائے ہیں وہ سب حقائق ہیں اس سیاحت سے جو بعض اور حقائق معلوم ہوئے ہیں وہ بڑے تشویش انگیز ہیں، لوگوں کو اصل واقعات کا بالکل علم نہیں لو تعلمون ما اعلم الخ اس وقت یہی حقیقت ہے، افسوس ہے کہ دینی طبقہ کی نظر خطرات پر بالکل نہیں ہے، عالم عربی کا جو حال اجانب نے بنا رکھا ہے پھر مرکز اسلام کے خلاف اسرائیل کی جو سازشیں ہیں وہ سخت پریشان کن ہیں انشاء اللہ تفصیلات زبانی عرض کریں گے، اس کے مقابلہ کی کوشش تو درکنار لوگوں کو ابتدائی معلومات بھی نہیں۔

ملک (۱) آج مکہ معظمہ تشریف لارہے ہیں، ممکن ہے کہ ملاقات ہو، ہمارے خاص محبّ جو واسطہ تھے، اطلاع یہ ملی تھی کہ وہ نہیں آئیں گے، مگر آج ان کو مطاف میں دیکھا گیا

---

(۱) ملک عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے ۱۳۰۹ھ تک کویت میں جلاوطنی کی زندگی گذاری، ۱۳۱۹ھ میں نجد میں حکومت قائم کی، ۱۳۴۳ھ میں حجاز فتح کیا، پورے ملک میں شریعت اسلامیہ کا اجراء کیا اس سے ایسا امن وامان قائم ہوا جس کی مثال اس دور میں نہیں ملتی بڑے بہادر، دیندار اور ذہین تھے، ان ہی کے زمانہ میں پٹرول نکلا ۱۳۷۳ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

اورانہوں نے ہم کودریافت کیا، کل انشاء اللہ ان سے ملاقات ہوگی، کام کے لئے بڑے حزم وعزم، طویل قیام، کثرت آمد ورفت اور تربیت یافتہ اورفہیم اعوان کی ضرورت ہے، مولانا منظور صاحب سے آپ کے ارشاد کے مطابق انشاء اللہ مفصل مشورہ ہوگا، بہت اچھا ہے کہ وہ اس موقع پر یہاں ہوں گے۔

مغرب سے پیدل آنے والوں سے خاص طور پر ملاقاتیں کی جائیں گی اوران کے اجتماعات کی کوششیں کی جائیں گی، مولوی عبدالرشید صاحب کوخاص طور پراس پر متعین کیا ہے، اس مرتبہ غلط پروپیگنڈہ کی بناپر حجاج، ممالک عربیہ سے بہت تاخیراورکمی کے ساتھ آرہے ہیں، نیز اہم وممتاز شخصیتیں اس سال تقریباً مفقود ہیں، زیادہ تر عام مسلمان اور بڑی اکثریت بنگالی پھر پنجابی، پھر سندھی حجاج کی ہے، تقریباً تیس ہزار پاکستانی حجاج ہیں، مولوی عبداللہ صاحب کو بہار کے کسی صاحب کے ذریعہ جوروپیہ بھیجا گیا تھا وہ ان کونہیں ملا، اگران صاحب کا نام لکھا جائے تو شاید کچھ پتہ چلے، اس کا افسوس ہوا کہ ان کے اہل وعیال کوروپیہ نہیں پہونچ سکا، اگرمنشی محمد خلیل (۱) صاحب کولکھا جائے تو شاید کچھ مفید ہو۔

رابع سلمہ (۲) اوران کے دو رفیق مولوی رضوان (۳) ومولوی طاہر (۴) ابھی مدینہ منورہ سے نہیں پہونچے، آج کل میں آنے والے ہیں، ان کے آنے پردریافت کرلیا جائے گا کہ روپیہ اور مصارف کی کیا نوعیت ہے، کسی پر کچھ قرض تونہیں ہے، اس وقت اطلاع دی جائے گی۔

احمد حسین رئیس الحزب الاشتراکی سے مصر میں ملاقات ہوئی تھی، ان کا سفرنامہ تلاش کریں گے شاید کچھ معلومات بھی ملیں، اوراگر عراق جانا بھی ہوا، تو کچھ زیادہ فرق نہیں پڑے گا، محرم کے آخر تک یوں بھی پہونچنے کا خیال تھا، اس لئے آپ والدہ صاحبہ کو ابھی کچھ نہ لکھیں۔

مولانا منظور صاحب (۵) غالباً پانچ چھ دن میں پہونچیں، ابھی راستہ میں ہیں، ان کے آنے پر رقمیں وصول ہوجائیں گی، اور ضروری قرض بھی ادا ہوجائے گا۔ معلوم نہیں مصر

---

(۱) منشی محمد خلیل صاحب نہٹوری ثم کراچوی حضرت مولانا کے والد ماجد حکیم سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص تعلق رکھنے والوں میں تھے۔ (۲) مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب۔ (۳) پروفیسر رضوان علی ندوی صاحب۔ (۴) مولانا سید محمد طاہر حسینیؒ۔ (۵) مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں حاجی اسحق و حاجی اسمٰعیل صاحبان سے سوڈان جانے کے لئے جو قرض لیا گیا تھا اور جس کی اطلاع بھی اسی وقت کردی گئی تھی وہ ان کو بھیجا گیا یا نہیں، مولانا منظور صاحب سے صحیح طور پر معلوم ہوگا۔

معلوم نہیں محمد ثانی سلمہ نے مولانا منظور صاحب کو ماذا خسر العالم کے نسخے اور دوسری کتابیں کچھ دیں یا نہیں، حمیرہ سلمہا کی صحت یابی سے بڑی مسرت ہوئی، الحمدللہ، اللہ تعالےٰ صحت وعافیت کے ساتھ رکھے بہت فکر پیدا ہوگئی تھی، اور برابر دل لگا رہتا تھا، اللہ نے بڑا فضل فرمایا، اب لکھنؤ آگئی ہوں گی، مسلم (۱)، شاید رائے بریلی میں ہوں، بوا جان والدہ مسلم پتہ نہیں کیسی ہیں، اس خط کے ملنے پر والدہ صاحبہ کو ایک خط خیریت کی اطلاع کا تحریر فرمادیں۔

بھابھی جان کو سلام حمیرا فاطمہ خدیجہ رقیہ سکینہ کو بہت بہت دعا محمد میاں کو دعا، کتابیں مصر سے عرصہ ہوا روانہ ہوچکی ہوں گی، رمضان مبارک میں پارسل سویس پہونچ گیا تھا، وہاں سے جہاز پر روانہ ہونے والا، معلوم نہیں کیا پیش آیا۔ سیکڑوں روپیہ کی کتابیں ہیں، خدا کرے پہونچ جائیں۔

عوارف المعارف (۲) کی طباعت عنقریب شروع ہونے والی تھی، شاید شروع ہوگئی ہو مصر کے خط کا انتظار ہے جنۃ المشرق (۳) کا ابھی کوئی انتظام نہیں ہوا، احمد امین صاحب نے کچھ اضافہ کی فرمائش کی ہے اگر اضافہ ہوگیا تو وہ یا کوئی دوسرا ادارہ اس کی ذمہ داری لے لیگا۔

مولوی معین اللہ صاحب مولوی عبدالرشید صاحب مولوی عبداللہ صاحب سلام عرض کرتے ہیں۔

ناچیز
ابوالحسن علی

۲ ر ذی الحجہ ۷۰ ؁ھ مکہ معظمہ

---

(۱) الحاج سید محمد مسلم حسنی صاحب ابن سید عبداللہ حسنی مرحوم۔ (۲) معارف العوارف جو (اب الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند) ''ہندوستان میں اسلامی علوم وفنون'' کے نام سے اردو میں طبع ہوئی۔ (۳) جنۃ المشرق اب (الہند فی العہد الاسلامی) اردو میں ''ہندوستان اسلامی عہد میں'' کے نام سے طبع ہوئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

رباط بھوپال، محلہ شامیہ، مکہ معظمہ
۲۸؍ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، الحمد للہ ہم لوگ بعافیت ہیں، اور یہ اللہ تبارک تعالیٰ کا فضل خاص ہے، ورنہ اس سال اچھے اچھے مضبوط وتندرست موت کا شکار یا سخت بیمار ہوئے، منیٰ میں ایک ہزار اموات کا اوسط روزانہ تھا، چار دن میں پانچ ہزار اموات کا اندازہ ہے، ساری عمر جنازوں کا ایسا تسلسل نہیں دیکھا، یہاں تک کہ موت کی دہشت جاتی رہی تھی، گرمی کی سخت شدت تھی اور عام طور پر لوگ دھوپ کی سختی اور گرمی کی شدت کی تاب نہیں لاسکتے تھے، چلتے چلتے غش کھاکر گر جاتے یا خیموں میں دم توڑنے لگتے، زیادہ تر مصری موت کا شکار ہوئے، نیز ہندوستانی بھی، ایسی حالت میں ہم سب اچھے رہے اور حج کے سب ارکان اور مناسک پورے کرلئے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا، اب چند دن سے موسم میں تغیر ہوگیا ہے اور بتدریج گرمی کم ہوتی جارہی ہے، تین چار دن ہوئے ہم لوگ حرم شریف میں تھے، مغرب کے بعد ایسی سخت بارش ہوئی جیسی ہندوستان میں ساون بھادوں کے مہینہ میں ہوتی ہے، کڑک اتنی تھی کہ ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ بجلی گری، اس سے بھی کچھ موسم میں لطافت پیدا ہوئی۔

آپ کا بحری تار دریافت خیریت کا ملا، اسی روز خیریت کی اطلاع کا تار یہاں سے دیا گیا، اس سے اگلے روز ہی وصول ہوگیا ہوگا، غالباً عرفات ومنیٰ کی اطلاعات سے تشویش پیدا ہوئی ہوگی، امید ہے تار ملنے سے فی الجملہ اطمینان ہوگیا ہوگا۔

جناب کے گرامی ناموں سے برابر ہاتھ میں جھنجھنی کی تکلیف کے ابھی باقی ہونے کی اطلاع ملتی رہی اس سے بڑی تشویش ہے کہ ابھی تک یہ شکایت کیوں دور نہیں ہوئی، کل لکھنؤ سے جو خط آیا اس میں محمد میاں نے بھی یہی لکھا ہے، برابر اسی میں دل لگا ہوا ہے اور دعا کرتے ہیں کہ جلد سے جلد یہ شکایت بالکلیہ دور ہوجائے اور حاضری ہو تو آپ کو بالکل تندرست دیکھیں، اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں بہت سی خواہشیں پوری فرمائیں اور ہر طرح سے خوش ومطمئن رکھا، اب بڑی خواہش یہ ہے کہ آپ کو اور باقی عزیزوں کو کامل طور پر تندرست دیکھیں۔ وما ذلك على الله بعزيز۔

www.abulhasanalinadwi.org

جناب نے عراق ہو کر آنے کی تجویز لکھی تھی اور نجد کے راستہ سے، خود ہمارا بھی بڑا جی چاہتا ہے اور اس سفر کی اہمیت بھی بہت ہے، لیکن سفر خرچ بالکل نہیں ہے، بلکہ اگر واپسی کا ٹکٹ محفوظ نہ ہوتا تو واپسی کا کرایہ بھی نہیں ہے، حضرت رائے پوری (۱) نے ایک ہزار کی رقم مولانا منظور صاحب (۲) کو دی تھی کہ ہمیں بھیج دی جائے، اس کے متعلق انہوں نے ہمیں لکھا، لیکن وہ خط نہیں ملا، انہوں نے خیال کیا کہ شاید ضرورت نہیں وہ ہندوستان چھوڑ کر آ گئے، ہمیں دمشق میں مکہ معظّمہ آنے کے لئے قرض لینے کی ضرورت پڑی، حاجی الحق صاحب دہلوی (۳) سے بیس مصری پونڈ لئے تھے وہ بھی دینے ہیں، مولوی معین اللہ صاحب ومولوی عبدالرشید صاحب کے پاس واپسی کے لئے بالکل خرچ نہیں ہے، واپسی کا ٹکٹ انہوں نے واپس لے لیا تھا اور مصر کے سفر میں اس رقم کو خرچ کر دیا تھا، اس کا بھی انتظام کرنا ہے، اس لئے اب کسی اور طرف جانے کی بالکل مالی گنجائش نہیں، ہمارے ذاتی قرض کے علاوہ ساتھیوں پر بھی کچھ قرض ہے، مولوی رضوان صاحب رام پوری (۴) کے لئے چونکہ کہیں سے کوئی رقم نہیں آئی تھی، صرف ایک مرتبہ آخر میں مولانا منظور صاحب نے دوسو روپئے بھیج دیئے تھے، اس لئے ان کا زیادہ تر کام قرض سے چلتا رہا، اب مجموعی طور پر ان پر ۲۷۳ ریال سعودی ہو گئے ہیں، چونکہ مولوی رضوان صاحب اس سال قیام کریں گے، اس لئے ان کا قرض ادا کرنا ضروری ہے، اور آئندہ کے خرچ کا بھی انتظام سوچنا ہے، وہ کار آمد آدمی ثابت ہوئے۔ رابع سلمہ پر دوسو ہندی قرض ہیں، اس کو بھی ادا کر کے آنا ہے، اس لئے کہ رابع (۵) ساتھ آئیں گے۔ مولوی طاہر صاحب (۶) ٹھہریں گے، مگر تبلیغی جماعت کے ساتھ ضم ہو جائیں گے، ان کے مصارف کا انتظام کرنا نہیں ہے، مولوی عبداللہ صاحب (۷) بھی قیام کریں گے، ان کا جیسا مشورہ وہاں پہونچ کر ہو، ان کو سعودی ریڈیو اسٹیشن سے ساڑھے پانچ سو ریال ماہانہ کی جگہ کی پیشکش ہوئی تھی، اردو کا پروگرام نشر کرنے اور ترجمہ کا کام کرنے کے لئے، انہوں نے اس کو ہماری رائے پر موقوف رکھا تھا، ہم نے بعض مصالح کی بناء پر ان کو رائے دی کہ نامنظور کر دیں، چنانچہ انہوں نے بڑی قربانی کی کہ نامنظور کر دیا،

---

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ (۲) مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۳) دہلی سے تعلق رکھنے والے متدین تاجر۔
(۴) ڈاکٹر رضوان علی ندوی (۵) مولانا محمد رابع حسنی صاحب (۶) مولانا سید محمد طاہر حسینی مظاہریؒ، مجاز بیعت حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی۔ (۷) مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب، حال معتمد تعلیم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

کل جدہ جا کر وہ جواب دے آئے خیال ہے کہ وہ کچھ مہینے کے لئے مصر بھی ہو آئیں، لکھنؤ پہونچ کر مشورہ ہو جائے گا۔

حاجی اسحٰق صاحب دہلوی سے جو رقم قاہرہ میں لی تھی وہ اب واپسی پر ہی ادا ہو سکے گی بہر حال دہلی کی شاخ کے ذریعہ ان کو آسانی سے رقم بھیجی جا سکتی ہے، جلال حسین صاحب سے صرف اتنی ہی رقم لی تھی جتنی حاجی عبد الجبار صاحب کو کراچی لکھا گیا تھا، اس کے علاوہ ان سے کچھ اور نہیں لیا گیا، لکھنؤ سے جناب نے منی آرڈر سے قاہرہ جو رقم باقساط بھیجی تھی وہ صرف رسالہ "الدعوۃ الاسلامیۃ وتطوراتھا" کی طباعت میں خرچ ہوئی تھی، کچھ رقم بچی تھی وہ سفر میں صرف ہوئی، اس کی تفصیل غالباً مولانا عبید اللہ صاحب (۱) کے پاس ہے وہ آج کل کچھ بیمار ہیں، ان سے حساب لے لیا جائے گا اور ہم اسے ساتھ لائیں گے تا کہ صحیح اندراج ہو جائے۔ مولوی عبد اللہ صاحب (۲) کے گھر کے خرچ کا انتظام رہے، نیز جو رقم ان کو یہاں بھیجی جاتی ہے وہ اگر جاری رہے تو بہت اچھا ہے۔ جب انہوں نے اتنا بڑا ایثار کیا کہ دعوت اور ندوہ کے لئے ہندوستانی حساب سے سات آٹھ سو روپے کی جگہ چھوڑ دی تو ہم کو کچھ نہ کچھ اس کا خیال کرنا چاہئے۔

آپ نے مدرسہ علوم شرعیہ (۳) اور صولتیہ (۴) کے متعلق دریافت فرمایا ہے انشاء اللہ زبانی عرض کریں گے۔

نزہۃ الخواطر کی تیسری جلد کی طباعت شروع ہونے سے بڑی خوشی ہوئی خدا کرے یہ سلسلہ جاری رہے معارف العوارف کی طباعت جلد شروع ہونے والی ہے، امید ہے کہ دو

---

(۱) مولانا عبید اللہ بلیاویؒ جو مصر و شام و سوڈان کے سفر میں ساتھ تھے۔ (۲) مولانا عبد اللہ عباس ندوی صاحب حال معتمد تعلیم ندوۃ العلماء حضرت مولاناؒ کے شاگرد اور معتمد خاص۔ (۳) مدرسہ علوم شرعیہ، یہ مدرسہ ۱۳۴۰ھ میں مولانا سید احمد فیض آبادیؒ مہاجر مدنی نے مدینہ طیبہ میں قائم کیا تھا جو حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے برادر بزرگ تھے اس کا پورا نام مدرسۃ العلوم الشرعیہ لیتامی بلدۃ خیر البریہ تھا ان کے انتقال کے بعد جو ۱۱ر شوال ۱۳۵۸ھ میں ہوا اس کا انتظام ان کے چھوٹے بھائی مولانا سید محمود احمد مدنیؒ کے ہاتھ میں آیا عرصہ تک وہ ایک آزاد دینی مدرسہ کی طرح کام کرتا رہا اب اس کی حیثیت ابتدائی مدرسہ کی رہ گئی ہے جس میں عام نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ (۴) مدرسہ صولتیہ، یہ مدرسہ جو اب خالص دینی تعلیم کا واحد مرکز رہ گیا ہے حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی کی حمیت اسلامی کا نتیجہ اور آثار رحمت میں سے ہے، اس سے ہندوستانی پاکستانی حجاج نیز انڈونیشیائی مہاجرین کے بچوں کو بڑا فیض پہونچا اور ممتاز علماء تیار ہوئے جنہوں نے اپنے ممالک میں اہم دینی خدمات انجام دیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

مہینے میں تکمیل ہو جائے گی، انشاء اللہ ان کتابوں کے لئے ایجنسی مصر و مکہ معظمہ میں آسانی سے حاصل ہو جائے گی اس کا اندازہ ہے کہ کون لوگ قابل اعتماد ہیں۔

ماذا خسر العالم کا دوسرا بہتر ایڈیشن تیار ہو گیا ہے، اس پر دو اچھے نئے مقدمے ہیں، اور ایک مصنف کا خاندانی و تعلیمی تعارف ہے۔ انشاء اللہ ہماری واپسی پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

مصر سے جو کتابیں بھیجی گئی ہیں ان کے لئے دوبارہ یاددہانی کی ہے، خدا کرے پہونچ جائیں ایک ہزار سے کم کی مالیت کی کتابیں نہیں ہیں۔

اس سال حج کے موقع پر اخوان کے ممتاز آدمی آئے تھے، اچھے اجتماعات رہے، آپ نے گرامی نامہ میں ''الدعوۃ'' (۱) کے جس مضمون کے متعلق اشارہ فرمایا تھا نیز جو مشورے تحریر فرمائے تھے وہ ان کے ایک بہت ممتاز آدمی سے تفصیل سے کہہ دیئے اور انہوں نے نوٹ کر لئے امید ہے کہ وہ آئندہ اس کا لحاظ رکھیں گے ہندوستان میں جواہر لعل (۲) کی کامیابی سے بے حد مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کو ملک کے لئے مبارک فرمائے، زم زم انشاء اللہ جتنا زیادہ لایا جاسکے گا لائیں گے۔

ہماری روانگی انشاء اللہ ۱۲/ اکتوبر کے اسلامی جہاز سے ہوگی اس سے پہلے چھوٹے اور تکلیف دہ جہاز ہیں، مولانا منظور صاحب مدینہ طیبہ گئے ہوئے ہیں آج کل میں ان کا انتظار ہے محمد ثانی سلمہ اور برادرم مسلم اور محمد میاں کے خط ملے ان کے جواب میں ہم خود انشاء اللہ آتے ہیں، گھر میں بھابھی جان کو سلام بچیوں کو دعا ان کے خطوط ملے بہت خوشی ہوئی، حاجی مختار احمد صاحب ہسوی کا ۱۰/ ذی الحجہ کو منیٰ میں انتقال ہو گیا خلیل صاحب ہسوی کو اطلاع کر دی جائے وہ ان کے اعزہ کو مطلع کر دیں گے، ہماری ہی رباط میں ٹھہرے ہوئے تھے جب وہ ۱۳ کو واپس نہ آئے تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا، بعض آدمیوں نے کہا کہ ہم نے ان کو تلاش کیا اور شفاخانہ میں ان کی لاش ملی، ۸/ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں حاجی محمد شفیع بجنوری (۳) کا انتقال ہوا،

مولوی عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ ان کو کوئی رقم کسی بہاری صاحب کے ذریعہ نہیں

---

(۱) الاخوان المسلمون کا ترجمان۔ (۲) انڈین نیشنل کانگریس کی صدارت کی طرف اشارہ ہے۔ (۳) حاجی محمد شفیع ''بجنوری، بجنور جو لکھنؤ شہر کے مضافات میں واقع ہے، کے رہنے والے اور بہت ذاکر و شاغل اور صاحب نسبت بزرگ تھے اور ہر سال حج کرتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پہونچی، جو کچھ ان کو پہونچا وہ عبداللہ عبید اللہ صاحبان کے ذریعہ اس وقت تک ان کو چھ سو روپئے وصول ہوئے ہیں۔

مولوی عبداللہ صاحب سلام عرض کرتے ہیں۔

والسلام
ابوالحسن علی

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت الطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، ہم لوگ سنیچر کو تین بجے شام کو بخیریت پہونچ گئے، گاڑی کے چار گھنٹے لیٹ ہونے کی وجہ سے پوری دوپہر راستہ میں گذری، دہرہ دون تک سخت گرمی رہی، تقریباً چھ ہزار فٹ پر پہونچ کر موسم میں خاصا تغیر محسوس ہوا، یہاں موسم بہت خوشگوار ہے، ہلکی سردی ہے، روزہ کچھ معلوم نہیں ہوتا، جیسے وہاں نومبر کے روزے۔(۱)

راستہ میں بہت خیال رہا کہ محمد میاں کو ساتھ لیتے آتے، کئی مرتبہ آپ سے کہنے کا جی چاہا، خیال ہوا شاید آپ مناسب نہ سمجھیں کچھ خرچ کی بھی تنگی تھی، اس لئے کہتے کہتے رہ گئے، یہاں آتے تو بہت خوش ہوتے، وہاں کی گرمی (۲) یاد آتی ہے تو آپ سب کی تکلیف کے تصور سے تکلیف ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ آسان کرے اور بقیہ رمضان خیریت سے گذر جائے۔

ہمارے خطوط اس پتہ پر بھیج دیئے جائیں محمد میاں سے فرما دیجئے گا۔

ابوالحسن علی

ٹھنٹ لاج مسوری

موصولہ ۴ر جون (رمضان ۷۲ھ)

باسمہ

برادر مخدوم و معظم دامت الطافہ

---

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ نے یہ رمضان المبارک مسوری میں گذارا تھا وہاں آپ کے مخلص مسترشد شاہ محمد مسعود مرحوم رئیس بہٹ نے ایک کوٹھی جس کو ٹھنٹ لاج کہا جاتا تھا کرایہ پر لی تھی، جس میں پورا خانقاہی نظام قائم ہوا رمضان میں حضرت مولانا بھی مسوری تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا تھا، (۲) لکھنؤ میں ان دنوں سخت گرمی پڑ رہی تھی اور رمضان المبارک کا موقع تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، الحمد للہ ہم بھی بخیریت ہیں، اللہ تعالیٰ نے رمضان بڑی عافیت وسہولت سے گزار دیا، لکھنؤ میں شدید گرمی اور لو، کی اطلاعات ملتی رہیں، جن کی وجہ سے تشویش رہی، امید ہے کہ سب روزے اچھی طرح گذر گئے ہوں گے، یہاں کل سے بارش کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے مانسون معلوم ہوتا ہے، ہر طرف ابر محیط ہے، موسم میں خنکی آ گئی ہے، امید ہے کہ دو ہی چار روز میں وہاں بھی بارشیں شروع ہوجائیں گی، انشاء اللہ ۵-۶ دن میں یہاں سے سہارن پور اور وہاں سے لکھنؤ حاضری ہوگی۔

سید محمد یوسف صاحب (۱) کا خط ارسال خدمت ہے، انہوں نے مولانا مدنی مدظلہ (۲) کو شرکت کے لئے لکھا تھا مولانا کا جواب بھی مرسل ہے، یوسف صاحب کی رائے ہے کہ ۲؍ جولائی تاریخ مقرر کردی جائے، ہمارے نزدیک بھی اب مزید تاخیر مناسب نہیں، اگر آپ اس سے اتفاق فرمائیں تو ان کو ایک گرامی نامہ تحریر فرمادیں اور اپنی منظوری سے مطلع فرمادیں، ایک کارڈ ہمیں بھی تحریر فرمادیں، اس وقت تک جو تیاری ضروری ہو وہ ضرور کرلی جائے، مگر حتی الامکان اس سے زیادہ تاخیر نہ کی جائے مولوی عبدالغفور صاحب (۳) سے کچھ مفصل حالات معلوم ہوئے ہوں گے بھابی جان کو سلام بچیوں اور محمد میاں سلمہ کو دعا، یہاں عید سنیچر کو ہوئی۔

والسلام

ناچیز

ابوالحسن علی

۳؍ شوال ۷۲ھ

مسوری

---

(۱) سید محمد یوسف منصور پوری مرحوم، مولانا سید محمد طاہر حسینی منصور پوری کے والد، مولانا سید سلمان حسینی ندوی کے دادا۔ (۲) مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، کو مولانا سید محمد طاہر حسینی منصور پوری کے نکاح میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ (۳) مولانا عبدالغفور مرحوم سابق مددگار ناظم، قصبہ استھاواں بہار کے رہنے والے تھے، ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کی کچھ عرصہ ندوۃ العلماء میں محرر مراسلات رہے ۱۳۳۳ھ میں پیشکار ناظم ہوئے۔ ۱۳۳۷ھ میں مددگار ناظم ہوئے مولانا حکیم سید عبدالحیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء کے معتمد خاص تھے۔ ۲۲؍ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ کو انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ وغفرلہ

www.abulhasanalinadwi.org

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، الحمد للہ طبیعت بالکل اچھی ہے کمزوری بھی جا چکی ہے، چہارشنبہ کو لکھنؤ آجانے کا خیال تھا، مگر اب ہفتہ کے روز تک ملتوی کردیا ہے، انشاء اللہ سنیچر کو آئیں گے۔

دار العلوم کے ہال کے متعلق عجلت میں لکھنا بھول گئے تھے، آپ کی رائے عالی مناسب ہے، طلبا کا حرج ہوگا، یوں بھی مدرسہ کا ہال مختلف اغراض کے لئے استعمال ہونا کچھ مناسب وشایان شان بات نہیں، شاید جناب نے اس وقت تک ان کو معقول جواب بھی دے دیا ہو، اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر کوئی حرج نہیں، اب اس میں تبدیلی مناسب نہیں۔

شیخ الحدیث صاحب (۱) کو خط لکھ دیا مولوی طاہر صاحب (۲) وطن آگئے ہیں، اور یہاں کا بھی ارادہ رکھتے ہیں، ان کے والد کا خط آیا تھا،

رابع سلمہ (۳) کے ذریعہ مولانا منظور صاحب کو اس کی اطلاع کردی جائے کہ ہماری واپسی بجائے چہارشنبہ کے سنیچر کو ہوگی۔

گھر میں سب کو سلام ودعا، یہاں الحمد للہ سب اچھے ہیں بھائی جان سراج (۴) کو ان کی قدیم تکلیف، آنت اترنے کی ہوگئی ہے، صاحب فراش ہیں، اب روبصحت ہیں، ماموں صاحب (۵) بھی اب پہلے سے اچھے ہیں۔

والسلام

ناچیز

ابوالحسن علی

رائے بریلی ۲۰ رجنوری ۵۳ء

---

(۱) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) مولانا سید محمد طاہر حسینی منصور پوریؒ۔ (۳) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی۔ (۴) سید سراج النبی حسنی مرحوم حضرت مولانا کے برادر نسبتی اور ماموں زاد بھائی، ان کو آنت اترنے کی قدیم شکایت تھی جو آخر تک رہی نہایت رقیق القلب اور خدا رسیدہ بزرگ تھے بہت محتاط اور تقویٰ شعار تھے، رائے بریلی میں وفات پائی، اور حظیرہ شاہ سید محمد صابرؒ میں آسودہ خاک ہوئے۔ رحمہ اللہ وغفر لہ (۵) حضرت مولانا کے ماموں سید احمد سعید حسنی مرحوم بن حضرت شاہ ضیاء النبی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا کے خسر بھی تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

برادر صاحب مخدوم و معظم دام مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا لکھنؤ سے بریلی، علی گڑھ ہوتے ہوئے دہلی پہونچے، دہلی پہونچ کر لاہور کے خلاف احمدی ہنگامہ (۱) نے شدت اختیار کرلی، اوراس کی تفصیلات اخبارات میں آنے لگیں، سب کا مشورہ ہوا، کہ چند دن فضا کے درست ہونے کا انتظار کرلینا چاہئے اس لئے کہ وہاں پہونچ کر کسی کے یہاں محصور ہوجانا پڑے گا، اور ملنا جلنا کام کرنا مشکل ہوجائے گا، پاسپورٹ تو ضروری کارروائی کے لئے دے دیا، اور خود انتظار میں ہیں، ویزا تو کل تیار ہوجائے گا، مگر ابھی حالات روبہ اصلاح نہیں ہیں، شہر میں مارشل لا ہے اور سختیاں ہورہی ہیں، اس لئے خیال ہے کہ ہفتہ عشرہ دہلی رہ کر انتظار کر لیا جائے، اگر حالات اعتدال پر نہ آئیں تو سفر ملتوی رکھا جائے، اور لکھنؤ واپسی ہوجائے، دو دن کے لئے سہارن پور آئے ہوئے ہیں، یہاں سے امروہہ ہوتے ہوئے دہلی واپسی ہوگی۔ اور وہیں انتظار کیا جائے گا۔

بریلی میں سید محمد یوسف صاحب (۲) سے ضروری گفتگو کرلی امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا، محمد ثانی سلمہ اچھے ہیں، اور سلام عرض کرتے ہیں، سب کو سلام ودعا رابع سلمہ سے فرمادیجئے کہ ہماری ڈاک دہلی کے پتہ پر روانہ کریں، سہارن پور بھیجے گئے خطوط مل گئے۔

والسلام

خاکسار، ابوالحسن علی

۸/مارچ ۵۳ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا، سنیچر کو ۳ بجے جونپور (۳) پہونچنا ہوا، الحمدللہ آمد بہت اچھی رہی، اور سفر نتیجہ خیز ثابت ہوا، اگلے روز اسی گاڑی سے بیس آدمیوں کی جماعت کے ہمراہ (لکھنؤ کے ساتھیوں کے علاوہ) بنارس آئے، یہاں دو جگہ اجتماع میں شرکت کی، ۲۰-۲۲ آدمی یہاں سے بھی جون پور کے لئے تیار ہوگئے، جو اگلے

(۱) ۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت جس میں حکومت وقت نے ظلم وستم کا بازار گرم کردیا تھا علماء کی بہت بڑی تعداد کو قید کردیا تھا اور پولیس بعد میں فوج کی گولیوں سے بے شمار مسلمان شہید ہوئے تھے، ان حالات میں پاکستان کا سفر بے فائدہ ہوتا۔ (۲) سید محمد یوسف صاحب منصور پوری مرحوم والد مولانا محمد طاہر حسینی منصور پوری۔ (۳) یہ سفر تبلیغی سلسلہ کا تھا اس زمانہ میں حضرت مولاناؒ بکثرت تبلیغی سفر کرتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

سنیچر کو جون پور روانہ ہوں گے، آج ہم پرتاپ گڈھ جا رہے ہیں، رات وہاں گذار کر انشاء اللہ کل منگل کو رائے بریلی پہونچیں گے، اور جمعہ کو پہلی گاڑی سے صبح لکھنؤ پہونچ جائیں گے۔

نیند کی شکایت (۱) تقریر کرنے کی وجہ سے پھر ہوگئی، معدہ بھی ٹھیک نہیں ہے امید ہے کہ رائے بریلی میں آرام کرنے کا موقع مل جائے گا۔

گھر میں خیریت کہہ دی جائے، خدا کرے وہاں بھی ہر طرح خیریت ہو، محمد ثانی سلمہ کو بعد سلام کے معلوم ہو کہ مجاہد صاحب (۲) سے کاپیاں (۳) زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

سب کو سلام

ناچیز علی

۲/ مارچ ۱۹۵۴ء

حاجی ارشد صاحب۔ ڈی۔ ای۔ ٹی کنسٹرکشن

ٹیلگراف کمپاؤنڈ لاہور

۱۷/ اکتوبر ۵۵ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت الطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، الحمد للہ ہم دونوں (۴) بعافیت ہیں۔ ۶/ اکتوبر کو لاہور میں زبردست سیلاب (۵) آیا اسی روز ۳۰-۷ بجے صبح ہم خیبر میل سے پشاور سے لاہور پہونچے، اگر ایک گھنٹہ کی بھی دیر ہو جاتی تو ہم کہیں راستہ میں پڑے ہوتے اور کئی روز سیلاب کے اندر گھرا رہنا پڑتا، سیرت (۶) کا مسودہ لاہور چھوڑ گئے تھے، سیلاب تعاقب میں تھا، تالا توڑ کر کتاب نکالی، اور اپنی قیام گاہ سے منتقل ہوئے، دو گھنٹے میں وہاں آٹھ فٹ تک پانی آ گیا، اور چھتوں تک پہونچ گیا، اللہ تعالیٰ نے برسوں کی محنت کو صاف بچا لیا، شام تک دو تہائی شہر زیر آب تھا، سڑکوں پر کشتیاں چل رہی تھیں، بعض محلوں

---

(۱) حضرت مولاناؒ کو نیند کی کمی کی شکایت مستقل رہتی تھی جو آخر عمر تک رہی۔ (۲) لکھنؤ کے اعلیٰ پایہ کے خوشنویس مجاہد حسین جو حضرت مولانا کی کتاب کی کتابت کر رہے تھے اور مولانا محمد ثانی حسنیؒ کتابوں کی کتابت وطبع واشاعت کے کام کو دیکھتے تھے۔ (۳) کاپیوں سے مراد کتابت شدہ اوراق ہیں۔ (۴) ہم دونوں سے مراد ہیں حضرت مولانا خود اور بڑے بھانجہ مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ جو اس سفر میں ساتھ تھے۔ (۵) ۵۵ء میں پنجاب میں زبردست سیلاب آیا تھا جس سے بڑا جانی ومالی نقصان ہوا تھا حضرت مولانا اس وقت لاہور میں تھے، اور وطن واپسی کا ارادہ کر رہے تھے لیکن چونکہ سیلاب کی وجہ سے پنجاب کے مغربی ومشرقی دونوں حصے متاثر تھے اس لئے ریل کا راستہ منقطع تھا۔
(۶) سیرت سید احمد شہیدؒ

www.abulhasanalinadwi.org

میں جہاں سیلاب پہونچنے کا وہم وگمان بھی نہ تھا، وہاں سر سے اونچا پانی تھا، اور ہزاروں آدمی چھتوں پر پناہ گزیں تھے، غرض ایسا تیز رفتار سیلاب اور ایسا وسیع، کبھی آنکھوں نے نہیں دیکھا، محمد ثانی سلمہ ایبٹ آباد، بالاکوٹ گئے ہوئے تھے، خیال تھا ہوائی جہاز سے ان کو آنا پڑے گا، مگر وہ دو روز کا سفر کر کے ملتان کے راستہ سے پہونچے، اب ہم دونوں لاہور میں ہیں، لاہور امرتسر کے درمیان ریل کا سلسلہ منقطع ہے، پھر امرتسر اور جالندھر کے درمیان، ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھی ہم کو اس صورت سے مل سکتا ہے کہ دہلی سے ٹکٹ خرید کر بھیجا جائے، بڑی تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ لاہور سے جالندھر تک بس جاتی ہے اور جالندھر سے سہارنپور اور آگے تک ریل چل رہی ہے، چنانچہ، سنیچر ۲۲ر اکتوبر کو یہاں سے روانگی کا ارادہ کرلیا ہے، اس مجبوری سے کافی تاخیر ہوئی، مگر یہ قیام بے کار ثابت نہیں ہوا۔ سیرت (۱) کے سلسلہ میں بڑا قیمتی مواد فراہم ہوگیا، اور ہمارے سامنے اس کی کتابت شروع ہوگئی۔

مولوی عمران خاں صاحب (۲) کا تار آیا تھا کہ ۱۸ر تک پہونچ جاؤ تو بہتر ہے، مگر کوئی صورت نہ تھی اب ۲۲ر اکتوبر کو روانگی ہوگی انشاء اللہ۔

شاہ سعود (۳) کی آمد کے متعلق ایک مفصل خط یوسف الفوزان صاحب (۴) کے نام بھیجدیا تھا، ابھی جواب نہیں آیا، آنے پر انشاء اللہ مزید کوشش کی جائے گی۔

محمد میاں سلمہ (۵) غالبًا اپنے دورے سے واپس آگئے ہوں گے، البعث (۶) کا پہلا پرچہ مجموعی حیثیت سے خاصا رہا اور توقع سے بہتر، امید ہے کہ آئندہ نمبر اور بہتر ہوں گے،

یہ خط محمد رابع سلمہ (۷) کو بھی دکھا دیا جائے، البعث کے مضامین نہیں پہونچے، شاید ہمارے انتظار میں نہ بھیجے ہوں اب تو وقت بھی نہیں ہے، وہیں خوب غور سے دیکھ لئے جائیں اور کوشش کی جائے کہ غلطی نہ رہے۔

آپا جان (۸) اگر آگئی ہوں، تو ان کو بھی خیریت اور حالات سنا دیئے جائیں۔ امید

---

(۱) سیرت سید احمد شہیدؒ۔ (۲) مولانا محمد عمران خاں ندویؒ سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ (۳) شاہ سعود بن عبدالعزیز آل سعود، سعودی عرب کے بادشاہ۔ (۴) سفیر سعودی عرب، متعینہ دہلی جو حضرت مولاناؒ کے بڑے قدرداں اور محب تھے۔ (۵) مولانا محمد الحسنیؒ حضرت مولانا کے محبوب بھتیجہ اور اعلیٰ پایہ کے عربی و اردو کے اہل قلم تھے۔ (۶) البعث الاسلامی عربی ماہنامہ جو مولانا محمد الحسنی کی ادارت میں شائع ہوتا تھا اب ندوۃ العلماء کا ترجمان ہے جس کے رئیس التحریر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی حال مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء ہیں۔ (۷) مولانا محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔ (۸) بڑی ہمشیرہ محترمہ امۃ العزیزؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ سب اچھے ہوں گے۔

محمد ثانی سلمہ سلام کہتے ہیں۔ بھائی عبدالباقی صاحب وسیف الدین صاحب سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

ناچیز
ابوالحسن علی

برادر معظم ومخدوم دامت برکاتہ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، الحمدللہ ہم بھی بعافیت ہیں، اور آپ کی عافیت وصحت کے لئے دعا گو۔

۱۲ر جون کو دمشق سے ترکی کے ارادہ سے روانہ ہوئے، احباب نے اس سفر پر بہت آمادہ کیا ہمیں بھی خیال آیا کہ پچھلے سفر میں ترکی رہ گیا تھا، اس مرتبہ خواہ چندروز کے لئے مگر، ضرور ہولیں، ایک شب حلب میں قیام کر کے اگلے روز ۱۳ر جون کو طورس ایکسپریس سے صبح نو بجے روانہ ہوئے، حدود شام تک شامی سکہ سے ٹکٹ لیا، اصلاحیہ سے استنبول کا ٹکٹ لیا جو ۶۷ لیرہ کا ملا تقریباً ۴۰-۴۵ روپیہ کا سکنڈ کلاس کا یا کچھ زیادہ، ۴۲ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ۱۵ر جون کو جمعہ کے روز صبح ۳ بجے استنبول پہونچے، حیدر پاشا سے اسٹیمر کے ذریعہ بحیرۂ مرمرہ کو عبور کر کے قسطنطنیہ میں داخل ہوئے، (۱) اتفاق سے جن صاحبوں کو تار سے ہماری آمد کی اطلاع دی گئی تھی، وہ وقت کی اچانک تبدیلی کی وجہ سے اسٹیشن گاڑی کی آمد کے وقت نہ پہونچ سکے، اور ہم کو خود ہی ان کا مکان تلاش کرنا پڑا، وہ اسٹیشن گئے ہوئے تھے اس لئے ہمیں نہ مل سکے، نتیجہ یہ ہوا کہ شام تک وہ ہم کو تلاش کرتے رہے اور انہوں نے کوئی ایسی جگہ جہاں ہمارے ملنے کا احتمال تھا، نہیں چھوڑی، اور ہمارا حال یہ ہوا کہ ۶ بجے شام تک ہم شہر میں بھٹکتے رہے، اور اشاروں سے بات کرتے رہے، جیسے گونگے، بہرے لوگ بات کرتے ہیں، کوئی عربی جاننے والا نہیں ملتا تھا، اور ترکی کا ایک لفظ ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا، ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولنے والے دو آدمی ملے، ان سے چند منٹ مدد ملی پھر ہم تنہا تھے، اور بھی مصیبت تھی نہ کہیں ٹھہرنے کا ٹھکانہ تھا نہ کوئی واقف، روپیہ ختم ہو گیا تھا، اور ہنڈی جو ہم لے کر آئے تھے، جن صاحب کے نام تھی وہ ملے نہ تھے، غرض ایسی پریشانی رہی کہ کسی سفر میں پیش نہیں

(۱) اس سفر کی روداد حضرت مولاناؒ کی کتاب ''دو ہفتے ترکی میں'' دیکھئے شائع کردہ مکتبہ اسلام لکھنؤ۔

www.abulhasanalinadwi.org

آئی، شام کو مغرب کے وقت وہ شامی طالب علم تلاش کرتے کرتے ہم کو مل گئے اور اللہ تعالیٰ نے مشکل آسان کی، افسوس ہے کہ یہ ملک عربی سے بالکل بیگانہ ہو گیا ہے، اسلام سے بھی بیگانہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی، مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی (۱) مسجدوں کے اندر تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسلام ہی اسلام ہے بڑی بڑی مسجدیں بھری ہوئیں، لوگ نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے ہیں، اور رمضان میں تو بتلایا جاتا ہے کہ یہ حال تھا کہ مسجد سلیمانی میں عشاء وتراویح میں تیس تیس چالیس چالیس ہزار آدمیوں کی جماعت ہوتی تھی، مسجد کے باہر البتہ کوئی اسلامی شہر نہیں معلوم ہوتا، یورپ کا ایک شہر نظر آتا ہے، سب کے سر پر ہیٹ، یا سر ننگے، علماء ودیندار اور معمر اشخاص جن کے چہروں پر داڑھی ہے ہیٹ لگائے نظر آتے ہیں، امام صاحب مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے داخل ہوتے ہیں تو اپنے کمرے میں ہیٹ اتار کر رکھ دیتے ہیں، اور کپڑے کی ٹوپی دو پلی جیسی یا ہندوستانی طرز کی اوڑھ لیتے ہیں، لاطینی رسم الخط سارے ملک پر چھایا ہوا ہے، اتوار کو تعطیل ہوتی ہے، لیکن رفتہ رفتہ دینی بیداری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں اور حکومت کی دینی بندشیں ہلکی ہو رہی ہے، اذان، تو عرصہ سے عربی میں ہونے لگی ہے، دینی تعلیم کا انتظام بھی وسیع ہوتا جا رہا ہے، جو مسجدیں حکومت کے دفاتر یا عجائب خانوں میں تبدیل کردی گئی تھیں، ان کو واگزار کرنے کا خیال ہے، لوگ عموماً وزیر اعظم عدنان مندریس (۲) کی تعریف کرتے ہیں۔ یہودیوں کا اثر حکومت اور صحافت پر بہت ہے۔ (۳)

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ہماری یہ آمد فائدہ سے خالی نہ ہوگی، یونیورسٹی بالخصوص میڈیکل کالج میں شامی وعراقی طلبہ کی خاصی تعداد ہے ان سے اور ان کے ذریعہ دینی خیال کے نوجوانوں اور طلبہ سے کئی بار ملاقات ہو چکی ہے، عرب طلبہ کو یہاں اچھی

---

(۱) مصطفیٰ کمال پاشا کے مخالف اسلام اقدامات نے جو انگریزوں کے حسب ایما ہوتے تھے ظاہری طور پر اسلام اور اسلامی ثقافت کو دیس نکالا دیدیا تھا مگر ترک قوم جس کے ریشہ ریشہ میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیوست اور حرز جان تھی اس کی وجہ سے وہ ترک قوم کا رشتہ اسلام سے توڑنے میں بری طرح ناکام ہوا۔
(۲) ترکی کے سابق وزیر اعظم عدنان مندریس جنہوں نے کمالی الحادی اقدامات وپابندیوں کو نرم کرنا اور اٹھانا شروع کیا تھا جس میں عربی میں اذان دینے کی اجازت شامل تھی لیکن یہودیوں اور انگریزوں کے زیر اثر ترکی فوج برداشت نہ کرسکی اور فوجی انقلاب کے ذریعہ حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور وزیر اعظم عدنان مندریس کو پھانسی دیدی گئی۔ (۳) بینک کاری صحافت اور صنعتوں کے ساتھ ساتھ یہودی سرمایہ داروں خاص کر صہیونی گروہ کا سیکولر بلکہ مذہب دشمن ترکی فوج پر پورا کنٹرول ہے اور وہ اسلامی بیداری کو کچل دینے کو اپنا دستوری فرض سمجھتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حالت میں پایا، اور وہ اسلام کے داعی ہیں (۱) ان کی وجہ سے ہم کو ہر طرح کی آسانی اور راحت ہے اور انہوں نے ہم کو ہر بار سے سبکدوش کر رکھا ہے، انہیں کے مہمان ہیں، اور وہ ایک پیسہ نہیں خرچ کرنے دیتے۔

پرسوں یہاں سے قونیہ اور وہاں سے دو روز کے لئے انقرہ جانے کا خیال ہے وہاں سے اسکندریہ کے راستہ انشاء اللہ دمشق واپسی ہوگی، اور وہاں ۵-۶ روز ٹھہر کر ہندوستان واپسی ہوجائے گی۔

یہ خط محمد میاں سلمہ اور محمد ثانی ورابع بھی دیکھ لیں، علیٰحدہ علیٰحدہ خط لکھنا، اس وقت مشکل ہے چونکہ قسطنطنیہ صرف پانچ روز ٹھہرنے کا پروگرام ہے، اور بہت بڑا شہر ہے، اس لئے دن بھر مصروف رہتے ہیں اور خط لکھنے کا موقع نہیں ملتا، رائے بریلی سے عرصہ سے کوئی خط نہیں آیا، رابع سلمہ وہاں کی خیریت سے دمشق کے پتہ پر مطلع کریں۔ امید ہے کہ آپ سب بخیریت ہوں گے گھر میں سب کو سلام و دعا۔

والسلام

ناچیز علی

۱۷/ جون ۵۶ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، دونوں گرامی نامے متعاقب باعث سرفرازی ہوئے، خیریت وصحت مزاج سے اطمینان ہوا، آج الحمد للہ ۱۴/ دسمبر جمعہ کو ہمارا دورہ، امراوتی پر ختم ہو رہا ہے، اور کل صبح بھوپال کو روانگی ہے، یہ دورہ بعض حیثیتوں سے بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب رہا، مخلوط اجتماعات (۲) ہر جگہ تقریباً بہت موثر ومقبول رہے، ساگر کے اجتماع کا حال جناب کے علم میں آچکا ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ ساگر یونیورسٹی کا وائس چانسلر جو اجتماع میں اول سے آخر تک شریک رہا اور بڑی محویت سے سنتا رہا وہ مشہور سی۔ پی کا بدنام ومتعصب ہوم منسٹر مصرا جس نے ٹنڈن (۳) کی تائید کی

---

(۱) شامی وعراقی طلبا جو الاخوان المسلمون کے تربیت یافتہ تھے اور ترکی میں تعلیم کے لئے مقیم تھے انہوں نے جدید ترکی میں اسلامی بیداری اور دینی فضا پیدا کرنے میں بڑا حصہ لیا، اور دینی دعوت کے میدان میں ان کی کوششیں بہت بارآور ہوئیں۔ (۲) تحریک پیام انسانیت کے سلسلہ کے اجتماعات۔ (۳) مشہور فرقہ پرست کانگریسی لیڈر پرشوتم داس ٹنڈن۔

www.abulhasanalinadwi.org

تھی اور جواہر لال (۱) کی مخالفت میں بیانات دیئے تھے جلسہ سے جانے کے بعد اس نے اپنے تاثر کا اظہار کیا، برار میں خصوصیت کے ساتھ مشترک اجتماعات کا شوق پایا گیا، اور غیر مسلم اصحاب نے تعاون کیا، آکوٹ ایک مقام ہے وہاں کے ایک سربرآوردہ اور بااثر ہندو نے جو وہاں کے سب سے بڑے معبد کا پروہت ہے، آکر خواہش ظاہر کی کہ یہاں مخلوط اجتماع ہو اور ہم خود اس کا انتظام کریں گے اور لوگوں کو دعوت دیں گے، چنانچہ اس نے بڑی سرگرمی سے انتظام کیا اور بڑا جلسہ ہوا، بہت صاف تقریر ہونے کے باوجود اس نے مسرت و تاثر کا اظہار کیا، آج امراوتی میں بھی مخلوط اجتماع ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مشترک اجتماعات بڑے مفید ہیں اور ان سے فضا پر اثر اچھا پڑ سکتا ہے جو خواہ ابھی محسوس نہ ہو مگر آئندہ اس کا فائدہ محسوس ہوگا۔

یہ بھی تائید الٰہی ہے کہ شروع سے نزلہ چل رہا ہے اور چند چند روز کے بعد تکان سے حرارت بھی ہو جاتی ہے، مگر کام چلتا رہا، اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل سفر نباہ دیا، ایک ایک روز میں ۷۰/۸۰ میل موٹر کا سفر بھی ہوا ہے اور کئی کئی مقامات پر تقریریں، رات کو دیر میں سونا، کھانا کھاتے ہی سو جاتے ہیں، بے اعتدالیاں ہوئیں مگر صحت پر اثر نہیں پڑا طبیعت بہت خوش اور چست رہی، قبض، بے خوابی اور اختلاج کی شکایت کم سے کم ہوئی یا بالکل نہیں ہوئی، دوائیں ابھی موجود ہیں اور بعض اوقات استعمال کرنی پڑیں، امید ہے کہ آپ کی دعاؤں سے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہوتی رہے گی۔

''الطریق الی مکہ'' (۲) آپ کی خدمت میں بھیجی تھی، کتاب نہایت دلچسپ اور پر از معلومات ہے ابن سعود (۳) مرحوم کے متعلق بڑی جنچی تلی رائے دی ہے، اس کا اگر انتخاب کر دیا جائے تو ہندی میں اس کی اشاعت بڑی مفید ہوگی۔

دوسرا پرچہ جس میں اس کا انتخاب ہے، محمد میاں سلمہ کو عنایت فرما دیجئے گا، ان کے رسالہ (۴) کے لئے ہے، امید ہے گھر میں سب خیریت ہوگی، محمد میاں، محمد ثانی محمد رابع سلمہم کو سلام و دعا، میمونہ (۵) کو پیار، بھابھی جان کی خدمت میں سلام۔

---

(۱) جواہر لال نہرو سابق وزیر اعظم ہند۔ (۲) محمد اسد مرحوم کی اس کتاب کا ملخص ترجمہ ''طوفان سے ساحل تک'' مولانا محمد الحسنیؒ کے قلم سے ہوا اور مجلس تحقیقات و نشریات اسلام سے شائع ہوا۔ (۳) ملک عبدالعزیز بن سعود بادشاہ سعودی عرب۔ (۴) البعث الاسلامی مراد ہے۔ (۵) دختر کلاں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

والسلام

نالائق، ابوالحسن علی

۱۴ر دسمبر ۵۶ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ پہونچا، ہم نے کان پور بھیجنے کے لئے ایک خط تیار کرلیا تھا اور جمیل صاحب (۱) سے کہہ دیا تھا کہ ہم سے لے لیں، پھر وہ بھی بھول گئے، اور ہمیں بھی خیال نہ رہا، وہ خط محمد ثانی سلمہ (۲) کے ہاتھ بھیج دیا ہے، اس کی نقلیں کروا کر یا چھپوا کر بھیج دیا جائے، پھر مولوی مرتضیٰ صاحب (۳) چلے جائیں، ہم حاجی منت اللہ صاحب (۴) کو لکھ دیں گے کہ وہ جہاں تک ہو سکے ان کی مدد کریں اور اگر ممکن ہو تو کہیں کہیں ساتھ چلے جائیں، اس کام کو ہمارے سفر پر ملتوی نہ رکھا جائے، اس لئے کہ بظاہر ہم کو رمضان المبارک میں لکھنؤ اور کان پور جانے کی ہمت نہیں معلوم ہوتی، اگر ملتوی کیا گیا تو شاید یہ کام رہ ہی جائے، حاجی منت اللہ صاحب کے بھیجے ہوئے پتے بھی واپس کر دیئے ہیں، آپ کے نام کا عریضہ دینا بھول گئے اس لئے یہ کارڈ لکھ رہے ہیں۔

نزہۃ الخواطر (۵) کا غلط نامہ اگر جلد تیار ہو جائے تو کتاب جلد شائع ہو جائے گی۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

---

(۱) مولانا جمیل احمد ندوی مرحوم سابق مددگار ناظم ندوۃ العلماء۔ (۲) مولانا محمد ثانی حسنیؒ مصنف سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی و سابق مدیر ماہنامہ رضوان۔ (۳) مولانا سید محمد مرتضیٰ مظاہریؒ سابق ناظر کتب خانہ شبلی نعمانی ندوۃ العلماء۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور سے علوم اسلامی میں تکمیل کی اور دار العلوم ندوۃ العلماء میں خدمت علم میں مصروف ہوئے، حضرت مولاناؒ کے معتمد خاص اور محب صادق تھے مجھوا میر ضلع بستی کے رہنے والے اور حضرت مولانا جعفر علی نقوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کے خاندان سے نسبی تعلق تھا حضرت مولانا سید جعفر علی نقوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید شہید کی شہادت (بالاکوٹ) کے بعد ہندوستان واپس آئے اور مشرقی اتر پردیش بہار بنگال میں آپ کی کوششوں سے اصلاح عقائد و اعمال کی لہر دوڑ گئی اور دینی مدارس کا قیام عمل میں آیا، مولانا سید محمد مرتضیٰ نقویؒ نے اپنے قابل فخر اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی پوری زندگی اسلام اور اسلامی علوم وفنون کی خدمت میں گذاری ایک مختصر علالت کے بعد ۴ر نومبر ۱۹۹۵ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور ڈالی گنج لکھنؤ میں آسودہ خاک ہوئے رحمہ اللہ (۴) حاجی منت اللہ صاحب کانپور کے ایک مخیر تاجر اور ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے رکن تھے کانپور میں دار التعلیم والصنعت کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد ڈالی جو اب ایک بڑا ادارہ ہے، ۲۸ر جولائی ۱۹۹۱ء کو کانپور میں وفات پائی اور وہیں تدفین ہوئی۔ (۵) نزہۃ الخواطر بهجة المسامع والنواظر از مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

والسلام

ناچیز

ابوالحسن علی

رائے بریلی

۵؍رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

برادر مخدوم و معظم دامت برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، گرامی نامہ شرف صدور لایا، اس سے پہلے برار کے ایک خط میں بھی اسی کی بابت استفسار تھا، اور ایک صاحب کے حوالہ سے یہ اطلاع دی تھی، اب مولانا مسعود علی صاحب (۱) کا خط آیا ہے، ہم نے آج ہی بمبئی حاجی احمد غریب (۲) کو لکھا ہے اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو ان کو امید ہے کہ ضرور اطلاع ہوگی، مولانا مسعود علی صاحب کو بھی لکھا ہے کہ ان صاحب کا نام لکھیں، جن سے ان کو یہ خبر معلوم ہوئی تا کہ اس حوالہ سے دریافت کیا جاسکے، خدا کرے یہ اطلاع صحیح ہو۔

محمد ثانی سلمہ کے ہاتھ، لکھا ہوا خط بھیجنا بھول گئے تھے، بعد میں کارڈ لکھا، امید ہے کہ ان پتوں پر خطوط روانہ کردئے جائیں گے، بعد میں مولوی مرتضی صاحب کو حاجی منت اللہ صاحب (۳) کے پاس بھیج دیا جائے گا، ہم بھی ان کو خط لکھ دیں گے۔

الحمد للہ روزے اچھے گذر رہے ہیں، خدا کرے آپ سب کا مزاج بھی بعافیت ہو، چچا جان (۴) پہلے سے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

---

(۱) مولانا مسعود علی ندوی سابق ناظم دارالمصنفین اعظم گڈھ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہوکر علامہ شبلی نعمانی کے قائم کردہ دارالمصنفین کی تعمیر وترقی میں لگ گئے اور حق شاگردی ادا کردیا دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد آپ ہی کے ہاتھوں تعمیر ہوئی، ۱۹۶۷ء میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۲) حاجی احمد غریب ممبئی کے ایک مخیر تاجر اور دینی وملی خدمات میں حصہ لینے والے اہل خیر میں تھے دارالعلوم ندوۃ العلماء سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ (۳) کانپور کے مخیر اور ملی درد رکھنے والے تاجر جن کا تذکرہ گذر چکا۔ (۴) مولانا سید عزیز الرحمن ندوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولاناؒ کے رشتہ کے چچا تھے اور اپنے دور میں خاندان کے بزرگ تھے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی جب دارالعلوم خاتون منزل گولہ گنج لکھنؤ میں تھا اور علامہ سید سلیمان ندوی طالب علم تھے، تعلیم کے بعد دارالعلوم میں بحیثیت مدرس فارسی اور نائب ناظر کتب خانہ ندوۃ العلماء کام کیا، نہایت غیور منتظم اور رعب وداب کے بزرگ تھے مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے نہایت خوش اوقات اور ذاکر شاغل تھے ۱۶؍شوال ۱۳۷۷ھ کو وفات پائی اور حظیرہ حضرت شاہ علم اللہؒ میں دفن ہوئے ان کے صاحبزادہ مولانا ابوبکر حسنی صاحب

www.abulhasanalinadwi.org

والسلام

خادم ابوالحسن علی

رائے بریلی، ۹ ررمضان ۱۳۷۶ھ

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، الحمدللہ کل بعافیت تمام لاہور پہونچ گئے سردی بہت غیر معمولی نہیں، چونکہ حضرت (۱) کو سخت انتظار تھا اور خطوط برابر اشتیاق وانتظار کے آرہے تھے، اس لئے زیادہ تاخیر مناسب معلوم نہ ہوئی، اور باوجود واپسی کے تقاضہ اور کشش کے اس طرف کا قصد کرلیا، اللہ تعالیٰ بہتر کرے اور اس سفر کو دینی ترقیات وثمرات کا باعث بنائے۔

لکھنؤ میں بعض قرضوں اور ضروری مطالبوں کی ادائیگی کرنی ہے، یہاں پہونچتے ہی دو سو روپیہ کی رقم مل گئی یہ رقم ہم ندوۃ العلماء کے حساب میں جمع کردیتے ہیں، اگر کوئی بہتر ذریعہ مل گیا تو یہ آسانی سے پہونچ جائے گی، ورنہ جہاں منشی صاحب کی رقوم کی منتقلی ہوگی وہاں یہ چھوٹی سی رقم بھی پہونچ جائے گی، آپ اس عریضہ کو ملاحظہ فرماکر محمد رابع سلمہ کو ندوۃ العلماء سے دوسو روپیہ کی رقم عنایت فرمادیں تاکہ وہ حسب ہدایت ومطابق تفصیل اس رقم کی ادائیگی کردیں، ہم نے ان کو ساری تفصیل لکھ دی ہے، امید ہے کہ اگر دفتر سے یہ دہانید کرانی ہے تو مولوی عبدالغفور صاحب (۲) اس کی تکمیل فرمادیں گے، آپ تاکید فرمادیجئے گا۔

ہمارا یہ سفر سیرت (۳) کی تکمیل کے لئے بھی سودمند ہوا، اس کی کتابت مکمل ہوچکی ہے پروف کا مقابلہ ہمارے سامنے ہوجائے گا انشاء اللہ اس کے بعد ہی کتاب تیار ہوجائے گی۔

دہلی میں واضح سلمہ (۴) سے ملاقات ہوئی، ماشاء اللہ ان کو مکان بہت اچھا مل گیا ہے

---

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ جو اس وقت لاہور میں مقیم تھے، حضرت مولاناؒ کا شدت سے انتظار کررہے تھے کہ قادیانیت کی رد میں عربی میں کتاب لکھنے پر اصرار کریں گے جس کے نتیجہ میں القادیانی والقادیانیہ، کے نام سے حضرت مولاناؒ نے کتاب لکھی دوسرے سال حاضری کے موقع پر حضرت رائے پوریؒ نے اس کو اردو میں منتقل کرنے کی فرمائش کی جس کی تعمیل میں قلیل مدت میں یہ کتاب اردو میں منتقل ہوگئی۔ (۲) سابق مددگار ناظم ندوۃ العلماء۔ (۳) سیرت سید احمد شہیدؒ (۴) مولانا واضح رشید ندوی اس وقت دہلی میں آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن میں ملازم تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور جس قدر دونوں نے تکلیف اٹھائی اب انشاء اللہ آرام حاصل کریں گے، آپ کی مرضی کے مطابق ان کو مکان ملا جو دونوں موسموں میں آرام دہ ثابت ہوگا۔

واضح سلمہ سے معلوم ہوا کہ جنۃ المشرق (۱) کے متعلق مولوی عبدالرزاق صاحب (۲) کا ارادہ طباعت کا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہ اس کی کوشش کر رہے ہیں، اگر ایسا ہے تو پھر کتاب سر دست ان کے پاس ہی رہے، الحمدللہ طبیعت اچھی ہے، معمولی نزلہ ہے انشاء اللہ وہ بھی زائل ہو جائے گا۔

گھر میں سب کو سلام ودعا، مولوی معین اللہ (۳) صاحب کی صحت کی طرف تشویش ہے، آپ ان کو علاج پر مجبور کریں، خواہ قرض وانتظام کی ضرورت پیش آئے، امید ہے کہ آپ اپنے تعلق بزرگانہ سے کام لیتے ہوئے ان کو حکم دیں گے اور اصرار کریں گے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

والسلام مع الاکرام

ناچیز

ابوالحسن علی

جنوری ۵۸ء

32, B. Jail Road Lahore

۳۰ر جنوری ۵۸ء

مخدوم ومعظم جناب بھائی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آداب کے بعد گذارش ہے کہ ہم بخیریت ہیں جب سے ادھر آنا ہوا (۴) جناب کا کوئی والا نامہ باعث عزت نہیں ہوا، محمد میاں سلمہ نے بھی اس مرتبہ کوئی خط نہیں لکھا، آج محمد رابع سلمہ کا خط ۲۴ر جنوری کا ۶ رروز کے بعد ملا، باوجود اس کے کہ ہوائی ڈاک سے آیا ہے۔

---

(۱) جنۃ المشرق اب الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند از مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ۔ (۲) مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم، مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے ساتھیوں میں تھے اور بڑے فاضل شخص تھے۔ (۳) مولانا معین اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء کی صحت ابتداء عمر ہی سے کمزور تھی اور علاج کی ضرورت رہتی تھی اس کمزوری صحت کے باوجود ندوۃ العلماء کی جو خدمات انہوں نے انجام دیں وہ قابل صد رشک ہیں جزاہ اللہ۔ (۴) جنوری ۵۸ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کے زیر انتظام مجلس مذاکرات اسلامی (اسلامی کلوکیم) کا انعقاد ہوا تھا جس میں شرکت کے لئے یہ سفر ہوا تھا مگر برار کے ایک طویل اور مفید دورہ کی مصروفیت کے باعث وقت سے پہو نچنا نہ ہوسکا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

محمد ثانی سلمہ (۱) آج تیسرا روز ہے ملتان، بھاول پور گئے ہیں، کل انشاء اللہ ان کی آمد ہے، ہمارا قیام اندازاً ۲۴-۲۵ رفروری تک رہے گا۔

سیرت (۲) کی طباعت کے متعلق ابھی یقین نہیں کہ مکمل ہوجائے، آج کل حضرت (۳) نے عربی میں ردقادیانیت (۴) کا کام سپرد فرمارکھا ہے اس میں پورا انہماک ہے اگر آپ شفقت نامہ سے مشرف فرمائیں تو بڑا اطمینان ہوگا، خدا کرے صحت ٹھیک اور مزاج گرامی بالکل بخیر ہو، یہاں سردی اچھی ہے، لیکن اب کم ہورہی ہے، حضرت کا مزاج بعافیت ہے۔

گھر میں بچیوں کو دعا، محمد میاں (۵) محمد رابع (۶) کو سلام۔

والسلام

خاکسار

ابوالحسن علی

۳۲ بی جیل روڈ لاہور

بی کلاس۔ا

خیریت آباد حیدرآباد دکن ۴

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آداب خادمانہ کے بعد گزارش ہے کہ ہم کل ۱۱ بجے دن کو دہلی سے ہوائی جہاز سے روانہ ہوکر ۲ بجے دن کو حیدرآباد پہونچ گئے، ہوائی اڈہ پر اچھے ممتاز لوگ خاصی تعداد میں آئے ہوئے تھے، شام کو بعد مغرب تقریر ہوئی اور بحمد اللہ کامیاب و مقبول ہوئی۔ ۱۸ رنومبر تک قیام ہے اور بڑا ابھرا ہوا اور مصروف پروگرام، یہاں کے دوستوں نے بنایا ہے، آج اسلامک اسٹیڈیز سرکل میں جس کے صدر ڈاکٹر سید عبداللطیف (۷)

---

(۱) مولانا محمد ثانی حسنیؒ (حضرت مولانا کے بھانجہ) اس سفر میں ہمراہ تھے۔ (۲) سیرت سید احمد شہید مراد ہے۔ (۳) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ۔ (۴) یہ کتاب عربی میں القادیانی والقادیانیہ اردو میں قادیانیت انگریزی میں قادیانزم کے نام سے شائع ہوئی اور متعدد زبانوں میں اس کے ترجمے شائع ہوچکے ہیں۔ (۵) مولانا محمد الحسنی (حضرت مولانا کے بھتیجہ) (۶) مولانا محمد رابع حسنی (حضرت مولانا کے بھانجہ او رحال ناظم ندوۃ العلماء)۔ (۷) ڈاکٹر سید عبداللطیف پی ایچ ڈی لندن انگریزی زبان کے ماہر، غالب کے نقاد اور برصغیر ہند کو ثقافتی وحدتوں میں تقسیم کرنے کے محرک کئی کتابوں کے مصنف آخر عمر میں قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں۔ ڈاکٹر ناظر یار جنگ (۱) کی صدارت میں تقریر ہے، جس کا موضوع ''اسلام کی تجدیدی واصلاحی تحریکات'' ہے۔

جامعہ عثمانیہ (۲) جامعہ نظامیہ (۳) وغیرہ میں بھی تقریریں ہیں، ایک تقریر یہاں کے عربوں کے محلّہ میں ہے جس کے مخاطب عرب ہوں گے، معلوم ہوا ۸۱-۱۰ ر ہزار کی تعداد میں ہیں، دو سفر نظام آباد اور گلبرگہ کے بھی رکھے گئے ہیں، غرض مقامی احباب اور تبلیغی جماعت کے کارکنوں نے اس سفر کو وصول کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

روزانہ صبح درس قرآن ہوتا ہے اور دن میں ۲/۲/۳/۳ پروگرام ہیں، کل کا تکان اس وقت تک ہے، اور ہلکی حرارت معلوم ہوتی ہے، معلوم نہیں کس طرح یہ سارا پروگرام مکمل ہو سکے گا ڈاکٹر ناظر یار جنگ اور مولوی حبیب الزماں خاں صاحب بھی تشریف لائے تھے، ندوہ کے لئے دونوں حضرات ساعی ہیں، اس سلسلہ کی بھی کچھ ملاقاتیں اور مجلسیں ہیں، آپ نے جو کچھ فرمایا تھا، اس کا بھی خیال ہے، واپسی انشاء اللہ ٹرین سے ہوگی، تین ساتھی ہیں، اس لئے ریل سے واپسی کا خیال ہے، انہوں نے پورا کمپارٹمنٹ ریزرو کرا رکھا ہے، ایک روز راستہ میں بھوپال ٹھہرنے کا خیال ہے، وہاں سے دہلی، دہلی سے سہارنپور پھر انشاء اللہ لکھنؤ۔ نزہۃ الخواطر کی ساتویں جلد قریب بہ تکمیل ہے، ایک دو مہینے میں انشاء اللہ اختتام کو پہونچ جائے گی ڈاکٹر نظام الدین صاحب حیدرآبادی (۴) امریکہ میں ہیں، جنۃ المشرق، کے متعلق ان کے قائم مقام صاحب سے انشاء اللہ گفتگو ہوگی۔

ہمشیرہ صاحبہ معظمہ کی خدمت میں سلام، دہلی میں واضح ہم کو پہونچانے آئے تھے، بخیریت ہیں، عزیزان محمد ثانی، محمد رابع، محمد میاں سلمہم کو سلام۔ ہمارا کوئی خط ابھی تک نہیں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) مسلم ملکوں کے حالات سے خوب واقف تھے ان کے شاگردوں میں ڈاکٹر حمید اللہ، ڈاکٹر ولی الدین جیسے اہم لوگ تھے ۶ رصفر ۱۳۰۹ھ (۱۱ ر ستمبر ۱۸۹۱ء) میں عالم پور ضلع محبوب نگر (حیدرآباد) میں پیدا ہوئے اور ۱۳ ر رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ (۴ ر نومبر ۱۹۷۱ء) میں وفات پائی۔ (۱) ڈاکٹر ناظر الدین حسن نام ناظر یار جنگ خطاب بیرسٹر تھے حیدرآباد جاکر جج ہائی کورٹ ہوئے ندوۃ العلماء سے خصوصی تعلق رکھتے تھے اور اس کی مجلس انتظامیہ کے رکن تھے مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کے ہم زلف اور محب تھے ۱۹۶۶ء میں وفات پائی۔ (۲) عثمانیہ یونیورسٹی (۳) جامعہ نظامیہ درس نظامی کا قدیم انداز کا مدرسہ تھا حضرت مولاناؒ ایک مرتبہ اس کی اصلاح نصاب کی کمیٹی میں شرکت کرنے حیدرآباد گئے اور اس سلسلہ میں مکمل رپورٹ تیار کر کے دی۔ (۴) ڈاکٹر محمد نظام الدین مرحوم سابق ڈائرکٹر دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد۔

www.abulhasanalinadwi.org

آیا، نہ سہارنپور نہ حیدرآباد، خدا کرے آپ سب بعافیت ہوں، نجم الحسن صاحب (۱) سے ملاقات ہوئی بخیریت ہیں۔

نالائق
ابوالحسن علی
۱۰؍نومبر ۱۹۵۸ء

گلبرگہ شریف
۵؍جمادی الاولیٰ ۸۷ھ

برادر صاحب مخدوم ومعظم دامت برکاتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ حیدرآباد میں شفقت نامہ موصول ہوا تھا۔ ایسی سخت مصروفیت رہی کہ عریضہ میں بہت تاخیر ہوئی۔

حیدرآباد کے ہر طبقہ نے ایسی توجہ اور پذیرائی کی کہ اس وقت تک ہندوستان میں کہیں نہیں ہوئی تھی۔ ہر دعوت میں سربرآوردہ اصحاب اور مخلص مسلمانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ علی گڈھ کلب میں ندوۃ العلماء کے سلسلہ میں اجتماع ہوا۔ جس میں نواب زین یار جنگ اور دین یار جنگ اور بہت سے عمائد شریک ہوئے۔ تھیوسافیکل سوسائٹی (۲) کی طرف سے مشترک جلسہ ہوا۔ اس میں بھی مجمع کثیر تھا۔ بیرکس کے عربوں نے بڑے جوش وخلوص سے دعوت دی اور بڑے تاثر کا اظہار کیا۔ بڑی اچھی صلاحیت ہے۔ اور یہاں کی تبلیغی جماعت کے ساتھ تعاون ہے۔ پرسوں عثمانیہ یونیورسٹی کی یونین میں تقریر تھی جس میں تقریباً پورا اسٹاف ہندو مسلمان اور طلبہ کی بڑی تعداد تھی۔ ہال بھرا ہوا تھا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ تقریباً تیس برس کے عرصہ میں اتنے سکون ودلچسپی سے بات نہیں سنی گئی۔ ہندو پروفیسروں نے بھی تاثر ظاہر کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حیدرآباد میں بڑی زندگی نظر آئی۔ ہمارے صوبہ کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ پولیس ایکشن (۳) اس ملک کے لئے رحمت بن گیا تقریباً روزانہ دو تین پروگرام ہوتے تھے اور ہر پروگرام میں بہت بڑا مجمع ہوتا تھا۔

---

(۱) نواب سید نجم الحسن ابن نواب سید نورالحسن خاںؒ از اولاد علامہ سید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی۔ (۲) تھیاسوفی کو ہندو تصوف یا ہندو فلسفہ تصوف سمجھیے، سارا زور روح اور اس کے تقلبات پر رنگ کچھ حاضرات وعملیات سے ملتا ہوا مسز اینی بسنٹ جو مسیحی سے ہندو ہوگئی تھیں اس کی روح رواں تھیں اور خصوصی مبلغ ومناد۔ (مولانا عبدالماجد دریابادیؒ) (۳) ریاست حیدرآباد کے ہند یونین میں الحاق کے موقع پر پولیس وفوج کی کاروائی کی طرف اشارہ ہے جس میں بڑا اتلاف مال وجان ہوا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

الحمدللہ باوجود اس انہاک ومشقت، دیر میں سونے، دیر میں کھانے اور بے نظمی اوقات کے، صحت لکھنؤ سے بدرجہا اچھی رہی۔ قبض بالکل نہیں رہا۔ نیند بھی آتی رہی۔ طبیعت بہت چست اور درست رہی۔ ندوہ کے سلسلہ میں ڈاکٹر ناظر یار جنگ نے بڑی توجہ اور دلچسپی کا اظہار کیا۔ بڑی خوبیوں کے آدمی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہر جگہ جاتے تھے اور بڑے تعلق کا اظہار کرتے تھے اور دارالعلوم کے کام کو بہت سراہتے تھے۔

مولانا حبیب الزماں خاں صاحب نے بھی بڑا حصہ لیا۔ رات کو جاگ کر اپنے قلم سے درخواست لکھی، ان دونوں صاحبوں کے نام اگر شکریہ کے خط آجائیں تو بہتر ہوگا۔

شہزادہ مکرم جاہ (ولی عہد نظام) نے خصوصی دعوت کی۔ اس خاندان کا ''رجل رشید'' معلوم ہوتا ہے۔ ترکی خاندان کے خصائص منتقل ہوئے ہیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو رہی! اگرچہ نقد اس وقت معتد بہ رقم وصول نہ ہوسکی۔ مگر تعارف بہت اچھا ہوگیا۔ نواب زین یار جنگ کے مشورہ سے درخواست تیار کرلی گئی ہے۔ انشاء اللہ کل پیش ہوجائے گی۔ زین یار جنگ لکھنؤ جانے کو بھی کہہ رہے تھے۔ آپ کو اپنی آمد کی اطلاع کا تار دیں گے۔ جس وقت تار ملے دارالعلوم اطلاع ہوجائے۔ اسٹیشن پر بھی استقبال کرنے کے لئے دو ایک ذمہ دار چلے جائیں۔ پھر مل کر دارالعلوم آنے کے لئے وقت طے کرلیں۔ اور عصرانہ وغیرہ کا انتظام کریں جس میں عمائد شہر کو بھی مدعو کریں۔ اگر ۲۳/۲۴ کے بعد اطلاع ملے تو ہم کو سہارن پور بذریعۂ تار مطلع کیا جائے۔

یہ خط ملاحظہ فرماکر مولوی ابوالعرفان صاحب (۱) اور مولوی معین اللہ صاحب (۲) کو بھیج دیا جائے۔

مولوی معاذ الاسلام صاحب (۳) نے سلیقہ سے کام کیا اور صلاحیت کا ثبوت دیا پہلے اس کا اندازہ نہ تھا کہ ان میں اس کی ایسی اچھی صلاحیت ہے سید نجم الحسن صاحب (۴) سے تقریباً روزانہ ملاقات ہوتی ہے۔ خیریت سے ہیں ہمشیرہ صاحبہ غالباً لکھنؤ میں ہوں گی ان کی خدمت میں سلام اور خیریت کی اطلاع رابع سلمہ کا خط ملا خیریت معلوم کرکے بڑی مسرت

---

(۱) مولانا ابوالعرفان خاں ندویؒ سابق قائم مقام مہتمم ندوۃ العلماء۔ (۲) مولانا معین اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء۔ (۳) مولانا معاذ الاسلام ندوی بڑے متحرک اور فعال ندوی فاضل اور حضرت مولاناؒ کے شاگرد (۴) نواب سید نجم الحسن بن نواب سید نورالحسن خاں کا تذکرہ گزر چکا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی اللہ تعالیٰ سب کو اچھا رکھے۔

مولوی معین اللہ صاحب کی صحت کی طرف خصوصی توجہ اور ہدایت کی ضرورت ہے اگر مکمل آرام کی ضرورت ہو تو ان کو اس پر مجبور کیا جائے۔

محمد میاں محمد ثانی مولوی طاہر سب کو سلام بچوں کو دعا۔

علی

سہارن پور ۹ر جنوری ۵۹ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا الحمدللہ یہ ناچیز بھی اچھا ہے۔ سردی بہت ہے وہاں بھی کچھ کم نہ ہوگی۔ بڑی کوتاہی ہوئی کہ آنے کے بعد سے کوئی عریضہ ارسال خدمت نہ کرسکا۔ اگرچہ عزیز از جان محمد میاں سلمہ اور محمد ثانی ورابع کو خط لکھے ہیں۔ جن سے خیریت سے پہونچنا معلوم ہو گیا ہوگا۔

الحمدللہ حضرت (۱) کا مزاج بعافیت ہے۔ سوائے ضعف طبعی کے کوئی شکایت نہیں معلوم ہوتی ضعف البتہ پہلے سے بڑھا ہوا دیکھا۔ کل جو مولوی اسعد صاحب (۲) آئے تھے۔ رات رہے، جناب کی خیریت اور حالت دریافت کرتے تھے۔ اور سلام اور مزاج پرسی لکھنے کو کہہ گئے ہیں۔ البعث (۳) کا دعوت نمبر بہت اچھا نکلا۔ اس رسالہ کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس سے بڑا کام لیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ذریعہ عطا فرمایا ہے۔ اس کو ترقی و وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ محمد میاں (۴) اپنی عمر و وسائل سے زیادہ کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زندگی و برکت عطا فرمائے۔

۱۵ر اور ۲۰ر جنوری کے درمیان واپسی کا اندازہ ہے۔ ۱۹ر کو مولانا یوسف صاحب (۵) یہاں آنے والے ہیں۔ بعض ضروری مشورے ہیں۔ شاید اتنا ٹھہرنا پڑے سب کو سلام ودعا۔ چھوٹی پھوا کو سلام۔

ضروری...... محمد میاں سلمہ کو بعد سلام معلوم ہو کہ خط ملا سعید رمضان (۶) کے خط کی نقل

---

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) مولانا محمد اسعد مدنی صاحب حال صدر جمعیۃ علماء ہند۔ (۳) عربی ماہنامہ البعث الاسلامی۔ (۴) مولانا محمد الحسنیؒ ایڈیٹر البعث الاسلامی۔ (۵) مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ امیر جماعت تبلیغ۔ (۶) ڈاکٹر سعید رمضان اسلام کے پُر جوش داعی اخوان کے وکیل تھے اور (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

اوران کا صحیح پتہ لکھ کر بھیج دو۔

نالائق
علی

رنگون

دوشنبہ، ۱۹؍دسمبر ۶۰ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آداب کے بعد گزارش ہے کہ ہم بخیریت کل ایک بجے دن کو رنگون پہونچ گئے۔(۱) سنیچر کے بجائے اتوار کو روانگی ہوئی۔ اہل رنگون نے بڑا اکرام واستقبال کیا، اخبارات میں چھپا ہے کہ آزاد برما میں (کسی عالم) کا اس سے پہلے ایسا استقبال نہیں ہوا، عبدالرشید صاحب وزیر صنعت اور عبداللطیف صاحب سابق وزیر قانون بھی موجود تھے۔ دینی شخصیتیں اور خواص بھی تھے فالحمدللہ علی ذالک خدا کرے یہ آمد دین کے لئے اور اس کے بعد دارالعلوم کے لئے مفید وکارآمد ہو اور اللہ تعالیٰ ہم لوگوں سے کوئی مفید کام لے لے، مسلمانوں کی حالت دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی، یہاں ان کی بڑی اچھی حیثیت ہے تجارت میں ان کا خاصا حصہ معلوم ہوتا ہے، حکومت میں بھی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، مساجد بالعموم آباد اور بارونق ہیں، صحیح حالت کا اندازہ تو کچھ قیام کے بعد ہوگا، مگر ابھی تک جو کچھ دیکھا ہے اس سے خوشی ہوئی۔

کل ہی آپ کی خدمت میں بخیریت رسی کی اطلاع کا تار دیا امید ہے پہونچا ہوگا، اس میں یہ فقرہ لکھنے سے رہ گیا کہ اپنی خیریت سے جلد مطلع فرمایا جائے، بہت دل لگا ہوا ہے بمبئی میں خیریت کے تار کے مل جانے سے بہت ہی خوشی اور سکون حاصل ہوا، امید ہے کہ اسی طرح خیریت سے مطلع اور باخبر کیا جاتا رہے گا، عزیزان محمد ثانی محمد رابع ومحمد میاں سلمہم اللہ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) دنیا کے بیشتر ممالک کے سفر کئے ہوئے ، مصر کے فوجی صدر جمال عبدالناصر نے جب اخوانیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تو ڈاکٹر سعید رمضان بھی جلاوطن ہو کر جینوا (سوئٹزرلینڈ) میں مقیم ہوئے اور وہاں اسلامک سنٹر قائم کر کے دعوت اسلامی کا فریضہ انجام دیتے رہے اور ایک رسالہ "المسلمون" کے نام سے شائع کرتے رہے۔ ۴؍اگست ۱۹۹۵ء کو وفات پائی۔ (۱) یہ سفر دارالعلوم دیوبند کے ایک فاضل قاری عبدالرحمن قاسمی کی دعوت پر ہوا تھا تاکہ وہاں کے علمی ودینی حلقوں میں کچھ نئی حرکت اور بیداری پیدا ہو اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کا تعارف ہو مولانا معین اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء رفیق سفر تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تعالیٰ، اس کا خاص اہتمام رکھیں ان کو اندازہ ہوگا کہ یہ تردد یہاں کے قیام اور کام پر کس قدر اثر انداز ہوگا، جلد جلد خیریت سے اطلاع دیتے رہیں۔ آج انشاء اللہ کام کا نقشہ بنے گا، کوشش کی جائے گی کہ دار العلوم کے کام کے ساتھ اس آمد کو دینی شعور کی بیداری اور تنظیم کے لئے بھی زیادہ سے زیادہ کارآمد بنایا جائے، لڑیچر کی بالخصوص انگریزی لڑیچر کی کمی بہت محسوس ہوتی ہے، یہاں انگریزی بہت ضروری چیز ہے، ڈاکٹر اشتیاق صاحب (۱) سے انشاء اللہ مدد ملے گی۔

یہاں سردی برائے نام ہے بہت خوشگوار موسم ہے بہار کا سا، دیو بند و مظاہر علوم بالخصوص مظاہر علوم کے فارغین کی یہاں معقول تعداد ہے اور ان حضرات نے بڑا استقبال کیا ہے، ندوی فضلا زیادہ تر اراکان کے علاقہ کے ہیں، جو یہاں سے تین چار سو میل دور ہے، ابھی ان کو پہونچنے کی اطلاع نہیں ملی، آج ایک صاحب ملے تھے امید ہے اور بھی سن کر آئیں گے۔

جناب والا سے دعاؤں کی درخواست ہے، نیز مشوروں اور ہدایتوں کی بھی، اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ رکھے، اور خیریت کے ساتھ ملائے۔

آپا جان (۲) کو بھی یہ خط دکھا دیا جائے، محمد رابع اور محمد میاں سلمہ کو بھی، محمد میاں سلمہ کو بعد سلام ودعا کے معلوم ہو کہ امید ہے کہ ''طوفان سے ساحل تک'' کتاب چھپ گئی ہوگی، کم سے کم دو نسخے ہوائی ڈاک سے بھیج دیں، کوئی کتاب بحری ڈاک سے نہ بھیجی جائے۔ بالکل بے کار ہے تقریباً ایک مہینہ میں ایک بار جہاز آتا ہے۔

محمد رابع سلمہ امید ہے مختارات کے سلسلہ میں پوری توجہ سے کام لے رہے ہوں گے خطوط کے جواب ہر وقت دیتے ہوں گے۔

واضح سلمہ غالباً بخیریت دہلی واپس چلے گئے ہوں گے، خیریت کی اطلاع اور خطوط کا انتظار رہے گا۔

خیریت اور دعا کا طالب

ناچیز ابو الحسن علی

---

(۱) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی۔ (۲) مخدومہ امۃ العزیز

www.abulhasanalinadwi.org

رنگون (برما) ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۰ء

برادر صاحب مخدوم و معظم دامت برکاتہ والطافہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آداب کے بعد گذارش ہے کہ ہم بخیریت ہیں، آپ کی خیروعافیت درگاہ خداوندی سے مطلوب ہے، یہاں پہونچ کر اب اسی کی فکر اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خیریت اور صحت کی طرف سے مطمئن فرمائے، اور یہ خوش خبری سنائے کہ مزاج اب بالکل بخیر ہے اور کوئی پریشانی کی بات نہیں، مولوی ابوالعرفان صاحب (۱) کے خط سے یہ معلوم کر کے بڑی تشویش ہوئی کہ ہمارے یہاں آنے کے بعد ۱۸ر دسمبر کو پھر قلبی تکلیف ہوگئی، اور ڈاکٹر فریدی صاحب (۲) نے آکر دیکھا اور آرام کا مشورہ دیا اس وقت سے طبیعت میں بڑا اضطراب اور تردد ہے، کسی کام میں جی نہیں لگتا۔ کل دریافت خیریت کے لئے تار دیا، امید ہے آج شام تک یا کل انشاء اللہ تعالیٰ خیریت کا تار آجائے اللھم انا نسئلك الخير وفجائته۔

الحمد للہ آپ کی دعا سے یہاں کا قیام مفید ثابت ہو رہا ہے، لوگوں کا بہت رجوع ہے اور مختلف حلقوں کے لوگ مانوس ومتوجہ ہو رہے ہیں، کل یہاں کے مسلمان منسٹر عبدالرشید صاحب اور فلپائن کے مسلم لیڈر سینٹر والنٹو مکان پر ملنے آئے۔ دارالعلوم کا تعارف ہوا۔ اور ان کو کچھ چیزیں پڑھنے کے لئے دی گئیں۔

محمد میاں سلمہ کا تازہ عربی انگریزی بلیٹن پیش کیا ایسے مواقع پر وہ بہت موزوں ہوتا ہے رشید صاحب نے کہا کہ ہم نے بڑی کوشش کی تھی کہ یہاں کے کچھ طلباء ندوہ جائیں۔ بعض وظیفہ لے کر گئے بھی، مگر وہاں پہونچ کر بجائے ندوہ کے دیوبند یا سہارنپور چلے گئے۔ آئندہ بھی ان کی خواہش ہے کہ وہ طلباء کو دارالعلوم بھیجیں۔

اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد ۱۸ر لاکھ سے کم نہیں بعض ۲۰ر لاکھ کہتے ہیں صرف

---

(۱) مولانا ابوالعرفان خاں ندوی سابق قائم مقام مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ مولانا دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بڑے لائق استاد اور دارالعلوم کے کلیۃ الشریعہ کے وکیل تھے اور ندوی ثقافت کے اس دور میں ممتاز نمائندہ تھے، تاریخ ادب عقیدہ وعلم کلام اور طبقات رجال میں وسیع درک وبصیرت رکھتے تھے، اعتدال وتوازن حقیقت پسندی اور حالات زمانہ سے باخبری ان کا وصف خاص تھا، کچھ دنوں کشمیر میں بھی رہے، حضرت مولانا اور ان کے اسلاف سے خصوصی محبت وتعلق رکھتے تھے۔ ۱۸ر نومبر ۱۹۸۸ء میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۲) ڈاکٹر محمد عبدالجلیل فریدی مشہور معالج اور قومی رہنما۔

www.abulhasanalinadwi.org

رنگون میں دو لاکھ کے قریب مسلمان بتائے جاتے ہیں۔ مساجد نہایت بارونق اور آباد ہیں، تجارت میں اگرچہ مسلمانوں کا تناسب پہلے سے کم ہوگیا ہے، پھر بھی غنیمت ہے، افسوس ہے کہ علماء اور دینی جماعتوں میں اختلاف شروع ہوگیا ہے، جس کا اثر عوام پر اچھا نہیں پڑتا، دو اسلامی ادارے ایک دوسرے کے مقابل ہیں، دو اردو روزنامے نکلتے ہیں وہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ علماء کا اثر کم ہوتا جارہا ہے، بدھسٹ اسٹیٹ بنانے کی تجویز ہے، اقلیتوں کی طرف سے اس کی مخالفت ہورہی ہے۔ عوام میں مذہبی منافرت کم، ملکی اور غیر ملکی کا مسئلہ زیادہ ہے، اس موقع پر بڑے تدبر اعتدال اور تعاون کی ضرورت ہے، جو کچھ سمجھ میں آتا ہے علماء اور اہل اثر کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ مفید بنائے۔ ابھی براہ راست دارالعلوم کا کام شروع نہیں کیا، فضا تیار ہورہی ہے۔

خیریت کے تار اور خطوط کا سخت انتظار ہے اللہ تعالیٰ جلد اطمینان عطا فرمائے۔

ناچیز
ابوالحسن علی

بنام

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد یحیی کاندھلوی کے فرزند ارجمند تھے آپ کی ولادت ۱۲ر رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو کاندھلہ میں ہوئی اور علم ودین کی غذائے لطیف پر آپ کی پرورش ہوئی، بچپن میں ہی گنگوہ بھیج دیئے گئے جہاں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی محدث رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ عاطفت میں آپ کا نشوونما ہوا۔ ابتدائی کتابیں اپنے نامور چچا حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ سے پڑھیں اور قرآن مجید حفظ کیا، ۱۳۲۸ھ میں سہارن پور آگئے اور اپنے والد سے حدیث شروع کی اور صحاح ستہ (سنن ابن ماجہ کو چھوڑ کر) اپنے والد ماجد سے پڑھیں، صحیح بخاری اور ترمذی اپنے استاد و مربی و مرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ سے پڑھیں، محرم ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ مظاہر علوم میں مدرس ہوئے، جلد ہی صدر مدرس اور پھر شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے، مدرسی کی تنخواہ اپنے شیخ کے حکم سے چند برس لی، پھر حساب لگا کر پوری رقم واپس مدرسہ میں داخل کردی، ترپن ۵۳ر سال آپ نے بلا معاوضہ خالصتاً اجر وثواب کی نیت سے تدریسی خدمات انجام دیں۔

۱۳۴۴ھ میں سفر حج کے موقع پر اپنے استاد اور شیخ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے اجازت عامہ اور خلافت مطلقہ حاصل ہوئی، اور ہندوستان واپس آکر مسند ارشاد وتدریس سنبھالی، اور درس حدیث، مسترشدین ومریدین کی تربیت ونگرانی، ملک وبیرون ملک کے دینی وتعلیمی مراکز سے تعلق ورابطہ اور رہنمائی، تبلیغی جماعتوں کے ساتھ خصوصی توجہ اور ان کی سرپرستی کی، مہمانوں کی کثرت کے ساتھ مطالعہ اور تصنیفی کام بھی جاری رہتا، میانہ قد وجیہ، خوبصورت، رنگ سرخ وسفید، رخسار، انار کی مانند، نہایت سرگرم ونشیط، باغ وبہار طبیعت کے مالک خوش اخلاق، مہمان نواز تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ آتے ہی آنکھیں چھلک پڑتیں، دل سوز وگداز سے بھرآتا، رمضان المبارک میں ایک قرآن مجید روز ختم فرماتے، ۱۳۸۹ھ میں ہجرت کی نیت سے مدینہ منورہ میں قیام فرمالیا، آپ کی تصنیفات ایک سو سے زائد ہیں جن میں فضائل اعمال، خصائل نبوی، اوجز المسالک شرح موطا امام مالک (۶ جلدیں) الکوکب الدری، لامع الدراری، معجم المسند للامام احمد، وغیرہم ہیں۔

یکم شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۴ر مئی ۱۹۸۲ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں آسودہ رحمت ہوئے رحمہ اللہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مابین عدن و کامران

سہ شنبہ ۲۵؍شعبان ۶۶ھ

مشفق محترم مخدوم و معظم ادام اللہ برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، الحمد للہ ہم سب بعافیت وراحت ہیں، میرے عریضے کراچی سے پہونچے ہوں گے، ہمارا جہاز (۱) ۶؍ کو روانہ ہوا۔ ایک ہفتہ سخت تلاطم وطغیانی میں گزرا کہ اکثر اہل جہاز کی طبیعتیں سخت بے مزہ رہیں۔ ہم نے بھی ساتویں روز کھانا کھایا، ورنہ پھلوں اور چائے پر گزارہ کیا۔ اب الحمد للہ سمندر میں بہت سکون ہے اور طبیعتیں بھی اعتدال پر ہیں۔ جماعت نظام الدین کی برکت اور آپ حضرات کی دعا سے ہمارا جہاز ایک متحرک تبلیغی محلہ بنا ہوا ہے، اذانیں ہوتی ہیں اور جماعت اتنی بڑی ہوتی ہے کہ اوپر کے کتب خانہ کی جگہ اور اس کے آس پاس کی وسعتیں سب بھر جاتی ہیں، روزانہ مولوی زین العابدین صاحب (۲) کی تقریر اور کبھی مولوی عبدالملک صاحب (۳) کی نشر ہوتی ہے۔ صبح تعلیم کی مجلس ہوتی ہے، عصر بعد جہاز کے تمام طبقوں اور ڈیروں پر گشت ہوتا ہے۔ صبح فضائل کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں اور اس طرح گویا ہم دور افتادہ، جناب کے انفاس ونفائس سے محروم نہیں ہیں اور ہم کو ایک طرح کی ہمسفری وہمرکابی حاصل ہے۔ جو انشاء اللہ مدینہ طیبہ ومکہ معظمہ اور تمام منازل ومقامات پر قائم رہے گی، میں اگر یہ عرض کروں تو انشاء اللہ غلط نہ ہوگا کہ ہمیں اس دوری اور فراق میں آپ اور بھی زیادہ یاد آتے ہیں، اور ہندوستان میں رہ کر اپنی ناقدری اور بے حسی کا رہ رہ کر افسوس ہوتا ہے۔ بہت کم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ سے بہت دور ہیں، ابھی ابھی اس خط کے لکھنے کے درمیان میں مرادآبادی حضرات تشریف لائے، آج کل رفقاء میں مدینہ طیبہ کی حاضری کی تقدیم وتاخیر کا مسئلہ بڑا موضوع بنا ہوا ہے۔ رمضان میں عمرہ کی فضیلت لوگوں کے لئے بڑی کشمکش بنی ہوئی

---

(۱) حضرت مولانا کے پہلے سفر حج کے سلسلہ کا خط ہے، جس میں والدہ مخدومہ خیر النساء بہتر، بڑی ہمشیرہ مخدومہ امۃ اللہ تسنیمؒ مترجمہ ریاض الصالحین (زادسفر) اور اہلیہ مخدومہ طیب النساء اور بڑے بھانجہ مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ ہمراہ تھے۔ (۲) مولانا زین العابدینؒ تبلیغی تحریک کے اولین کارکنوں میں تھے اور مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا اعتماد حاصل تھا۔ (۳) مولانا عبدالملکؒ مرادآباد کے رہنے والے تھے اور تبلیغی جدوجہد میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے۔ سب نے فیصلہ مجھ ناچیز پر چھوڑا میں نے جناب کے فیصلہ پر اور پھر خود اپنے کلی اطمینان وشرح صدر پر ان سے جم کر کہہ دیا کہ ہم تو جدہ سے اونٹوں پر روزہ رکھے ہوئے تبلیغ ومذاکرہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ چلیں گے۔ (۱) اس پر وہ سب حضرات فیصلہ کر کے اٹھے ہیں کہ ہم بھی اسی طرح چلیں گے، اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور اس سفر کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم ضعفاء کے لئے اس کو قابل تحمل بنادے۔ مستورات کے ساتھ ہونے کی وجہ سے زیادہ اندیشہ ہوتا ہے کہ موسم سخت ہوگا اور روزے ہوں گے، پھر بھی اللہ کے لئے سب آسان ہے۔

کل صبح کامران آنے والا ہے اور پرسوں جمعہ کو کہتے ہیں کہ جدہ آجائے گا، ابھی تک کا وقت تو بڑی تن آسانی اور راحت میں بلکہ کھانے پینے کے اعتبار سے تعیش میں گزرا، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اب مافات کی تلافی اور آئندہ کی تیاری کی توفیق عطا فرمادیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۲) کی "جذب القلوب الی دیار المحبوب" ساتھ ہے، اس کے مطالعہ سے بڑا حظ اور کیف حاصل ہوتا ہے، خصوصاً حاضری مدینہ طیبہ کا باب تو انہوں نے بڑے کیف وسرور میں لکھا ہے، اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے توفیق بخشی تو ارادہ ہے کہ حافظ ابن قیم (۳) کی کتاب زادالمعاد (۴) کی تلخیص مسجد نبوی

---

(۱) حضرت مولاناؒ کا اونٹوں کے ذریعہ مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ تھا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اتباع کی برکت نصیب ہو، مگر باوجود کوششوں کے اونٹوں کا انتظام نہ ہوسکا۔ (۲) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ محرم ۹۵۸ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے اپنے والد سے قرآن مجید پڑھا اور ایک سال میں حفظ قرآن سے فارغ ہوگئے ہندوستان میں علوم حدیث کی نشر واشاعت میں آپ کو خصوصیت حاصل ہے، شیخ موسیٰؒ سے سلوک کی تکمیل کی پھر حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں کے کبار علماء، شیخ عبدالوہاب متقیؒ قاضی علی بن جاراللہ مکیؒ شیخ احمد بن محمد مدنیؒ اور شیخ حمیدالدین بن ماجدؒ سے حدیث پڑھی، وہاں سے واپس آکر دہلی میں حدیث کے درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ خدمت حدیث میں ان کا مثل ہندوستان میں نہیں ہے۔ آپ کی بیشمار تصنیفات ہیں جو حدیث وفقہ، تصوف اور اصلاح اعمال سے تعلق رکھتی ہیں جن میں چند مشہور کتابیں یہ ہیں۔ لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح، مدارج النبوۃ الخ مطلع الانوار، جذب القلوب فی دیار المحبوب، زاد المتقین، اخبار الاخیار، دوشنبہ ۲۳ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ میں دہلی میں وفات پائی، اور حوض شمسی کے پاس آسودہ خاک ہوئے رحمہ اللہ۔ (۳) ابوعبداللہ محمد شمس الدین ابن قیم بن ابوبکر بن ایوب ۶۹۱ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے اس دور کے علماء قاضی تقی الدین، فاطمہ بنت جوہرؒ شیخ عیسیٰ بن مطعم، شیخ ابوبکر عبدالدائم سے حدیث پڑھی اور فقہ میں مہارت پیدا کی پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا دامن ایسا تھاما، کہ مرتے دم تک ان سے جدا نہ ہوئے، تمام اسلامی علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی لیکن تفسیر میں ان کی نظیر نہیں تھی علم سلوک کے دقائق پر گہری نظر رکھتے تھے، کثیر العبادت تھے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

میں بیٹھ کر کروں اس کا ایک نقشہ ہے اور بہت آرزو ہے کہ اس میں سے اختلافی مسائل وعلمی تحقیقات کو علیحدہ کر کے محض حالات شمائل وعادات واخلاق ومعمولات کی تجرید کرلوں شاید اس کی توفیق ہو، دعا فرمائیں ڈاک کا وقت ختم ہورہا ہے اس لئے ختم کرتا ہوں، ورنہ ابھی مجلس میں حاضر رہنے کا جی چاہتا تھا، اوقات دعا میں یاد فرمائیں کہ پچھلے سال ایک ناکارہ آپ کے جوار میں پڑا رہا کرتا تھا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار

ابوالحسن علی

المدینۃ المنورۃ

پنجشنبہ ۱۳؍رمضان المبارک ۶۶ھ

مشفق محترم مخدوم ومعظم ادام اللہ برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس سے پہلے کا عریضہ جو جہاز سے کامران کے قریب سے لکھا تھا، ملا ہوگا، چاندرات کے دن ہم لوگ جدہ پہونچے، اس پاک سرزمین کے ساحل پر پہونچ کر الحمدللہ وہی خوشی ہوئی اور بوئے انس آئی جو برسہا برس کے پردیسی کو وطن کے قریب پہونچ کر آتی ہے، ناخوشگواری اور وحشت کا کیا ذکر، ہر چیز میں دل آویزی اور محبوبیت معلوم ہوتی تھی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تک ہم آوارہ پھرتے رہے اب اپنے ٹھکانہ پر آئے ہیں۔ ہر چیز آشنا اور مانوس معلوم ہوتی تھی، چار دن کے قیام کے بعد نصف شب میں طیبہ (۱) کی طرف روانگی ہوئی۔ ہندوستان کے حساب سے ۱۱ بجے دن تک چلتے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) اپنے استاد اور شیخ کی طرح آزمائشوں اور ابتلاء سے گذرے بے شمار بلند پایہ کتابوں کے مصنف تھے جن میں چند کے نام درج ذیل ہیں زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، اعلام الموقعین عن رب العالمین، کتاب الداء والدواء، کتاب الروح تہذیب سنن ابی داؤد، مدارج السالکین، شفاء العلیل، مفتاح دار السعادۃ، بدائع الفوائد، وغیرہ۔ ۲۳؍رجب ۷۹۱ھ چہارشنبہ کے دن وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۴) زاد المعاد علامہ ابن قیمؒ کی شہرہ آفاق کتاب بعثت نبوی اور مراتب وحی کے ساتھ ساتھ عبادات نبوت ورسالت کے خصائص حیات طیبہ غزوات نبوی حقیقت جہاد طب نبوی مکتوبات نبوی غرض کہ یہ کتاب اسلامی علوم وفنون کا ایک کتب خانہ ہے جس سے ہزاروں طالبین راہ خدا نے دینی رہنمائی اور روحانی غذا پائی ہے۔ (۱) حضرت مولاناؒ نے پہلے ہی جدہ پہونچ کر مدینہ منورہ جانے کا عزم کر رکھا تھا، جس کا مشورہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے بھی دیا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

رہے، سخت لُو تھی، ایک منزل پر قیام کیا۔ عزیزی محمد ثانی پر اچھا خاصا لُو کا اثر ہو گیا، ہم سب ڈرے مگر اللہ نے فضل فرمایا، عصر کی نماز کے بعد روانگی ہوئی، ایک منزل پر افطار کر کے روانہ ہوئے، ہلکی چاندنی تھی، میں موٹر پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا تھا اور فاصلہ پوچھتا جاتا تھا، جس قدر مدینہ طیبہ کے قریب کی منزلیں آ رہی تھیں، ایسا معلوم ہوتا تھا کوئی دل کو گدگدا رہا ہے، مجھے یاد نہیں کہ مدت سے ایسی خوشی اور لذت حاصل ہوئی ہو۔ کبھی جوش سے کبھی ذوق سے عربی فارسی اور اردو کے اشعار پڑھتا تھا اور ڈرائیور اور اس کا ساتھی منہ تکتا تھا، یہ چند اشعار جناب کی خدمت میں بھی لکھ دینے کا جی چاہتا ہے، اگر چہ حضرت کے معتکف میں ماشاء اللہ اس وقت شعر و اشعار کی رسائی نہیں۔ (۱)

وہ ایک بار ادھر سے گئے مگر اب تک
ہوائے رحمت پروردگار آتی ہے
بادِ صبا آج بہت مشک بار ہے
شاید ہوا کے رخ پر کھلی زلف یار ہے

الا ان وادی الجزع اضحی ترابہ
من المسک کافورا واعوادہ رندا
وما ذاک الا ان ھندا عشیۃ
تمشت وجرت فی جوانبھا بردا

آخر علی الترتیب مسجد اور بئر علی پہونچ گئے اور اپنے نزدیک گویا مدینہ پہونچ گئے رات کو وہاں قیام رہا، غسل کیا، خوشبو لگائی اور صبح کی نماز کے بعد روانہ ہوئے، وادی میں بئر عروہ سے پیدل ہو گئے، جب محاسن مدینہ پر نظر پڑی تو ہمارے ساتھیوں پر الحمدللہ اچھی کیفیات تھیں مگر مجھے اپنی بے حسی اور شامت نفس کا جو خطرہ تھا وہ پیش آیا کہ ذوق و شوق کی وہ اگلی سی کیفیت دبی ہوئی معلوم ہوتی تھی، رفقاء رقت کی حالت میں اور میں اپنی حالت پر حسرت کی حالت میں، باب جبریل سے مسجد نبوی میں داخل ہوا، مصلائے نبوی کے پاس رکعتین ادا کر کے مواجہ شریف میں آیا اور اپنی گنہگار مٹی کی زبان سے صلوٰۃ و سلام کے الفاظ ادا کئے اور

(۱) حج کے اس پہلے سفر کے سوز و گداز ذوق و شوق اور بے تابی دل کو دیکھنا ہو تو حضرت مولاناؒ کے مضمون "اپنے گھر سے بیت اللہ تک" اور مولانا محمد ثانی حسنی کا پر کیف حج نامہ "لبیک اللھم لبیک" کو ملاحظہ کریں۔

www.abulhasanalinadwi.org

جناب کا سلام بھی پہنچایا، اس وقت سے کریم کے دروازہ پر پڑا ہوا ہوں، اذان ہوتی ہے نماز پڑھنے چلا جاتا ہوں، پہلے صبح وشام اور کبھی کبھی درمیان میں جب نمازوں کے بعد اطرافِ عالم کے غلاموں کے وفود اپنے آقا کے سامنے حاضر ہوتے ہیں، یہ ناکارہ بھی ان میں ملا جلا چھپا چھپا حاضر ہو جایا کرتا تھا، اب کسی کسی دن حاضر ہوتا ہوں اور اکثر جناب کا سلام پہنچاتا رہتا ہوں، یوں تو رحمت الٰہی کے جھونکے بلکہ تیز ہوائیں یہاں ہر وقت چلا کرتی ہیں، مگر جس وقت کوئی جھونکا ہمارے بے حس قلب کو بھی محسوس ہوتا ہے اس وقت دل کھول کر جناب کے لئے دعا عرض کرتا ہوں اور آپ کے احسانات کو مستحضر کرکے اس کے صلہ کے لئے التجا کرتا ہوں، مشکل سے کوئی دعا آپ کے اور مولانا یوسف صاحب (۱) کے بغیر مکمل ہوتی ہوگی۔

کل عین حالت انتظار واشتیاق میں گرامی نامہ شفقت نامہ ملا، یہاں پہونچ کر اللہ کے فضل وکرم سے سب نعمتیں ملیں، صرف جناب کے عنایت نامہ کا انتظار تھا اور تعجب تھا کہ ابھی تک کیسے نہیں پہنچا، الحمد للہ کہ کل یہ تمنا پوری ہوئی، رات بھی سلام پہنچایا اور سحور کے وقت جیسا کچھ بن آیا۔ عرض کیا۔ آج جمعرات کی صبح کو جنت البقیع حاضری ہوئی، حضرت سہارنپوری (۲) کے مرقد مبارک پر فاتحہ پڑھی اور سلام پہنچایا۔

حضرت والا اپنی بے حسی اور ناقدری کو کیا عرض کروں ”انما اشکوا بثی وحزنی الی الله“ کسی وقت گویا سوتے سوتے چونک جاتا ہوں کہ کہاں ہوں، کون ہوں اور کس زمین پر ہوں، مگر عمر بھر کی تن پروری اور راحت طلبی اور غفلت پھر غالب آجاتی ہے، طبعی ضعف اور پھر راستہ کا تعب اور روزہ کی کمزوری، بہت ہی غالب ہے اتنا بھی ہرگز نہیں ہوتا جو گزشتہ سال نظام الدین میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہو جایا کرتا تھا۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے مرقد مبارک کے متعلق یہاں اختلاف ہے میں نے وہاں سنا تھا کہ سیدنا عثمان بن عفانؓ کی آرام گاہ کے قریب ہے، ایک بوٹہ بھی وہاں ہے لیکن مولانا عبدالغفور صاحب (۳) اور بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ مدفن اہل بیت سلام اللہ علیہم کے پاس ہے، جناب کی جو تحقیق ہو تحریر فرمائیں۔

---

(۱) حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) استاذ الاساتذہ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ محدّث کبیر، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے استاد ومرشد۔ (۳) مولانا عبدالغفور مرحوم ساکن فیروز پور نمک، صدر مدرس مدرسہ معین الاسلام نوح میوات جو مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے رفیق درس تھے وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

اگر مولوی اقبال صاحب (۱) حاضر خدمت ہوں تو سلام پہونچے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار

ابوالحسن علی

مدینہ طیبہ

۲۱ رشوال ۱۳۶۶ھ

مشفق محترم مخدوم معظم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، ایک عریضہ رائے پور اس توقع پر بھیجا تھا کہ معمول کے مطابق، جناب غالباً ان تاریخوں میں رائے پور تشریف رکھتے ہوں گے، معلوم نہیں وہ لفافہ بھی پہونچ سکا کہ نہیں، خطوط سنا ہے کچھ ضائع بھی ہوجاتے ہیں، اس میں ایک عریضہ حضرت رائے پوری مدظلہ (۲) کے نام تھا، ایک جناب کے نام اور ایک مولوی معین اللہ (۳) ومولوی اقبال (۴) کے نام مشترک، آج ۲۱ رشوال ہے ۲۲ ررمضان مبارک کے بعد سے جناب کا کوئی گرامی نامہ یا نظام الدین کا کوئی خط نہیں ملا۔ ہر ڈاک میں انتظار رہتا ہے، خدا کرے مانع بخیر ہو، شاید یہ وجہ ہو کہ جناب کو ہم لوگوں کے مدینہ طیبہ کی مدت قیام کا علم نہ ہو۔ سو عرض ہے کہ ہم لوگ انشاء اللہ ۱۵ رذیقعدہ تک مدینہ طیبہ ہی میں ہیں، اگر ممکن ہوتا تو اس کے بعد تک رہتے، لیکن کچھ تو ایام حج کے قرب اور سواری کی بروقت، دقت کے خطرہ اور زیادہ تر نئے آنے والوں میں کام کی غرض سے وسط

---

(۱) مولوی محمد اقبال ہوشیار پوری حضرت مولانا کے محب وخادم قدیم تھے ۱۹۲۶ء میں ہوشیار پور میں پیدا ہوئے میٹرک کرنے کے بعد دینی تعلیم کے حصول کا شوق ہوا تو حضرت مولانا کی خدمت میں دارالعلوم ندوۃ العلماء آئے اور حضرت مولانا سے ترجمہ قرآن مجید اور ریاض الصالحین پڑھی پھر حضرت مولانا کے ایماء پر دارالعلوم دیوبند گئے نور الانوار اور کنز الدقائق پڑھ کر تعلیمی سلسلہ منقطع ہوگیا پھر سہارنپور حاضر ہوکر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے بیعت کی ۱۳۸۷ھ میں عید کے روز اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے، پوری زندگی مدینہ منورہ میں گذاری اور اصلاح اعمال وذکر وفکر دعوت وارشاد میں مصروف رہے متعدد کتابوں کے مصنف تھے اور حضرت شیخ سے خصوصی تعلق تھا مدینہ منورہ میں وفات پائی اور بقیع پاک میں سپرد خاک ہوئے رحمہ اللہ۔ (۲) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳) مولانا معین اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء۔ جو اس وقت سہارن پور میں حضرت شیخ کے یہاں قیام کئے ہوئے تھے۔ (۴) صوفی محمد اقبالؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے مسترشد اور خلیفہ مدفون جنۃ البقیع۔

www.abulhasanalinadwi.org

ذیقعدہ تک روانہ ہو جائیں گے، اس کا تفکر ابھی سے ہے، جس طرح کوئی بدشوق طالب علم تعطیل کے اختتام کا رنج کرتا ہے، اسی طرح ہفتوں پہلے سے مدینہ طیبہ کے قیام کے ایام مسرت و برکت کے اختتام کا رنج ہو رہا ہے، واللہ المستعان۔ مکہ معظمہ سے فارغ ہو کر آنے والوں نیز نئے جہازوں کے مسافروں کی آمد سے آج کل حجاج کا بیحد ازدحام ہے۔ اس ازدحام کی وجہ سے امام اندرونی دالان میں کھڑے ہوتے ہیں اور پہلی صف کے لئے اکثر پانچوں وقت مواجہ شریف سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اکثر دن میں، کئی کئی بار آپ کی جانب سے سلام مٹی کی اس گنہگار زبان سے پہنچتا ہے۔

کام آپ کی دعاؤں کا بیحد محتاج ہے، ابھی تک اس نے یہاں جڑ نہیں پکڑی اہل بلاد (۱) میں سے کوئی سنجیدہ و سمجھدار آدمی کام سے مانوس نہیں ہوا، مہاجرین میں سے کوئی ایسا ذمہ دار نہیں پیدا ہوا جس کے دل سے لگی ہو، ہمارے سابق و لاحق احباب پورے اخلاص اور ان میں سے متعدد، پورے انہماک سے کام کر رہے ہیں مگر یہاں کا کام ان دو اعلیٰ صفتوں کے علاوہ کچھ اور بھی چاہتا ہے، مزید تجربہ کے بعد تفصیل سے عرض کروں گا۔ کچھ چیزیں تو وہ ہیں جو ہندوستان و عرب کے کاموں میں مشترک ہیں اور ان کی ضرورت ہندوستان میں بھی محسوس ہوتی ہے اور ان پر ہمارے درمیان مذاکرہ ہوتا رہتا تھا، جن کا کام کی وضع اور طرز سے تعلق ہے۔ کچھ یہاں کی مقامی چیزیں ہیں جن کی رعایت ان اشخاص کے انتخاب میں بھی ہونا چاہئے۔ جو یہاں بھیجے جائیں، ان میں سے ایک عربی زبان کی قدرت اور جدید ادب، مطبوعات، تحریکات ورجحانات سے واقفیت بھی ہے، مختلف ممالک کے پڑھے ہوئے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے عربی زبان اور ادب اتنا ترقی کر گیا ہے اور اتنا عام ہو گیا ہے کہ جو معیاری زبان نہ بول سکے اور زمانہ سے اپنی واقفیت کا ثبوت نہ دے سکے، اس کی بات توجہ سے سنتے ہی نہیں، اور اسی کے معیار سے اس کی دعوت کا معیار اور تصور قائم کر لیتے ہیں۔ البتہ مہاجرین و مجاورین میں کام کرنے کے لئے یہ شرائط لازمی نہیں، اور ان کی بہت بڑی تعداد ہے اور دراصل اس وقت تک جو کچھ کام ہوا ہے وہ اسی حلقہ میں ہوا ہے، لیکن کام کے بقا و استحکام کے لئے ضروری ہے کہ چند صاحب علم مقامی اشخاص کو اس سے اتنا تعلق پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے شوق سے اس کو انجام دیں، اور اسی میں ابھی کامیابی نہیں ہوئی ہے

---

(۱) حجاز مراد ہے

www.abulhasanalinadwi.org

"ولعل الله يحدث بعد ذٰلك امراً"

مدینہ طیبہ کا قیام پھر اس ترتیب کے ساتھ جس کا جناب نے بہت مطمئن ہوکر مشورہ دیا جناب کے احسانات میں سے بہت ہی خاص احسان ہے جس کے شکر سے دل لبریز ہے یہ احسان تنہا مجموعہ احسانات ہے، اللہ تبارک تعالیٰ جناب کو دنیا وآخرت میں اس کا شایان شان صلہ عطا فرمائیں اور آپ کا سایہ ہم سب کے سر پر قائم رکھیں۔

الحمدللہ سب رفقاء نہایت ہی محبت والفت، انتہائی تعاون واکرام اور بڑی سرگرمی سے کام کررہے ہیں، ہر ایک کے یہاں ایسے جوہر دیکھنے میں آئے جن کا پہلے تجربہ نہ تھا۔

محمد ثانی سلمہ نے مجھے بالکل فارغ کرر کھا ہے، خدا اس نوجوان کو خوش رکھے گھر میرے لئے بالکل ہوٹل سا بن گیا ہے کہ سوائے کھالینے اور سوجانے کے کسی کام سے سروکار نہیں، اگر وہ ساتھ نہ ہوتے تو مجھ جیسے مریض پست ہمت اور ذکی الحس آدمی کے لئے کسی دوسرے کام میں حصہ لینا بہت مشکل ہوتا............والسلام

خاکسار علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینہ طیبہ علیٰ صاحبہا الف تحیۃ

۳/ذی قعدہ ۶۶ھ

مشفق محترم مخدوم معظم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ حضرت کو اور اپنے تمام محسنین ومشفقین ومخلصین اور عامہ مسلمین کو اپنے حفظ وا ماں میں رکھے۔ چند دنوں سے ہندوستان سے جو وحشت ناک خبریں آرہی ہیں۔(۱) ان سے بے حد تشویش واضطراب ہے۔ ہر وقت دل آپ حضرات میں رہتا ہے ختم بھی پڑھے جاتے ہیں اور دعائیں بھی کی جارہی ہیں، مواجہ شریف میں اور جابجا ہندوستان کے مسلمانوں کے حق میں اور بالخصوص دین کے اس جوہر اور عطر کے لئے جو دوآبہ اور دہلی اور یوپی میں ہے اور جس کو خالص دوسروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے، پھر اپنی سفلہ مزاجی اور کوتاہ نظری سے بھڑ کے چھتہ کو بار بار چھیڑا گیا ہے۔ رورو کر دعا کی جاتی

(۱) تقسیم ہند کے موقع پر جو مسلم کش فسادات دہلی پنجاب اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں ہورہے تھے اس کی طرف اشارہ ہے، خبریں صحیح نہیں پہونچنے پر ہندوستانی حاجیوں میں سخت بے چینی اور اضطراب کا عالم تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے۔ خطوط بھی اب تقریباً بند ہیں زیر تحریر عریضہ سے پہلے دو مفصل عریضے ارسال خدمت کئے گئے ہیں، ایک رائے پور کے پتہ پر آخر ماہ مبارک میں جس کو ۴-۵ر شوال تک پہنچنا چاہئے تھا، دوسرا غالباً شوال کے پہلے عشرہ میں سہارنپور کے پتہ پر، گرامی نامہ سے معلوم ہوا کہ ۴ر شوال تک حضرت کا قیام نظام الدین ہی میں ہے اور میرا آخر رمضان کا عریضہ نہیں پہونچا، شاید رائے پور سے بعد میں بھیجا گیا ہو۔ اس کے بعد سے ہندوستان کی خبریں آنے لگیں، جن سے معلوم ہوا کہ ملک میدان جنگ بنا ہوا ہے، اس کے بعد ہی دہلی کے فسادات کی خبریں آنے لگیں جس سے بے حد تشویش ہوئی۔ خیریت دریافت کرنے کے تار کی بھی تجویز ہے۔ میں نے جہاز سے ہندوستان کی خبروں اور وہاں کے حالات سے اپنے کو بالکل بے تعلق کرلیا تھا کہ سوائے ذہنی کوفت کے کچھ حاصل نہیں، عرصہ تک کامل بے خبری رہی لیکن پھر بوسائط خبریں سننے میں آئیں، معلوم نہیں کتنا حصہ صحیح ہے کتنا مبالغہ آمیز، پھر بھی بہت غیر معمولی اور تشویش ناک واقعات ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور خیر وعافیت کے ساتھ سب سے ملائے۔ ہم نالائق ونا کارہ تو یہاں ہیں اور جن کی ذات سے ایک عالم کو فیض ہے وہ وہاں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سب جگہ ہے الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین۔

گزشتہ ہفتہ میں آخر شوال میں ایک ہفتہ مدینہ طیبہ سے باہر ایک تبلیغی سفر میں گزرا، بدوی قبائل اور اہل بساتین میں دورے ہوئے اور اجتماعات کئے گئے، وقتی توجہ تو ہوگئی اور سفر نفع سے خالی نہیں رہا۔ خصوصاً جانے والوں کے اچھے اوقات، اچھی کیفیات کے ساتھ گزرے، لیکن ان بلاد میں اس اثر وتوجہ کے بقا کی کوئی صورت نہیں نکلی، اب اس پر غور کررہے ہیں کہ مستقل نفع اور تعلیم کی کیا صورت اختیار کی جائے، واپسی پر جب مدینہ طیبہ تین میل رہ گیا تعلیم میں خصائل نبوی ترجمہ شمائل ترمذی علماء کی جماعت میں پڑھی گئی، اس عاجز نے قراءت کی، مدینہ منورہ کا قرب، اتنے دن کے فراق کا اثر اور پھر شمائل وخصائل سے عجیب لطف حاصل ہوا، اور جناب کی یاد سے لطف مزید حاصل ہوا۔

الحمدللہ اس سفر اور اس بلدہ طیبہ کی حاضری اور قیام میں جناب کی یاد اور اشتیاق ہندوستان سے بھی زیادہ ہے، جب کوئی ساعت اچھی گزرتی ہے یا باد بہاری کا کوئی جھونکا ہم بے حسوں کو بھی محسوس ہوتا ہے تو فوراً ذہن اور قلب متوجہ ہوجاتا ہے اور حماسہ کے یہ دو شعر یاد

www.abulhasanalinadwi.org

آتے ہیں۔

ولـمـا نـزلـنـا مـنـزلا طلّـه الندیٰ
انیقًا وبستـانًـا مـن الـنـور حـالیا
اجـدَّ لـنـا طیـب الـمکان وحسنـه
مُـنـًى فتمـنیـنـا فـكـنـتِ الأ مـانیا

یہاں کی حاضری کی برکت کو کیا عرض کروں، کبھی جی چاہتا ہے کہ بہت کچھ لکھوں پھر ڈرتا ہوں کہیں غلط فہمی نہ ہو، باطنی ترقی، کیفیات، مناجات، بشارات، یہ تو سب اہل حس اور اذکیاء کی باتیں ہیں، ہم نے ان کے لفظ ہی لفظ سنے ہیں، ان میں سے کسی کے متعلق بھی عرض کرنا نہیں ہے، اپنی عبادت، اپنی شامت نفس کا کہاں تک رونا روؤں اور آپ کے اوقات صافیہ کو مکدر کروں، بس اتنا کہتا ہوں کہ مدینہ میری روح کا وطن معلوم ہوتا ہے۔ جہاں مسافر روح نے برسوں کے بعد بوئے انس پائی ہے حضرت والا، میں نے ہوش کی پوری عمر طائر وحشی کی طرح گزاری ہے، صرف سہارنپور، رائے بریلی اور نظام الدین میں اس کو زندگی کا لطف آتا تھا، ورنہ لکھنؤ اور رائے بریلی میں بھی کچھ کچھ دن کے بعد وحشت کے دورے پڑتے تھے، یاد نہیں کہ مسلسل پندرہ دن اس وحشت کے بغیر گزرے ہوں لیکن الحمد للہ کہ آج دو مہینے ہو گئے کبھی وحشت نہیں ہوئی، اگر کبھی کچھ محسوس ہوئی تو ہندوستانیوں کی کسی مجلس میں بیٹھ کر اور ان کی بعض بے ذوق باتیں سن کر، اگر یہ خط حضرت کو مل جائے تو اس کا جواب اور اپنی خیریت کی اطلاع سے جلد شاد کام فرمائیں، نیز مختصراً رائے پور، نظام الدین، دیوبند، کاندھلہ کی خیریت بھی لکھیں اور بالاخص مولانا محمد یوسف صاحب (۱) حضرت رائے پوری (۲) حضرت مدنی سلمہم اللہ تعالیٰ (۳) کی خیریت سے مطمئن فرمائیں۔

لکھنؤ سے وسط رمضان کے بعد سے قطعاً کوئی خط نہیں آیا، اعزا اور بھائی صاحب (۴) کی خیریت اور ان کے حالات سے بالکل بے خبری ہے، اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ اگر لکھنؤ اور اس کے ماحول کا کچھ حال اخبار یا احباب سے معلوم ہوا ہو تو اجمالاً مطلع فرمائیں۔ اس خط کا جواب مولانا محمد سلیم صاحب مدرسہ صولتیہ کی معرفت

---

(۱) حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ۔ (۲) حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ۔ (۳) حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ۔ (۴) برادر بزرگ ڈاکٹر مولانا عبدالعلی حسنیؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

آنا چاہئے۔ اس لئے کہ ہم لوگ ۱۵/ذی قعدہ کے بعد مکہ معظمہ میں ہوں گے۔

اگر مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ کی آمد ہو تو یہ عریضہ ان کے ملاحظہ سے بھی گزر جائے، مستقل عریضہ نہیں لکھ سکتا، ہم سب کو خصوصاً والدہ صاحبہ اور گھر کے لوگوں کو والدہ ہارون (۱) سلمہا اللہ کی نازک علالت سے تشویش ہے اور ہم سب دعا گو ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ فضل فرمائے، حال ضرور لکھیں، مولوی اقبال سلمہ (۲) اور مولوی معین اللہ (۳) اگر ہوں تو سلام اور دریافت خیریت۔

نیازمند علی

مدرسہ فخریہ، مکہ مکرمہ

باب ابراہیم، ۱۹/محرم ۶۷ھ

مخدوم ومعظم مشفق محترم حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی

وجناب مولانا محمد یوسف صاحب زید مجدہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا، عرصہ دراز سے کوئی گرامی نامہ نہیں آیا، سخت تشویش اور تعلق خاطر ہے، وہ خط ملا تھا جو غالبًا ایک فیروز پوری حاجی صاحب کے لفافہ میں آیا تھا، اور عرفات کے بعد ملا تھا، مولوی نور محمد (۴) کے ہاتھ ایک عریضہ بھیجا معلوم نہیں وہ بھی پہنچا یا نہیں، اور مولوی نور محمد صاحب ابھی تک کراچی میں ہیں یا دہلی پہونچ گئے کچھ حال معلوم نہیں، وہ دوسرے جہاز سے شاید روانہ ہوئے تھے جس کو پہونچے ہوئے عرصہ ہوا۔ دہلی سے ڈاک بالکل بند ہے، کچھ حال معلوم نہیں، البتہ کچھ روز ہوئے ایک سورتی طالب علم صاحب کا خط مولوی زین العابدین صاحب کے نام آیا تھا، جس میں مولانا محمد یوسف صاحب کی دو تقریریں تھیں، ایک ان صاحب کی قلمبند کی ہوئی، ایک منشی بشیر صاحب (۵) کی لکھی ہوئی تھی، خط بھی تھا لیکن نظام الدین کے حالات اور آپ حضرات کی خیریت کے متعلق ایک حرف بھی نہ تھا، مدینہ طیبہ میں بھی ایسے سادہ خط

---

(۱) اہلیہ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ کی صاحبزادی تھیں اور سخت بیمار تھیں۔ (۲) صوفی محمد اقبال صاحب ہوشیار پوری، تذکرہ گذر چکا ہے۔ (۳) مولانا معین اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء۔ جو اس وقت سہارنپور میں مقیم تھے۔ (۴) مولوی نور محمد مرحوم میوات کے رہنے والے تھے اور تبلیغی تحریک میں سرگرم تھے۔ (۵) منشی بشیر صاحب تبلیغی کام سے تعلق رکھنے والے ایک متحرک شخص تھے اور مرکز نظام الدین میں اکثر قیام رہتا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

آئے، اگر ان حضرات کاتبین کو بھی جمع کر کے کوئی صاحب یہ فرمادیں کہ غیر ملک کو خط اہل تعلق کے پاس جائے اس میں خیریت اور ضروری حالات کا لکھ دینا کوئی معصیت کی بات اور اصول کے خلاف نہیں، بالکل خبر نہیں کہ حضرت ابھی نظام الدین تشریف رکھتے ہیں یا سہارن پور تشریف لے گئے، سہارنپور کے فساد کی خبر بھی آئی تھی، پھر بھائی صاحب (۱) کے خط میں بھی اس کا تذکرہ تھا، البتہ یہ بھی تھا کہ زیادہ سنگین واقعات پیش نہیں آئے۔ پھر بھی فساد اس زمانہ میں کیا کم تشویش انگیز بات ہے پھر جہاں اپنا مدرسہ موجود ہو اور سارے اساتذہ ہوں، غرض ہم لوگوں کی مثال یہاں اس خاندان کی سی ہے جس کے عزیز ترین افراد میدان جنگ میں ہوں اور وہ ہر وقت ہر خبر سننے کے لئے تیار ہو، ایسی حالت میں خطوط کا نہ آنا اور افواہوں کا پھیلنا جیسی تشویش کا باعث ہوگا ظاہر ہے۔ حضرت کے خطوط سے مفصل حالات معلوم ہوتے رہے اور تمام اہل تعلق کے متعلق اطمینان ہوتا رہا، اب عرصہ سے یہ سلسلہ بالکل بند ہے۔

آج ۱۹ رمحرم الحرام تک مکہ معظمہ میں قیام ہے، بھائی صاحب (۲) نے لکھا تھا کہ لاہور سے لکھنؤ کا راستہ بند ہے اور بمبئی کا راستہ پوری طرح مامون نہیں، اس لئے یا تو کراچی میں قیام کرو یا لاہور میں، پھر جب راستہ کھلے تو لکھنؤ آؤ، یا لاہور سے ہوائی جہاز پر لکھنؤ، یہ دونوں چیزیں مشکل تھیں، کراچی یا لاہور کے قیام سے مکہ معظمہ کا قیام یقیناً بہت زیادہ بابرکت پر سکینت اور بامنفعت ہے، بمبئی کے راستہ کی خبریں مشہور ہوتی رہتی ہیں، اس لئے اس طرف سے بھی اطمینان نہیں، اس لئے ابھی یہیں قیام ہے اور جب تک کوئی اطمینان بخش بات نہ معلوم ہو روانگی کا ارادہ نہیں، ممکن ہے صفر کے آخر تک روانگی ہو۔ اس وقت تک مدرسہ صولتیہ کے پتہ پر خطوط آسکتے ہیں۔

مولوی عبیداللہ صاحب (۳) ایک عشرہ ہوا ہوگا مدینہ طیبہ گئے، مولوی سعید خاں صاحب اور ان کے بعض رفقاء پہلے جا چکے ہیں اب مکہ معظمہ میں صرف خاکسار مع رفقاء مولوی زین العابدین صاحب، مولوی عبدالملک صاحب، چودھری نواز خاں (بڑے میاں) ان کی اہلیہ، شمس الدین میواتی، عبدالواحد میواتی، حاجی فضل عظیم صاحب اور حاجی نور الٰہی صاحب جہاز کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے ہیں، دونوں جگہ کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہتا ہے،

(۱-۲) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ۔ (۳) مولانا عبیداللہ بلیاویؒ کا تذکرہ گذر چکا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستان کی روانگی کے متعلق کچھ اطمینان ہو جائے تو میرا ارادہ سفر سے پہلے ایک بار مدینہ طیبہ کی حاضری کا ہے، اگر یہاں کچھ زیادہ رہنا ہوا، اور حالات ہندوستان کی فوری روانگی کے نہ ہوئے تو ممکن ہے کہ میں اور مولوی زین العابدین صاحب ایک آدھ مہینہ کے لئے مصر ہو آویں۔

جناب کی طرف سے الحمدللہ طواف کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے عمرہ کیا۔ عزیزی محمد ثانی سلمہ، بھی آپ کی طرف سے عمرہ کر چکے ہیں اور طواف بکثرت کرتے رہتے ہیں، بعض رفیقات نے بھی طواف کئے، والدہ ہارون سلمہ (۱) اور مولوی سعید مرحوم (۲) کی طرف سے طواف کئے گئے اور اب بھی کبھی کئے جاتے ہیں۔

مولوی ظہیر الحسن صاحب (۳) مرحوم کا سانحہ معلوم ہوا سخت صدمہ ہوا، کئی روز خبر کی تصدیق کا انتظار رہا، پھر مولوی سلیم صاحب (۴) سے تصدیق ہوئی، مرحوم اس خاکسار کے بڑے محبّ و مشفق تھے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ یہ سال آپ کے لئے عام الحزن تھا، اللہ تعالیٰ نے یہ سنت ادا کروادی اشد الناس بلاء الانبیاء فالامثل ثم الامثل ع ہر بوالہوس کے واسطے دار و رسن کہاں

جناب کے شفقت نامہ کا بیچینی سے انتظار رہے گا، یہ عریضہ مخدومی مولانا یوسف صاحب ملاحظہ فرمالیں اور مشترک سمجھیں، طواف و دعا سے ان کی خدمت گزاری کی سعادت حاصل ہوتی ہے، دعا کی درخواست ہے، والدہ صاحبہ اور گھر میں، سب سے سلام عرض کرتی ہیں۔

یہ خط مولوی اسماعیل صاحب غزنوی (۵) کے ہاتھ بھیجا جارہا ہے، وہ کراچی یا لاہور

---

(۱) مولانا محمد ہارون کاندھلوی ابن مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی والدہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی صاحبزادی تھیں۔ (۲) حضرت شیخ کے داماد جن کی وفات ہوگئی تھی۔ (۳) مولانا ظہیر الحسن کاندھلوی ایم اے علیگ، مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے برادر بزرگ کے حقیقی نواسہ اور مولانا محمد الیاس کاندھلوی کے ہم زلف تھے بڑے باخبر اور وسیع النظر، زندہ دل، دوست نواز وسیع الاحباب اور مخیّر بزرگ تھے۔ ۱۹۴۷ء کے ہنگامہ میں اپنے مکان میں شہید ہوئے رحمہ اللہ۔ (۴) مولانا محمد سلیم کیرانویؒ ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ۔ (۵) مولانا محمد اسمٰعیل غزنوی، مولانا عبدالواحد غزنوی کی اولاد میں تھے حاجیوں کی خدمت میں نمایاں حصہ لیتے تھے ایک مدت سے اس خدمت میں مصروف تھے، اس خاندان کے مورث مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم و فضل اور ربانیت کی وجہ سے آفتاب علم و فضل کی حیثیت رکھتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

سے روانہ کریں گے، مفصل گرامی نامہ کا سخت انتظار ہے جس میں رائے پور و دیوبند کی بھی خیریت ہو، مولوی حبیب الرحمٰن صاحب رائے پوری (۱) کے انتقال کی بھی خبر معلوم ہوئی (۲) انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تفصیل کچھ نہ معلوم ہوئی، رائے پور خط لکھے کوئی جواب نہیں آیا خط لکھیں تو سلام لکھ دیں۔

خاکسار علی

(۱) مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوری ایک معزز سکھ گھرانہ میں پیدا ہوئے پرانا نام بلویندر سنگھ تھا جنال (جواب ضلع سنگرور پنجاب میں ہے) کے رہنے والے تھے فرید کوٹ (پنجاب) میں تعلیم پائی ۱۹-۲۰ء میں مولانا محمد علیؒ (تنرہر شریف ریاست جے پور) کی تلقین سے مسلمان ہوئے ۱۹۲۴ء میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے اور آتا جاتا رہا ۱۹۳۵ء میں ماہ رمضان میں رائے پور مستقل قیام اختیار کیا ۳۷-۱۹۳۸ء میں حزب الانصار قائم کی جس کی سرپرستی حضرت رائے پوریؒ نے قبول فرمائی ۱۹۴۷ء میں مشرقی پنجاب کے فسادات کے بعد اس کے دیہاتوں میں دینی اصلاحی کام کیا۔ (۲) یہ خبر غلط تھی مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوری اس وقت بخیر و عافیت تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بنام

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲/ذی قعدہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۸/جنوری ۱۹۰۶ء کو سنبھل ضلع مرادآباد میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد صوفی احمد حسینؒ صلاح وتقویٰ اور تعلق مع اللہ سے مالا مال تھے ابتدائی تعلیم سنبھل میں ہوئی اور مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا، پھر دہلی کے مدرسہ عبدالرب میں ایک سال گذار کر دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا، اور تین سال وہاں رہے۔ اس مدت میں درسی متوسطات کی تکمیل ہوئی، معقولات میں نہایت درک حاصل کر کے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور دارالعلوم کے باکمال اساتذہ سے حدیث وفقہ کا درس لیا۔

دارالعلوم دیوبند سے سند فراغ حاصل کرنے کے بعد درس وتدریس کا شغل اختیار کیا آریہ سماجی تحریک اور قادیانیت کے رد کے ساتھ رد شرک وبدعت میں مصروف رہے اور اس میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

محرم ۱۳۵۳ھ سے ماہنامہ ''الفرقان'' بریلی سے جاری کیا جو اب تک خدمت دین میں مصروف ہے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں کئی برس حدیث شریف کا درس دیا جس کے وہ مشیر ومعاون بھی تھے۔ مختلف اسلامی تحریکوں میں حصہ لیا خاص طور پر تبلیغی جماعت، دینی تعلیمی کونسل آپ کی کوششوں کا میدان عمل رہیں۔ اس کے ساتھ مسلم مجلس مشاورت، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ میں رکن رہے غیر اسلامی تحریکوں اور مخالف اسلام جماعتوں کا شدت سے مقابلہ کیا دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے رکن رکین رہے، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے بنیادی رکن تاحیات رہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور حضرت مولانا نعمانیؒ کے باہمی تعلقات (جو نصف صدی پر محیط ہیں) کا اندازہ ان خطوط سے ہوگا جو آگے آرہے ہیں۔ مولانا علیہ الرحمۃ باون ۵۲/کتابوں کے مصنف تھے جن میں اکثر مقبول عوام وخواص ہوئیں۔ جن میں معارف الحدیث اسلام کیا ہے، دین وشریعت، قرآن آپ سے کیا کہتا ہے ممتاز ہیں۔

۲۶/ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ مطابق ۴/مئی ۱۹۹۷ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور لکھنؤ کے قبرستان عیش باغ میں آسودہ خاک ہوئے۔ غفر اللہ لہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

مدینہ منورہ جوار المسجد النبویؐ
۹ رشوال ۱۳۶۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محب محترم و مخلص مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا۔ ایک عریضہ کراچی سے، ایک کامران سے ارسال خدمت کیا تھا، مدینہ منورہ سے مختصر خط لکھنے پر طبیعت راضی نہ تھی اور مفصل خط حسب دلخواہ لکھنے کی فرصت وہمت نہ ہوئی۔

وسط رمضان سے میری صحت ایسی گر گئی کہ بعض دن تو مجھے اپنی زندگی خطرہ میں نظر آنے لگی، اس سے تسکین ہوتی تھی کہ بقیع میں انشاء اللہ امام حسنؓ کے پائیں جگہ مل جائے گی۔ اسہال رکتے نہ تھے۔ عید کے بعد تک ضعف معدہ کی شکایت رہی اور اب بھی باقی ہے، کمزوری اتنی ہے کہ آج ایک مہینہ چار دن ہوگئے ابھی تک قبا احد جو مدینہ سے متصل ہیں جانا نہیں ہوا، کل سے کچھ اندرون شہر میں پھرا ہوں۔ رمضان مبارک میں یہاں رات، دن ہوتی ہے اور دن، رات ہوتا ہے، تراویح کے بعد علماء سے ملاقات اور مجالس کا نظام بنا تھا، چند راتوں کے بعد صحت نے گویا جواب دے دیا، پھر چائے کی وہ کثرت اور لزوم ہے کہ خدا کی پناہ دس آدمیوں سے ان کے مکان پر ملیے تو دس مرتبہ چائے پیجیے کوئی عذر ہرگز مقبول نہیں۔

یہاں جب آیا تو معلوم ہوا کہ کام (۱) تھوڑا بہت جو کچھ ہے وہ مجاورین مدینہ ومہاجرین (۲) میں ہے۔ اہل ملک اور اہل علم نے ابھی تک سنجیدگی سے کوئی توجہ نہیں کی اور نہ اس کی وقعت ان کے دلوں میں پیدا ہوئی ہے۔ ہم لوگوں کی آمد پر دوستوں نے یہاں کے علماء واعیان وعلماء مکہ وغیرہ سے ملاقات کا نظام بنایا اور مجالس خصوصیہ کا انتظام کیا، تقریباً باری باری تمام موجودین علماء حرمین وعلماء نجد سے ملنا ہوا، لیکن ابھی تک معاملہ اعتراف سے آگے بڑھنے نہیں پایا۔ یہاں کام میں بعض وہ مقامی مشکلات ہیں جن کا اندازہ باہر سے ہو ہی نہیں سکتا، اس لئے دعوت نے ابھی تک جڑ نہیں پکڑی اور نقش بر آب سے زیادہ نہیں، کوشش یہی ہے کہ علماء نجد وحرمین میں سے کوئی اللہ کا بندہ اس کا داعی بن جائے لیکن ابھی تک کوئی ایسا نظر نہیں آتا، جو دو ایک زندہ نفوس ہیں اور ان میں اس کی استعداد ہے ان کو کچھ

---

(۱) تبلیغی تحریک مراد ہے۔ (۲) وہ لوگ مراد ہیں جو دوسرے ممالک سے ہجرت کر کے خود مدینہ طیبہ میں مقیم ہوئے یا ان کے آباواجداد یہاں آباد ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اشکالات ہیں، بہر حال اتنا ہوا کہ دعوت اور جماعت کو وقعت کی نگاہوں سے دیکھنے لگے ہیں البتہ یہاں کے مقامی حالات کے پیش نظر اجتہاد کی ضرورت ہوگی، اور وہ غالباً ہر جگہ ہے، البتہ ترکوں میں نئی دینی زندگی کے بڑے اچھے آثار ہیں، میں ابھی تک متاثر ہوا ہوں تو ۲-۳ نجدی علماء سے اور تین ترک عالموں کی سلامت فکر، دقت نظر، اور وسعت مطالعہ اور صحت خیال سے، ان میں عثمان آفندی (۱) خاص طور پر قابل ذکر ہیں، عربی کے اچھے فاضل، نہایت سلجھے ہوئے دماغ کے، قرآن مجید کا درس دیتے ہیں، وہ بھی اس عاجز سے بہت مانوس ہو گئے ہیں۔ دوسرے دو ترک نوجوان عالم ہیں جو ازہر کے فاضل، اپنی زبان کے ادیب اور نہایت صحیح الفکر مسلمان ہیں، عثمان آفندی کے مکان پر مخصوص ترکوں کا اجتماع ہوا۔ اکثر لوگوں پر رقت طاری تھی، خاکسار نے عربی میں تقریر کی، جس میں اپنی عادت کے مطابق دین کی عمومی دعوت دی اور ان کی قدیم دینی تاریخ اور محاسن بیان کر کے دینی نشاۃِ ثانیہ کی تحریض کی، عثمان آفندی نے بڑے سلیقہ سے اس کی ترجمانی کی، دعا میں جب ترکوں کے اسلامی کارنامے اور ان کے آثار باقیہ کا واسطہ دے کر ان کی دینی نہضت کے لئے دعا کی تو عجیب منظر تھا، بہر حال عمومی و تمہیدی دعوت ہر جگہ مؤثر ہے اور رائگاں نہیں، البتہ اس کی وہ تشکیل جو ہندوستان میں کی گئی ہے ابھی تک ذہن سے بعید اور لوگوں کو عملاً دشوار معلوم ہوتی ہے۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

مولانا! رمضان مبارک کی کیفیت کیا لکھی جائے افطار کا منظر، تراویح اور سحور کے درمیان کے اوقات بس دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے اور انشاء اللہ کبھی نہ کبھی آپ شریک ہوں گے۔ کاش صحت ہوتی اور کچھ روحانی حس تو اس کا حظ اٹھاتے، پھر مدینہ منورہ کے دوسرے برکات کا تو ہم بے حس کیا احساس کر سکتے ہیں، البتہ سکینت ایسی ظاہر و باہر ہے کہ دنیا کے کسی حصہ میں کسی زمانہ میں نہیں دیکھی، آپ جانتے ہیں میں طائر وحشی ہوں، تکیہ (۲) پر بھی جی نہیں لگتا، لکھنؤ میں بھی کچھ کچھ وقفہ کے بعد اضطراب کا زور ہوتا ہے لیکن اس مہینہ کچھ دن میں ایک گھنٹہ کے لئے بھی وحشت و اضطراب محسوس نہیں ہوا، وساوس خود بخود کم گھیرتے ہیں البتہ اس کی حسرت ہے اور رہے گی کہ جتنا ہندوستان میں ہوتا تھا اتنا بھی اپنی پست ہمتی اور ضعف

---

(۱) تذکرہ گذر چکا ہے۔ (۲) رائے بریلی شہر سے قریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر سی ندی کے کنارہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جو دائرہ شاہ علم اللہؒ کے نام سے موسوم ہے بڑی پر سکون جگہ ہے اور تکیہ کلاں بھی اس کو کہتے ہیں تکیہ سے وہی مراد ہے

www.abulhasanalinadwi.org

سے یہاں نہیں ہوتا، گرمی سخت پڑ رہی ہے لیکن بعض دنوں کو چھوڑ کر جن میں ہندوستان کا برسا ہوا بادل (جس کو یہاں فارغ الھند کہتے ہیں) آ جاتا ہے اور پھر دیر رات تک لو چلتی ہے۔ عام دنوں میں راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، پانی اتنا لطیف وسرد ہے کہ ابھی تک دنیا کے کسی خطہ میں نہیں دیکھا۔ گرانی البتہ خوب ہے یہاں کے ریال کی جو روپیہ کے برابر ہے پانچ آنہ قوت خرید ہے لوگوں میں لینیت، لطافت، تواضع حد درجہ کی ہے۔ بہت سے محاسن ہیں مگر ضائع ہو رہے ہیں، فقر، افلاس حد درجہ کا ہے۔ (۱) جس کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، پھر ولایتی مال کی افراط دیکھ کر اور زندگی کے تکلفات دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، یہاں آکر میرا یہ یقین اور بڑھ گیا ہے کہ عالم اسلامی کی اخلاقی اصلاح اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک ملعون یورپ کے دل اور دماغ پر چوٹ نہ لگے اور اس کا طلسم باطل نہ ہو۔ والی اللہ المشتکی۔ بڑے بڑے ذی علم اور ذکی ابھی تک اس نکتہ کو نہ سمجھے، جو خیالات ابتداء عمر سے قائم ہیں، مختلف مسلمان قوموں کے افراد سے مل کر اور اختلاط سے الحمدللہ قوی سے قوی تر ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں ایک بات ضمناً لکھ دوں کہ میاں عتیق (۲) ومیاں حفیظ (۳) میں سے کسی ایک یا دونوں کو عربی زبان میں اچھی دستگاہ پیدا کروایئے اور اس کے ادب وزبان سے زندہ تعلق پیدا کروایئے، اس کا احساس یہاں آکر بہت بڑھ گیا، اگر آپ کی یا مولانا ناظم (۴) صاحب کے توسط سے یہ پیغام دارالعلوم (ندوۃ العلماء) کے طلبہ تک پہونچ سکے تو ضرور پہنچا دیجئے کہ جس رفتار ومقدار سے وہ عربی سیکھ رہے ہیں وہ ہرگز کافی نہیں، زبان کہیں سے کہیں پہونچ گئی ہے۔

والسلام

علی

مدرسہ فخریہ، باب ابراہیم مسجد حرام

محب گرامی جناب مولانا محمد منظور صاحب نعمانی ایدہ اللہ تعالیٰ بروح منہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے مزاج بعافیت ہو، مولانا! اس پورے سفر وقیام حرمین میں آپ کا ایک عنایت نامہ آیا، میں نے متعدد عریضے لکھے معلوم نہیں آپ تک

---

(۱) پٹرول کی دولت آنے سے قبل کے یہ حالات تھے۔ (۲) مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی صاحبزادہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۳) حافظ حفیظ الرحمٰن نعمانی جو حفیظ نعمانی کے نام سے دنیائے صحافت میں مشہور ہیں اور حضرت مولانا نعمانیؒ کے صاحبزادہ ہیں۔ (۴) مولانا محمد ناظم ندویؒ حضرت مولانا کے رفیق اور محب تھے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل اساتذہ میں تھے، تذکرہ گذر چکا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پہونچے یا نہیں، بعض دوسرے خطوط سے آپ کی مشغولیت اور عافیت مزاج معلوم ہوئی......
یہاں کی برکتوں کا ٹھکانا نہیں، گویا مسجد حرام ہی میں قیام ہے، باب ابراہیم پر ایک بالا خانہ مل گیا ہے، جس میں بیٹھے بیٹھے کعبۂ مشرفہ کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ مستورات بالا خانہ ہی پر جماعت سے نماز پڑھتی ہیں، تکبیر کی آواز آتی ہے۔ طواف جتنے بھی اللہ توفیق دے کر سکتا ہے۔ حجاج میں سے اکثر کے چلے جانے کی وجہ سے حرم میں ہر جگہ گنجائش ہے، چاہے حجر اسود سے ملا ہوا نماز پڑھے، چاہے مقام ابراہیم پر، چاہے رکن یمانی سے متصل، بعض اوقات نماز میں اپنے اور حجر اسود کے درمیان ایک گز سے زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا، اسی طرح نوافل، خواہ میزاب رحمت کے نیچے، خواہ حطیم میں، خواہ حجر اسمٰعیل میں کسی جگہ پڑھے۔ اس گئی گذری حالت میں بھی اس امت کو اپنے اللہ سے جو تعلق ہے اور اس کے عوام کو جو تعلق ہے وہ کسی قوم کے بڑے بڑے صوفیوں کو نصیب نہیں، اس کو اگر دیکھنا ہو تو ملتزم پر دیکھنا چاہئے۔ اس سے انتہائی یاس میں بھی آس بندھتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو محروم نہیں فرمائے گا۔ دن اور رات عجیب حالت ہوتی ہے۔ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے والوں سے ملتزم شریف شاید کسی وقت خالی ہوتا ہو، مسلمانوں کے لئے اور اسلام کے لئے بڑی کثرت سے دعا ہوتی ہے اور شاید اس کی مقدار پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ مجھے یہاں کی حاضری سے پہلے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے اتنے درد اور مسلمانوں سے اتنے تعلق، کا اندازہ نہ تھا، اس میں مصری، فلسطینی، حجازی، مغربی، ترک، سب شریک ہیں۔ البتہ دشمنان اسلام بالخصوص مستعمرین مغرب سے بغض میں تمام مسلمان قومیں ہندوستانی مسلمانوں سے فائق ہیں، اسی طرح طبیعت کی سلامتی اور دینی فہم میں بھی بیرونی مسلمان ہمارے ملک کے مسلمانوں سے ممتاز ہیں۔ ہندوستان میں تو ایک طاعون کے سے اثرات معلوم ہوتے ہیں، بدیہیات ومحسوسات کی بھی سمجھ پوری نہیں معلوم ہوتی ہے، یہاں ان موقعوں پر ان ناسمجھیوں اور اختلافات سے خاص حرم میں ہم لوگوں کو شرمندگی اٹھانی پڑی، یہاں تک کہ ایک ایسے ہی فضیحت کے موقع پر ایک عرب یہ آیت پڑھتا ہوا اٹھا کہ "وما ربك بظلام للعبيد"۔ (ہندوستان کے موجودہ (۱) حالات کی طرف اشارہ تھا) آپ کے لئے اور دوستوں کے لئے طواف کرتا رہتا ہوں۔ بیٹھے بیٹھے یہی خدمت ممکن ہے، میرا روزانہ کا نظام اوقات یہ ہے

---

(۱) تقسیم ہند کی وجہ سے جو جانی ومالی بربادی ہوئی اور سب سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔

www.abulhasanalinadwi.org

کہ صبح حرم سے آکر کھانا کھاتا ہوں کہ وقت کھانے کا یہاں یہی ہے ۳ بجے (یعنی ہندوستان کے تقریباً ۹ بجے صبح) کھانے سے فارغ ہوکر والدہ صاحبہ کو طواف کرانے لے جاتا ہوں، طواف سے فارغ ہوکر حاجی عبدالوہاب صاحب دہلوی کے مکان پر جاتا ہوں اور ظہر کی اذان تک ان کے کتب خانہ میں (جو قدیم اور تازہ ترین مطبوعات کا بہترین ذخیرہ ہے) کام کرتا رہتا ہوں، یہاں ابھی وہ دور ہے جو ہندوستان میں بظاہر کم سے کم کچھ مدت کے لئے ختم ہو چکا یعنی ذہنی وعلمی دور، یہاں کے مخصوص سیاسی حالات کی وجہ سے سوائے علمی وفکری طریقہ کے کوئی اور طریقہ اصلاح وخیالات کی تبدیلی کا نظر نہیں آتا، مصر کا کچا پکا ادب اور صالح وفاسد لٹریچر، یہاں پوری طرح چھایا ہوا ہے، مصر کا وہ ذہنی وتہذیبی رعب ہے جو شاید قرون وسطیٰ میں مسلمانان اندلس کا یورپ کے ملکوں پر رہا ہوگا، اس لئے صالح اور انقلاب آفریں لٹریچر کی بڑی سخت ضرورت ہے اور وہ یہاں ناپید ہے، یہاں کے نوجوان عالم وادیب، مصر کے ادب واسالیب سے مسحور ہیں، اس لئے جیسی بری بھلی ہیں اپنی کتابوں اور مضامین کی اشاعت کی سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ چھوٹا سا رسالہ جو دہلی سے چھپ کر آیا تھا خاصا مفید ثابت ہوا، لیکن ضرورت متنوع رسائل ومطبوعات کی ہے اسی جذبہ کے ماتحت اپنی پرانی تحریروں اور خصوصاً ''ماذا خسر العالم'' پر نظر ثانی کرنی شروع کی نیا مواد بہت ملا، اس کا اضافہ کررہا ہوں اور اس کی اشاعت کی فکر ہے، لیکن بالکل بے سروسامان ہوں ''زبد الاقلام'' جو یذھب جفاءً کا مستحق ہے اس کو پھیلا ہوا دیکھ کر اور ''ماینفع الناس'' جو ''یمکث فی الارض'' کا مستحق ہے اس کو سکڑا ہوا اور سمٹا ہوا دیکھ کر دل کڑھتا ہے اور بدن گھلتا ہے، مگر کچھ ہوتا نہیں، باب السلام پر ۷-۸ کتابوں کی دکانیں ہیں، مصر میں صالح وطالح جو کچھ چھپتا ہے وہ چند ہفتوں میں وہاں نظر آجاتا ہے اور چند گھنٹوں میں ہاشمی وقریشی نوجوانوں میں جو دنیا کے پاسبان تھے پہونچ جاتا ہے۔ اور اپنا زہر ان کے دماغوں اور دلوں میں اتار دیتا ہے، اس کا تریاق موجود نہیں، اور کسی کو اس کی فکر بھی نہیں، یہاں خواص کا طبقہ مغربیت سے متاثر ہے البتہ حرم کی برکتیں اور مکہ کی فیصلہ شدہ دینی مرکزیت یہاں دین کی پاسبان ہے، مغربی زبانوں کی تعلیم نیز مصر ویورپ کے تعلیمی سفروں کے ذریعہ یہاں غیر دینی رجحانات آرہے ہیں اور ہندی قوم کا روایتی جمود یہاں محافظ نہیں، پھر تنعم اور دولت کا تو ایسا سیلاب آیا ہے کہ الامان

www.abulhasanalinadwi.org

والحفیظ، بایں ہمہ یہاں وہ صلاحیتیں موجود ہیں جو کسی ملک وقوم میں نہیں پائی جاتیں۔ بات کہاں سے کہاں پہونچ گئی، مضمون کی بے ربطی معاف ہو، ظہر کی نماز پڑھ کر کھانا کھاتا ہوں، یہ دن کا آخری کھانا ہوتا ہے، عصر تک قیلولہ، یا کبھی کچھ معمولی سا کام، عصر کی نماز پڑھ کر اکثر یہاں کے علماء مدرسین مدارس وحرم وغیرہ سے ملاقات کا وقت ہے، الحمدللہ اس طبقہ میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت عطا فرمائی ہے، اکثر شیخ محمد بن مانع کے یہاں چلا جاتا ہوں، جو گویا وزیر تعلیم ہیں۔ اگرچہ منصب کے لحاظ سے مدیر المعارف العام کہلاتے ہیں، نجدی عالم ہیں شیخ آلوسی بغدادی (۱) کے شاگرد اور وسیع المطالعہ وسیع النظر اور وسیع القلب آدمی ہیں ہندوستان کے حدیث کے سرمایہ سے خوب واقف، معترف اور رواداری عالم ہیں، علماء میں سے شیخ علوی مالکی (۲) گویا حرمین کے مولانا انور شاہ صاحب ہیں۔ حفظ واستحضار اور علم مجلسی میں ان کی نظیر نہیں، ان کی مجلس حدیث وفقہ تصوف وتاریخ شعر وادب کی محفل ہوتی ہے، ان کے علاوہ شیخ محمد العربی، (۳) شیخ امین الکتبی، (۴) شیخ

---

(۱) شیخ محمود شکری بن عبداللہ آلوسی مورخ عالم، ادیب اور داعیانہ صفات رکھنے والے مصنف اور مدرس تھے ۱۲۷۳ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور اپنے والد چچا و دیگر علماء عصر سے تعلیم حاصل کی اور مسند درس کو آراستہ کیا اپنے اصلاحی مواعظ کی وجہ سے اہل بدعت سے مخالفت ہوگئی اور بغداد کے حاکم عبدالوہاب پاشا نے ان کے خلاف ترکی خلیفہ سلطان عبدالحمید ثانی کو شکایت لکھی، جس پر ان کے اخراج کا حکم ہوا، لیکن ان کے ہمدردوں کے احتجاج کی وجہ سے یہ حکم واپس ہوا دوبارہ پھر نجد جانے پر مجبور کردیے گئے، کچھ دنوں کے بعد واپس آکر عزلت نشینی اختیار کی اور تصنیف وتالیف وتدریس میں مشغول ہوگئے تصنیفات کی تعداد باون ہے جن میں چند اہم کتابیں ہیں۔ "بلوغ الارب فی احوال العرب ۳ جلدیں۔ اخبار بغداد الخ۔ ۴ جلدیں۔ المسک الاذفرفی تراجم علماء القرن الثالث عشر" تاریخ نجد وغیرہم ۱۳۴۲ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۲) شیخ علوی مالکی مدرسہ الفلاح مکہ مکرمہ وحرم مکی کے جلیل القدر اساتذہ میں سے تھے موصوف علوم اسلامی کے انسائیکلو پیڈیا تھے مختلف علوم وفنون پر بڑی دستگاہ تھی مذاہب اربعہ پر فتویٰ دیتے جب کسی علمی موضوع پر لب کشائی کرتے تو ایک سیل رواں جاری ہوجاتا ان کے درس کا حلقہ سب سے بڑا تھا، علماء حجاز کی ایک بڑی تعداد ان کی شاگرد تھی بہت ملنسار بذلہ سنج اور متواضع تھے حضرت مولاناؒ سے ۱۳۶۶ھ میں ملاقات ہوئی اور آخر تک مخلصانہ ومحبانہ تعلقات رہے۔ ۲۵ رصفر ۱۳۹۱ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۳) شیخ محمد العربی مالکی مغربی نے مکہ مکرمہ میں مستقل قیام کرلیا تھا مکہ مکرمہ کے استاذ الاساتذہ شیخ علوی مالکی نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا علم حدیث، ادب انساب کے جامع تھے حافظہ بہت قوی تھا استحضار بے مثال تھا کریمانہ اخلاق، تواضع ان کی صفت تھی حضرت مولانا سے خصوصی محبت وتعلق کا معاملہ کرتے ربیع الاول ۱۳۹۰ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔ (۴) شیخ امین کتبی عالم بے بدل ادیب وشاعر تھے حجاز مقدس کے ایک ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے تھے مدرسۃ الفلاح اور حرم مکی کے بڑے اساتذہ میں تھے نعت نبی میں ان کے اشعار بڑے درد انگیز ہوتے تھے آخر عمر میں گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی علمی استفادہ کے لئے لوگ خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ۳ رمحرم الحرام ۱۴۰۴ھ میں وفات پائی رحمہ اللہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

حسن المشاط (۱) وغیرہ کے یہاں جانا ہوتا ہے۔ اور یہ حضرات بھی غریب خانہ پر تشریف لاتے ہیں۔ ہندوستان کی مجمل علمی عقیدت ہے مگر واقفیت نہیں۔ افسوس ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور دوسرے اکابر علماء سے بھی صحیح تعارف نہیں، والد مرحوم کی تصنیفات کی بیحد قدر آئی اور ان کی اشاعت کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی، کوئی دینی کام بغیر کسی بلند تصور کے نہیں ہوسکتا، اکثر جگہ زمین تیار کرنی پڑتی ہے۔ اور ہندوستان کا تعارف کرانا پڑتا ہے پھر لوگ توجہ سے سنتے ہیں۔

مولانا محمد ناظم صاحب کا عنایت نامہ آیا اور اس سے بہت سی کام کی باتیں معلوم ہوئیں، صرف اس کا قلق ہوا کہ انہوں نے اپنے قیمتی خط میں اتنی سادی جگہ نصف صفحہ بھی کیوں چھوڑا کسی اور سے بھروا دیا ہوتا، یہاں تو ہم لوگ سطر سطر کو ترستے ہیں، مولوی عمران خاں صاحب (۲) کا یہ جملہ اب سمجھ میں آیا کہ ہندوستان سے تعویذ آتے ہیں، ہم چاہتے ہیں خط آئیں، پھر بھی بہت سے معلومات ہوئے۔ بھائی صاحب (۳) مدظلہ کا ہر خط ایک چھوٹا سا اخبار ہوتا ہے کاش سب حضرات ایسے ہی خط لکھتے اور ہر چیز کو یونہی سمجھتے کہ یہ ان کیلئے مجہول اور ضرور دلچسپ ہوگی، حکیم شرافت حسین صاحب (۴) کا بھی خط غالباً ذی الحجہ میں آیا تھا۔ یہ خط سب کا جواب ہے اور سب کی نظر سے گذر جائے ادارہ کے لوگوں میں سے صرف سراج الدین خاں صاحب اور مولوی عبدالغفار صاحب (۵) کے خط آئے تھے ان دونوں کو بالخصوص اور تمام رفقاء واحباب کو بالعموم سلام پہونچے سب کے لئے دعا گو اور سب کے لئے بارگاہ الٰہی میں طالب خیر وبرکت ہیں۔ ہمارے صوفی عبدالرب صاحب (۶) تو

---

(۱) شیخ حسن المشاط مشہور ومستند عالم دین تھے سالہا سال حرم مکی میں حدیث کا درس دیا اور وعظ وارشاد کا سلسلہ جاری رکھا، حجاز بالخصوص مکہ مکرمہ کے اکثر علماء ان کے شاگرد رہ چکے تھے جن میں علامہ سید علوی مالکی قابل ذکر ہیں زندگی کے آخر تک درس وتدریس وتبلیغ دعوت کا سلسلہ رہا۔ ۷رشوال ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔ (۲) مولانا عمران خاں ندویؒ سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ (۳) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ۔ (۴) حکیم شرافت حسین رحیم آبادیؒ جن کی کتابیں ''اللہ کے رسولؐ'' ''حضرت ابوبکرؓ'' ''حضرت عمرؓ'' ''حضرت عثمانؓ'' حضرت علیؓ، اور اچھی باتیں چھ حصے بہت مقبول اور مفید ہیں اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل نصاب ہیں۔ (۵) مولانا عبدالغفار ندوی مرحوم سابق امیر جماعت اسلامی حلقہ اتر پردیش۔ (۶) صوفی عبدالربؒ اگاسر ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے تھے عقیدہ کی پختگی امر بالمعروف نہی عن المنکر پر شدت سے عمل کرتے اس کی وجہ سے وہ آزمائشوں میں پڑے مگر اللہ کی مدد سے ہر آزمائش میں کھرے اترے، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت کی اصلاحی تعلق مولانا محمد عیسیٰؒ سے رکھا نہایت زود گو شاعر تھے۔ ۲۵ رمحرم الحرام ۱۳۹۵ھ کو اناؤ میں وفات ہوئی اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ رحمہ اللہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

بالکل خاموش اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خفا ہیں، خدانخواستہ، ان کی دعاؤں کی برکتیں اس سفر میں بحمد اللہ خوب محسوس ہوئیں، ان کے حد درجہ ممنون ہیں، ان کی طرف سے بھی طواف کی سعادت حاصل ہوئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

بھائی صاحب مدظلہ کی خدمت میں حج کے بعد سے تین عریضے لکھے مگر ۲۷/ذی الحجہ کے خط سے معلوم ہوا کہ مدینۂ منورہ کے بعد سے ہمارا کوئی خط نہیں پہونچا جس سے پریشانی ہے...... یہ خط مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی (۱) کے ہاتھ بھیجا جارہا ہے وہ کراچی یا لاہور سے بھیجیں گے۔ ہماری صحت بحمد اللہ بہت اچھی ہے، ابھی تک کسی جگہ کی آب وہوا اتنی موافق نہیں آئی جتنی مکہ معظمہ کی، معدہ بالکل درست ہے اور کوئی شکایت نہیں، موسم بہت لطیف ہے جیسا ہمارے یہاں مارچ کا ہوتا ہے۔ بارش بھی دوسرے تیسرے ہو جاتی ہے، گرانی کم ہو رہی ہے۔

۳/دسمبر کا جہاز روانہ ہو چکا، ۱۲/دسمبر کے جہاز سے روانگی ممکن نہیں معلوم ہوتی۔ اب ۳/جنوری یا اس کے لگ بھگ کسی تاریخ کے جہاز سے روانگی ممکن ہے، بشرطیکہ آپ حضرات کے خط آجائیں اور حالات سے اطمینان ہو ہمارا پتہ وہی ہے۔ ''معرفت مولانا محمد سلیم صاحب مدرسۂ صولتیہ، مکہ مکرمہ''

مولانا محمد ناظم صاحب، شاہ حلیم عطا صاحب۔ اور دیگر اساتذہ کی خدمت میں سلام۔
رفقاء تبلیغ کی خدمت میں نام بنام سلام۔

والسلام
علی

یہ خط مولانا محمد منظور نعمانیؒ، اور مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ کے نام ہے
(یہ خط دوسرے سفر حج ۱۳۷۰ھ کا ہے)
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۴/ستمبر دوشنبہ کو اسلامی جہاز سے بمبئی سے روانگی ہوئی، سمندر میں جوش اور تلاطم تھا، اکثر رفقا کی طبیعت خراب رہی اور میں تو پچھلی مرتبہ کی طرح پھر امتلا اور فقدان اشتہا کی تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ طبیعت بڑی بے کیف اور سخت بدمزہ رہی، جہاز پر چڑھتے ہی

(۱) تذکرہ گذر چکا۔

www.abulhasanalinadwi.org

جماعتوں اور اذان کا نظم اور ریڈیو کے ذریعہ تعلیم کا انتظام کرلیا تھا، روزانہ صبح ''اسلام کیا ہے؟''(۱) کے ایک دوسبق، اور بعد ظہر مولانا مودودی کا رسالہ ''حقیقت حج'' پڑھ کر سنایا جاتا ہے، حج نمبر جا بجا دیکھا گیا اور زائد نسخوں کی طلب ہے، کل سے نماز ظہر کے بعد ''حج نمبر (۲) کا مضمون ''آپ کس طرح حج کریں''؟ سنایا جائے گا، حضرت مولانا عبدالقادر صاحب کو حج نمبر کے مطالعہ کا اہتمام ہے، بار بار رفقا کو پڑھنے کی تاکید فرماتے رہتے ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ میرا ایسا سنگدل بھی عازم حج کے نام مکتوب پڑھ کر اپنی طبیعت کو قابو میں نہ رکھ سکا، تہجد کے وقت بھی میں نے حضرت کو پڑھتے دیکھا، مولانا مناظر احسن صاحب (۳) کے مضمون سے بھی اپنا تاثر ظاہر فرمایا، اور مولوی اویس صاحب (۴) کے مضمون اور مولانا مدنی (۵) کے مکتوب کے متعلق بھی بلند کلمات فرمائے۔

پرسوں اتوار کو ہمارا جہاز مکلا ٹھہرا، معلوم ہوا کہ راستہ میں بحری اطلاع ملی کہ وہاں کئی سو حجاج ہیں۔ ۲۴ گھنٹے جہاز لنگر انداز رہا، شہر سامنے تھا، عمارتیں صاف نظر آرہی تھیں، خواہش وکوشش کے باوجود شہر جانے کی اجازت نہیں ملی، ایک حضرمی سپاہی سے پوچھا کہ یہاں بڑے بڑے عالم اور اساتذہ کون ہیں، اس نے تین عالموں کا نام بتلایا، ان تینوں کے نام عربی رسائل ہدیہ کئے اور سپاہی سے درخواست کی کہ یہ امانت پہونچا دی جائے، خیال تھا کہ ہم نے ہوا میں تیر چلایا ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا، مگر یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک حضرمی عالم جو حکومت مکلا کے ناظر اوقاف اور قاضی ہیں، ملنے تشریف لائے، اور ان تینوں علماء کی طرف سے ایک ٹائپ شدہ دستخطوں کے ساتھ شکریہ کا خط لائے، کچھ دیر بیٹھ کر تشریف لے گئے، ان سے کچھ مفید حالات معلوم ہوئے معلوم ہوا کہ ۸۔۱۰ مدرسے ہیں، اساتذہ تربیت کے لئے مصر بھیجے جارہے ہیں غربت بہت ہے، استعداد وصلاحیت موجود ہے، لیکن کام لینے والے مفقود، فقراء کو ''قوت مالا یموت'' کے حصول سے اور امراء کو دولت وترقی سے فرصت نہیں، دن کو ہم نے عرب ملاحوں کو پیسوں کے لئے مسابقت کرتے اور ان کے بچوں کو پیسہ پیسہ کے لئے غوطہ لگاتے دیکھا اور سوار ہونے والے حجاج کے لباس اور حال کو دیکھ کر اس ملک کی غربت کا مشاہدہ کیا، پھر اسی شہر کو رات میں بجلی کے قمقموں سے جگمگاتے بھی دیکھا،

---

(۱) اسلام کیا ہے؟ مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی مشہور کتاب (۲) الفرقان کا حج نمبر مراد ہے (۳) مولانا مناظر احسن گیلانیؒ۔ (۴) مولانا محمد اویس ندوی نگرامیؒ دار العلوم ندوۃ العلماء کے شیخ التفسیر (۵) مولانا حسین احمد مدنیؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ ان غریب ملاحوں کا شہر ہے جو پیسہ پیسہ پر ٹوٹتے اور لقمہ لقمہ کو ترستے تھے، غربت وامارت کا یہی اجتماع ہے جو اشتراکیت کو دعوت دیتا ہے، بلکہ بلانے جاتا ہے اور خوشامد کر کے لاتا ہے(۱) مگر کس سے کہا جائے اور کس طرح کہا جائے، مصر کے تربیت یافتہ اساتذہ جب آئیں گے تو وہ اس غریب وپست قوم کے لئے جو کم سے کم فطرت اسلام پر ہے کتنے مفید یا مضر ہوں گے اس کو آپ خوب جانتے ہیں! جہاز پر خاصا دینی ماحول پیدا ہو گیا ہے، یہاں تک لکھا تھا کہ حضرمی اجتماع میں کافی تعداد میں لوگ آ گئے اور مجھے تقریر شروع کرنی پڑی ان کو دیکھ کر قلب پر جو تاثرات ہوتے تھے اس کو تفصیل سے بیان کیا اور ان کو بتلایا کہ آپ کہاں سے چلے تھے اور کہاں پہونچ گئے، آپ کی ابتدا کیا تھی اور انتہا کیا ہے؟ میری تقریر کے بعد ایک حضرمی عالم نے بڑے موزوں الفاظ میں تقریر کا جواب دیا۔ اور بتلایا کہ ہمارے بزرگ اس ملک میں کس طرح آئے اور ان کے کیا اخلاق تھے ان میں کس قدر دعوت کی روح تھی پھر ہم کس طرح اس پستی میں پہونچے، جلسہ کامیاب اور موثر رہا، اللہ تعالیٰ اس کو مثمر اور نتیجہ خیز بنائے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جہاز پر خاصا ماحول ہے، ہمارے کیبن کے ساتھ حاجی نثار اللہ صاحب ایم، ایل، سی (گورکھپور)(۲) کا کیبن ہے ان کے بعد ہمارے لکھنؤ کے خان بہادر احمد حسین صاحب رضوی (۳) کا کیبن ہے۔ دوسری طرف بھوپال کے کرنل اقبال محمد خاں (۴) اور کرنل عبدالجبار (۵) صاحب ہیں۔ اور بھی بعض باذوق اصحاب ہیں، کل لائبریری میں۔ (جس کو ہم نے مسجد بنا رکھا ہے) نعت کا ایک مشاعرہ ہوا، اکثر شعراء گجرات ودکن کے تھے، آخر میں آزاد صاحب (۶) نے جب محوی صاحب فتحپوری کی دو فارسی نعتیں پڑھیں جن میں سے ایک وہ تھی جو الفرقان میں شائع ہوئی ہے تو ایک رنگ چھا گیا اور سماں بندھ گیا، آخر میں امیر الحج پروفیسر شمس الدین صاحب پنا کالج، نے اپنی ایک بڑی موثر

---

(۱) اور ایسا ہی ہوا یہ علاقہ ایک طویل مدت تک اشتراکیت کے چنگل میں رہا روسی اشتراکیت کے زوال کے بعد یمن کے عوام کو نجات ملی۔ (۲) حاجی نثار اللہ مرحوم گورکھپور کے مشہور رئیس ملی واجتماعی کاموں میں بہت حصہ لیتے تھے، دین واہل دین سے گہرا تعلق تھا۔ (۳) خان بہادر احمد حسین رضوی لکھنؤ کی تمباکو خوردنی کی مشہور فرم احمد حسین دلدار حسین کے مالک اور متدین شخص تھے۔ (۴-۵) کرنل اقبال محمد خاں وکرنل عبدالجبار خاں آزادی ہند سے قبل ریاست بھوپال کی فوج میں کرنل تھے۔ (۶) آزاد صاحب، سید مسعود علی نام حکیم سید محمود علی فتح پوری کے فرزند خانقاہ رائے پور اور حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کی نمازوں کے امام۔

www.abulhasanalinadwi.org

ودل آویز نظم پڑھی جو انہوں نے اس سفر کا ارادہ کرنے کے بعد لکھی تھی، لائبریری کے ساتھ ہی حضرت کا کیبن ہے، جو ایک سیٹ کا ہے اور گویا ایک بنا بنایا حجرہ یا "خلوہ" ہے اس کی کھڑکی ہال ہی میں کھلتی ہے۔ اکثر عصر کی نماز کے بعد مجلس رہتی ہے۔ فقط

والسلام

علی

محبّ مخدوم ورفیق واجب الاحترام جناب مولانا محمد منظور صاحب نعمانی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عرصہ سے عریضہ ارسال کرنے کی نوبت نہیں آئی، جی چاہتا ہے کہ لکھوں جیسے آپ دیکھ رہے ہوں، لیکن اس مصروفیت میں اس کی گنجائش بہت کم ہے اور سرسری اور ضابطہ کے خط پر طبیعت راضی نہیں، پھر بھی "مالا یدرك" الخ کے اصول پر اس وقت چند سطریں لکھ دینا ضروری سمجھا۔

عنایت نامہ جو سفر کانپور سے واپسی پر دفتر میں بیٹھ کر لکھا تھا، مکہ معظمہ میں ملا۔ کلیم اللہ صاحب (۱) کے خط اور خواجہ محمد احمد صاحب (۲) کے خط سے مفصل حالات معلوم ہوئے جن کو پڑھ کر دل کو بہت ہی سرور حاصل ہوا اور شکر پیدا ہوا، اور آپ سب حضرات کے حق میں دعا نکلی، اسی کی توقع تھی، اللہ تعالیٰ بیش از بیش توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، کہ جس کو حرم کے اندر سمجھا جا رہا ہے۔ اس کو عمل وتقرب الی اللہ اور رضا کے زیادہ مواقع حاصل ہو رہے ہیں، یا ان کو جو اپنے کو حرم کے باہر سمجھ رہے ہیں، حالانکہ وہ حرم سے دور ہیں، اور قرب سے محروم "وذلك فضل الله يوتيه من يشاء" ملتزم پر اس مرتبہ ہجوم کی وجہ سے کم جانا ہوا، پھر بھی حاضری نصیب ہوئی اس مرتبہ خاص بات یہ ہوئی کہ دو بار بلا کراہت فقہی وارتکاب محظور باطمینان تمام بیت اللہ شریف کے اندر حاضری نصیب ہوئی۔ ہر مرتبہ حضرت (۳) کی معیت تھی، حضرت نہایت مسرور ہوئے اور بہت دعائیں دیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے عرض کرنے کی توفیق دی، اپنے دوستوں، محسنین ورفقاء کے لئے اور ہندوستانی

---

(۱) الحاج کلیم اللہ خاں صاحب سابق پرنسپل اسلامیہ انٹر کالج لکھنؤ تبلیغی تحریک سے خصوصی تعلق رکھتے تھے اور اس وقت بھی بڑے متحرک اور مبلغ ہیں اور حضرت مولاناؒ اور حضرت مولانا نعمانیؒ سے خصوصی تعلق اور قربت رکھتے تھے۔ آج کل الہ آباد میں اصلاح وتبلیغ میں مصروف ہیں۔ (۲) خواجہ محمد احمد مرحوم تبلیغی تحریک میں بہت سرگرم تھے حضرت مولاناؒ وحضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے تبلیغی کام کے ابتدائی دور کے ساتھیوں میں تھے لکھنؤ یونیورسٹی کے رجسٹرار آفس میں ملازم تھے ریٹائر ہوکر پاکستان ہجرت کر گئے اور وہیں وفات پائی۔ (۳) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری۔ رحمہ اللہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمانوں کے لئے عرض کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

طواف کی سعادت بھی حاصل ہوئی، ایک مرتبہ آپ کی طرف سے بڑے ذوق وشوق کے ساتھ طواف کیا عربی میں ماثور اور منثور دعائیں پڑھ رہے تھے، مگر میں آپ کی طرف سے سارے طواف میں والہانہ صرف یہ پڑھتا رہا۔

شیئاً للہ از جمالِ روئے تو　　مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو

آفریں بر دست تو بازوئے تو　　دست بکشا جانبِ زنبیل ما

پتہ نہیں آپ پسند کریں گے یا نہیں، مجھے تو آپ کے طفیل میں بہت ذوق حاصل ہوا اور آرزو ہے کہ پھر ایسا طواف نصیب ہو۔ اس سفر میں حضرت (۱) کی جتنی معیت اور قرب حاصل ہوا اتنا نہ کبھی حاصل ہوا، نہ اس کا موقع تھا، اسی قرب ورفاقت سے حضرت کے مقام کی بلندی، مقبولیت، اور اندرونی جذب وشوق لیکن انتہائی ضبط وتمکین کا انکشاف ہوا، آخری دنوں میں مدینہ طیبہ کا شوق اتنا غالب تھا کہ وہ چھپ نہیں سکا، یہاں آکر معلوم ہوا کہ ان حضرات کو بارگاہِ نبویؐ سے ہی تعلق ہے، اور یہ ذوق سب پر غالب ہے۔ مجھے اتنا اندازہ نہ تھا، جو اوقات مواجہ شریف کے قریب یا حرم شریف کے اندر گذرتے ہیں وہ سرمایۂ زندگی ہیں، لیکن آپ کے نمبر میں جو کچھ ناظرین سے کہا تھا وہ سب سامنے آرہا ہے، کاش کہ اس سے پہلے مناسبت تامہ اور استعداد پیدا کرلی ہوتی۔

جی چاہتا تھا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالات خوب اطمینان اور درازنفسی سے لکھوں، مگر کیا کروں کہ وقت بالکل نہیں ملتا، آج بھی بڑے ارادہ سے بیٹھا ہوں اور صبح سے کہیں نہیں گیا، مگر وہ اطمینان نہیں، پھر بھی چند باتیں لکھے بغیر رہا نہیں جاتا۔

ایک تو یہ کہ اس بات کا عینی مشاہدہ اور حق الیقین حاصل ہوگیا، کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی اس امت کو اللہ کا نام لینے، اس سے براہ راست مانگنے، ہاتھ پھیلانے، اور اس کا ذکر کرنے کی جتنی توفیق ہے، اس کا ہزارواں حصہ بھی بلا مبالغہ کسی قوم کو نصیب نہیں، صرف مطاف کے اندر اس امت کے دیوانے جتنا اس نادیدہ ہستی کو یاد کرلیتے ہیں اور اس کا نام لیتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہوئے اس کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں، اتنا ساری دنیا میں اور پوری روئے زمین پر دنیا کی ساری قومیں اور پوری انسانیت مل کر بھی اپنے اس خالق اور مولیٰ کو جس کی ہستی کا یقین ان کے مذاہب کا جز ہے اور اس پر اعتقاد کا وہ دعویٰ

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

رکھتی ہے یاد نہیں کرتی۔ اگر کوئی ایسا ترازو ہے جس پر اللہ کے ذکر کو وزن کیا جا سکے تو صرف مطاف اور حرم شریف کے ذکرِ الٰہی کا پلڑا ساری دنیا پر بھاری ثابت ہوگا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ "حــیّ وقیـوم" خدا کے ساتھ زندہ تعلق تو ساری خرابیوں کے ساتھ اسی ٹوٹی پھوٹی امت کو حاصل ہے باقی علم وفلسفہ صنعت واختراع اور عزت وحشمت کے متعلق جس کا جو جی چاہے کہے، یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زندہ معجزہ ہے کہ آپ اس امت کے دل میں خدا سے اتنا تعلق پیدا کر گئے، جو سیکڑوں برس کے بعد بھی زندہ ہے، اور پورے کرہ ارض پر سانس لینے والی انسانیت کے اندر ممتاز ہے اور اس مادیت اور خدا فراموشی کے بحرانی دور میں بھی ظاہر ومحسوس ہے، رسالت ونبوت کی اتنی بڑی طاقت کی پوری تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

بمبئی میں جس وقت جہاز پر حجاج سوار ہو رہے تھے اور ان میں ہر طبقہ کے لوگ نظر آتے تھے، نیچے پہونچانے والوں اور الوداع کہنے والوں کا ایک جم غفیر تھا۔ جس وقت قاری نے مناسب حال آیتیں پڑھیں اور جہاز نے لنگر اٹھایا تو ایک عجب سماں تھا، بہت سے لوگوں پر ایک ذوق اور رقت طاری ہوگئی۔ لوگ تو خدا جانے کیا کیا محسوس کر رہے تھے اور کس کس چیز کا ذوق لے رہے تھے لیکن میں کھڑا ایک شعر گنگنا رہا تھا۔

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے　　　یہ سب پودا نہیں کی لگائی ہوئی ہے

میں کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ یہ ساری بہار، یہ فصلِ جنوں، یہ عشاق کا ہجوم، یہ پروانوں کی خودفراموشی سب کس کے عشق واخلاص کا کرشمہ ہے، یہ صرف ابراہیم ومحمد (علیہما السلام) کے عشق ویقین کا نتیجہ ہے۔ ع

"جہانے را دگرگوں کرد یک مردِ خودآگاہے"

انہیں کی دعوت اور جذبِ صادق نے اس حج کو ساری دنیا کا مقناطیس بنادیا ہے "یاتوک رجالاً وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق" یہی میرا تاثر حرم شریف اور مدینہ میں تھا، اور ساری دنیا میں خیر کا جو ذرہ، جو للّٰہیت وروحانیت، جو اصلاح وانقلاب نظر آتا ہے اس سب کی ابتدا اور اس کے سلسلہ کی انتہا وہیں نظر آتی ہے، ورنہ اس سے پہلے کی دنیا بھی معلوم ہے اور اس سے انقطاع کے بعد بھی دنیا جیسی ہو جاتی ہے وہ بھی کچھ پوشیدہ نہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

تیسرا تاثر ترکوں کو دیکھ کر ہوا، اس مرتبہ ترک تقریباً بیس ہزار کی تعداد میں آئے، سارے حرم اور پورے مکہ میں وہ اور مصری سب سے نمایاں تھے، لیکن ادب وخشوع، وقار وسکینت، تواضع واحترام، اور محبت میں ترک سب سے ممتاز تھے، ان کو دیکھ کر مجھے تو یقین ہوگیا کہ کوئی مسلمان قوم (اگر اس کا دین سے تعلق اور اسلامی تہذیب سے ارتباط ہے) دینی وتہذیبی حیثیت سے فنا نہیں کی جاسکتی، اور اس کا قومی ارتداد ممکن نہیں، ترکوں کے ذہنی وتہذیبی ارتداد کی کوشش میں کیا دقیقہ اٹھ رہا تھا، دینی تعلیم بند، حج بند، عربی رسم الخط ممنوع، قانون غیر اسلامی، لباس ومعاشرت غیر اسلامی، لیکن پچیس برس کی منظم کوشش کے بعد (جو ترکی کی قومی حکومت کی طرف سے کی گئی) (۱) قوم مسلمان کی مسلمان رہی، اور اس دور ابتلاء سے اس طرح صاف نکل آئی جیسے سونا بھٹی سے۔ "وما كان الله ليضيع ايمانكم" کا اگرچہ محل نزول خاص ہے لیکن مجھے اس کا مفہوم بہت وسیع اور عمومی نظر آتا ہے، ایمان کی مقدار اگر صحیح ہے تو وہ ضائع نہیں ہوگی۔ ترکوں کو اسلام سے، اس کے مرکز سے، حرم اور مسجد نبویؐ سے جو تعلق رہا ہے۔ جو صریح ایمان کی علامت ہے، وہ کیسے ضائع ہوسکتا تھا۔ بیت اللہ کی موجودہ عمارت سلطان مراد کی تعمیر ہے، اور مسجد نبویؐ کی پوری عمارت سلطان عبدالمجید خاں کی یادگار ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جس کے یہ آثار ہوں کس طرح ضائع فرمادیتا۔ اسی طرح ہندوستان کے مسلمانوں کے جو دینی وعلمی کارنامے حدیث وسنت کی خدمات، مدارس کی تاسیس، اور دین کی تجدید وتنقیح کی جو لازوال یادگاریں ہیں ان کے ہوتے ہوئے پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں فرمائے گا، اور ان کی دینی وتہذیبی ہستی انشاء اللہ برقرار رہے گی، ابتلاء کے دور، قوموں کی زندگی میں آئے ہیں، آتے ہیں اور ضروری ہیں۔ ام حسبتم (الآیات) لیکن والعاقبة للمتقين۔

اس وقت بے ساختہ اپنے یہ چند تاثرات لکھ دیئے۔ اگر اللہ نے موقع دیا تو مدینہ طیبہ کے تاثرات بھی انشاء اللہ بے تکلف آپ کے سامنے پیش کردوں گا۔

مکہ معظمہ میں حاجی عبدالواحد صاحب سے خوب ملاقات ہوتی تھی، اور اکثر آپ کا تذکرہ "الفرقان" (۲) ابھی نہیں پہونچا، اشتیاق ہے۔

---

(۱) جدید ترکی کے پہلے حاکم مصطفیٰ کمال پاشا کی لادینی بلکہ مخالف اسلام کوششوں اور جبر واستبداد کی طرف اشارہ ہے جس نے اپنے دور میں اس بات کی پوری کوشش کی کہ ترک قوم، اسلام سے سارے رشتے توڑ لے اور یورپ کی شاگرد رشید اور مقلد بے عقل بن جائے۔ (۲) ماہنامہ الفرقان لکھنؤ مراد ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

سب احباب کو نام بنام سلام۔ جمعرات کے اجتماع میں واقفین و محسنین کو خصوصاً اور حاضرین کو عموماً سلام و درخواست دعا۔ والسلام۔

نیاز مند

''ابوالحسن علی'' (مدینہ طیبہ)

مکہ معظمہ

۱۴ / صفر ۱۳۷۰ھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت رائے پوری مدظلہ کے ہندوستان روانہ ہو جانے کے بعد خاکسار مکہ معظمہ آ گیا، مشورہ سے یہ مناسب معلوم ہوا تھا کہ ایک سفر وادئ فاطمہ کا ایسا کیا جائے جس میں وہ خواص، اہل علم، اور اہل قلم جو اس عرصہ میں متعارف ہوئے ہیں اور ابھی اس دعوت کے نظام اور خصوصیات سے عملی طور پر واقف نہیں، شریک ہو سکیں، چنانچہ اس کی دعوت شروع کر دی گئی۔ اسی عرصہ میں ایک ادیب دوست کے اصرار بلیغ پر طائف کا سفر منظور کر لیا، اور یہ خاکسار مولوی سعید خاں صاحب مولوی معین اللہ، مولوی عبدالرشید، اور محمد رابع، اور تین حجازی طائف روانہ ہوئے، یہ میرا پہلا سفر، طائف کا تھا، طائف میں وہاں کے ممتاز لوگوں سے ملاقاتیں رہیں جن کو جماعت کے ذریعہ دعوت پہونچ چکی تھی، اور وہ پہلے سے واقف، اور بعض مشتاق تھے۔ ایک روز دارالتوحید کے اساتذہ وطلبہ نے دعوت دی، یہ مدرسہ اس ملک کا ممتاز مدرسہ ہے، جس سے ملک؃ (۱) اور رجال تعلیم کو خاص دلچسپی ہے۔ طلبہ سب نجدی اور ممتاز خاندانوں کے افراد ہیں۔ حکومت ہر طالب علم کو ایک سو تیس ریال ماہوار وظیفہ دیتی ہے۔ طلبہ بڑے ذکی وجاندار نظر آئے، ان کے سامنے دعوت پیش کی، اور وہ متاثر ہوئے۔ جماعتیں بنا کر اطراف میں جانے اور دین کی دعوت دینے کی ترغیب دی۔ اساتذہ نے تقریر کی تائید کی اور اتفاق ظاہر کیا، اور آمادگی کا اظہار کیا۔ ملک کے مخصوص حالات کے پیش نظر، یہاں بڑی تدریج اور صبر سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔

کل مکہ معظمہ کے ممتاز ادبا اور اعلیٰ تعلیم یافتہ دونوں کا خصوصی اجتماع ہوگا، اس میں وادئ فاطمہ کے سفر کی تاریخ کا تعین اور اس کی تشکیل ہوگی، خدا کرے یہ سفر کامیاب ہو، اور اس طبقہ اور ہمارے کام کرنے والوں کا مستقل تعلق و ربط قائم ہو جائے۔

---

(۱) ملک عبدالعزیز ابن سعود آل سعود مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہاں کے مدارس وکلیات میں بھی اب برابر جانا ہوتا ہے، کل "المعہد السعودی" جانا ہوا، آج وہاں کے اساتذہ وطلبہ کے سامنے تقریر ہوئی، جس میں ہندوستان میں دینی زندگی اور جد وجہد اور طلبہ اور اہل مدارس کی نقل وحرکت اور دینی انقلاب کا تذکرہ ہوا اور ان کو احساس دلایا گیا کہ ان دور دراز ملکوں میں کس قدر دینی احساس اور قوت عمل پائی جاتی ہے یہاں تک کہ انگریزی طبقہ اور کالجوں ویونیورسٹیوں کے طلبہ عربی مدارس سے بھی دینی جرأت اور قوت عمل میں بڑھے ہوئے ہیں، اور ان توقعات کا اظہار کیا جوان ممالک کے مسلمان، عرب نوجوانوں اور اہل علم سے رکھتے ہیں۔ مدیر المعارف العام کا حکم تھا کہ آج جو تقریر کی جائے وہ نوٹ کر لی جائے۔ اور اخباروں میں اس کی اشاعت ہو، چنانچہ اس کو ضبط تحریر میں لے آیا گیا، اسی دن کلیۃ الشریعۃ میں بھی تقریر ہوئی جس میں ان کے سامنے اپنے ملک میں دینی دعوت کا حال بیان کیا گیا اور بتلایا گیا کہ نوجوانوں کا اس میں کتنا حصہ ہے اور ان کی زندگی میں کیا انقلابات ہورہے ہیں، ان کی قومی غیرت کو بیدار کیا گیا، اور اس پر آمادہ کیا گیا کہ ہفتہ میں باہر نکل کر دیہاتوں اور بادیہ کے لوگوں کے حالات کو دیکھا جائے۔ اور اصلاح وتعلیم کی کوشش کی جائے۔ اور اس کو تعلیم کا ایک ضمیمہ بنایا جائے، اس کے بغیر تعلیم میں روح، جذبات اور وہ محرکات پیدا نہیں ہوں گے جو انسان کو عمل پر ابھارتے اور خواہشات سے ہٹاتے ہیں، اگر یہ روح نہیں ہے تو تعلیم معلومات کا ایک بے جان نتیجہ ہے یہ بھی عرض کیا گیا کہ ہمارے رفقاء سال بھر قیام کریں گے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ دونوں میں اتصال پیدا ہو، اور ایک دوسرے سے نفع اٹھائیں، امید ہے کہ یہ دونوں تقریریں نتیجہ سے انشاء اللہ خالی نہ رہیں گی، اس ماحول میں یہ بالکل نامانوس اور نئی صدا تھی جو لگائی گئی، اور الحمدللہ توجہ سے سنی گئی۔

نجدی علماء وخواص کو ہمارے ساتھ بحمد اللہ بڑی ہی محبت اور خصوصیت ہے، نہایت گرمجوشی کے ساتھ ملتے ہیں۔ اور بڑی ہی دعائیں دیتے ہیں۔ بعض علماء نے جہاں تک ان کی رسائی ہوسکی کتابیں اور رسائل پہنچائے بعض سربرآوردہ علماء ایسے ہیں کہ شاذ ونادر ان کی کوئی مجلس تعارف وکلمۂ خیر سے خالی ہوتی ہوگی، ان کی وجہ سے بہت سے نادیدہ محب ومخلص ہیں۔ بعض مخلص نجد کے سفر کے محرک ہیں، لیکن ابھی تک کوئی نظام نہیں بنا۔ مولانا عبید اللہ صاحب (۱) کی بھی بڑی خواہش ہے ہمارا ایک سفر ریاض وظہران کا ہوجائے مصر کے سفر کا

(۱) مولانا عبید اللہ بلیاویؒ جو اس سفر میں حضرت مولاناؒ کے ساتھ تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عزم پختہ ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ۲۰؍دسمبر تک روانگی کا ارادہ ہے شام کو روزانہ مختصر درس کے بعد جماعتیں مکہ معظمہ کے بعض محلوں میں گشت کے لئے جاتی ہیں، اور کسی ایک مسجد میں مغرب کے بعد دعوت پیش کرتی ہیں............والسلام

"ابوالحسن علی"

محب گرامی و رفیق واجب الاحترام مولانا محمد منظور نعمانی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کل ۱۶؍جمادی الاولیٰ کو عنایت نامہ اچانک ملا، عرصہ سے آپ کے خط کا اشتیاق تھا۔ طویل سفر اور جدائی میں دوستوں اور بزرگوں کے خطوط عجب اثر کرتے ہیں اور عجیب قوت بخشتے ہیں، اس سے چار دن پہلے ۸-۹ خط ملے، جن میں بھائی صاحب (۱) کا، مولوی عبدالسلام صاحب (۲) کا، سید اصغر حسین صاحب (۳)، بھائی قاسم (۴) بھائی کلیم اللہ (۵) اور رائے بریلی کے خطوط تھے، نیز حجاز کے ۳-۴ خط، ان کو پڑھ کر ایک زندگی سی معلوم ہوئی اور نئی طاقت محسوس ہوئی عزیزوں اور دوستوں نے جس طرح اپنے تعلق اور محبت کا اظہار کیا تھا، اور جس نظر سے وہ ہمارے اس سفر اور اس مشغولیت کو دیکھتے ہیں اس کو دیکھ کر شرمندگی کے احساس اور اپنی غفلت اور سستی پر افسوس کے ساتھ عمل اور کوشش کی تحریک پیدا ہوئی، جو، ان پر خلوص خطوط کا اثر تھا، کل آپ کے گرامی نامہ نے نئی مسرت اور تازگی بخشی۔ ع

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

مصر کے حالات اور اپنے مشاہدات و تاثرات آپ کو تفصیل سے لکھنے کا جی چاہتا تھا، اس لئے کہ ان سے بعض مفید معلومات حاصل ہوتے اور کارآمد باتیں معلوم ہوتیں اور اس ملک اور عالم عربی کے متعلق صحیح اندازہ ہوتا، جس سے آئندہ کام میں مدد ملتی، دینی زندگی، مصر کی دینی تحریکات، ان کی قوت اور ان کے اثرات، امکانات اور خطرات یہ سب چیزیں ہندوستان کے لحاظ سے بالکل تاریکی میں ہیں۔ خواص اور باخبر حضرات کو بھی ابتدائی معلومات تک حاصل نہیں، جی چاہتا تھا کہ کچھ اجمالی حالات آپ کے سامنے آجاتے، لیکن

(۱) برادر بزرگ ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ۔ (۲) مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ۔ (۳) سید اصغر حسین نگرامی مرحوم سابق وکیل سرکار۔ (۴) حکیم قاسم حسین مرحوم تبلیغی تحریک کے ابتدائی کارکنوں میں تھے۔ (۵) ماسٹر کلیم اللہ خاں صاحب سابق پرنسپل اسلامیہ انٹر کالج لکھنو۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا بھی امکان نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ فرصت بالکل عنقا ہے، صبح سے نکلنا ہوتا ہے اور اکثر عشاء کے بعد آنا ہوتا ہے، ایسی حالت میں سرسری، اور اجمالی خط بھی لکھنا دشوار ہے، معلومات فراہم کرنا تو درکنار، البتہ اس سے تسکین ہوتی ہے کہ جدہ سے روانگی کے ساتھ ہی روزنامچہ(۱) لکھنے کا التزام کرلیا مگر اس خیال سے کہ شاید اس کی اشاعت ممالک عرب بالخصوص حجاز ومصر کے لئے مفید ہو عربی میں لکھنا شروع کیا، اور وہی سلسلہ جاری ہے، کم سے کم اتنا ضرور ہے کہ مواد محفوظ ہے، اور چیز موجود ہے، تاثرات بروقت ہی محفوظ کئے جاسکتے ہیں، تاریخ بعد میں بھی لکھی جاسکتی ہے۔

مصر کے لئے اس کی وسعت واہمیت دیکھتے ہوئے یہ مستقل کام تھا کہ یہاں کی دینی تحریکات اور جمعیتوں کا کچھ دنوں مطالعہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ وہ کس رخ پر جارہی ہیں۔ ان سے کیا توقعات ہیں ان کا دائرہ عمل کیا ہے، اور ان سے اپنے مقصد کے لئے کس حد تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ کچھ اپنی ذاتی کمزوری، شخصیت کی کمی، قیام کے اختصار اور تجربوں کی بنا پر طبیعت کا رجحان اور عقل کا فیصلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاحب دعوت فرد یا جماعت کو اس کے مقام سے ہٹانا اور اپنی دعوت کا مکمل داعی بنالینا تو بڑا مشکل کام ہے البتہ اس کے نظام اور دعوت میں اضافہ ممکن ہے، اور کسی حد تک اس کا رخ پھیرا جاسکتا ہے، گویا پرانے الفاظ میں ازالہ مشکل ہے، امالہ آسان ہے، اسی طرح اس کو چند مخلصانہ مشورے دئے جاسکتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ زیادہ کارآمد بن سکتا ہے، اور بعض خطرات سے محفوظ ہوسکتا ہے، مصر میں یہی طرز عمل مفید اور نتیجہ خیز معلوم ہوا، اس کے ساتھ اس مقدار کے لئے بھی ضروری تھا کہ ان افراد اور جماعتوں سے پہلے ربط اور انس اور ان کے دل میں اعتماد پیدا کیا جائے، بغیر اس ارتباط وموانست کے اور اعتماد کے، کوئی کسی کا جزئی سے جزئی مشورہ بھی قبول نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ رخ کا بدلنا یا تغیر وترمیم۔

مصر کی اجمالی حالت یہ ہے کہ پنجاب سے اس کا قومی مزاج بہت کچھ ملتا ہوا ہے اور آپ پنجاب کے مزاج سے خوب واقف ہیں۔ انجمنوں اور تحریکات سے یہ ملک بھرا ہوا ہے، ہر تحریک ودعوت کی گنجائش موجود ہے، لوگ بڑے زندہ دل اور پرجوش ہیں خیر وشر دونوں کی کمی نہیں، صحافت واشاعت، طباعت، خطابت، فراوانی سے موجود ہیں، شر کی جو مقدار

(۱) جو شرق اوسط کی ڈائری کے نام سے مکتبہ فردوس لکھنؤ سے شائع ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

موجود ہے، وہ شاید کسی اسلامی ملک میں نہ ہو، لیکن خیر کی بھی جو مقدار ہے، شاید وہ بھی کسی اسلامی ملک میں اس وقت آسانی سے نہ پائی جائے۔ متناقضات ہر جگہ ملتے ہیں، بڑی سے بڑی بڑی روشن خیالی اور راسخ سے راسخ دینداری دوش بدوش ہیں۔

یہاں دینی تحریکیں یا جماعتیں چار قابل ذکر ہیں، الاخوان المسلمون، شباب سیدنا محمد، الجمعیۃ الشرعیہ، جماعۃ انصار السنۃ ان میں سے دو آخری یعنی الجمعیۃ الشرعیہ اور جماعۃ انصار السنۃ اس وقت عام مسلمانوں کے لئے کوئی تازہ پیغام نہیں رکھتیں اور وہ تحریکوں سے زیادہ دینی ادارے ہیں۔ الجمعیۃ الشرعیہ گویا ہو بہو مصر کی جماعت دیوبند ہے، جو توحید و سنت پر قائم، شعائر اسلام کی پابند، بدعات سے مجتنب اور صالح و دیندار جماعت ہے۔ سارے مصر میں وہ اپنی داڑھیوں، مطابق سنت عماموں اور بدعات سے پاک مسجدوں سے پہچانے جاتے ہیں، اس جماعت کے بانی شیخ محمود خطاب سبکیؒ (جن کا انتقال ۱۳۵۲ھ میں ہوا) توحید و سنت کے داعی اور ایک صوفی مصلح تھے، ان کے انتقال کے بعد اس جماعت کا نمو ختم ہو گیا، اور اب اس کی حیثیت ایک دیندار برادری کی ہے، جس کا سارا زور مطابق سنت مساجد کی تعمیر اور انجمن پر ہے، ان کے یہاں واعظین کا انتظام ہے جو انجمن کے خرچ پر قصبات و دیہاتوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں، اس جماعت کے کثیر التعداد مراکز ہیں، جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، صرف قاہرہ میں ان کی ۵۰-۶۰ مسجدیں ہوں گی جن کے ساتھ انجمن اور دفتر ہیں، سب سے پہلے انہیں حضرات سے ہمارا تعارف ہوا۔ اور زیادہ تر جمعہ انہیں کی مسجدوں میں پڑھنا ہوا اور ان سے خطاب کی نوبت آئی، لوگ مخلص، صالح ہیں اور حق قبول کرتے ہیں، ہم نے کوشش کی کہ وہ ہمارے تبلیغی نظام کو اپنا لیں، اس سے ان کا ادارہ انشاء اللہ زندہ ہو جائے گا اس کو دعوت اور پیغام مل جائے گا، اور ہم کو اس ملک میں اچھے دیندار داعی مل جائیں گے اس میں ایک حد تک کامیابی کی صورت پیدا ہوئی کہ انہوں نے اپنے حلقہ میں اس نظام کو نظری طور پر قبول کر لیا، لیکن گرمیوں کی چھٹیوں میں اس کا سلسلہ شروع کرنے کا ارادہ کیا ہے جب وہ معتد بہ وقت نکال سکیں گے، خیال ہے کہ اس کے چند با اثر آدمیوں کو چند روز کے لئے تجربہ اور رفاقت کی دعوت دی جائے۔ انصار السنۃ کی یہاں وہ حیثیت ہے جو ہمارے یہاں جماعت اہل حدیث کی، وہی مسائل ان کا مرکز توجہ ہیں جو ہندوستان میں اس جماعت کا مرکز توجہ ہیں، اور وہی اسلوب جو وہاں ہے، البتہ بعض بڑے سلیم الفہم اور ذہین

www.abulhasanalinadwi.org

و مخلص نوجوان اس جماعت میں ہیں، جنہوں نے اصول کو تسلیم کیا، لیکن جماعتی نظام میں ان کے لئے بہت کم گنجائش ہے۔ اس جماعت سے بھی اچھا ربط ہو گیا ہے اور وہاں اظہار خیال کا بھی موقع ملا۔

شباب سیدنا محمد بڑے پر جوش نوجوان ہیں جن کی دینی غیرت قابل رشک ہے، انہوں نے مصر کی عورتوں کی بے حیائی بے پردگی، عریاں صحافت وادب کے خلاف محاذ قائم کر رکھا ہے، اور اسلامی نظام واحکام شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں، ان کا پرچہ ''النذیر'' لکھنؤ جاتا ہے، اس سے ان کی حمیت و جوش اور جذبۂ ایمان کا اندازہ ہو سکتا ہے، کل ہم ان کے دفتر میں مدعو تھے اور آئندہ جمعرات کو ان کے مرکز میں انشاء اللہ تقریر ہے، جس کا عنوان ہے ''ہندوستان میں دعوت و تبلیغ کے تجربات'' سب سے بڑی طاقتور جماعت ''الاخوان'' کی ہے ہم نے باہر اس جماعت کی طاقت و وسعت اور نفوذ کے متعلق جو کچھ سنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر عالم عربی میں کوئی دینی اور صالح انقلاب ہوا اور اللہ کو منظور ہوا تو اسی جماعت کے ہاتھوں ہوگا، اس جماعت کو چند خصوصیتیں حاصل ہیں جو عام طور پر دینی تحریکات کو ہمارے ملک میں حاصل نہیں ہیں۔ اولاً اس کا حلقہ نہ صرف مصر پر محیط ہے بلکہ تمام ممالک عربیہ اور شرق اوسط میں اس کے پر جوش داعی یا کم سے کم مخلص ہمدرد موجود ہیں، مصر کے بعد شام میں اور شام کے بعد عراق میں اس کے ہم خیال لوگوں کی خاصی تعداد ہے کچھ مخلص کارکن بھی ہیں، مصر میں تو اس کے ارکان کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ ثانیاً مصر کے اعلیٰ تعلیم یافتہ، سنجیدہ اور مفکر قسم کے لوگ اس کے رکن یا ہمدرد ہیں، مشکل سے کوئی تعلیم یافتہ اسلامی ذہن کا نوجوان اس کے حلقہ اثر سے باہر نظر آتا ہے، یونیورسٹیوں، کالجوں، جامع ازہر میں اس کے مستقل حلقے قائم ہیں۔ اور بڑی بڑی جماعتیں ہیں، اور ہر ضرورت اور ذوق کے آدمی اس میں ملتے ہیں ثالثاً عصر حاضر کے بہترین وسائل جن سے کسی تحریک کو عام اور موثر بنایا جا سکتا ہے اس کو حاصل ہیں، مثلاً پریس کی طاقت، اخبارات ورسائل، مولفین وادباء ہر موضوع پر لکھنے والے اس کے پاس ہیں، خلاف قانون قرار دیئے جانے سے پہلے اس جماعت کے مستقل کارخانے کمپنیاں اور صنعت گاہیں تھیں، جنہوں نے ملک کو زندگی کے بہت سے شعبوں میں غیر ملکیوں اور غیر مسلموں سے بے نیاز کر دیا تھا، اس کے بانی اور جماعت کے قائدین کے سامنے زندگی کی پوری تنظیم اور لادینیت کا ہر شعبۂ زندگی

www.abulhasanalinadwi.org

میں مقابلہ تھا، چنانچہ معدنیات اور کان کنی سے لے کر ادب وصحافت تک انہوں نے مقابلہ کی تیاری کی تھی، لیکن شاید یہی وسعت اور ان کے ناقدین کے بقول یہی عجلت، ان کے لئے بلائے جان بن گئی، انہوں نے فوجی تربیت بھی شروع کردی تھی اور ان کے مخالفین کو بھی غالباً اعتراف ہوگا کہ فلسطین کے معرکہ میں سب سے زیادہ پامردی اور بے جگری سے اسی کے نوجوان لڑے، یہاں تک کہ جامعہ عربیہ کو فلسطین کی جنگ میں اخوان کی اس ایمانی طاقت سے کام لینا پڑا، مسلمانوں کی بدقسمتی کہئے یا اس جماعت کی غلطی کہ سعدی وزارت سے کشمکش شروع ہوگئی اور اس نے جماعت کو خلاف قانون قرار دے دیا، جس کے نتیجہ میں نقراشی پاشا ایک اخوانی نوجوان کے ہاتھ سے قتل ہوگئے اور اس کے جواب میں ایک سعدی نوجوان نے شیخ حسن البناءؒ کو شہید کردیا، اور بڑے پیمانہ پر گرفتاریاں شروع ہوگئیں، اس وقت سے یہ جماعت خلاف قانون ہے، لیکن توقع ہے کہ دو مہینے کے بعد اس کو تسلیم کرلیا جائے گا۔

شیخ حسن البناء مرحوم کی خودنوشت سوانح پڑھی (افسوس ہے کہ مصر میں نہیں مل سکتی) ان کے خصوصی لوگوں سے ان کے حالات معلوم کئے، ان کے والد صاحب سے (جو الفتح الربانی فی ترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی کے مولف اور بڑے محدث ہیں) مل کر ان کی زندگی کے حالات اور ان کے ابتدائی رجحانات اور ان کے ارتقاء کی تاریخ سنی، اندازہ ہوا کہ وہ موہوب (خداداد جوہر کے) آدمی تھے اور اللہ تعالیٰ کو ان سے یہ کام لینا تھا، بڑی جامع، موثر اور دل آویز شخصیت کے مالک تھے۔ قوی ایمان، بلند ارادہ، محبوب شخصیت، سحرانگیز خطابت ان کے خاص اوصاف تھے۔ تصوف کے بھی لذت آشنا تھے اور ایک مخلص شیخ سے روحانی تربیت بھی حاصل کی تھی، شروع سے دعوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ان پر غلبہ تھا، اور مصر کی موجودہ لادینیت اور اخلاقی ابتری اور اسلام کی غربت کی ان کے دل پر سخت چوٹ تھی، اس کے خلاف وہ اپنے حالات اور علم کے مطابق جدوجہد کرتے رہے، معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنا کام چل پھر کر دعوت دینے سے شروع کیا تھا۔ مثلاً قہوہ خانوں میں جماعت کے ساتھ جانا اور ایک دن میں بیس بیس جگہ پانچ پانچ دس دس منٹ کی تقریر کرنا، دعوت کو مساجد سے باہر شروع کرنا اور لوگوں کو مساجد میں لانا، وضو کے مسائل وفضائل سنانا، نماز کی چیزیں سننا اور سکھانا وغیرہ، یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اخوان کو شیخ حسن البناء مرحوم سے بہت گہرا اور قلبی تعلق ہے جو ذہنی تعلق سے بہت

www.abulhasanalinadwi.org

زیادہ گہرا اور طاقتور معلوم ہوتا ہے اور اس میں عقیدت ومحبت کا بہت کافی حصہ ہے، اس کا کچھ اندازہ آپ کو الدعوۃ کے اس خاص نمبر سے ہو جائے گا جو ان کے انتقال پر دو سال گزرنے کی یادگار میں شائع ہوا ہے۔ اور آپ کے نام بھی بھیجا گیا ہے۔ بڑے بڑے فاضل اور مفکر اخوانی کو ان کی محبت میں سرشار اور ان کی غیر معمولی شخصیت کا معترف پایا۔

حجاز سے ارادہ تھا کہ اس جماعت کے مخصوص لوگوں سے ملاقات کی جائے گی اور ان کی توجہ، ان پہلوؤں کی طرف مبذول کرنے کی کوشش کی جائے گی، جن کا اہتمام ہمارے نزدیک تحریک ودعوت کو زیادہ مفید ومنتج بنا سکتا ہے اور خطرات کے لئے سپر بن سکتا ہے، لیکن ان سے ذاتی تعارف نہ تھا اور مشورہ کے لئے اعتماد اور وثوق شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب ماذا خسر العالم کو ایک طاقتور ذریعہ تعارف بنا دیا۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو سب سے زیادہ اخوان کے حلقہ نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس کو اپنی تحریک ہی کی کتاب سمجھا، اخوان میں کاموں کی تقسیم ہے ایک صاحب استاذ محمد بہی الخولی (۱) روحانی واخلاقی توجیہ وتربیت کے ذمہ دار ہیں، دوسرے صاحب استاد عبدالعزیز کامل مراقب ثقافی یعنی علمی ودینی تربیت کے ذمہ دار اور مشیر مطالعہ ہیں، شیخ محمد الغزالی جماعت کے مولف ہیں، کتاب شائع ہونے پر عبدالعزیز کامل صاحب نے جماعت کے ارکان وطلبہ کو جماعتی حیثیت سے اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا، چنانچہ ہماری آمد مصر سے پہلے، نوجوان اخوان بڑی تعداد میں کتاب پڑھ چکے تھے، اس لئے اجنبیت باقی نہیں رہی تھی، اول تو چند افراد سے ملاقات ہوئی پھر ایک مخصوص نشست میں جس میں چند ممتاز اصحاب تھے ہم نے اپنے خیالات ظاہر کئے جن میں خاص طور پر اس پر زور تھا کہ سیاست سے پہلے دعوت کا مرحلہ ہے اور وہ کافی طویل وصبر آزما ہے اس کو عجلت سے گزار دینا اور آگے بڑھ جانا خطرہ اور تباہی کو دعوت دینا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی جماعت اور تحریک پر فضل فرمایا ہے کہ اس کو سیاست کے مرحلہ سے پیشانی کے بال پکڑ کر پھر دعوت کے مرحلہ پر لے آیا ہے، یہ ایک زریں موقع اور بہترین فرصت ہے کہ آپ دعوت پر پھر توجہ فرمائیں۔ دوسرے اہل جماعت کی روحانی تربیت اور ذکر کا اہتمام، تیسرے آدمیوں کے پیدا کرنے اور کام کے آدمی بنانے کی طرف توجہ، اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ

(۱) استاذ محمد بہی الخولی، الاخوان المسلمون کے اہم قائدین اور مربیوں میں تھے امام حسن البنا شہید کے ان رفیقوں اور ساتھیوں میں تھے جنہوں نے نہ ان کی زندگی میں ساتھ چھوڑا نہ شہادت کے بعد، ان کی تصنیف تذکرۃ الدعاۃ بڑی مشہور کتاب ہے حضرت مولاناؒ سے خصوصی محبت وتعلق کا معاملہ تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان حضرات نے ان معروضات کو غیر معمولی توجہ سے سنا اور اہمیت دی بلکہ فرمائش کی کہ ان چیزوں کو قلمبند کرلیا جائے تاکہ اخوان کو عام طور پر ان کی طرف متوجہ کیا جاسکے، چنانچہ ارادہ ہے کہ ایک عام مضمون میں ان ضروری پہلوؤں کو واضح کردیا جائے۔

مصر میں تمام مغربی اثرات اور دولت وحکومت کے برے اثرات کے ساتھ ساتھ قدیم اسلامی زندگی کی بہت سی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ نماز پڑھنے والوں کا تناسب ہمارے یہاں سے شاید اتنا زیادہ ہے کہ دونوں میں کوئی تناسب نہیں، خاص بات یہ ہے وہ طبقہ بھی نماز پڑھتا ہے جو ہمارے یہاں دس برس پہلے شاید دس فیصدی پڑھتا تھا عام اخلاق وسلوک میں لوگ ہمارے یہاں سے ممتاز ہیں۔ پولیس تو وہاں کی، پولیس کے مقابلہ میں بالکل دوسری چیز ہے، ذرا راستہ پوچھ لیجئے تو بڑی مہربانی کے ساتھ کانسٹبل کام چھوڑ کر دور تک بتلانے آئے گا اور آپ سے دعا کی درخواست کرے گا، کسی راہگیر سے خواہ وہ یونیورسٹی کا پروفیسر ہو راستہ پوچھیں تو تفصیل سے بتلائے گا اور عام طور پر کچھ دور تک رہنمائی کرے گا۔ زبان پر ابھی تک اسلامی الفاظ چڑھے ہوئے ہیں۔ ٹرام کا ٹکٹ دینے والا، موٹر کا ڈرائیور جب آپ سے پوچھے گا کہ کہاں جانا ہے تو ہمیشہ کہے گا انشاء الله الی أین دیہاتوں کی حالت بالکل مختلف ہے، وہاں اس گرمجوشی اور محبت سے ملتے ہیں کہ میوات یاد آجاتا ہے۔

والسلام

آپ کا علی

کلیۃ الشریعۃ الجامعۃ السوریۃ (دمشق)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محب مخدوم ومحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱)

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ شرمندگی ہے کہ ابھی تک آپ کی خدمت میں کوئی عریضہ نہ لکھ سکا، ماہ مبارک کی آمد نے اور زیادہ مشغول کردیا، یوں تو آپ کو خیریت اور مختصر حالات معلوم ہوگئے ہوں گے مگر ضروری تھا کہ خود بھی آپ کو مطلع کروں، مگر ابھی تک اس کی نوبت نہ آئی۔

دمشق اترتے ہی شیخ مصطفیٰ السباعی (۲) نے ایک ہوٹل میں ٹھہرا دیا تھا۔ ہوٹل دینی

(۱) یہ خط اور آگے آنے والے دونوں خط اس وقت کے ہیں جب حضرت مولانا وزیٹنگ پروفیسر (استاذ زائر) کی حیثیت سے شیخ مصطفیٰ السباعیؒ کی دعوت پر شام گئے تھے۔ (۲) دمشق کے کلیۃ الشریعہ کے پرنسپل تفصیلی تذکرہ گذر چکا۔

حیثیت سے اور ہمارے قیام کے لئے برا نہ تھا، بلکہ منتخب ہوٹل تھا۔ لوگوں کو ملنے کی بڑی سہولت تھی، لیکن خواہش یہ تھی کہ مسجد بالکل قریب ہو، اور بے تکلف جگہ ہو، اللہ تعالیٰ نے بڑی اچھی جگہ دلادی جو بالکل اپنے مرکز کی طرح ہے، یعنی مسجد سے متصل ایک صاف ستھرا آراستہ مکان، صاحب مکان جو مسجد کے امام بھی ہیں (علی نمیر فیاض) ایک صوفی شخص ہیں، اور ہمارے سابق میزبان، ضرورت کی تمام چیزیں مہیا، شہر کے مرکز میں، ہوٹل کا سارا کرایہ اور مصارف باصرار سعید رمضان (۱) نے ادا کئے۔ اب بھی یہ طے ہے کہ سنیچر، منگل، جمعرات کو افطار اور کھانا انہیں کے ساتھ ہوگا، اصرار تو پورے رمضان کے لئے تھا اور اپنے ساتھ قیام کے لئے، مگر آخر میں اس پر سمجھوتہ ہوا، بہت ہی مخلصانہ طریقہ پر پیش آتے ہیں، ہر مرتبہ شہر کے ممتاز علماء و شخصیات کو مدعو کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ ملاقات و اجتماع ہوتا رہے۔

نظام الاوقات اس طرح ہے کہ ہر چہار شنبہ کو یونیورسٹی ہال میں اس موضوع پر سلسلہ وار تقریر ہوتی ہے جس کے لئے یہاں آنا ہوا ہے، ہر ہفتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی طرف سے چھپے ہوئے کارڈ کے ذریعہ اہل علم کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے، علمی ذوق کا یہ حال ہے کہ یونیورسٹی کے ممتاز اساتذہ و پروفیسر، مختلف کالجوں اور شعبوں کے طلبہ، پارلیمنٹ کے ممبر اور بعض وزراء تک شریک ہوتے ہیں، پچھلی دو تقریروں میں وزیر تعلیم بھی تھے اور ایک میں چیف جسٹس بھی، طالبات گیلری پر ہوتی ہیں۔ اول سے آخر تک بڑے سکون کے ساتھ مضمون سنا جاتا ہے جو تقریباً ایک گھنٹہ لیتا ہے، اس اثنا میں شاید ایک شخص بھی اٹھ کر نہیں جاتا، تعجب خیز بات یہ ہے کہ رمضان المبارک کے آغاز کے بعد سے محاضرات کا وقت نماز عشاء اور تراویح کے بعد ہوگیا ہے، اس کے باوجود حاضرین کی خاصی تعداد ہوتی ہے، اور ممتاز اصحاب شریک ہوتے ہیں، اخوان تو ان چیزوں میں پیش پیش رہتے ہی ہیں، ان کے علاوہ اور عناصر بھی، بعض مسیحی بھی، کل حضرت حسن بصریؒ پر محاضرہ تھا، اور اس سے پہلے سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ پر۔

---

(۱) ڈاکٹر سعید رمضانؒ پرجوش داعی اسلام اور الاخوان المسلمون کے رہنما تھے اخوان کے مقدمات کی پیروی ان کے ذمہ تھی دنیا کے بیشتر ممالک کے سفر کئے جمال عبدالناصر نے جب اخوان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تو ڈاکٹر سعید رمضان جلاوطن کئے گئے، جینوا میں پناہ لی اور وہاں اسلامک سنٹر قائم کر کے المسلمون کے نام کا رسالہ شائع کرنا شروع کیا ۱۹۵۹ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء آئے حضرت مولانا سے خصوصی محبت و تعلق رکھتے تھے ۴/اگست ۱۹۹۵ء میں وفات پائی۔

www.abulhasanalinadwi.org

دوسرا جزء یہ ہے کہ ہر منگل کو مرکز الاخوان میں ایک تقریر طے پائی ہے، جس میں ہمیں اپنے دینی خیالات پیش کرنے کا موقع ملتا ہے، اس کے علاوہ دوشنبہ کو اخوان کی مختلف شاخوں کے ذمہ داروں سے بات کرنے اوران کومشورہ دینے کے لئے مستقل پروگرام ہے، ملاقاتیں اورآمدورفت اس کے علاوہ ہے، صبح سے ظہر تک عموماً محاضرات کی تیاری میں وقت صرف ہوتا ہے، لکھنؤ میں صرف چھ محاضرات تیار ہوئے تھے، کم سے کم چار محاضرات یہاں تیار کرنے ہیں۔

عربوں کی فراخدلی، حسن اعتراف، حوصلہ مندی، علواخلاق تعریف وتحسین سے مستغنی ہیں، ان کی مستعدی، نشاط دینی، محبت، گرم جوشی اور عصبیت اسلامیہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے، مگر یہ دیکھ کر بڑا قلق ہوا کہ مغربی تہذیب من حیث القوم تسلیم کرلی گئی ہے، ۹۵ فیصدی ٹوپیاں اتر گئیں، داڑھی شاید ایک فیصدی ہو، علماء نے بالخصوص ہتھیار ڈال دیئے۔ مغربی لباس عورتوں میں (شہروں میں) ۹۹ فیصدی، مردوں میں شاید ۹۸ فیصدی، البتہ اس سب کے ساتھ نماز روزے کا تناسب بھی ۹۸ فیصدی معلوم ہوتا ہے۔اور ہندوستان سے بہر حال بہت بڑھا ہوا ہے۔

رمضان مبارک کے بعد شمالی شام حمص حماۃ، حلب کے سفر کا قصد ہے، انشاءاللہ امید ہے کہ حلب ہماری تبلیغی تحریک کا ایک مرکز بن جائے گا، اوراجتماعات وتبلیغی سفروں کی داغ بیل پڑ جائے گی، دعا فرمایئے، قبول کرنے کی بڑی صلاحیت ہے البتہ طویل قیام شرط ہے، بعض دوست کہتے تھے کہ دوسال ٹھہر جایئے۔

اسی مغربی ماحول ومعاشرت میں بعض ایسے لوگوں سے بھی ملاقات ہوئی جن کے متعلق وجدان کہتا ہے کہ اہل اللہ اور عارفین میں سے ہیں یہ تو پہلے بھی پڑھا تھا کہ شام اس صنف کا خاص مرکز ہے، اب کچھ اندازہ بھی ہوا۔

اہل مرکز، اہل جماعت کی خدمت میں عمومی وخصوصی سلام، خاص طور پر ان دوستوں کی خدمت میں جن کی محبت کا خاص حق ہے، اور جن کے احسانات ہیں، فہرست طویل ہو جائے گی ورنہ نام بنام لکھتا۔

باآں گروہ کہ از بادۂ وفا مستند　　　　زما سلام رسانید ہر کجا ہستند

دعا کی درخواست ہے، لیالی رمضان میں نہ فراموش فرمایا جائے گا۔آپ کے گرامی نامہ،

www.abulhasanalinadwi.org

ہدایات اور مشوروں کا انتظار رہے گا۔

آپ کا
علی

۱۰؍رمضان المبارک، جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق
سامان صد ہزار نمک داں کیے ہوئے

مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس وقت آپ کو اسی طرح خطاب کرنے کو جی چاہا، اس سے زائد تکلف معلوم ہوا، کل مغرب ہوتے ہی مولوی رضوان صاحب (۱) نے آپ کا خط لاکر دیا، ایک عزیز خط اور بھی تھا، ہمارے بھائی احمد الحسنی (۲) کا کراچی سے، دونوں خط پڑھ کر بیکار ہوگیا، آپ نے کچھ ایسی کیفیت میں خط لکھا ہے کہ اس سے وہ کیفیت طاری ہوئی، جو آپ پر کبھی کبھی کسی تقریر کے سننے سے طاری ہوتی ہے۔ اور جس کے بعد آپ تقریر کرنے کے لائق نہیں رہتے آپ کا خط پڑھنے کے بعد میں خط لکھنے کے لائق نہ رہا، آج صبح لکھنے کے لئے بیٹھا ہوں۔

آپ نے رمضان سے پورا فائدہ نہ اٹھا سکنے کا قلق ظاہر کیا ہے، میرا اندازہ یہ ہے کہ جس الجھن میں آپ گرفتار ہو گئے تھے اور جس نے آپ کا بہت سا وقت لے لیا، اس نے ضرور قلب میں شکستگی پیدا کی ہوگی، اور احساس تقصیر، اور آپ جانتے ہیں کہ میرا ذوق ومشرب یہ ہے کہ یہ دل کی شکستگی، اور احساس تہی دستی وبے مائیگی ہزار نفلوں سے (جو پندار وزعم پیدا کریں) افضل ہے، اور قرب وقبولیت میں عجب تاثیر رکھتی ہے۔

جائے کہ زاہداں بہزار اربعیں رسد مست ے الست بیک آہ می رسد

میرے ماہ مبارک کا بھی بڑا حصہ محاضرات کی تیاری اور ملاقاتوں کی نذر رہوا، درمیان میں ایک ہفتہ علیل بھی رہا، اور پانچ روزے بھی چھوڑنے پڑے، اس کا تصور برابر رہا کہ ہندوستان میں کچھ شفیق بزرگ اور سرپرست اور کچھ مخلص دوست ضرور دعا میں یاد رکھیں گے، آپ کے خط سے اس کی تصدیق ہوئی، اور یہاں اللہ تعالیٰ نے جو معاملہ فرمایا ہے اس میں

(۱) ڈاکٹر رضوان علی ندوی صاحب رام پوری ثم کراچوی۔ (۲) حضرت مولانا کے رشتہ کے بھائی اور بچپن کے عزیز دوست ممتاز عربی داں سید احمد الحسنی مرحوم جو حضرت سید احمد شہید قدس سرہ کی اولاد میں تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے آثار نظر آئے۔

بنا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا   وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے

مرکز (۱) کی آبادی و رونق سے بڑی ہی مسرت ہوئی، جن صاحبوں نے اللہ کے ان مہمانوں کی خدمت کی اللہ تعالیٰ ان کو بہت بہت جزاء عطا فرمائے، آپ نے ایک عزیز حوالہ سے ماہ مبارک اور بعد کے حالات لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ بعض عزیزوں اور دوستوں کے خطوط میں بعض پہلوؤں کا تذکرہ کر چکا ہوں۔ مگر اب خصوصیت سے اور ذرا تفصیل سے لکھتا ہوں۔

رمضان مبارک کا نقشہ یہ تھا کہ اذان مغرب سے شاید ایک گھنٹہ پہلے شام کا ریڈیو اسٹیشن قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دیتا، لوگ عموماً اپنے مکانوں میں ریڈیو کھول کر بیٹھ جاتے، عین غروب کے وقت توپ چلتی۔ اور اذان نشر ہوتی، لوگ تقریباً ۹۹ فیصدی گھروں پر روزہ افطار کرنے کے عادی ہیں، ہمارے یہاں جس چیز کا نام افطاری ہے یہاں غیر معروف ہے، جو لوگ مسجد میں ہوتے وہ پانی یا کھجور سے افطار کرتے یا بغیر افطار کے نماز میں کھڑے ہو جاتے، اس لئے کہ موسم کی وجہ سے افطار کا کوئی تقاضا نہ ہوتا، جو لوگ گھروں میں ہوتے وہ اطمینان سے کھانا کھاتے، پھر آخر وقت میں اطمینان سے نماز پڑھتے، اذان سارے شہر میں ہر وقت کی ایک وقت ہوتی ہے، جامع اموی کے میناروں سے اذان ہوئی کہ ساری مسجدوں میں اذان ہو گئی، اگر کوئی تیار نہ ہو تو جماعت فوت ہو جائے گی، اور اگر ایک مسجد میں نماز نہ ملے تو پھر کہیں نہ ملے گی، عشاء کی اذان عشاء کا وقت ہوتے ہی ہوئی اور فوراً جماعت کھڑی ہو گئی، فرض و سنت کے بعد تراویح ہوئی، مگر افسوس ہے کہ ایک ایک آیت کی ایک ایک رکعت یا الم ترکیف سے، معلوم ہوا کہ جامع اموی میں ایک ختم ہوتا ہے، شاید شہر میں ایک یا دو جگہ اور۔

رات کو طلوع فجر سے تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے توپ چلتی ہے اور کچھ نعتیں اور مناجاتیں وغیرہ نشر ہوتی رہتی ہیں، صبح صادق سے ۱۵-۲۰ منٹ پہلے اذان ہوتی ہے، جس کو یہاں ''اذان امساک'' کہتے ہیں، یعنی سحری ختم کرنے کی اذان، ہوتے ہی قرآن مجید کی تلاوت شروع ہو جاتی ہے، طلوع ہوتے ہی صبح کی اذان ہوتی ہے، ستائیسویں شب کو طلوع صبح صادق سے تقریباً آدھ گھنٹہ، چالیس منٹ پہلے کسی صاحب نے جو مخلص اور دردمند معلوم

---

(۱) مرکز دعوت و اصلاح و تبلیغ لکھنو۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتے تھے ریڈیو پر دعا کی، موثر دعا تھی، اور معلوم ہوتا تھا کوئی تبلیغی جماعت کے عرب بزرگ ہیں۔

اپنا نظام یہ رہا کہ عموماً روزانہ کسی نہ کسی دوست کے یہاں افطار اور کھانا ہوتا تھا، ہفتہ کے تین روز تو سعید رمضان نے بک کرا لئے تھے اور انہیں کے یہاں کھانا ہوتا تھا، عشاء کی نماز پڑھ کر ہم اپنی قیام گاہ پر اپنی علیحدہ تراویح پڑھتے تھے، امام ہمارے حجازی دوست حافظ سید محمود صاحب ہوتے تھے، جو حجاز کے پڑھنے والوں میں بھی ممتاز ہیں، نہایت سادہ اور رواں پڑھنے والے، شروع میں پارہ یا سوا پارہ پڑھتے تھے، درمیان میں ناغہ ہو جانے کی وجہ سے دو دو ڈھائی ڈھائی پڑھے، اور الحمدللہ گرانی نہیں معلوم ہوئی، ۲۸ کو ختم ہوا، ہم نے ان کی غیر موجودگی میں مولوی رضوان صاحب سے کہا کہ مٹھائی نہیں ہوگی؟ انہوں نے کہا اچھا ہے اس بدعت کا خاتمہ ہو، تراویح سے فراغت ہوئی تو پر تکلف مٹھائی موجود، استفسار پر معلوم ہوا کہ حافظ صاحب نے درمیان میں چند منٹ کے لئے باہر جا کر مٹھائی والے کو ٹیلیفون کیا، اور مٹھائی اور پھل حاضر ہو گئے، (یہاں گوشت والے کے یہاں بھی ٹیلیفون ہے اور ہوٹلوں میں بھی، صرف ٹیلیفون کرنے کی دیر ہوتی ہے۔ ضرورت کی چیز گھر پر حاضر ہو جاتی ہے۔)
رمضان مبارک ختم ہوا اب عید کی روداد سنئے۔

معلوم ہوا کہ عید کی نماز طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ بعد ہو جاتی ہے۔ ہم لوگوں نے فیصلہ کیا تھا کہ جامع اموی ہی میں نماز پڑھی جائے ایسا موقع بار بار کہاں آتا ہے، میں گھر سے ذرا تاخیر سے چلا، اندیشہ ہوا کہ کہیں نماز نہ جاتی رہے، باہر نکلا تو جامع اموی جانے والی سڑک پر دو رویہ فوج اور پولیس کا پہرہ دیکھا، بات سمجھ میں آ گئی، صدر جمہوریہ جامع بنی امیہ میں نماز پڑھانے والے ہیں، اتنے میں جلوس آ گیا، میں نے تیز قدم بڑھائے، وہ موٹر پر میں پیدل، نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہوا، سوق حمیدیہ پہنچا تو دیکھا کہ صدر موٹر سے اتر آئے ہیں اور پیدل چل رہے ہیں فاصلہ اتنا رہا ہوگا جتنا ہمارے مرکز سے چیف کورٹ یا چھتر منزل (۱)، ان کو پیدل دیکھ کر فوجیوں اور شہریوں نے جوش مسرت و محبت میں سلام کرنا شروع کیا، وہ سر جھکائے سلام کا جواب دیتے ہوئے، چلتے رہے، مسجد میں داخل ہوئے تو مفتی جمہوریہ سوریہ جو مشہور عالم شام علامہ ابن عابدین کے خاندان کے ہیں آگے آ گئے تھے، جامع اموی عالم اسلام کی شاید تیسرے درجے کی شاندار مسجد ہو، اس کا شکوہ و وقار دوبالا

(۱) مرکز دعوت و تبلیغ کچہری روڈ لکھنؤ سے چھتر منزل تک کا فاصلہ تقریباً ایک کلو میٹر ہوگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

تھا، لاؤڈ اسپیکر سے یا شاید ریڈیو سے برابر یہ الفاظ نشر ہو رہے تھے، الحمد للہ وحدہ، نصر عبدہ، وانجز وعدہ، وھزم الاحزاب وحدہ، لاشئ قبلہ ولا شئ بعدہ۔ اس مسلسل ترنم اور بیچ بیچ میں تکبیرات تشریق سے عجب لطف آ رہا تھا، نماز خلاف توقع حنفی قاعدہ سے ہوئی۔ (یہاں ۹۰ فیصدی لوگ شافعی ہیں، مگر احکام حنفی فقہ کے ہوتے ہیں) خطیب صاحب نے جو "کلیۃ الشریعۃ" کے ایک طالب علم ہیں اور (خاندانی ہمارے یہاں کی عیدگاہ کی طرح) ایک موزوں خطبہ دیا، جس میں فلسطین اور الجزائر کا (آج کل یہاں بڑا اہم موضوع بنا ہوا ہے) مناسب انداز میں تذکرہ کیا اور خطبہ میں "یاھذ الرئیس الجلیل" کہہ کہہ کے ان کو اپنی ذمہ داریاں یاد دلائیں "وکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ" کا مضمون بیان کیا، خطبہ کا نقص یہ تھا کہ کافی طویل تھا، مگر صدر جمہوریہ اپنے اسٹاف کے ساتھ بیٹھے رہے اور خطیب صاحب کو خلعت دی جو انہوں نے منبر ہی پر اپنے جسم پر ڈال لی۔

نماز کے بعد یہاں معانقہ کو کوئی نہیں جانتا (اور اچھا ہے کہ نہ جانیں) اس سے اس حقیقت کی تصدیق ہوئی کہ بدعات عموماً لوکل (مقامی) ہوتی ہیں اور سنتیں عالمگیر، بھلا یہاں رجب کے کونڈے، شب برأت کا حلوہ اور گیارہویں کی مٹھائی کہاں مل سکتی ہے، مگر الحمد للہ تمام سنن، عبادات موجود ہیں مگر ہماری عید معانقہ سے کہاں خالی جا سکتی تھی؟ کہیں سے کچھ پاکستانی پنجابی بھائی نمودار ہو گئے، اور انہوں نے یہ خانہ بھر دیا، آپ ہوتے تو صاف انکار کر دیتے، مگر ہم نہ کر سکے۔

رگوں میں ہاشمی خون ہے، مگر اس روز بنی امیہ بہت یاد آئے، آخر جن کی مسجد میں نماز پڑھی اور اسلام کی عبادت واخوت کا مظاہرہ دیکھا، وہ کیسے یاد نہ آئیں، اللہ معاف کرے، اپنے دوسرے محاضرہ میں جو سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی سیرت وکارنامہ پر تھا، بنی امیہ اور ان کے نظام حکومت ونتائج پر سخت تنقید کر چکے تھے، مگر وہ علم وتاریخ کا منبر تھا، یہ مسجد کی محراب جہاں سے "ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا ربنا انك رؤف رحیم" کی مسلسل صدا آ رہی تھی، اب بھی اس منبر پر چڑھیں گے اور تاریخ کی طرف سے شہادت دیں گے تو وہی کہیں گے، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کوئی حکم نہیں جاری کر سکتے، دوسرا احساس یہ تھا کہ ایک چیز ہے جس کی خواہ کوئی تعبیر ہو اور خواہ اس کا وقت جب آئے، بہر حال وہ فطرت انسانی کا مطالبہ ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور مسلمان کا حق، وہ کیا ہے، شاید اقبال کے اس شعر سے وہ ادا ہو سکے۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگِ حشیش جس نبوت میں نہ ہو شوکت وقوت کا پیام

عید کی تکبیریں "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد" کیا اس حقیقت کو نہیں یاد دلاتیں؟ پھر آخر اس پر کیوں اصرار ہے کہ دل سے اس کی تمنا بھی نکال دو اور دین کو اس سے کوئی علاقہ ہی نہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

یہ تھے مشاہدات وتاثرات جو بے تکلف زبانِ قلم پر آگئے، اور شاید ایک عزیز کی فرمائش اور ایک محبّ مکرم کی سفارش کی تعمیل بھی ہوگئی۔

اہل مرکز، اہل جماعت، اور سب دوستوں اور بزرگوں کی خدمت میں سلام۔

آپ کا
علی

محبّ گرامی قدر زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، گرامی نامہ جو رائے پور سے ارسال کیا تھا مجھے ایک مہینہ کی تاخیر سے ملا، کچھ تاخیر تو میرے سفر ترکی کی وجہ سے ہوئی، کچھ خط ہی کسی غلطی کی وجہ سے غیر معمولی تاخیر سے پہونچا، خط پڑھ کر اور حالات معلوم کر کے بڑی مسرت حاصل ہوئی، اور بار بار پڑھا۔

ترکی کا سفر ایک دیرینہ آرزو تھی، اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں یہ آرزو پوری کی، اگرچہ وقت کم رہ گیا تھا اور دو ہفتہ سے زیادہ کی گنجائش نہ تھی، پھر بھی دل نہ مانا اور اس عزیز سرزمین کی زیارت ہوگئی، جو کچھ دیکھا جو کچھ سنا، اور جو حالات معلوم ہوئے وہ میرے لئے خلاف توقع تھے، اگرچہ یہ سن چکا تھا کہ ترکی کی لادینیت اور اسلام سے بے تعلقی کی جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان میں بڑا مبالغہ ہے، لیکن ترکوں کی دینداری کے جو مناظر آنکھوں سے دیکھے اور اسلام سے ان کا جو شغف اور گہرا تعلق دیکھنے میں آیا اس سے ایک طرف اس کا اندازہ ہوا کہ اسلام کی اس قوم کے دلوں میں کیسی مضبوط اور گہری جڑیں تھیں، جو اتاترک کی کوہ کنی اور تیشہ زنی کے باوجود قائم ہیں، دوسری طرف اسلام کی اندرونی قوت اور حیات پر ایمان بڑھ

www.abulhasanalinadwi.org

گیا جو ان تمام صدموں کو برداشت کر لے گیا، اور ترکی میں ایک زندہ مذہب کی طرح موجود ہے، اور اپنے سابق اقتدار کی طرف واپس آنے کے لئے بے چین، کہا جا سکتا ہے کہ کسی اسلامی ملک کے مسلمانوں کو اسلام سے شاید اتنا دلی لگاؤ اور اس کا اتنا ادب واحترام نہ ہو جتنا ترکوں کو ہے، آپ کو یہ معلوم کر کے مسرت ہوگی کہ میں اس سفر میں بالالتزام روزنامچہ لکھتا رہا ہوں، اس میں یہ سب مشاہدات وتاثرات آگئے ہیں، آپ کے لئے شاید اس سے زیادہ موزوں کوئی تحفہ نہ ہوگا۔(۱)

ترکی سے دمشق واپسی ہوئی، میں آخر شوال تک اپنے کام سے فارغ ہو گیا تھا اور طبیعت پر جلد واپسی کا تقاضا تھا لیکن سعید رمضان نے سخت اصرار کیا کہ مؤتمر اسلامی میں جو ذیقعدہ میں ہونے والی ہے شرکت کرتا جاؤں، دمشق میں ہو کر اس مؤتمر میں شرکت کئے بغیر چلا جانا جب کہ وہ ہندوستان سے بلا رہے تھے ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا، انہوں نے یہاں تک کہا کہ اگر ہندوستان جانا اس وقت ضروری ہی ہو تو آپ کو مؤتمر میں شرکت کے لئے مستقل آنا پڑے گا، میرے لئے اس سے یہ آسان تھا کہ میں شرکت کرتا جاؤں، آپ سعید رمضان کے تعلقات اور خصوصیات سے واقف ہیں، ان کے سوا کوئی ہوتا تو میں صاف معذرت کر دیتا، لیکن سعید رمضان سے انکار کرنا میرے لئے مشکل تھا، چنانچہ وعدہ کر لیا اور اس درمیانی وقفہ میں ترکی چلا گیا وہاں سے واپسی عین وقت پر ہوئی، آدھی رات کو میں پہونچا اور صبح سے مؤتمر شروع ہو رہی تھی، سعید رمضان کو بے چینی سے انتظار تھا، انہوں نے اسی دن کے پروگرام میں میرا نام اور تقریر رکھی تھی اور اس پروگرام کا اعلان ہو چکا تھا، میرے پہونچنے سے ان کو بڑی مسرت ہوئی اور میں شریک ہو گیا۔

مؤتمر اپنے موضوع ومقصد کے لحاظ سے بہت کامیاب رہی، بیشتر ممالک اسلامیہ کے وفود شریک ہوئے، انڈونیشیا سے لیکر مراکش تک کے نمائندے موجود تھے، اہل ملک اور حکومت کی طرف سے بھی اچھا استقبال اور تعاون رہا، صدر جمہوریہ، وزیر اعظم، صدر پارلیمنٹ نے مؤتمر کے مندوبین کے اعزاز میں دعوتیں دیں، تقریریں بڑی مؤثر اور پرجوش ہوئیں، تجاویز بھی اچھی منظور ہوئیں، اور بعض مفید تجویزیں پاس ہوئیں، دنیائے اسلام کے مختلف حصوں کے لوگوں کو ایک دوسرے سے ملنے اور تبادلہ خیال کرنے کا موقع ملا، اور

---

(۱) یہ روزنامچہ ''دو ہفتے ترکی میں'' کے نام سے مکتبۂ اسلام لکھنؤ سے شائع ہوا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامی محبت واخوت کا موثر مظاہرہ ہوا، یہ پہلو قابل تحسین ومسرت بخش تھا، اور اس لحاظ سے مؤتمر کامیاب تھی، لوگوں کا تاثر یہ تھا کہ کسی جماعت یا ادارہ کی دعوت پر اتنا نمائندہ اور وسیع اجتماع کم دیکھنے میں آیا ہے۔

دو چیزیں میرے لئے اس مؤتمر میں کوفت اور انقباض کا باعث ہوئیں اور آپ سے اس کا اظہار کر دینے میں حرج نہیں، ایک تو یہ کہ مؤتمر پر اول سے آخر تک سیاسی ومجلسی ذہن اور فضا غالب تھی، وہی دستوری موشگافیاں، وہی خطابت کے مظاہرے، وہی پر جوش تقریریں، مندوبین میں سے بعض کا بے ضرورت بولنے پر اصرار، ہم ہندوستان میں اس مرحلہ سے بہت کچھ گزر چکے ہیں، اور یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ طریقہ فرسودہ ہوگیا، اب عمل اور جدوجہد وقربانی کا دور ہے۔ مگر ابھی بہت سے عرب ممالک میں مجلسی زندگی کا وہ دور چل رہا ہے، اس کے ساتھ اب تبلیغی اجتماعات میں شرکت وتعلق نے ہم کو ان مؤتمرات وکانفرنسوں کے لئے اور بھی غیر موزوں بنا دیا ہے۔ اب طبیعت اس کی عادی ہوگئی ہے کہ اسلامی اجتماعات میں نمازوں اور جماعتوں کا اہتمام ہو، سکینت اور وقار اور توجہ الی اللہ کی فضا ہو، لایعنی سے اجتناب ہو، شرکائے مجلس ورفقائے کار کا اکرام اور ان کے حقوق کا لحاظ ہو، اس لحاظ سے اگر چہ یہ مؤتمر، عام کانفرنسوں سے ممتاز تھی، لیکن پھر بھی ایک سیاسی مؤتمر تھی اور طبیعت جن چیزوں کی جویا ہے ان کی کمی اس سیاسی فضا میں محسوس ہوتی تھی۔

دوسری چیز جو میرے انقباض کا باعث ہوئی وہ یہ کہ مودودی صاحب (۱) جب پہلے عمومی اجتماع میں جو یونیورسٹی ہال میں ہو رہا تھا اسٹیج پر آئے تا کہ کانفرنس کے متعلق اور مسئلہ فلسطین کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں تو انہوں نے منتظمین جلسہ سے خواہش ظاہر کی کہ ان کی اردو تقریر کا ترجمہ میں کروں، میں بعض وجوہ سے اس کو اچھا نہیں سمجھتا تھا لیکن انہوں نے کئی بار اس کا تقاضا کیا اور منتظمین جلسہ نے جو ہم لوگوں کے ذہنی اختلاف سے بخوبی واقف نہیں، اصرار کے ساتھ مجھ سے اس کی خواہش کی کہ میں ترجمہ کر دوں، مجبوراً طبیعت کے انقباض کے ساتھ یہ خدمت انجام دینی پڑی اگر چہ تقریر کا تعلق صرف مسئلہ فلسطین سے تھا اور اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی جو میرے لئے موجب انقباض ہوتی لیکن صرف اس بنا پر کہ کہیں لوگ اس ترجمانی کو نظریات کے اتحاد پر محمول نہ کریں، مجھے اس میں تردد تھا، اس لئے میں یہی مناسب سمجھتا تھا کہ مجھے اس خدمت سے معاف رکھا جائے، آپ

(۱) مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

میری افتادِ طبع سے واقف ہیں، مجھ سے انکار پر اصرار نہ ہو سکا، بس طبیعت پر ایک انقباض جو خلافِ طبع کام کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے طاری ہو گیا اور کئی روز تک اس کا اثر رہا۔

مؤتمر کے اختتام پر اور مندوبین و مدعوین عمان و بیت المقدس چلے گئے، تاکہ وہاں پناہ گزینوں کی حالت بچشم خود دیکھیں، اور حالات معلوم کریں، میں نے سعید رمضان سے اس سفر کی شرکت سے معذرت کردی تھی واپسی کی تیاریوں میں مشغول ہو گیا، بغداد و کراچی دہلی ورائے پور ہو کر آپ کے پاس پہونچنے کا نظام ہے، اللہ تعالیٰ خیریت سے ملائے۔

والسلام
ابوالحسن علی

بنام
مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ (۱)

ابوالحسن علی
مدرسۃ العلوم الشرعیۃ مدینہ منورہ
یکم ذی قعدہ ۱۳۶۶ھ

صدیق محترم مولانا عبدالسلام صاحب و محبین مخلصین سید صغیر حسن صاحب (۲)
وانشاء اللہ خاں صاحب (۳)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے آپ سب مع متعلقین واحباب واہل ادارہ بخیر وعافیت ہوں، الحمدللہ یہ خاکسار بھی بعافیت آپ کے لئے دعا گو اور آپ سے طالب دعا ہے، اپنی اس تقصیر کا اعتراف ہے کہ ابھی تک آپ کو خط لکھنے کی نوبت نہیں آئی مگر آپ کی یاد کبھی فراموش نہیں ہوئی، آپ سب کے لئے دعا کرتا ہوں، خصوصاً آپ صاحبان کے لئے نام بنام دعا کرتا ہوں، سلام بھی کبھی عرض کرتا ہوں، آپ سے بھی امید ہے کہ اس ناکارہ کو

(۱) ندوہ کے ان ممتاز فضلاء میں تھے جن پر ادارہ کو ناز ہوتا ہے۔ حضرت مولاناؒ کے رفیق درس ہونے کے ساتھ عمر بھر ان کے ہمدم ہمقدم مددگار شریک کار رہے۔ ادارہ تعلیمات اسلام جس کے بانیوں میں تھے کو عرصہ تک چلایا، پھر ناظم دینیات ہو کر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی چلے گئے۔ سبکدوش ہونے کے بعد دارالمصنفین اعظم گڑھ نے ان کی خدمات حاصل کیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے، ۷؍مارچ ۱۹۰۷ء میں ولادت ہوئی اور ۳۰؍رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۴؍اگست ۱۹۷۹ء کو وفات پائی اور تھیلنڈی ضلع رائے بریلی میں آسودہ خاک ہوئے۔ (۲) سید صغیر حسن مرحوم نہایت متدین اور علماء سے تعلق رکھنے والے باحمیت شخص تھے حکومت اتر پردیش میں اسسٹنٹ سکریٹری تھے، ادارہ تعلیمات اسلام کے بانیوں میں تھے موہان ضلع اناؤ کے رہنے والے تھے۔ (۳) انشاء اللہ خاں مرحوم ادارہ تعلیمات اسلام کے سرگرم لوگوں میں تھے تبلیغ اور دیگر ملی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بھی جواب دور افتادہ بھی ہے، بھولے نہ ہوں گے اور اپنا رفیق کار اور خدمت دین میں شریک سفر سمجھتے ہوں گے۔اور واقعہ بھی یہی ہے۔آپ حضرات یہاں بہت یاد آئے اور آپ کا خلوص، بے غرض محبت، اور دینی رفاقت حافظہ میں تازہ ہے۔دعا ہے کہ آپ سب کو اللہ یہاں پہنچائے کہ زندگی کا اصلی مزہ آئے، جس کا اندازہ اور تصور یہاں پہنچے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔اللہ تعالیٰ کے اس فضل وکرم اور اس ذرہ نوازی کا کس زبان سے شکر ادا کیا جائے کہ اس نے اس محبوب سرزمین میں پہونچایا، جس کے ذرہ ذرہ میں عجب دلآویزی ہے۔
محسوس کرتا ہوں کہ یہیں کا رہنے والا ہوں، یہیں پیدا ہوا، یہیں بڑھا پلا، کچھ دن کے لئے پردیس چلا گیا تھا چند دن رہ کر پھر آ گیا ہوں، کسی چیز میں قطعاً کوئی اجنبیت نہیں معلوم ہوتی، ذرہ ذرہ آشنا معلوم ہوتا ہے۔شاید ۱۰-۱۵ برس کے عرصہ میں یہ مسلسل دو مہینے ایسے گذرے ہیں کہ کبھی اضطراب اور وحشت نہیں محسوس ہوئی، جس وقت یہ تصور ہوتا ہے کہ یہاں سے جدا ہونا پڑے گا تو طبیعت پر بوجھ پڑتا ہے، لیکن اس سے تسکین ہوتی ہے کہ ع "بسیار دوری ضروری بود"۔
اسی کے ساتھ اس کا قلق بھی ہے اور رہے گا کہ اپنی صحت کی کمزوری اور پست ہمتی سے یہاں کے قیام سے نفع اٹھانے کا موقع بہت کم ملا، آپ نے مجھے کبھی جتنا کمزور دیکھا ہوگا اس سے زیادہ کمزور ہوں، جہاز سے اترنے کے بعد سے معدہ کی شکایت تقریباً مسلسل چلی آرہی ہے۔
رمضان مبارک میں سات روزے بھی چھوڑنے پڑے، اب بھی دوا جاری ہے اہل توفیق کو دیکھتا ہوں تو سخت حسرت ہوتی ہے۔ بخارا مصر اور ہندوستان کے مہاجرین وحجاج کو دیکھ کر رشک آتا ہے مگر کچھ کیا نہیں جاتا، پانچ وقت کی نمازیں ٹوٹی پھوٹی، مسجد نبویؐ میں جا کر پڑھ لیتا ہوں، نہ عبادت کی قوت ہے نہ تبلیغ اور اس کے دوروں کی ہمت، ان دو مہینوں میں صرف دو بار قبا جو مدینہ ہی کا گویا محلہ ہے، ایک بار احد جو صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔اور ایک بار اطراف میں تبلیغ کے لئے جانے کی نوبت آئی ہے۔حالانکہ دوسرے ساتھی، دسیوں بار ہو آئے ہوں گے۔مختلف ممالک کے علماء اور حجاج سے ملاقاتیں اور مجلسیں البتہ ہوتی رہیں، جن سے اپنے طرز پر خطاب وکلام کرتا رہا اور دین کی عمومی دعوت اور دینی انقلاب کی دعوت پیش کرتا رہا۔ان میں سب سے زیادہ جدید ترکی کے مسلمانوں اور بعض نوجوانوں میں تاثر نظر آیا جو بالکل خلاف توقع تھا، وہاں کے جو حالات سننے میں آئے اور نئے آنے والوں سے جو حالات معلوم ہوئے، ان سے ترکی میں دینی انقلاب اور دین کی طرف بازگشت کے

www.abulhasanalinadwi.org

آثار معلوم ہوتے ہیں، نئی نسل کے دین سے بے تعلقی کے اسباب ہندوستان سے بالکل ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً دینی نظام تعلیم کی خرابیاں، عربی تعلیم کی طوالت اور اشکال، علماء کی حالات سے بے خبری اور عوام کی نفسیات سے بیگانگی، ملک کے نئے ادب اور ترقی یافتہ زبان سے کنارہ کشی، دینی مسائل وحقائق کی تعبیر میں نئے علم کلام کی ضرورت سے چشم پوشی، اور دین کی تفہیم میں مؤثر وطاقتور زبان وطرز بیان سے محرومی، خاکسار کے ان کے اجتماعات میں دو طویل ومفصل تقریریں عربی میں ہوئیں جن کا ترجمہ دو ترکی فاضلوں نے ترکی میں کیا، ذہن کے راستوں کی یکسانی اور ہندوستانی وترکی دینی مسائل کے اتحاد کی وجہ سے حاضرین خصوصاً نئے تعلیم یافتہ نوجوان بہت متاثر ہوئے، خصوصاً دو نوجوان ترکی فاضل جو عربی کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اپنی زبان کے ادیب ہیں، بہت ہی مانوس ہوگئے ہیں اور خیالات میں بہت توارد محسوس کرتے ہیں۔ دو چیزوں کی بڑی ضرورت محسوس ہوئی ایک وہ کام جو آپ کا ادارہ کر رہا ہے۔ (۱) اور اس سے زیادہ وہ، جو وہ اب کرنا چاہتا ہے یعنی عربی کا نیا مدرسہ دوسرے وہ کام جو مولانا ابوالاعلیٰ صاحب (۲) نے چند سال پہلے کیا تھا اور اس سے پہلے کچھ مختلف طرز پر دارالمصنفین نے کیا، یعنی نئے دینی ادب وکلام کی ترتیب اور سیرۃ النبیؐ، الفاروق، خطبات مدراس وغیرہ، اور تنقیحات، تفہیمات، پردہ، اسلام کا نظام سیاسی وغیرہ وغیرہ جیسی کتابوں کی تالیف، اگر ترکی میں کچھ مردان غیب ایسے پیدا ہوگئے تو اس صاحب تاریخ قوم کا رخ فوراً بدل جائے گا اور الحمد للہ بدلنا شروع ہوگیا ہے۔

والسلام
''علی''

جمعہ ۱۳ ؍ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مکہ مکرمہ

محب محترم وصدیق معظم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا ایک کارڈ مدینہ طیبہ میں حمدی صاحب کی معرفت اور ایک مفصل ملفوف مورخہ یکم نومبر مکہ مکرمہ میں ملا، دونوں کا جواب فرض تھا، تاخیر پر تاخیر ہوتی گئی، خدا کرے اس مفصل خط سے کسی حد تک اس کوتاہی کی تلافی ہوجائے۔

---

(۱) یعنی مختصر راستہ سے اور بہت تھوڑے وقت میں قرآنی عربی کی تعلیم اور قرآن وحدیث کی تدریس، ادارۂ تعلیمات اسلام اپنے اس کام میں کامیاب رہا، مگر افسوس کہ دین کی قدر وطلب کی کمی کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد بہت ہی کم رہی کاش مسلمان اس کام کی قدر کرتے۔ ''ن'' (۲) مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ

www.abulhasanalinadwi.org

علی احمد مرحوم (۱) کے انتقال کی اطلاع آپ کے خط سے ملی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان الذی تحذرین علیّ وقعا، اسی کا اندیشہ تھا، ان کے نام نے خدا جانے کیا کیا یاد دلایا، خدا کی شان ہے، ان کا درجۂ اول میں آنا اور اپنا پڑھانا کل کی بات معلوم ہوتی ہے، آج ان کے انتقال کی خبر ملتی ہے۔ ان کا بچپن، غیر معمولی ذہانت اور اس سے بڑھ کر سلامت طبیعت وسلامت فکر، توازن دماغی اور سکون، عمر بھر یاد رہے گا، سیکڑوں ہزاروں طالب علموں اور نوجوانوں میں ممتاز تھا، افسوس ہے ان کی صلاحیتوں سے ہم لوگ فائدہ نہ اٹھا سکے، کچھ آپ ہی نے جوہر شناسی اور قدر دانی کا ثبوت دیا اور آخر تک تعلق قائم رکھا، مولوی معین اللہ (۲) ان کے ہم مکتب، بہت دیر تک ان کو یاد کرتے رہے اور ہم لوگ اس زمانہ کی یاد تازہ کرتے رہے جب یہ دونوں طالب علم تھے، اور ہم آپ مدرس، کن ولولوں اور امنگوں سے اس درجہ کو پڑھاتے تھے اور کیسا جی لگتا تھا اور کیا کیا امیدیں رکھتے تھے۔ ع

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

علی احمد مرحوم اپنی دماغی صلاحیتوں کے لحاظ سے ایک غنچۂ نادمیدہ ہی تھا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ اور آرام سے سلائے۔ طواف سے ان کی روح کو ثواب پہونچایا، ان کے والد اور خاص تعلق والوں سے ملاقات ہو تو ہماری طرف سے تعزیت فرمادیجئے گا۔

مولوی انور صاحب مرحوم (۳) کے انتقال کی خبر پہلے بھائی صاحب کے خط سے مل چکی تھی، تفصیل معلوم نہیں ہوئی کہ کہاں انتقال ہوا، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ جب آدمی دور ہوتا ہے تو ایسی ہی اچانک خبریں سنتا ہے، بھائی صاحب کے ایک خط میں تین اموات کی اطلاع تھی، ڈپٹی سید حسن صاحب نگرامی (۴)، حکیم عبد الحسیب صاحب دریابادی (۵) منشی اظہر علی صاحب کاکوری (۶) کی، اللہ تعالیٰ سب پر رحمت کرے۔

---

(۱) مولوی علی احمد کیلانی مرحوم ایک ہونہار طالب علم اور اپنے اساتذہ کی امیدوں کا مرکز تھے عین نوجوانی میں داعی اجل کو لبیک کہا عربی اردو تحریر کی اچھی مشق تھی۔ (۲) مولانا معین اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء جو اس سفر میں حضرت مولاناؒ کے رفیق تھے۔ (۳) مولانا محمد انور مرحوم سابق ناظر کتب خانہ ندوۃ العلماء۔ (۴) ڈپٹی سید حسن نگرامی نہایت متدین اور صاحب فہم بزرگ تھے علماء سے بڑا تعلق رکھتے تھے سادات نگرام سے تعلق تھا۔ (۵) شفاء الملک حکیم عبد الحسیب قدوائی دریابادیؒ۔ (۶) منشی اظہر علی کاکوروی مرحوم جو ندوۃ العلماء کے ایک بڑے ہمدرد اور کارکن منشی اطہر علی کاکوروی مرحوم مدفون جنت البقیع مدینہ طیبہ کے صاحبزادہ تھے۔ ایک کامیاب وکیل اور سیاست داں تھے آزادی سے قبل سنٹرل اسمبلی کے رکن رہے اور خدمت خلق میں فائق تھے، لکھنؤ میں انتقال ہوا اور آبائی قبرستان واقع کاکوری میں تدفین ہوئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

خط سے تعمیر (۱) اور ادارہ (۲) کے حالات معلوم ہوئے، الحمدللہ کہ آپ کی عزیمت وہمت اور استقامت میں کوئی فرق نہیں، ہمارا فرض یہی ہے کہ جب تک ہم سے خدمت ہو سکے ہم دریغ نہ کریں، مغفور بنی اسرائیل (۳) کی مثال ہماری ہمت افزائی کے لئے کافی ہے کہ اس جواں مرد نے مرتے مرتے ہمت نہیں توڑی اور منزل مقصود کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا رہا، جب بے بس ہو جائیں گے تو معذور ہیں، جمعہ وسنیچر کے اجتماعات کی اطلاع سے خوشی ہوئی، اب جو پہلا اجتماع ہو، اس میں سب حاضرین کو ہمارا سلام پہونچا یئے، ندوہ کے اجتماعات کی تفصیلات محمد ثانی (۴) کلیم اللہ (۵) وسعید (۶) کے خطوط سے معلوم ہوتی رہیں، کبھی آپ کی شرکت بھی ہو تو سب کے لئے تقویت ومسرت کا باعث ہوگا۔

ہم نے حجاز کے علاوہ دوسرے ممالک عربیہ کا عزم ملتوی کردیا تھا، مگر پھر خیال ہوا کہ اگر اس مرتبہ بھی رہ گیا تو معلوم نہیں پھر موقع ملے نہ ملے، کسی نہ کسی جگہ ہو ہی آنا چاہئے، چنانچہ مصر کو اس کی اہمیت ومرکزیت کی وجہ سے ترجیح دی، پاسپورٹ لے کر آئے تھے معمولی ویزا کی کوشش کرلی ہے انشاء اللہ ضروری مراحل کی تکمیل ہو جائے گی۔ مکہ معظمہ کے بعض نئے حلقوں میں تعارف اور آمدورفت شروع ہوئی ہے یہاں کے اونچے مدارس اور تعلیم گاہوں میں آنے جانے اور تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا ہے، اس لئے ایک مہینہ مزید قیام ضروری معلوم ہوا، ریڈیو سے متعلق اہل قلم اور ادباء نے بڑی پذیرائی کی، ریڈیو پر مستقل تعارفی تقریر ایک نامور حجازی ادیب (۷) نے کی جس میں بارہ منٹ وقت صرف کیا، اس کے بعد ہماری دو تقریریں ہوئیں، ایک ''من العالم الی جزیرۃ العرب'' جس میں گویا دنیا کی شکایت اور استغاثہ ہے جزیرۂ عرب کے نام، دوسری ''من الجزیرۃ الی العالم'' جس میں اس کا جواب ہے، مولوی عبداللہ صاحب (۸) تعمیر کے لئے ان دونوں تقریروں کا ترجمہ کر رہے

(۱) پندرہ روزہ ''تعمیر'' جو ادارہ تعلیمات اسلام لکھنؤ کے تحت شائع ہوتا تھا اور حضرت مولانا ندویؒ اور مولانا عبدالسلام قدوائیؒ ندوی اس کو مرتب اور شائع کرتے تھے (۲) ادارہ تعلیمات اسلام لکھنؤ مراد ہے۔ (۳) حدیث میں بیان شدہ اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک شخص ننانوے قتل کرنے کے بعد توبہ کی نیت سے ہجرت کر رہا تھا اور گھسٹ گھسٹ کر منزل مقصود کی طرف کھسکتا رہا یہاں تک کہ موت آگئی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا، (۴) مولانا محمد ثانی حسنیؒ حضرت مولاناؒ کے بھانجہ، (۵) کلیم اللہ خاں صاحب سابق پرنسپل اسلامیہ انٹر کالج لکھنؤ، (۶) سعید انور صاحب تبلیغی تحریک سے تعلق رکھنے والے اور نگرام ضلع لکھنؤ کے رہنے والے تھے سرکاری ملازمت میں تھے اب ریٹائر ہو گئے ہیں، حضرت مولانا سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ (۷) شیخ احمد عبدالغفور عطار مشہور حجازی ادیب جن کا تذکرہ گذر چکا۔ (۸) ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس ندوی مراد ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، پہلی تقریر کا کر چکے ہیں، یہ تقریریں بحمد اللہ یہاں کے ادبی و دینی حلقوں میں بہت پسند کی گئیں۔ اور ریڈیو والوں کا خیال ہے کہ ان کو دوبارہ نشر کیا جائے، کل وہ مخصوص طور پر حفلہ تکریم منعقد کر رہے ہیں جس میں تعارف کے لئے یہاں کے اہل ادب کو مدعو کر رہے ہیں، یہاں تین بڑی سرکاری تعلیم گاہیں "المعھد السعودی" جو گویا کالج کے معیار کا ہے جس میں انٹرمیڈیٹ تک تعلیم دی جاتی ہے، علوم عربیہ وعلوم دینیہ اور کچھ انگریزی ہے پھر "کلیۃ البعثات" اور "کلیۃ الشریعۃ" ہے جو اس کے بعد ہے، اکثر بڑے اساتذہ مصری اور ازہر (۱) ودار العلوم (۲) کے فاضل (۳) ہیں، بعض جامعہ مصریہ کے جو وہاں کے "کلیۃ اللغۃ" اور "کلیۃ الشریعۃ" وغیرہ میں استاد تھے، اب حکومت حجاز کی طلب پر حکومت مصر کی طرف سے بھیجے گئے ہیں، حکومت سعودیہ تعلیم پر کافی رقم صرف کرتی ہے، اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ "کلیۃ الشریعۃ" کے ہر طالب علم کو تین سو ریال (یعنی ہمارے حساب سے چار سو روپیہ کا زائد) ماہوار وظیفہ دیتی ہے، "المعھد السعودی" ہمارا جانا ہوا تھا، اور پرسوں اتوار کو وہاں ہماری تقریر ہے۔ "کلیۃ الشریعۃ" کے طلبہ بھی بلانا چاہتے ہیں، اسی طرح انشاء اللہ تینوں تعلیمی مرکزوں میں جانے کا خیال ہے اور طلبہ میں جنبش پیدا کرنے کی تمنا ہے، فطری صلاحیت واستعداد بہت ہے، لیکن مطالعہ محدود، انگریزی تعلیم سے مرعوبیت بے حد، اور بے مقصدیت عام ہے، یا محض حصول معاش اور مادی ترقی مقصود ہے، اس ذہن پر ضرب لگانے اور نظر بلند کرنے اور ان کی (اسلامی) خودی کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے، اور عام طور پر ان تعلیم گاہوں میں یہی موضوع سخن رہا کرتا ہے۔

آپ کے خط کے آنے کے شاید دوسرے ہی روز طائف کا سفر پیش آیا، وہی طائف جس کے متعلق بارہا آپ نے تقریریں کی ہوں گی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور اہل طائف کی جفا کی داستان سنائی ہوگی، پانچ روز رہنا ہوا، خوب گھوم پھر کر دیکھا، جدید آبادی میں صرف حضرت ابن عباسؓ کی مسجد جس کے پہلو میں ان کی قبر ہے یادگار ہے، دور سے فاتحہ پڑھی اور مسجد میں جمعہ اور دوسرے اوقات کی نمازیں پڑھیں اور حضرت ابن عباسؓ کے

---

(۱) جامعۃ الازہر مراد ہے۔ (۲) "دار العلوم" مصر کا ممتاز تعلیمی ادارہ تھا جہاں عربی زبان وادب کی تعلیم کا معیار سب سے بلند تھا۔ (۳) اس دور میں مملکت سعودیہ کے مدارس اور اسکولوں میں مصری اساتذہ ہی تعلیم وتدریس پر مامور تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

فضائل وکمالات کو مستحضر کرنے کی کوشش کی، قدیم طائف میں جو اس موسم میں غیر آباد رہتا ہے جا کر مسجد عداس (۱) دیکھی جہاں حضورؐ نے انگور تناول فرمائے تھے، وہ جگہ بھی دیکھی جہاں حضورؐ کا بیٹھنا اور دعا کرنا اللھم الیک اشکو الخ۔ بتلایا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

طائف کی جس چیز نے مسرور کیا وہ وہاں کا مدرسہ ''دارالتوحید'' ہے یہ مدرسہ حکومت حجاز ونجد کا سب سے بڑا کارنامہ ہے، اور ملک (۲) اور ان کے محکمۂ تعلیم کو سب سے زیادہ اس پر توجہ ہے، طلبہ سب نجد کے ہیں اور اکثر اونچے خاندانوں اور علمی گھرانوں کے ہیں، شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے خاندان کے بھی متعدد لڑکے پڑھتے ہیں، ان طلبہ میں نمایاں طریقہ پر زندگی، نشاط اور ذکاوت نظر آئی، پانچ سال کی تعلیم ہے۔ اس کا فارغ ''کلیۃ الشریعۃ'' میں داخل ہوتا ہے، ''دارالتوحید'' کے ہر طالب علم کو ایک سوتیس ریال ماہوار وظیفہ ملتا ہے، مدرسہ کی عمارت الگ ہے اور دارالاقامہ الگ، دارالاقامہ میں طلبہ کی انجمن اور مختصر کتب خانہ ہے جس کا انتظام وہ خود کرتے ہیں، گویا ہمارے یہاں کی جمعیۃ الاصلاح (۳) کا ایک نمونہ، مدرسہ کے مضامین میں، علوم دین وادب ہیں، انگریزی اس مدرسہ میں قصداً نہیں رکھی گئی، اساتذہ اکثر مصری، کمتر شامی اور نجدی ہیں، عجیب بات یہ ہے کہ طلبہ اساتذہ سے زیادہ، اپنی شکل وصورت میں دیندار نظر آتے ہیں، یہ نجد کی خصوصیت ہے، اساتذہ کی داڑھیاں برائے نام طلبہ کی نمایاں، بعض اساتذہ اچھے فاضل معلوم ہوتے ہیں۔

مدرسہ دیکھا اور طلبہ واساتذہ کے ایک اجتماع میں تقریر کی جس میں تین چیزوں کی طرف متوجہ کیا، ایک یہ کہ قرآن مجید کا مطالعہ اس ذہن کے ساتھ شروع کیا جائے کہ گویا ابھی تک اس سے کوئی واقفیت نہ تھی اور وہ بالکل نئی چیز ہے جس سے اب تعارف ہو رہا ہے، اس سلسلہ میں عرض کیا گیا کہ عربوں اور قدیم النسل مسلمانوں کے لئے قرآن مجید اور خود اسلام کی عظمت ومنزلت سے واقفیت میں جو چیز سب سے بڑھ کر حائل ہے وہ یہ خیال ہے کہ یہ

---

(۱) یہ مسجد حضرت عداس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انگور لاکر پیش کئے تھے جب طائف کے مشرکوں نے آپ کو زخمی کردیا تھا۔ (۲) ملک عبدالعزیز ابن سعود آل سعود مراد ہیں۔ (۳) جمعیۃ الاصلاح، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طلبا کی علمی، ادبی انجمن ہے جس کی سرپرستی مہتمم صاحب دارالعلوم کرتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

وہی قرآن مجید ہے جس کو ہم دن رات پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں، اور اس کو نازل ہوئے ساڑھے تیرہ سو برس ہو چکے، یہ ہماری روزمرہ کی چیز ہے، اسی طائف کو دیکھئے آپ حضرات کو احساس بھی نہیں ہوتا ہوگا کہ آپ کس زمین پر چل رہے ہیں اور یہاں کیا واقعات گزرے لیکن ہم اجنبیوں اور پردیسیوں کے لئے اس کا ہر ذرہ کشش رکھتا ہے، اس لئے کہ ہم اس کو ذوق وشوق اور استفسار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، آپ بھی قرآن مجید کو اس ذہن کے ساتھ پڑھیں کہ آپ ابھی تک اس سے واقف نہیں تھے اور گویا وہ آج نازل ہوا ہے، پھر دیکھئے کہ آپ پر قرآن مجید کا جمال اور اس کی عظمت کس طرح منکشف ہوتی ہے۔

دوسری چیز یہ کہ احساس کمتری کو اپنے ذہن کے قریب اور اپنی درسگاہ میں گھسنے نہ دیجئے، یہ ہمارے مدرسوں اور دینی تعلیم گاہوں کا مہلک مرض اور قاتل دشمن ہے، جوان کو کسی کام کا نہیں رکھتا، آپ اپنی قیمت پہچانئے، اور مسلمان کے مقام سے آگاہ ہوئیے اس سلسلہ میں ہم نے ان کو اقبال مرحوم کے کچھ اشعار کا ترجمہ بھی سنایا۔

تیسری چیز یہ کہ دعوت کی روح پیدا کیجئے اور یہاں سے دین کے داعی بن کر نکلئے، اس سلسلہ میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت اور اس کی محیرالعقول و بےنظیر کامیابی کی مثال دی کہ کس طرح تن تنہا ایک شخص نے محض اپنے یقین، دعوتی جوش اور استقلال سے ایک پوری قوم میں روح پھونک دی، اور آخر کار اس کی دعوت توحید، مشرق سے مغرب تک پہونچ گئی، اور کوئی ملک کم وبیش اس کے اثر سے کلیۃً آزاد نہیں رہ سکا، الحمدللہ طلبہ واساتذہ نے یہ معروضات توجہ ودلچسپی سے سنیں، مددگار مدیر نے جو ایک شامی ہیں اور ان کے بعد ایک مصری استاد نے موزوں وپرزور الفاظ میں تقریر کی تائید کی اور شکریہ ادا کیا، اس کے بعد ہم نے گھوم پھر کر مدرسہ اور دارالاقامہ کو دیکھا، عمارت اگرچہ مدرسہ کے لئے نہیں بنی تھی کسی امیر کا قصر تھا، لیکن مدرسہ کی ضروریات کے لئے بالکل موزوں اور کافی ہے، دارالاقامہ میں طلبہ کی انجمن کے سکریٹری نے دارالمطالعہ اور کتب خانہ دکھایا، کتابیں تمام تر طلبہ کی خود پیش کی ہوئی تھیں، اس لئے ایک کتب خانہ کا تسلسل اور انضباط نہیں ملتا، پھر بھی ایک متوسط کتب خانہ کی اچھی ابتدا تھی، کتابوں کے انتخاب کے متعلق بھی اس موقع پر کچھ عرض کیا اور بعض کتابوں کی موجودگی پر اعتراض کیا، جس کا ان طلبہ اور اساتذہ نے اعتراف کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

دارالتوحید کے دیکھنے سے ایک آس اور امید پیدا ہوئی، تقریر میں عرض کیا کہ اگر دارالتوحید نہ دیکھتا اور یہاں سے واپس چلا جاتا تو اس ملک سے مغموم جاتا، اس درسگاہ کو دیکھ کر بے اختیار اپنا دارالعلوم یاد آیا اور دیر تک ہم رفقاء جو اکثر بلکہ تمام تر اس کے خوشہ چیں اور اس سے تعلق رکھنے والے تھے، ندوہ اور دارالعلوم کا تذکرہ کرتے رہے، کس طرح آج سے پچاس ساٹھ برس پہلے ہمارے روشن ضمیر اور دوربیں علماء نے ان ضرورتوں کا احساس کیا جن کا احساس بہ مشکل آج لوگ کر رہے ہیں۔

مدیر المعارف العام جو وزیر تعلیم کے فرائض انجام دیتے ہیں بڑے وسیع النظر عالم اور دین دار شخص ہیں نجد، عراق و مصر کے قدیم مدرسی حلقوں میں تعلیم پائی ہے، شیخ آلوسی بغدادی (۱) کے بھی شاگرد ہیں، شیخین، شوکانی (۲) اور نواب صدیق حسن خاں مرحوم (۳) کی کتابوں کے گویا حافظ ہیں، نواب صاحب مرحوم کی تصنیفات کو شوکانی کی تصانیف پر بھی ترجیح دیتے ہیں، اور بڑی تفصیلی واقفیت رکھتے ہیں، زمانہ کے تغیرات اور نئی ضرورتوں کے احساس سے بھی خالی نہیں، جب قدیم و جدید تعلیم، قدیم و جدید علماء اور درسگاہوں میں موازنہ کرنے لگتے

---

(۱) شیخ محمود شکری بن عبداللہ آلوسی تذکرہ گذر چکا۔ (۲) شیخ محمد بن علی الشوکانی ۱۱۷۳ھ میں یمن کے علاقہ خولان کے ایک گاؤں شوکان میں پیدا ہوئے اور صنعا میں نشو و نما ہوئی ان کا شمار یمن کے کبار علماء میں ہوتا ہے بلند پایہ فقیہ اور صاحب علم و فضل تھے اسی کے ساتھ صنعا کے قاضی رہے، تقلید کے سخت خلاف تھے اور اس کو حرام کہتے تھے، ایک سو چودہ کتابوں کے مصنف تھے جن میں اہم ترین کتاب "نیل الاوطار من اسرار منتقی الاخبار (۸ جلدیں) ہے ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی (۳) نواب سید صدیق حسن خاں اتوار ۱۸ / جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ کو بریلی میں پیدا ہوئے والد ماجد سید اولاد حسنؒ حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت تھے، اور جانثار ساتھیوں میں تھے ابتدائی تعلیم اپنے بھائی سید احمد حسنؒ سے حاصل کی، پھر دیگر اساتذہ سے فقہ اور حدیث کی تعلیم حاصل کر کے دہلی آئے اور صدر الصدور مفتی صدر الدین خاںؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور تمام کتب درسیہ سبقاً سبقاً پڑھیں تکمیل کے بعد بھوپال جا کر شیخ حسین بن محسن انصاری یمانیؒ سے حدیث پڑھی پھر سفر حج کے موقع پر شاہ محمد یعقوب دہلوی سے اجازت حدیث حاصل کی، بھوپال واپسی پر نواب شاہجہاں بیگم والیہ بھوپال سے نکاح ہوا یہ ان کا دوسرا نکاح تھا اور معتمد المہام مقرر ہوئے اور نواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر کا خطاب انگریزی حکومت سے ملا ایک عرصہ ملکی خدمات میں مصروف رہنے کے بعد درباری سازشوں کا شکار ہوئے اور وہابیت اور جہاد کی تلقین کا الزام لگا کر انگریزوں نے معزول کر دیا لیکن نواب شاہجہاں بیگم نے ساتھ نہ چھوڑا کچھ دنوں کے بعد نواب کا خطاب واپس ملا، صاحب نزہۃ الخواطر مولانا حکیم سید عبدالحیؒ نے ان کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں علامۃ الزماں، ترجمان الحدیث والقرآن، محی العلوم العربیۃ و بدر الأقطار الہندیہ، تفسیر حدیث، فقہ اصول، تاریخ اور ادب میں ان کی تصنیفات کی تعداد ۲۲۲ تک پہونچتی ہے اگر رسائل کو شمار کر لیا جائے تو تعداد تین سو ہو جائے گی نہایت تیز ذہن، شیریں دہن، شریف الطبع، کریم النفس، عبادت گذار تھے، تواضع اور حسن اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے، ۲۹ / جمادی الاخریٰ ۱۳۰۷ھ کو وفات پائی اور بھوپال میں سپرد خاک ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اور علمی انحطاط کا شکوہ کرتے ہیں، تو بے اختیار مولانا شیروانی رحمۃ اللہ علیہ(۱) یاد آجاتے ہیں، طائف سے واپسی پر ان سے ملنا ہوا، اوران کو دارالتوحید کے قیام اوران کی خصوصی توجہ پر مبارکباد دی شکریہ ادا کیااور کہا کہ وہاں سے خط آیا تھا جس میں تمہاری آمد اور تقریر کا بہت اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا گیا تھا، اس دارالتوحید کے مدیر شیخ محمد بن مانع مدیرالمعارف العام کے چھوٹے صاحبزادہ شیخ احمد ہیں، ذہین اور پڑھنے والے نوجوان، پچھلے سفر سے ان سے تعارف اوراچھی ملاقات ہےاوروہ حجاز کے اچھے نوجوانوں میں ہیں، دیندار اور ذی علم۔

ان بڑی درسگاہوں کے علاوہ جو مکہ وطائف میں ہیں، اور جن کی حیثیت ہمارے یہاں کے کالجوں کی ہے متعدد وہ مدارس ہیں جن کی حیثیت ہائی اسکول کی ہے مثلاً ''المدرسۃ الرحمانیۃ'' ''المدرسۃ العزیزیۃ'' وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح سے اب تعلیم کی طرف کافی توجہ ہے۔اور شیخ محمد بن مانع کے تقرر کے بعد نمایاں ترقی نظر آتی ہے۔لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ تعلیم روح اور مقصد سے خالی ہےاور روز بروز خالی ہوتی جارہی ہے، وہ محض حصول معاش کا ایک ذریعہ بن کر رہ گئی ہے یہ اس کا نتیجہ ہے کہ جس تعلیم سے اس مقصود کا حصول

---

(۱) نواب حبیب الرحمٰن خاں شیروانی صدر یار جنگؒ ۲۷ر شعبان ۱۲۸۳ھ کو بھیکن پور (علی گڑھ) میں پیدا ہوئے اپنے والد اور چچا کے سایۂ عاطفت میں بڑے عیش وآرام کے ساتھ پرورش پائی ان کے والد نے ان کے نام سے ایک قریہ آباد کیا جس کا نام حبیب گنج رکھا، بچپن ہی سے رشد وسعادت کے آثار نمایاں تھے، ابتدائی تعلیم مولوی عبدالغنی قائم گنجی سے حاصل کی پھر مفتی لطف اللہ علی گڑھی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور ادب انشاء کے ساتھ حدیث وفقہ میں کمال پیدا کیا پھر محدث شہیر شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی کی خدمت میں حاضر ہو کر صحاح پڑھیں اور شیخ سے اجازت حاصل کی، مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی محدثؒ سے بیعت کی اس طرح ان کی ذات میں شریعت وطریقت کا اجتماع ہوا، بڑے صاحب فضل وکمال تھے، حسن خلق، عبادت وریاضت کے ساتھ خدمت خلق، ضرورت مندوں کی مدد اور مسلمانوں کے معاملات سے دلچسپی ان کی خاص صفات تھیں۔ میر عثمان علی خاں نظام حیدرآباد کی طلب وخواہش پر حیدرآباد گئے اور روز یر امور دینیہ واوقاف اسلامی مقرر ہوئے، تیرہ سال نہایت احتیاط ورع وتقویٰ اور عزت نفس کے ساتھ خدمت کی۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کی تاسیس میں آپ کی کوششوں کا خاص حصہ ہے ۱۳۴۴ھ میں حج کا سفر کیا۔ اور وہاں کے کتب خانوں سے علمی استفادہ کیا، تحریک ندوۃ العلماء کے خاص داعیوں اور مخلص کارکنوں میں تھے اور زندگی کی آخری سانس تک اس سے وابستہ رہے اسی کے ساتھ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور دارالمصنفین کے ذمہ داروں میں رہے، اردو کے صاحب طرز ادیب، انشا پرداز اور شاعر تھے مورخ، مفکر ہونے کے ساتھ سحر البیان مقرر بھی تھے اور متعدد علمی تاریخی کتابوں کے مصنف تھے جن میں سیرت الصدیق، جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوانح پر مشتمل ہے۔ بڑی مقبول ہوئی، جمعہ کے دن ۷ر ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ کو علی گڑھ میں وفات پائی اور حبیب گنج میں آسودہ رحمت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

www.abulhasanalinadwi.org

زیادہ ممکن نظر آتا ہے۔اس کی طرف توجہ بھی زیادہ ہے،اس کا اندازہ آپ کو اس سے ہوگا کہ حکومت نے دو شبینہ مدارس قائم کیے،ایک عربی کا ایک انگریزی کا، پہلے مدرسہ میں صرف پچاس طالب علم داخل ہوئے اور ان کی تعداد روز بروز اتنی کم ہوتی چلی گئی کہ حکومت کو بالآخر بند کردینا پڑا،انگریزی کے شعبہ میں اب پانچ سو سے اوپر طالب علم ہیں اور وہ خوب چل رہا ہے یہ ایک معمولی مثال ہے،انگریزی تعلیم اور اور انگریزی شد بد کی بھی غیر معمولی اہمیت اور قیمت ہے،اور یہ رجحان عام اور زیادہ طاقتور بنتا جارہا ہے اس لئے کہ معمولی انگریزی تعلیم سے بڑی بڑی اسامیاں مل جاتی ہیں اور تجارت میں بھی بڑی مدد ملتی ہے۔

یہاں اس کا احساس زیادہ تیز ہوجاتا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ اور نوجوانوں اور تعلیم گاہوں میں کام کرنے کے لئے اور ان میں ذہنی انقلاب اور دینی روح پیدا کرنے کے لئے زیادہ وسیع عصری مطالعہ اور مغربی ادبیات اور انگریزی سے واقفیت کی ضرورت ہے،اگر کوئی شخص عربی زبان پر اچھی قدرت (تا بحد ادبیت) اور انگریزی کی ممتاز استعداد، مشق اور اس کی کتابوں پر نظر رکھتا ہے تو وہ بہت جلد اس تعلیم یافتہ طبقہ کا مرجع بن سکتا ہے اور پھر اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہے اور اس میں دعوت کی روح اور قلب میں درد و احساس ہے تو شاید وہ کوئی بڑا کام کرجائے،لیکن اس جامعیت کے کتنے لوگ ہندوستان میں ہیں،اور پھر توفیق کتنوں کو ہے؟ ہمارے یہاں تو ابھی محض عربی ہی کی صلاحیت ایسی نہیں جو ان ملکوں کے علمی حلقوں کے لئے ضروری ہے تا بدیگراں چہ رسد؟

احتشام (۱) صاحب و مشیر (۲) صاحب سے متعلق مشورہ یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو مصر میں ان کے قیام کا انتظام کیا جائے،حجاز مصارف میں مصر سے بہت بڑھا ہوا ہے یہاں فی

(۱) مولانا احتشام علی رحیم آبادی مرحوم منتظم ادارہ تعلیمات اسلام، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ادارہ تعلیمات اسلام سے وابستہ ہوئے ادارہ کی سرگرمیاں ختم ہونے کے بعد بھی ادارہ کی مرتب کردہ کتابیں شائع کرتے رہے جن میں صحابہ کرام کے مختصر حالات،قرآن مجید کی تعلیم کا سٹ وغیرہ تھیں جو قرآن مجید کی پہلی دوسری تیسری چوتھی کتاب کے نام سے مشہور ہیں وفات سے چند برس قبل دارالمصنفین کے ذمہ داروں کی خواہش پر شعبہ اشاعت سے منسلک ہوئے اور وہیں وفات پائی۔اور وطن رحیم آباد میں تدفین عمل میں آئی رحمہ اللہ

(۲) مشہور ادیب ڈاکٹر مشیر الحق بحری آبادی مرحوم سابق وائس چانسلر کشمیر یونیورسٹی، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ادارہ تعلیمات اسلام لکھنؤ سے وابستہ ہوئے پھر جامعہ ملیہ اسلامیہ گئے وہاں سے مانٹریال جاکر Macgill University میں داخلہ لیا اور تعلیم کی تکمیل کے بعد واپس آکر جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تدریسی فرائض انجام دیئے اور کشمیر یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے،ترقی پسند ہونے کے باوجود اہل دین کا احترام ہمیشہ ملحوظ رکھا۔۲۰ر اپریل ۱۹۹۰ء کو کشمیر میں اغوا اور پھر حادثہ شہادت پیش آیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

www.abulhasanalinadwi.org

کس سو روپیہ ماہوار کا طالب علمانہ اوسط ہے، گرانی بے حد ہے، مصر میں اشیائے خوردنی بہت ارزاں ہیں، صرف سفر خرچ زیادہ ہے، اگر وہاں کوئی موزوں صورت نظر آئی تو انشاء اللہ اطلاع دوں گا۔

غیر ایام حج میں آنے والا اور حج سے پہلے چلا جانے والا غالباً سعودی ٹیکس سے مستثنیٰ ہے مولوی عبدالرشید صاحب (۱) کی معلومات یہی ہیں، بعد میں تحقیق کر کے لکھا جائے گا لیکن اس کے لئے حج سے پہلے چلا جانا ضروری ہے۔

مولانا طلحہ صاحب (۲) تشریف رکھتے ہوں تو بہت بہت سلام، کب تک قیام کی گنجائش ہے، ملنے کی بڑی تمنا تھی مگر وہ ایسے تشریف لائے کہ ہم موجود نہیں۔

رفقاء ادارہ وشرکاء درس کو سلام۔

والسلام

آپ کا "علی"

مکہ معظمہ

رباط بھوپال محلہ شامیہ

۵/ربیع الثانی ۷۰ھ

صدیق محترم ورفیق مکرم مولانا عبدالسلام صاحب قدوائی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے الحمدللہ ہم سب بعافیت ہیں، آپ کا خط عین حالت انتظار میں ملا، ہمارے اندازہ کے مطابق جواب میں تاخیر ہوئی، شاید ہمارا خط بھی دیر میں ملا ہو۔

ابھی تک مصر روانگی نہیں ہو سکی، جہاز کا انتظار ہے، دسویں پندرھویں جہاز جاتے رہتے ہیں، جس روز ہم لوگ جدہ پہونچے اسی روز ایک جہاز گیا جس کی ہمیں بروقت اطلاع نہیں مل سکی، اب کہتے ہیں کہ جہاز آنے والا ہے، ابھی تک صحیح اطلاع نہیں، رفقاء نہ ہوتے تو ہوائی جہاز سے چلے جاتے، تقریباً روزانہ ہوائی جہاز جاتے ہیں، ۴ گھنٹے کا راستہ ہے، بہرحال تن بہ تقدیر بیٹھے ہیں، مکہ معظمہ میں جو دن گزرتا ہے غنیمت بلکہ نعمت معلوم ہوتا ہے،

---

(۱) مولانا عبدالرشید ندوی اعظمی جو اس سفر میں حضرت مولاناؒ کے رفیق تھے۔ (۲) مولانا سید محمد طلحہ حسنیؒ جن کا تذکرہ گذر چکا۔

www.abulhasanalinadwi.org

قطعاً یہاں سے جانے کا جی نہیں چاہتا، جدہ اور طائف میں دونوں جگہ تجربہ ہوا طبیعت یکساں نہیں رہتی کچھ توحش محسوس ہوتا ہے، کبھی بے کیفی و بدمزگی، لیکن یہاں وحشت کا کیا ذکر، اسباب انس سب جمع ہیں، روحانی بھی اور حسی بھی، ان اسباب انس کا سب سے بڑا مرکز بلکہ اصل مرکز حرم شریف ہے، جہاں برکت، سکینت فضیلت طواف وعبادت، اور شہر کے تمام اہل علم وفضل، مفسرین محدثین، ادباء خطباء سب مل جاتے ہیں، خصوصاً مغرب سے عشاء تک کا وقت خاص رونق و بہار کا ہوتا ہے، یہاں دراصل نہ کسی دارالاجتماع کی ضرورت ہے نہ کسی تفریح گاہ کی، روحانی، ذہنی اور حسی ہر طرح کی کلفت حرم شریف میں داخل ہو کر دور ہو جاتی ہے ہر طرح کے آدمی سے تعارف ہو جاتا ہے اور مدارس وکلیات کے اساتذہ وطلباء مصری علماء حجازی ادباء عام اہل شہر حرم میں کسی نہ کسی جگہ مل جاتے ہیں، اکثر کی نشست گاہیں مقرر ہیں۔ مثلاً فلاں فلاں دوست مقام حنفی کے پاس ملیں گے، فلاں کلیہ کے فلاں استاد مقام حنفی اور مقام ابراہیم کے درمیان ملیں گے، وغیرہ وغیرہ روحانی ادراک تو بڑی چیز ہے حسی مادی طور پر بھی دیکھئے تو ایسی جگہ بھلا کس کا جی گھبرائے اور کیوں، کوئی ایسی جگہ سے خواہ مخواہ جائے، لیکن خیال ہے کہ مصر وشام وعراق کا سفر اس مرتبہ ہو ہی جائے اور یہ خلش نکل جائے اس لئے سفر کا عزم ہے اور جہاز کا انتظار!

پہلے خط میں المعہد السعودی اور کلیۃ الشریعۃ جانے کا ذکر کر چکے ہیں (جہاں تک یاد آتا ہے) ان دونوں کے علاوہ یہاں ایک تیسری درسگاہ ہے جو زیادہ مقبول اور موثر ہے یوں سمجھئے کہ آج سے ۲۵۔۳۰ برس پہلے کھاتے پیتے خاندانوں میں علی گڑھ کی طرف جو کشش اور رجوع تھا اس وقت مدرسہ تحضیر البعثات کی طرف ہے جس کے فارغ عموماً تعلیم کی تکمیل کے لئے امریکہ اور مصر جاتے ہیں، اور واپس آ کر اہم عہدوں پر فائز ہوتے ہیں، عرصہ سے وہاں کا جانا ٹل رہا تھا مدیر ایک بہت سنجیدہ صاحب علم اور علمی حلقوں میں محترم ہیں شیخ احمد العربی (۱) جو اصلاً مغربی اور نشو ونما کے اعتبار سے مدنی ہیں، آخر ایک روز وہاں جانا ہوا، پہلے تو مدیر صاحب نے درجے دکھائے تاریخ کے گھنٹہ میں انقلاب فرانس پر استاد تقریر کر رہا تھا۔ تعارف کے بعد مصری استاد نے انگریزی میں گفتگو شروع کی، شیخ احمد العربی نے کہا کہ

(۱) شیخ احمد العربی مراکش سے تعلق رکھنے والے اور علماء سلف کا نمونہ تھے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تھے حضرت مولاناؒ سے خصوصی تعلق اور احترام کا معاملہ تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ ان سے عربی میں گفتگو کر سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ آپ طلبہ سے کچھ پوچھیے، ہم نے طلبہ سے سوال کیا کہ انقلاب فرانس کا سب سے بڑا سبب اور طاقتور محرک کیا تھا، طلبہ نے جو، جوابات دیئے وہ بُرے نہ تھے۔ پھر ایک دوسرا سوال کیا کہ یہ انقلاب، فرانس ہی میں کیوں ہوا؟ اس کو اس بارہ میں اولیت کیوں حاصل ہوئی اس کا طلبہ نے بہت اچھا جواب دیا جس سے معلوم ہوا کہ استاد نے ان کو کافی معلومات دیئے ہیں اور وہ سمجھ کر پڑھتے ہیں ایک طالب علم نے کہا کہ اس میں ان ادباء مصنفین کا بہت بڑا ہاتھ ہے جنہوں نے تنقیدی اور باغیانہ ادب پیدا کیا، اور آزادی اور انقلاب کے خیالات پھیلائے، یہ ادباء زیادہ تر فرانس میں پیدا ہوئے، اور انہوں نے انقلاب کے لئے زمین تیار کر دی، ایک درجہ میں کیمسٹری پڑھائی جارہی تھی۔ پہلی مرتبہ عربی میں کیمیاء وعلوم طبعیہ کا درس دیکھا، درجہ میں مختصر سا سامان بھی تھا، اسی طرح اور درجے دیکھے، اس کے بعد شیخ احمد العربی نے اوپر کے درجوں کے طلبہ کو ایک جگہ جمع کر دیا، ہم نے عرض کیا، کہ ترکی، مصر وہندوستان میں قدیم وجدید علوم اور ایک ساتھ دینی ومدنی تعلیم کا تجربہ کچھ کامیاب نہیں رہا لوگوں کو ان درسگاہوں سے بڑی مایوسی ہوئی جن کو اسلامی ادارے اور اسلامیہ کالج ومسلم یونیورسٹی کے نام سے قائم کیا گیا تھا اور ان پر مسلمانوں کی بڑی دولت اور قوت صرف ہوئی تھی، نتیجہ میں یہ ثابت ہوا، کہ دینی اثرات مغلوب اور جدید تعلیم کے اثرات غالب اور نمایاں ہیں، اور ایک ایسی نسل پیدا ہوگئی ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے کچھ مفید نہیں، بلکہ باردوش ہے، اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان تعلیم گاہوں میں دین کی نمائندگی کرنے والے غیر موثر اور کمزور تھے، اور ان میں ایسی شخصیت کی کمی تھی جو استاد کے لئے ضروری ہے، نئے علوم کی نمائندگی کرنے والے زیادہ تیار اور موثر تھے اور ان کی پشت پر نظام سلطنت، ایک زندہ تہذیب اور زمانہ کی قوت تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ دینیات کی تعلیم تفریح کا گھنٹہ اور ایک مضحکہ بن کر رہ گئی، بلکہ اگر دینیات کی یہ تعلیم نہ دی جاتی تو طلبہ کو شاید حسن ظن رہتا، دین کی تعلیمات اور علمی تجربات میں ہرگز کوئی تناقض نہیں، اس لئے دونوں میں کشمکش کی کوئی وجہ ہی نہیں مگر غلط نمائندے اکثر یہ کشمکش پیدا کر دیتے ہیں، دراصل علوم جدیدہ کو اس طرح پڑھانے کی ضرورت ہے کہ وہ دین کے لئے معاون اور دلیل کا کام دیں اب یہ تجربہ حجاز میں کیا جارہا ہے، اگر خدانخواستہ یہ تجربہ یہاں بھی ناکامیاب رہا تو یہ بڑا سانحہ ہوگا، آپ اس تجربہ کو کامیاب ثابت کیجئے، اور کامیابی کی ایک نظیر قائم کیجئے،

www.abulhasanalinadwi.org

جدید واقفیت کے ساتھ آپ میں پوری دینی استقامت، اسلام پر یقین، اور اس کی دعوت کا جوش پایا جائے، آپ حرم کی دیوار کے نیچے تعلیم پا رہے ہیں (تینوں مدرسے حرم سے متصل ہیں باب محمدؐ کے بالکل مقابل) اس لئے آپ کی زندگی میں حرم کی خصوصیات ہونی چاہئیں، تقریر کو کافی مدت ہوگئی مگر اس کا خلاصہ اور جوہر تقریباً یہی تھا، طلبہ اور اساتذہ نے الحمدللہ توجہ ودلچسپی سے سنا، بعد میں بعض طلبہ سے معلوم ہوا کہ طلبہ متاثر تھے، لیکن یہ بھی سننے میں آیا کہ بعض مصری طلبہ اور اساتذہ کو اس تقریر سے شکایت ہوئی، اس لئے کہ اس میں مصر پر تنقید تھی، اور اس بات کا اعلان تھا کہ مصر میں بھی یہ تعلیمی تجربہ ناکام رہا، اس تقریر کے دوسرے تیسرے روز بعثات کے مددگار مدیر کی طرف سے ہماری اور چند دوستوں کی رات کو ضیافت تھی، وہاں چند بڑے اور ممتاز مصری اساتذہ بھی مدعو تھے، اور المعہد اور بعثات کے مدیر بھی، ایک فاضل مصری استاد نے اپنی ایک تالیف ''الموالی فی العصر الاموی'' پیش کی اور اس کو پیش کرتے ہوئے ایک مختصر تقریر کی، جس میں بعثات والی تقریر سے بہت متانت اور تہذیب کے ساتھ اختلاف کا اظہار تھا، انہوں نے کہا کہ ازہر نے اس تجربہ کو کامیاب ثابت کر دیا ہے، وہاں علوم دینیہ کے ساتھ علوم مدنیہ کی تعلیم کا پورا انتظام ہے، علوم طبعیہ کی تعلیم کا اعلیٰ سے اعلیٰ سامان مہیا کیا گیا ہے، یہ بھی کہا گیا کہ ہمارے نزدیک بہترین طریقہ یہ ہے کہ علوم دینیہ کو مستقل طور پر اس کے بہترین اساتذہ سے حاصل کیا جائے، اور اس وقت ازہر، مصر میں اس کا مرکز ہے، اسی طرح علوم مدنیہ کو اس کے مرکزوں سے حاصل کیا جائے اور جامعہ فواد اس کا مرکز ہے، علوم دینیہ کو علوم مدنیہ سے نقصان نہ پہنچایا جائے، اس بحث میں دو مصری استادوں نے حصہ لیا، ہم نے اپنی پچھلی تقریر کی وضاحت کی اور عرض کیا کہ تعلیم کی ثنویت اور دینی ومدنی تعلیم کی تقسیم ہی اصولاً درست نہیں اور اسی نے دو بالکل متضاد طبقے پیدا کر دیئے ہیں، جس میں سخت کشمکش ہے، ہم نے ہندوستان میں اس کا تجربہ کیا ہے، ایک طرف خالص دینی مدارس ہیں دوسری طرف جدید کالج اور یونیورسٹیاں، اور ان دونوں گروہوں میں کوئی اتحاد واشتراک نہیں، دونوں کی ثقافت دونوں کی زندگی بالکل علیٰحدہ ہے، مصر میں بھی غالباً آپ کو اسی مشکل کا سامنا ہوگا اس کا علاج، تعلیم کی وحدت ہے ضرورت اس کی ہے کہ علوم مدنیہ کو بھی علوم دینیہ کی طرح پڑھایا جائے، اس کیلئے ضرورت ہے کہ ان کی ازسرنو تدوین ہو، ان میں اسلامی روح کو داخل کیا جائے اور ان سے دینی نتائج وفوائد حاصل کئے

www.abulhasanalinadwi.org

جائیں، دینی ومدنی کی تفریق بالکل مٹادی جائے جو کچھ ہو وہ دینی ہی ہو، مختصر یہ کہ یہ نہ کیا جائے کہ پانی میں زمزم کے چند قطرے ملا دیئے جائیں، بلکہ جو کچھ ہو وہ زمزم ہی ہو، اکثر حاضرین نے اس خیال کو قبول کیا اور شیخ احمد العربی نے جو گویا میر مجلس تھے، اس سے اتفاق ظاہر کیا اور بعثات والی تقریر کی تائید وحمایت کی۔

ان درسگاہوں میں جانے اور ان کے اساتذہ وطلبہ سے ملنے کے بعد ذہن پر ایک خاص اثر یہ پڑا جس کو آپ کے توسط سے دینی مدارس اور دینی حلقوں تک پہونچانا چاہتے ہیں، کہ ان ملکوں میں تمام نقائص کے باوجود جن پر ہم تنقید کرتے رہے ہیں، مطالعہ وزبان میں کافی ترقی اور وسعت پیدا ہوگئی ہے، ان علمی حلقوں میں گھسنے اور کام کرنے کے لئے اظہار خیال کی بڑی قدرت اور عام واقفیت کی ضرورت ہے، ایک مجلس میں اتنے موضوع چھڑ جاتے ہیں، کہ محدود مطالعہ رکھنے والا آدمی بالکل ساتھ نہیں چل سکتا، پھر زبان اتنی بلند اور عام ہوگئی ہے کہ ہر شخص کی تقریر اور گفتگو ایک ادبی مضمون معلوم ہوتا ہے، اس کے مقابلہ میں ہم جب اپنے عربی مدارس کا تصور کرتے ہیں، تو بڑی مایوسی ہوتی ہے، ان کو زبان کی اتنی وسعت اور زندگی کا شعور اور تصور بھی نہیں ہے بھلا مقامات حریری (۱) اور ایک دو قدیم ادب کی کتابیں پڑھ کر آدمی ان مجالس میں کیا حصہ لے سکتا ہے، اس کے لئے تو مطالعہ کی بڑی وسعت اور تنوع کی ضرورت ہے، پھر ایک غلط خیال یہ قائم ہوگیا ہے، کہ یہ سب کچھ جدید عربی میں ہوتا ہے، اور جدید عربی ایک مصنوعی زبان ہے، جس میں زیادہ تر لفظ مغربی زبانوں کے ہیں حاشا وکلا اخبارات ورسائل کے مضامین اور مجالس کی تقاریر فصیح وقدیم عربی زبان کا نمونہ ہوتی ہیں، جو قرون متاخرہ کی ادبی کتابوں کی زبان سے زیادہ کتاب وسنت کی زبان سے قریب ہیں، مقصد یہ ہے کہ اگر ہمارے عربی مدارس کو عربی ممالک سے ربط پیدا کرنا ہے اور کسی کو ان ملکوں میں دین کی دعوت کا شوق ہے تو اس کو اس مقصد کے لئے بڑی تیاری کی ضرورت ہوگی اور اس کے بغیر وہ مفید نہیں ہوسکتا۔

اس وقت تک ریڈیو پر پانچ تقریریں کرنے کا اتفاق ہوا، دو کے ترجمے تو آپ کو مل گئے ہوں گے، تیسری تقریر کا عنوان تھا "حل محمد صلى الله عليه وسلم للمشاكل الفردية والاجتماعية" گویا انفرادی واجتماعی مشکلات کا وہ حل، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) درس نظامی کے مدارس میں داخل ادب عربی کی مشہور کتاب جس کا چلن اب کم ہوتا جارہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نے پیش کیا، اس تقریر کو ہم نے غار حرا کے تاثرات سے شروع کیا تھا کہ اس افق سے دنیا کی وہ صبح صادق طلوع ہوئی، جس نے دنیا کو روشنی اور زندگی بخشی اور تاریخ کا رخ پھیر دیا، عہد جاہلیت کے مشکلات و مسائل کیا تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کس طرح حل کیا، عصر حاضر کے مشکلات و مسائل کیا ہیں؟ اور آج بھی اسلام ان کا کیا حل پیش کرتا ہے۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کس طرح حل کیا، اس تقریر کو یہاں کے ریڈیو اسٹیشن نے مستقل طور پر ریکارڈ کر لیا ہے تا کہ وقتاً فوقتاً نشر ہوتی رہے، چوتھی تقریر تھی ''النبویات فی شعر الدکتور محمد اقبال'' 'علامہ اقبال کے کلام میں نعت'' یہ دونوں تقریریں یہاں کے ہفتہ سیرت کے لئے تیار کی تھیں، اس ہفتہ کے پروگرام میں محمد حسین ہیکل پاشا (۱) احمد امین (۲) عبدالوہاب عزام (۳) وغیرہ نے شرکت کی تھی، اس کے بعد ضرورت محسوس ہوئی اور بعض لوگوں کی خواہش تھی کہ علامہ اقبال مرحوم کا مستقل تعارف کرا دیا جائے چنانچہ ان کے حالات زندگی پر مستقل تقریر ریکارڈ کروائی جو آج (۹ ربیع الثانی) کو انشاء اللہ نشر ہوگی، ان تقاریر سے یہاں کے صاحب ذوق طبقہ سے خوب تعارف ہوگیا ابھی اخبار بینی اور ریڈیو سننے کا ذوق یہاں نیا نیا پیدا ہوا ہے، اس لئے اخبارات اور ریڈیو کے پروگرام کافی مقبول ہیں۔

آپ نے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا سلام پہونچا کر ان کی یاد جس میں عقیدت و محبت دونوں شامل ہیں، تازہ کر دی، عجیب بات ہے کہ مولانا کا تذکرہ یہاں کی علمی و ادبی مجلسوں میں کئی بار آیا، ایک ممتاز مجلس میں تو مستشرقین اور ان کی دسیسہ کاریوں کے سلسلہ میں مولانا کے تجربات کا مفصل تذکرہ رہا اور گویا محسن کتابوں والے مضمون کا خلاصہ سنایا گیا، ایک موقع پر ان کے حالات زندگی اور ان کے دینی ارتقاء کا تذکرہ ہوا، واقعہ یہ ہے کہ ان ملکوں میں سچ (موجودہ صدق) جیسے اور ترجمان القرآن اور الانصاف جیسے پرچوں کی بڑی ضرورت ہے، مغربی تہذیب کا اس ملک میں اچھی طرح آپریشن نہیں ہوا ہے، جی چاہتا تھا کہ کوئی اس لاش کا پوسٹ مارٹم کرتا، جب کبھی اس پر نشتر چلایا جاتا ہے تو لوگ بہت متاثر ہوتے ہیں، اور یہ جراحی کارگر ہوتی ہے، میرا مخلصانہ و نیازمندانہ سلام پہونچایئے۔

---

(۱) محمد حسین ہیکل پاشا مصر کے مشہور اور کثیر الاشاعت روزنامہ الاہرام کے ایڈیٹر تھے۔ (۲) احمد امین عربی کے مشہور انشاپرداز مورخ اور ادیب۔ (۳) عبدالوہاب عزام مصر کے مشہور قائد۔

www.abulhasanalinadwi.org

شیخ محمد بن مانع غالباً ان شیخ آلوسی کے شاگرد ہیں جو بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب کے مصنف اور صاحب تفسیر روح المعانی کے صاحبزادہ ہیں، اپنے استاد کے علمی تبحر اور استحضار علمی کے بڑے قائل و مداح ہیں اس زمانہ کی تعلیمی خامی اور سند پرستی اور ملازمت طلبی کے سخت ناقد اور شاکی، اس موضوع پر گفتگو کرتے ہیں تو بے اختیار مولانا شیروانی رحمۃ اللہ علیہ یاد آجاتے ہیں نواب صدیق حسن خاں مرحوم کی کتابوں کے مضامین کے تو گویا حافظ ہیں شیخ شوکانی پر بھی ان کو ترجیح دیتے ہیں، ہندوستان کے علماء کے بڑے قائل اور ان سے واقف ہیں۔

ارادہ تو مختصر خط کا کیا تھا مگر بات میں بات نکلتی چلی گئی، انشاء اللہ مصر کے علمی مرکزوں اور دینی تحریکوں کو بھی دیکھا جائے گا، اور کیا تعجب ہے کہ وہاں سے بھی اپنے مشاہدات و تاثرات کا اظہار ہو۔ مکتبوں کے متعلق آپ نے جو کچھ لکھا ہے انشاء اللہ اس کی تعمیل کی جائے گی، اور اس کی تحقیق کریں گے کہ قابل اعتماد مکتبہ کون ہے، مولانا عبدالمجید صاحب حریری (۱) نے بھی یہی خدمت سپرد کی ہے۔ اپنے رفقاء کار اور حاضرین درس کی خدمت میں سلام پہونچا ئیے، امید ہے کہ عزیزی سالم (۲) و اخوانہ بخیریت ہوں گے۔

تعمیر کے خریداروں اور قدردانوں کو ان کے برائے نام خادم کا سلام۔

والسلام

آپ کا علی

مسجد نبوی مدینہ منورہ

۲۱/شوال ۱۳۶۶ھ

صدیق محترم مولانا محمد ناظم صاحب و مخلص مکرم شاہ حلیم عطا صاحب (۳)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے آپ سب احباب بخیر و عافیت ہوں۔ الحمد للہ بعافیت ہوں اور گرتا پڑتا اس دیار مقدس میں پہونچ گیا ہوں، کبھی اس کو دیکھتا ہوں کبھی اپنے کو، خدا کی قدرت و رحمت نظر آتی ہے۔ یہاں کی فضاؤں، یہاں کے ماحول، برکات

---

(۱) مولانا عبدالمجید حریری بنارس کے رہنے والے بڑے ذی علم اور ادیب تھے سعودی عرب میں ہندوستانی سفارت خانہ میں قونصل جنرل تھے ۱۹۵۰ء کے حج میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت مولاناؒ کا جدہ پہونچنے پر استقبال کیا اور اپنے مکان میں ضیافت کی۔ (۲) مکتوب الیہ کے صاحبزادہ۔ (۳) یہ مکتوب مولانا محمد ناظمؒ و مولانا شاہ حلیم عطاؒ کے نام ہے اس کے علاوہ کوئی اور مکتوب اب تک دستیاب نہ ہو سکا۔

www.abulhasanalinadwi.org

وخصوصیات کومحسوس کرنے کے لئے، حس اوران کے بیان کے لئے زبان وقلم کی طاقت چاہیئے، اور دراصل زبان وقلم میں وہ طاقت ہی نہیں۔ افسوس ہے کہ اپنی کمزوری صحت پست ہمتی سے بہت وقت کھویا، ڈیڑھ مہینہ گذر گیا، ایک مہینہ دیکھتے دیکھتے گذرا چلا جاتا ہے، بس اتنا ہی ہے کہ یہاں پڑا ہوں، رمضان مبارک میں بالخصوص مسجد نبویؐ کی کیفیات ومناظر الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتے، جی چاہتا ہے کچھ لکھوں، افطار مسجد نبویؐ میں ہوتا تھا، ہزاروں کی تعداد میں مشربے یعنی چھوٹی خوبصورت صراحیاں، ہر صف کے آگے عین زرقاء کے ایسے خوشگوار وسرو پانی کی بھری ہوئی رکھی ہوتی تھیں، جن پر ہلکے برف کا شبہ ہو، مدینۂ طیبہ کے رطب ہر روزہ دار کے آگے رکھے ہوتے، اور ساری مسجد میں ''دوی کدوی النحل من قرأة القرآن'' کی صورت ہوتی، چاروں میناروں پر خوش گلو موذنین نے اذان دی اور ان کی جھنڈی کے اشارہ سے توپ چلی، افطار ہوا اور ''ابتدر الناس الی السواری'' کا منظر دیکھنے میں آیا، یہ سنت بھی دیکھی، امام صاحب شیخ صالح الترغیبی نجدی حنبلی عالم ہیں اور اسم بامسمّیٰ، کہتے ہیں ۱۵-۱۶ برس سے مسجد نبویؐ کی کوئی نماز فوت نہیں ہوئی ہے۔ عشاء کی نماز ہوئی امام صاحب نے ۲۰ رکعت تراویح پڑھائی اور ساری مسجد اور اس کے وسیع صحن میں حفاظ پھیل گئے، اور جا بجا سے قرآن شروع کردیا، عجیب منظر ہوتا ہے ''روضة من ریاض الجنة'' میں ایک بخاری صاحب پڑھ رہے ہیں، خدا جانے ۵ پارے پڑھتے ہیں یا ۷-۸، وہ مواجہ شریف کے قریب دوسرے بخاری مہاجر پڑھ رہے ہیں، یہ اسطوانہ ابولبابہ کے سامنے ایک صاحب، قرآن مجید ہاتھ میں لئے ہوئے پڑھتے ہیں، جب رکوع میں جانے لگتے ہیں تو دوسرے صاحب لے لیتے ہیں۔ یہ صحن کی دوسری صف میں ایک مالکی لڑکا اس روانی سے ہاتھ چھوڑے پڑھ رہا ہے جیسے باتیں کررہا ہو۔ اس کے دائیں بائیں متعدد حفاظ مشغول ہیں۔ یہ اس سے چھوٹا لڑکا الگ قرآن سنا رہا ہے، وہ ہاشم مغربی، پانچ پارے شاید روز پڑھتے ہیں، بخاری خصوصاً ہر جگہ کھڑے پڑھ رہے ہیں، ہندی شاذ ونادر، لیجئے سحور کا وقت ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے لئے یہ حضرات ہٹے اور دوسرے اہل توفیق آئے، تھوڑی دیر میں تہجد کی اذان ہوگئی اور سحری کی توپ چلی، مسجد نبویؐ اب بھی معمور ہے، مواجہ میں غلاموں کے وفود آقا کی خدمت میں عقیدت وغلامی کا نذرانہ اور صلوٰۃ وسلام کا خراج پیش کرتے رہتے ہیں، ''زرافات ووحدانا'' بعض لوگ ایسے مواقع کے بھی منتظر رہتے ہیں کہ سلام پیش کرنے والے

www.abulhasanalinadwi.org

دو ہی چار ہوں، اور وہ ذرا یکسوئی سے سلام عرض کرسکیں۔ تلاش کرنے والوں کو ایسے مواقع بھی مل جاتے ہیں۔ صبح کی اذان ہوئی، نماز ہوئی، بہت سے لوگ بقیع گئے، بقیع کا کہنا کیا، کوئی قسم کھا کر کہے تو حانث نہ ہوگا۔ ع

دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

اب سارے مدینہ میں گویا عشاء کے بعد کا وقت ہے، رات بھر کا جاگا شہر اب سو رہا ہے۔ دکانیں بند ہیں، آمد و رفت کم ہے، ظہر سے پہلے پہلے مسجد پھر آباد ہوگئی، قرآن مجید رحلوں پر جا بجا کھلے ہیں، ظہر ہوئی، عصر ہوئی، اب درس کے حلقے شروع ہوئے، ایک نجدی عالم محمد آل حرکان، نیل الاوطار پڑھا رہے ہیں، درس، متین اور منصفانہ ہوتا ہے۔ سلجھی ہوئی مختصر تقریر کرتے ہیں، اکثر اہل علم شریک ہوتے ہیں، یہ عبدالرحمن افریقی، ریاض الصالحین پڑھا رہے ہیں، درس مصلحانہ ہوتا ہے وعظ و ارشاد کا رنگ غالب ہے، مجمع زیادہ ہے اکثر تکارنہ ہیں، سنا ہے شیخ عمار ابوداؤد کا اور شیخ عمر بری ہدایہ کا درس دیتے ہیں، مگر یہ درس آج کل رمضان کی وجہ سے موقوف ہیں، عشاء کی نماز اور تراویح کے بعد ہمارا کام شروع ہوتا ہے، مدینہ منورہ کے مختلف محلوں میں عربوں کے مختصر اجتماع ہوتے، جن میں اکثر ہم کو خطاب کرنا ہوتا، چائے اور قہوے کا دور چلتا اور زبردستی کئی کئی پیالیاں پینی پڑتیں، مکہ معظمہ کے تین بڑے عالم اور حرم کے مدرسین آئے ہوئے تھے۔ ایک شیخ محمد العربی المغربی جو مکہ معظمہ کے اکثر اساتذہ کے استاد ہیں، اور تاریخ انساب میں خاص دخل رکھتے ہیں، دوسرے شیخ محمد امین الکتبی، تیسرے شیخ حسن مشاط، ان حضرات سے مجلسیں رہتیں اور علمی مذاکرات، انہوں نے اپنی تالیفات اور ہم اپنا رسالہ "الی ممثلی البلاد الاسلامیة" پیش کرتے، ہندوستان کے علماء اہل تصنیف، محدثین، خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاندان کا خوب تذکرہ رہا، ترکوں کے بھی اجتماعات رہے ان میں بھی عربی میں تقریریں ہوئیں، اور ان کا ترجمہ کیا گیا۔ رمضان کے آخری دنوں میں صحت ایسی خراب ہوئی کہ سات روزے چھوڑنے پڑے، عید کی عجب بہار تھی، جہاں سے عید شروع ہوئی وہیں کی عید دیکھی، مواجہ شریف سے گذرتے ہوئے، اور جس طرح عید کے دن بچے بزرگوں کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے عید گاہ جاتے ہیں، ہم بھی سلام ادب پیش کرتے ہوئے، پہلی صف میں یا اس کے قریب جا کر بیٹھے، امام نے خوب خطبہ دیا، عید کے بعد ملاقاتیں شروع ہوئیں، یہاں

www.abulhasanalinadwi.org

عید چار دن منائی جاتی ہے، سارا شہر چار حصوں پر تقسیم ہو جاتا ہے، ہر محلہ باری باری دوسرے محلے سے ملنے جاتا ہے، امیر، غریب کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا رہتا ہے، یہاں کے رئیس القضاۃ ابن زاحم نجدی اچھے صاحب علم آدمی ہیں اور بہت بارسوخ، ان سے ملے اور لوگوں سے بھی۔

شاہ صاحب! آپ کو سن کر خوشی ہوگی کہ زاد المعاد کا خلاصہ شروع کر دیا ہے، "روضة من رياض الجنة" میں بیٹھ کر لکھتے ہیں، احد کا غزوہ، خاص احد میں سیدنا حمزہؓ کی قبر کے پاس لکھا، کیا عجب ہے کہ واپسی تک ''خیر الزاد'' کسی حد تک ہو جائے۔

سب احباب کی خدمت میں سلام۔

والسلام

آپ کا علی

بنام حکیم سید حسن مثنیٰ ندوی امروہوی (۱)

لکھنؤ ۲ ؍مئی ۳۹ء

مکرم و محترم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ہی آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا، چند گھنٹوں کے فصل سے اس کے جواب کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

مجھے آپ سے صرف زیارت و ملاقات کا شرف حاصل نہیں، باقی الحمد للہ پورا تعارف ہے، مدت ہوئی، بھائی صاحب کی میز پر ایک خوشخط خط رکھا رہا کرتا تھا، (۲) جو عرصہ تک رکھا رہا، اس میں خاندان اور بعض کتابوں سے متعلق کچھ استفسارات تھے، میں نے وہ خط بار بار پڑھا تھا اور یاد پڑتا ہے کہ بھائی صاحب نے اس کے جواب دینے کی بھی مجھے ہدایت کی تھی، مگر اس وقت تک آپ سے شخصی تعارف نہ تھا، عم محترم مولوی سید طلحہ صاحب (۳) نے

(۱) والد کا نام حکیم سید عزیز الرحمٰن اور دادا کا نام حکیم سید علی حسن تھا، آبائی وطن امروہہ تھا، ان کی والدہ حضرت سید احمد علی شہیدؒ پھولڑہ (بھانجہ حضرت سید احمد شہیدؒ) کی پوتی تھیں، بڑے صاحب علم ذکی اور فہیم تھے، دار العلوم ندوۃ العلماء کے ابتدائی دور میں، تعلیم حاصل کی، عالم اسلام کی شخصیات سے واقف اور صائب رائے رکھتے تھے، حضرت مولاناؒ سے بہت تعلق اور محبت رکھتے تھے اور ان کی تصنیفات سے بہت متاثر تھے اور بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، حضرت مولاناؒ کی جب کوئی نئی تصنیف شائع ہوتی تو ان کو اس کا ایک نسخہ ضرور بھیجتے اور ان کے تبصرہ کے منتظر رہتے۔ ۲۷؍دسمبر ۱۹۶۲ء کو امروہہ میں وفات پائی اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ وغفرلہ۔

(۲) مولانا حکیم سید حسن مثنیؒ کی خط و کتابت حضرت مولاناؒ کے برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی حسنیؒ سے تھی۔

(۳) مولانا سید طلحہ حسنیؒ تذکرہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

متعدد بار آپ کا تذکرہ کیا اور (غالباً گذشتہ سال جب وہ امروہہ جانے لگے) تو میں نے سلام کہلوایا تھا، بہر حال اس رباعی کا پہلا شعر صادق ہے، اور مجھے امید ہے کہ جلد میں دوسرا شعر پڑھ سکوں گا۔

كانت مساءلة الركبان تخبرني
عن جعفر بن فلاح أطيب الخبر
حتى التقينا فلا والله ما سمعت
أذني بأحسن مما قد رأى بصري

مجھے آپ کے خط سے محبت وتعلق اور علم کی وہ بُو آتی ہے جس کو میں ترستا ہوں مجھے اسی کا سخت افسوس ہے کہ کتاب تیار ہوگئی (۱) اور طباعت سے پہلے آپ کی نظر سے نہیں گذری، میں نے آپ کا خط پڑھنے کے بعد کتاب سے مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ اکثر وہ مسامحات رہ گئے ہیں، اب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ آپ پوری کتاب اصلاح کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں اور ایسی تمام غلطیوں کی ایک فہرست بنادیں، تاکہ اگر نوبت آئی تو دوسری اشاعت میں ان کی اصلاح ہوجائے، یقین فرمایئے، کہ الحمدللہ خاندان کی وسعت کے باوجود ایک شخص ایسا نہیں ملا جو کوئی معقول مشورہ دیتا، اور علمی طور پر اس سے کتاب کی ترتیب وتکملہ میں امداد ملتی، اب مجھے اس میں بھی شک ہے کہ اہل خاندان اس کو پورا پڑھیں گے بھی؟ میں کتاب پر آپ کے ''ملاحظات'' کا منتظر رہوں گا، اور وہ میرے لئے بہت دلچسپ اور خوشگوار ہوں گے۔

امید ہے کہ آپ مع اعزہ بخیریت ہوں گے، بھائی صاحب کی طرف سے سلام قبول فرمایئے، تذکرۃ الابرار (۲) کے متعلق بھائی صاحب سے مشورہ کر کے پھر لکھوں گا، اس وقت وہ یہاں نہیں ہیں۔

علی

---

(۱) سیرت سید احمد شہید مراد ہے کتاب طبع ہونے کے بعد حضرت مولاناؒ نے ایک نسخہ حکیم صاحب موصوف کو ارسال کیا جس پر مولانا نے نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی رائے تحریر کی جس کی طرف اس خط میں اشارہ ہے۔ (۲) مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ کی یہ کتاب فارسی میں ہے اور قلمی ہے اس میں سادات حسنی قطبی کے مشائخ وعلماء اور مشاہیر کے تذکرے ہیں، اس کتاب کو مولانا سید حسن مثنیٰ مرحوم دیکھنا چاہتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

شبلی ہوسٹل، بادشاہ باغ

لکھنؤ، ۱۴ جنوری ۴۰ء

مکرمی ومحترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، مجھے سخت ندامت ہے کہ خط وکتابت کا سلسلہ جو اپنی بزرگانہ شفقت ومحبت سے آپ نے خود شروع فرمایا تھا، اور جو میرے لئے عزت اور استفادہ کا باعث تھا، میں نے اپنی کوتاہی اور سستی سے منقطع کردیا، آپ کے آخری گرامی نامہ مورخہ ۶/ جون ۳۹ء کا جواب آج تک میرے ذمہ باقی ہے، میں اپنی اس کوتاہی کی معافی چاہتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ اس عریضہ کا جواب ضرور مرحمت فرمائیں گے۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ سیرت سید احمد شہید (۱) کے مطبوعہ نسخے قریب الختم ہیں اور دوسرے ایڈیشن کی تیاری کررہا ہوں، اس موقع پر سب سے ضروری کام یہ ہے کہ کتاب کی تصحیح، ترمیم واضافہ میں آپ کا مشورہ اور مدد چاہتا ہوں، میں نے آپ کا گرامی نامہ جو جناب نے ۴/ مئی ۳۹ء کو میری کتاب پڑھ کر تحریر فرمایا تھا اور اس میں کتاب کے اغلاط ومسامحات کی طرف توجہ دلائی تھی، دوبارہ پڑھا، انشاء اللہ وہ غلطیاں تو اس اشاعت میں نہیں رہیں گی، لیکن اس کے علاوہ اگر کوئی اور مشورہ اور تنبیہ ہو تو مطلع فرمائیے، تاکہ کتاب کی یہ اشاعت حتی الامکان مکمل ہو اور اس میں کوئی نمایاں نقص نہ رہ جائے، اس لئے زحمت فرماکر کتاب پر ایک نظر اور ڈال لیجئے اور جن مقامات میں آپ کوئی اصلاح یا تبدیلی وتکمیل چاہتے ہوں، ان سے مطلع فرمائیے، اگر کتاب اس وقت موجود نہ ہو تو براہ کرم مجھے فوراً اطلاع دیجئے تاکہ میں جلد بھیج دوں، اب یہ اشاعت آپ کی توجہ پر موقوف ہے۔ (۲)

آپ نے اخبارات میں اطلاع پڑھی ہوگی کہ الندوۃ (۳) پھر جاری ہورہا ہے۔ نمونہ

---

(۱) سیرت سید احمد شہیدؒ جو طبع ہوتے ہی نکل گئی تھی۔ (۲) مولانا حسن مثنی ندویؒ کی والدہ مرحومہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے حقیقی بھانجہ سید احمد علی شہید پھولڑہ کی حقیقی پوتی تھیں، اس تعلق کی وجہ سے وہ خاندانی انساب اور خاندان کی شاخوں اور قرابتوں سے بڑے واقف تھے اور حضرت سید احمد شہیدؒ سے والہانہ تعلق اور غیر معمولی عقیدت رکھتے تھے، اس لئے حضرت مولاناؒ نے ان سے کتاب کے سلسلہ میں مشورہ چاہا۔ (۳) الندوۃ، ندوۃ العلماء کا ترجمان تھا جو ایک وقیع علمی رسالہ تھا، جولائی ۱۹۰۴ء میں مولانا شبلی نعمانیؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ کی ادارت میں ہندوستان کے علمی مطلع پر طلوع ہوا تھا۔ جس کے معاون ایڈیٹر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم تھے، پھر کچھ برس بند رہنے کے بعد دوسری بار جولائی ۱۹۱۴ء میں مولوی اکرام اللہ خاں ندوی مرحوم کی ادارت میں نکلا اور دسمبر ۱۹۱۶ء میں بند ہوگیا تیسری بار مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ کے زیر ادارت ۱۹۴۰ء میں شائع ہونا شروع ہوا، اور فروری ۱۹۴۲ء میں اپنا علمی سفر جاری نہ رکھ پایا اور بند ہوگیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

کا پرچہ انشاء اللہ حاضر خدمت ہوگا۔

بزرگوں اور عزیزوں کی خدمت میں سلام۔ اگر ایک ہفتہ کے اندر جواب دے سکیں تو اس پتہ پر۔

ابوالحسن علی، تکیہ کلاں، رائے بریلی، ورنہ اوپر کے پتہ پر۔

والسلام

۲۷؍مارچ ۴۰ء ابوالحسن علی

باسمہ

مکرمی ومحترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سخت نادم ہوں کہ جناب کے دوگرامی نامے آئے، اور میں رسید بھی نہ دے سکا، خاندانی حالات کا مجموعہ ملا، میں نے اور بھائی صاحب نے اور بعض دوسرے احباب نے پڑھا اور لطف لیا، انشاء اللہ آپ کی ہدایت ورہنمائی کے مطابق مکمل کر کے کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں درج کروں گا، کتاب (۱) چھپنے سے پہلے میں خود چاہتا ہوں کہ آپ کی نظر سے گذر جائے، اور عجلت میں دوبارہ اغلاط ونقائص نہ رہ جائیں، مگر حالت یہ ہے کہ کتاب کے تمام نسخے ختم ہوگئے ہیں، یوپی گورنمنٹ نے اپنی لائبریریوں کے لئے کتاب منظور کی تھی، تبدیلی حکومت کی وجہ سے اتنی تعداد میں نسخے تو نہیں خریدے جاسکے جس کی توقع تھی، کل ۳۴ نسخوں کی فرمائش آئی، صرف ۳۲ نسخے تھے، دو کسی طرح سے شامل کر کے بھیجے گئے، فرمائشیں آرہی ہیں، اور کتاب ختم ہو چکی ہے، جلد اشاعت کی ضرورت ہے مگر اضافہ وترمیم کے لئے وقت بالکل نہیں ملتا، ورنہ کتابت شروع کرادی جاتی، بعض مضامین مستقل لکھنے ہیں، خاندان کا حصہ بھی اچھا خاصہ بڑھانا ہے، خدا جناب کو جزائے خیر دے۔ کہ میرا تقریباً تمام بار ہلکا کر دیا، پھر بھی کچھ نہ کچھ لکھنا ہے، تمام کتاب پر اپنے ملفوظات لکھ کر ضرور بھیجئے۔

کل میرے دوست مولانا محمد منظور صاحب نعمانی تشریف لائے تھے، ان سے دیر تک آپ کا تذکرہ ہوتا رہا، مولوی نسیم صاحب امروہوی (۲) کے واسطہ سے محترمہ والدہ صاحبہ کا ذکر رہا، میرا سلام پہونچایئے گا اور میرے لئے دعا کی درخواست کیجئے گا میری والدہ کی

(۱) سیرت سید احمد شہیدؒ۔ (۲) مولانا نسیم احمد فریدیؒ محقق، مصنف، مورخ تھے، امروہہ کے رہنے والے تھے اور مولانا حکیم سید حسن مثنیؒ سے قریبی تعلقات رکھتے تھے ان کی متعدد کتابیں طبع ہو کر اہل علم سے خراج عقیدت حاصل کر چکی ہیں جن میں تذکرہ خواجہ باقی باللہ مکتوبات خواجہ محمد معصوم، قافلہ اہل دل، تجلیات ربانی مشہور ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

طرف سے بھی ان کی خدمت میں سلام پہونچے، شاید کسی روز وہاں پہونچ کر سلام عرض کروں اور دعا لوں، آپ لوگوں سے ملنے کا واقعی بہت جی چاہتا ہے، ہمارے خاندان میں تو یہاں تکیہ اور ٹونک میں وہ رنگ رہا ہی نہیں، سید صاحبؒ گویا پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، آپ کی والدہ صاحبہ کی ہستی تو ہم سب لوگوں کے لئے بڑی قابل احترام ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم سب عزیزوں کے سر پر قائم رکھے۔

مجھے ''الندوۃ'' کے لئے آپ سے خاص طور پر مضمون کی فرمائش کرنی ہے، اس فرمائش کو محض سرسری مدیرانہ فرمائش نہ سمجھئے گا، جس علمی و دینی موضوع پر آپ لکھنا چاہیں لکھیں، میں منتظر رہوں گا۔

آپ کا ہر خط ایک مضمون ہوتا ہے، ایسا ہی ایک باموضوع خط لکھ دیجئے، برادر محترم حکیم طفیل احمد صاحب تک بھی یہی پیغام پہونچا دیجئے، میں نے ان کے دو مضمونوں کی بڑی تعریف سنی ہے جو برہان (۱) میں شائع ہوئے تھے، ''برہان'' کے وہ پرچے افسوس ہے کہ نہیں مل سکے، میں مضمون کا ضرور متوقع رہوں گا۔

آپ کے گرامی نامے سب محفوظ ہیں، اور میرے محفوظات کا بڑا گراں مایہ علمی ذخیرہ ہیں، امید ہے کہ اس ذخیرہ میں انشاء اللہ اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔ میں جواب اور مضمون بلکہ مضامین دونوں کا انتظار کروں گا۔

ہاں خوب یاد آیا سید عبدالسبحان (۲) صاحب درس عالم تھے، ٹونک کی قلمی کتاب وقائع احمدی (۳) میں جابجا اس قسم کے واقعات آتے ہیں کہ کلکتہ میں اور سفر میں فلاں عالم

---

(۱) ماہنامہ برہان دہلی جو ندوۃ المصنفین دہلی کی طرف سے شائع ہوتا تھا، بڑا وقیع اور علمی مجلہ تھا۔ (۲) مولوی سید عبدالسبحانؒ رائے بریلوی، حضرت سید احمد شہیدؒ کے چچازاد بھائی اور بڑے بہنوئی تھے لکھنؤ و رائے بریلی میں تعلیم حاصل کی، علم کے ساتھ عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے، لکھنؤ کے شاہی لشکر میں ملازم رہے اور اسمٰعیل گنج لکھنؤ میں شوال ۱۲۱۲ھ کو انتقال کیا اور تکیہ شاہ عبدالنبی میں مدفون ہوئے آپ کے ایک صاحبزادہ سید احمد علی جو حضرت سید صاحب کے ساتھ جہاد میں شریک تھے پھولڑہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ (۳) وقائع احمدی، حضرت سید احمد شہیدؒ کی جماعت کے ان افراد کا مرتب کیا ہوا مجموعہ ہے جس کو نواب وزیر الدولہ مرحوم نے حضرت سید صاحب کی وقائع نگاری اور تاریخ نویسی کے لئے مقرر کیا تھا، ہر ایک اپنی معلومات اور چشم دید واقعات بیان کرتا اور کاتب اس کو لکھ لیتا، حضرت سید صاحب کے حالات اور جہاد کی تفصیلات کا سب سے وسیع ذخیرہ اور معلومات کا سب سے بڑا مخزن ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کتب خانہ شبلی نعمانی اور ٹونک کے کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

آئے جو مولوی سید عبدالسبحان صاحب کے شاگرد تھے، ممکن ہے مخزن احمدی (۱) میں بھی اس کا تذکرہ ہو۔

والسلام مع الاکرام

علی

۲۱/اپریل ۴۳ء

مکرمی ومحترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نہایت افسوس اور شرمندگی کے ساتھ آپ کو اطلاع دے رہا ہوں کہ میں اپریل میں حاضر نہیں ہوسکوں گا۔ میں نے سفر کا عزم کرلیا تھا، دہلی بھی مجھے جانا تھا، وہاں اینگلو عربک انجمن کی مجلس میں، میں نے ایک مقالہ پڑھنے کا وعدہ کیا تھا، جس کے لئے انہوں نے ۲۳-۲۷ کے درمیان کوئی تاریخ مقرر کی تھی، مگر مولانا سید سلیمان صاحب (۲) نے جو آج کل تشریف رکھتے ہیں بعض مصالح وضروریات کی بناء پر میرا قیام نہایت ضروری سمجھا، اور مجھے ۱۴/مئی تک یہاں رہنے کا پابند کردیا ہے، اس لئے آپ کے متوقع خطرہ کے مطابق، مجھے فی الحال یہ سفر جو میرے لئے آپ کی وجہ سے بہت مسرت افزا تھا، ملتوی کرنا پڑا۔ لیکن امید ہے کہ یہ التواء انشاء اللہ زیادہ طویل نہیں ہوگا، میں دہلی آیا جایا کرتا ہوں۔ (۳) لیکن بالعموم کانپور کے راستہ سے، انشاء اللہ مئی میں امید ہے کہ سفر کی نوبت آجائے گی، اور میں آپ کو مطلع کردوں گا، مجھے اس التواء کا خود بڑا افسوس ہے۔

پھوپھا میاں مولوی طلحہ صاحب رائے بریلی گئے ہوئے ہیں، ۱۰-۱۵ دن کے بعد ٹونک جائیں گے، میں آپ کا پیغام پہونچادوں گا۔

معظمہ ومحترمہ جناب والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام وآداب، مولانا ابوالنظر

---

(۱) مخزن احمدی حضرت سید احمد شہیدؒ کے بھانجے، مولوی سید محمد علی کی تصنیف اور حضرت سید صاحب کے حج سے واپسی تک کے ابتدائی حالات میں سب سے بڑا ماخذ ہے، مولوی صاحب مرحوم حضرت سید صاحب سے عمر میں بڑے تھے، اکثر واقعات کے چشم دید گواہ اور رفیق سفر تھے، نواب محمد علی خاں کے عہد میں یہ کتاب لکھی گئی جو نایاب تھی لیکن مخزن احمدی کی اولیں اشاعت کا عکس ۱۹۷۶ء میں مکتبہ حبیبیہ لاہور نے شائع کردیا۔

(۲) علامہ سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ (۳) تبلیغی تحریک کے سلسلہ میں حضرت مولاناؒ دہلی کے سفر کیا کرتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

صاحب (۱)، مولوی نسیم احمد صاحب (۲) کی خدمت میں سلام۔

والسلام

علی

۲۸ر جولائی ۴۳ء

محب محترم و بزرگ مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ سے رخصت ہو کر بیمار، وطن پہونچا، کچھ اچھا ہونے پایا تھا کہ دہلی سے مبلغین، اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب اور ان کے رفقاء کرام کی آمد ہوگئی (۳) جس کی وجہ سے آج تک اس قدر مصروف رہا کہ عرض نہیں کر سکتا، یہاں کے مشاغل تبلیغ و مجالس کے علاوہ کسی کام کی فرصت نہ تھی، طبیعت کا شدید تقاضہ تھا کہ آپ کو مختصر سا عریضہ لکھ دوں، اس کی بھی فرصت آج ہی نکال سکا کہ مبلغین اور مہمانوں کی روانگی ہے۔

امروہہ سے محبت وخلوص کا دل پر جو نقش لے کر آیا وہ کبھی مٹ نہیں سکتا، آپ کی عنایات و پرخلوص عزیزانہ و بزرگانہ شفقت، جناب والدہ صاحبہ مدظلہا کی محبت، وخورد نوازی، پاکیزہ علمی مذاکرے، عرصہ تک یاد رہیں گے، اور یہاں کئی دن تک اعزہ واحباب کی مجالس میں موضوع سخن بنے رہے۔

انشاء اللہ دہلی جاتے ہوئے ضرور امروہہ اترنے کی کوشش کیا کروں گا، آپ نے اپنی محبت واخلاص سے مجھے کھینچ لیا، اور یہ شعر حسب حال ہے۔

تطابق الخبر فی علیاك والخبر

وصدق السمع فی اوصافك البصر

ایک ذرہ مبالغہ نہیں۔

انشاء اللہ آپ کی فرمائشیں اور مطلوبہ تحریریں، مفصل خط کے ساتھ عنقریب حاضر کروں گا۔

حکیم ابوالنظر صاحب برادر محترم محمد مسلم صاحب اور مولوی نسیم احمد صاحب فریدی کی

---

(۱) حکیم ابوالنظر مرحوم، حکیم سید حسن مثنیؒ مرحوم کے قریبی عزیز تھے اور حضرت مولانا کا قیام ان ہی کے مردانہ مکان میں ہوا تھا۔ (۲) مولانا نسیم احمد فریدیؒ مراد ہیں۔ (۳) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سفر رجب ۱۳۶۲ھ میں علماء کی ایک جماعت کے ساتھ ہوا تھا اور اسی سفر میں حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ رائے بریلی، حضرت مولاناؒ کے وطن بھی تشریف لائے تھے مولانا کی اس آمد نے لکھنؤ اور مضافات میں دعوت وتبلیغ میں نئی زندگی اور روح پھونک دی۔

www.abulhasanalinadwi.org

خدمت میں سلام، مولوی نسیم احمد صاحب کی زحمتیں اور عنایتیں اکثر یاد آتی ہیں اور دل میں ان کی طرف سے ممنونیت محسوس کرتا ہوں۔

جناب والدہ صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں سلام نیازمندانہ۔ میاں حسین مجتبیٰ (۱) صاحب کو سلام گھر میں سب کو سلام۔

والسلام
علی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سفر پشاور (۲) سے واپس آ کر ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں، خلاف معمول جناب نے ابھی تک جواب عنایت نہیں فرمایا، جس سے شبہ ہو رہا ہے شاید ملا نہیں، امید ہے جلد صحت مزاج سے مطلع فرمایا جائے گا۔

یہ خط خاص اس ضرورت سے بھی لکھ رہا ہوں کہ ''تذکرۃ الابرار'' (۳) چودھری غلام رسول مہر صاحب (۴) کو اس پتہ پر رجسٹری یا بیمہ کر کے جلد روانہ فرما دیجئے گا میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ کتاب ان کے پاس بھیج دوں گا، آپ سے مجھے مل جائے گی، اس خط کو ملاحظہ فرماتے ہی بہت محفوظ طریقہ پر، صاف طور پر پتہ لکھ کر میرے حوالہ سے کتاب بھیج دی جائے، نہایت ممنون ہوں گا۔ امید ہے کہ اپنے گرامی ناموں سے مسرور فرمایا جاتا رہے گا۔

---

(۱) حکیم صاحب کے صاحبزادہ۔ (۲) اسی سفر میں حضرت مولانا اکوڑہ خٹک اور ان علاقوں میں گئے جہاں سے حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کا عملی تعلق تھا پنجتار اور بالاکوٹ جا کر تحریک کی بابت بعض ضروری معلومات حاصل کیں جن سے سیرت سید احمد شہید کی تالیف میں بہت مدد ملی۔ (۳) تذکرہ الابرار حکیم صاحب مرحوم نے برائے مطالعہ منگائی تھی غلام رسول مہر مرحوم چونکہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے حالات لکھ رہے تھے اس لئے ان کو اس کتاب کی ضرورت تھی۔ (۴) مولانا غلام رسول مہرؒ ۱۳ر اپریل ۱۸۹۵ء کو پھول پور ضلع جالندھر پنجاب کے ایک زمیندار گھرانہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مشن اسکول جالندھر میں پائی اور وہیں سے ہائی اسکول کر کے ۱۹۱۱ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۹۱۵ء میں وہیں سے گریجویشن کیا پھر حیدرآباد چلے گئے اور وہاں انسپکٹر مدارس رہے ۱۹۲۰ء میں لاہور واپس آ کر خلافت تحریک میں حصہ لینے لگے، ۱۹۲۱ء میں رسالہ زمیندار جس کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خاں مشہور مجاہد آزادی تھے، کی ادارت سنبھالی بلند پایہ مورخ ادیب اور انشاپرداز تھے حضرت سید احمد شہیدؒ کے حالات پر ایک ضخیم کتاب ''سید احمد شہیدؒ'' اور دو جلدوں میں مجاہدین کے حالات تحریر کئے ہیں مختصر تاریخ اسلام، اور متعدد کتابیں آپ کے قلم سے وجود میں آئیں، مولانا ابوالکلام آزاد سے خصوصی تعلق اور احترام کا معاملہ تھا۔ ۱۶ر نومبر ۱۹۷۱ء کو وفات پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

www.abulhasanalinadwi.org

جناب چودھری غلام رسول صاحب مہرؔ۔
دفتر روزنامہ ''انقلاب'' لاہور

والسلام
علی

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
یکم جون ۴۶ء

مکرم ومحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی نسیم احمد صاحب فریدی سے حادثہ فاجعہ کی خبر ملی، اسی وقت سے ارادہ کر رہا تھا کہ تعزیت کا ناخوشگوار فرض ادا کروں، اگرچہ مولوی صاحب کہتے تھے کہ آپ پر اس کا تذکرہ بھی گراں ہے اور غم تازہ ہوجاتا ہے، لیکن وہ دن مشغولیت کے بحرانی دن تھے، معاً کلکتہ کا سفر پیش آیا، بھائی الحق صاحب (۱) نے بھی تذکرہ کیا سفر سے واپس آکر بھی فوراً اس کا موقع نہیں مل سکا۔

آپ سے اس سلسلہ میں کیا کہا جاسکتا ہے، آیات واحادیث، اشعار عرب آپ کے سامنے ہیں، البتہ یہ عرض ہے کہ آپ اگر کچھ دنوں کے لئے یہاں تشریف لے آتے تو دیرینہ آرزو پوری ہوتی اور کچھ غم غلط ہوتا، میرا تو عرصہ سے تقاضا ہے، لیکن اب ایک ضرورت بھی شامل ہوگئی ہے۔ اور وہ یہ کہ سیرت شہیدؒ کا تیسرا بسیط ایڈیشن زیر کتابت ہے، میری خواہش تھی کہ اشاعت سے پہلے آپ کی نظر پڑ جاتی، اس مرتبہ اس میں مسامحات نہ رہ جائیں تو اچھا ہے، میں خود حاضر ہوتا اور صاحب ضرورت کا یہی منصب ہے۔ لیکن آپ کے تشریف لانے میں کئی فائدے متصور ہیں، دور افتادہ اعزہ کی ملاقات، مقام کی تبدیلی کے ثمرات وغیرہا، کیا آپ اس درخواست پر غور فرمائیں گے۔ (۲)

میں نے فریدی صاحب (۳) سے عرض کیا تھا کہ نئی کتاب ''مسلمانوں کے الخ'' (۴) آپ کے لئے لیتے جائیں۔ معلوم نہیں پہونچی یا نہیں، اگر نہ پہونچی ہو تو مطلع فرمائیں۔ ایک صاحب کا استفسارنامہ مرسل ہے لا یفتی ومالك فی المدینة، آپ ہی جواب شافی عطا فرماسکیں گے، خط کو آئے ہوئے عرصہ ہوا۔ اگر جلد جواب جاسکے تو بہتر ہے

---

(۱) سید الحق حسنی مرحوم آئی سی ایس تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوگیا۔ (۲) حکیم صاحب مرحوم باوجود حضرت مولاناؒ کے اصرار کے اپنی معذوریوں اور بیماریوں کی وجہ سے لکھنؤ ورائے بریلی تشریف نہ لاسکے۔ (۳) مولانا نسیم احمد فریدیؒ مراد ہیں۔ (۴) انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' حضرت مولاناؒ کی مقبول ترین کتاب جس کا متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوکر اشاعت ہورہی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

وہ بڑی شدت سے انتظار کررہے ہوں گے۔ براہ کرم ان کو ضرور جواب دیا جائے۔

جناب والدہ صاحبہ محترمہ کی خدمت میں میرا سلام پہونچا دیا جائے، ٹکٹ اس وقت نہیں ہے، ان کو جواب لکھ کر بھجوادیں۔

ان کا پتہ: ڈاکٹر محمد عبید الرحمٰن صاحب حسنی لکھنوی پکا بازار، بستی

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار

ابوالحسن علی

۷/ذی قعدہ ۷۱ھ

۳۰/جولائی ۵۲ء

فاضل گرامی ومخدوم محترم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، ہندوستان آنے کے بعد آپ کے حالات معلوم کرنے کا شوق تھا، اللہ تعالیٰ مولوی نسیم احمد صاحب فریدی (۱) کو جزائے خیر دے وہ واسطہ بنے اور انہوں نے آپ کی صحت مزاج وترقی صحت سے مطلع کیا، جس سے بڑا اطمینان اور خاص مسرت حاصل ہوئی، آپ کی گوناگوں خصوصیات اور تعلق خاندانی کی وجہ سے آپ سے ایک خاص تعلق محسوس ہوتا ہے اور اپنے قلب میں آپ کے لئے خاص مقام پاتا ہوں، خود میرا بھی جی چاہتا ہے کہ حاضر ہوکر آپ کو صحیح وتوانا دیکھوں، اور آپ کی عالمانہ باتوں اور شگفتہ مجالس سے تمتع حاصل کروں، اللہ تعالیٰ جلد یہ ارادہ پورا کرے۔ آپ کے لئے دعا کرنا میرے لئے باعث سعادت ہے اور آپ کی محبت وتوجہ خاص کا حق ہے، اس سے عذر نہیں، لیکن اسی تعلق وقربت ومحبت کے واسطہ سے آپ سے بھی دعا کا طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کامل کے ساتھ تادیر قائم رکھے اور حیات صالحہ طیبہ طویلہ، سے متمتع فرمائے۔

مولوی نسیم صاحب سلام قبول کریں۔

والسلام

نیازمند

ابوالحسن علی لکھنؤ

---

(۱) مولانا نسیم احمد فریدی مشہور مصنف مورخ۔

www.abulhasanalinadwi.org

۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

بسم اللہ

مخدوم محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ نے سرفراز کیا، بڑی دلچسپی اور توجہ سے پڑھا، مجھے تو آپ کے اس خط میں ایمان کی جھلک اور روشنی نظر آئی، اللہ تبارک وتعالیٰ کے آپ پر بڑے الطاف ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آباء کرام کا صلاح اور ان کی مقبولیت ضائع نہیں جاتی "کان أبوهما صالحا" آپ نے جو واقعات لکھے ہیں، ان کے بعد آدمی کا بچ جانا اور پھر ان ابتلاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ سے بندگی کا تعلق، ایمان کی فکر، حسن عاقبت کا اہتمام، امراض گوناگوں کے بعد توازن دماغی، علمی مناسبت اور ذوق، حافظہ کا صحیح کام کرنا، علو استعداد کی دلیل ہے، مجھے تو یہ خط پڑھ کر بڑا اطمینان ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائے گا، جس نے ان آزمائشوں میں سے آپ کو سلامت نکال لیا، اور ایمان کی حفاظت فرمائی، وہ اب آپ کو بے یار و مددگار کیسے چھوڑ دے گا، پچھلی عنایتیں آئندہ کے الطاف وانعامات کی دلیل ہیں، آپ بالکل مطمئن رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ وہ آپ کی جسمانی وایمانی حفاظت فرمائے گا اور اپنی شفقت کا ہاتھ آپ کے سر سے نہیں اٹھائے گا۔

وما كان الله ليضيع ايمانكم، ان الله بالناس لرؤف رحيم، وساوس کو دور فرمائیں اور ہمت کر کے وضو سے نماز پڑھیں، کتابوں کا مطالعہ رکھیں، جن کتابوں میں جی لگے، حتی الامکان ذہن کو فارغ نہ رکھیں، یا کچھ مطالعہ کریں یا تسبیحات (سبحان الله، الحمدلله، لااله إلا الله والله اكبر) وغیرہ، کچھ درود شریف، نیز تنہائی کے بجائے، مناسب احباب یا اعزہ سے گفتگو فرمایا کریں۔

میرے لئے امروہہ کی حاضری اور آپ کے ساتھ کچھ وقت صرف کرنا خوشگوار کام ہے اگر بہت مصروف نہ ہوتا اور بعض شدید قسم کی پابندیاں نہ ہوتیں تو حاضر ہونے میں زیادہ تاخیر نہ کرتا، لیکن بعض اجتماعات ودروس کی پابندیوں سے ایسا جکڑا ہوا ہوں کہ بہ مشکل دو چار دن نکال سکتا ہوں، کسی اچھے موقع کا منتظر ہوں، آپ اطمینان فرمائیں، انشاء اللہ آپ سے بار بار اور طویل طویل ملاقاتیں ہوں گی اور یکجائی رہے گی۔

آپ نے از راہ محبت میرے سفر کے متعلق دریافت فرمایا ہے، اجمالاً عرض ہے کہ حجاز

www.abulhasanalinadwi.org

سے مصر وہاں سے سوڈان پھر مصر، مصر سے سوریہ (دمشق، حمص، حماہ، حلب،) اور فلسطین یا موجودہ تقسیم میں "المملكة الهاشمية الاردنية" (قدس، الخلیل، عمان،) جانا ہوا، مصر میں ساڑھے پانچ مہینے گزرے، شام و فلسطین میں دو مہینے سے زائد، ہر طبقہ کے ممتاز لوگوں سے ملنا ہوا، جن میں علماء وادباء سے لے کر الملک عبداللہ (۱) بن حسین تک تھے، عربی میں روزنامچہ (۲) لکھنے کا التزام رہا جو بڑے سائز کے تین چار سو صفحات میں آئے ہوں گے، مصر کے ایک ناشر نے اشاعت کے لئے منگوالیا ہے، انشاء اللہ طباعت کے بعد ارسال خدمت کروں گا، کہ آپ سے زیادہ دلچسپی کے ساتھ پڑھنے والے ہندوستان میں کم ملیں گے، دو مہینہ ہوئے آل انڈیا ریڈیو دہلی نے اس سفر کے متعلق میری پانچ تقریریں نشر کی تھیں (۳) جن کے عنوانات حسب ذیل تھے۔

۱-أيامي في القاهرة ۱-۲، ۲-ذكريات دمشق۔ ۳-في مهد الاسلام (الحجاز) ٤-مضاجئات في الشرق الأوسط۔ تقریریں نہایت دلچسپ اور پراز معلومات ہیں اگر نقل کا انتظام ہوگیا تو آپ کا دل بہلنے کے لئے بھیج دوں گا۔

اس سفر میں متعدد رسائل و تقریریں شائع ہوئیں جن میں سے بعض (جو اس وقت دستیاب ہوسکتی ہیں) ارسال خدمت کروں گا۔ ایک بڑی کتاب ۲۵۰ صفحہ کی، ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین کے دو ایڈیشن نکلے، تیسرے کی تیاری ہے، انشاء اللہ چھپ کر آجائے تو ارسال خدمت کروں۔

آپ کی دلچسپی اور تعلق کی وجہ سے بے طلب بھی بعض باتیں لکھ دیں امید ہے کہ اس سے آپ کو ایک تنوع حاصل ہوگا۔

بھائی صاحب الحمدللہ بخیریت ہیں، آپ فرمائیں، تو ان کو آپ کا خط دکھا کر کوئی دوا تجویز کروادوں، میرے نزدیک تو آپ کے حالات مستوجب شکر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی عنایت کی دلیل ہیں اور اس کے لئے میرے پاس دلائل ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس فضل خاص سے جو آپ کے بزرگوں پر تھا، آپ کو صحت کامل عطا فرمائے اور ان تکالیف کو رفع درجات و تکفیر سیات کا ذریعہ بنادے، اور مجھے اس کی امید قوی ہے بلکہ آثار نظر آرہے ہیں۔

---

(۱) شرق اردن کے بادشاہ ملک عبداللہ جو قتل کردیئے گئے تھے۔ (۲) مذکرات سائح فی الشرق العربی اردو میں "شرق اوسط کی ڈائری" مطبوعہ مکتبہ فردوس لکھنؤ۔ (۳) یہ تقریریں جن کا اردو ترجمہ پروفیسر مشیر الحق ندوی بحری آبادی نے کیا تھا "شرق اوسط میں کیا دیکھا" کے نام سے طبع ہوئی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

عافاكم الله وبارك فيكم وحفظكم بالإيمان والحقكم وإيانا بآبائنا الصالحين۔ آمين

پتہ اوپر درج ہے۔

نیاز مند

ابوالحسن علی

۱۴؍ذی قعدہ ۹۱ھ

مخدوم ومحترم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ کئی روز ہوئے شرف صدور لایا، تین مطلوبہ کتابیں "تبلیغی تقریریں" "شرق اوسط الخ" اور سیرت شہیدؒ رجسٹرڈ روانہ خدمت کردی گئی ہیں۔

جو کتابیں ہماری مطبوعات میں سے ہیں ان کے متعلق جناب کو کسی تردد واہتمام کی ضرورت نہیں۔ان کا ایک ایک نسخہ تو مستقل اپنی ملک سمجھئے، آپ سے کوئی حجاب نہیں بعض مرتبہ ایک خط کا بھیجنا دشوار ہوتا ہے۔

اور اس حالت پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت شکر ہے، یہ میں نے اس لئے عرض کردیا کہ اگر کبھی کسی نئی کتاب کے بھیجنے میں تاخیر ہو تو آپ کچھ اور خیال نہ فرمائیں۔ابھی آپ کے کچھ ٹکٹ (۱) باقی بھی ہیں۔

اب میں جناب کے استفسارات کے متعلق عرض کرتا ہوں، اگرچہ ایک سفر کے لئے بالکل پابہ رکاب ہوں۔

۱- پاکستان جانے کا بڑا مقصد سیرت (۲) کے لئے کسی موزوں ودیانتدار ناشر کی تلاش ہے کتاب تیار ہے، بڑے سائز کے تقریباً ایک ہزار صفحات میں دوسری جلد آئی ہے پہلی دو اشاعتوں کو کمیت وکیفیت دونوں میں اس سے کوئی نسبت نہیں۔

۲- عربی روزنامچہ (۳) عرصہ ہوا مصر جاچکا ہے، مطبوعات کے ہجوم کی وجہ ابھی تک اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی ہے پتہ نہیں کب نوبت آئے میں یاد دہانی بھی کرارہا ہوں۔

---

(۱) حکیم صاحب مرحوم جو کتابیں برائے مطالعہ منگاتے تھے تو ڈاک کے ٹکٹ ارسال کرتے تھے اسی طرف اشارہ ہے (۲) سیرت سید احمد شہیدؒ (۳) مذکرات سائح فی الشرق العربی۔

www.abulhasanalinadwi.org

۳- پاکستان جاؤں گا تو اعزہ سے ضرور ملوں گا، اغلب ہے کہ کراچی بھی جاؤں، آپ کے لکھے ہوئے پتے محفوظ رہیں گے، وہاں کی مدت قیام بہت مختصر ہوگی، اس لئے قطعی طور پر کہہ نہیں سکتا کہ سب جگہ جاسکوں گا، لکھنؤ زیادہ مدت کے لئے میرا چھوڑنا مشکل ہے، عم محترم مولانا سید طلحہ صاحب سے ملنے کا سب سے زیادہ اشتیاق ہے ۴۷ء سے پہلے سے جدائی ہوئی، اور پھر ملنا نہیں ہوا، مولانا مسعود عالم صاحب سے ملنا بھی تقریباً متعین ہے انشاء اللہ سید صاحب (۱) کی زیارت بھی ہوگی، والغیب عند اللہ۔ آپ کا سلام و پیام انشاء اللہ پہونچادوں گا۔

۴- عزیزم محمد ثانی سلمہ مکتبہ اسلام کے منتظم اور ہماری بعض کتابوں کے ناشر ہیں، الحمد للہ جوان صالح عالم باعمل اور سعید ہیں۔ اطال اللہ بقاءہ۔

ان سے چھوٹے محمد رابع سلمہ میرے ساتھ حجاز گئے تھے، اور سال بھر وہاں رہے ادب کا اچھا ذوق ہے، اور دار العلوم میں مدرس ہیں۔

ان سے چھوٹے محمد واضح سلمہ عربی ادبیات کی ندوہ میں تکمیل کررہے ہیں، اور دو ایک گھنٹہ وہاں پڑھاتے بھی ہیں، محمد بن عبد العلی سلمہ دار العلوم میں حدیث شریف کے اسباق میں شریک ہوتے ہیں، ادب و انشاء سے فطری مناسبت ہے، مطالعہ کرتے ہیں اور مضامین لکھتے ہیں۔

۵- سفر پاکستان میں اچھا ہوتا کہ عزیز محمد ثانی سلمہ ہی رفیق ہوں، شاید آخر فروری یا شروع مارچ میں جانا ہو، اگر اللہ تعالیٰ نے سامان سفر مہیا فرمادیا۔

۶- تقریروں کی رجسٹری وصول ہوگئی، مطمئن رہیں۔

خدا کرے مزاج بعافیت ہوں "الفرقان" کی اشاعت خاص جو تین مہینے کے پرچوں کا مجموعہ ہے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

والسلام

نیازمند

ابو الحسن علی

۱۴ر فروری ۵۳ء

---

(۱) علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

تکیہ کلاں رائے بریلی

برادر مخدوم و محترم زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا، کہ میں ابھی تک ہندوستان میں ہوں، اور سفر ملتوی (۱) ہوگیا، بلکہ ملتوی کرادیا گیا، دہلی میں احباب اور بزرگوں نے موجودہ حالات میں کسی طرح جانے نہیں دیا، مجبوراً لکھنؤ واپس ہوگیا، اب کسی دوسرے موقع کا منتظر ہوں۔

ملاقات اگرچہ تشنہ رہی مگر اس غیر متوقع وغیر مترقب حاضری کی بھی مسرت ہے شاید آپ سے ملنے ہی کے لئے یہ سفر کرایا گیا، ورنہ جو اصل مقصود سفر تھا وہ تو حاصل ہی نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ کے انتظامات عجیب ہیں پاکستان کے نام اور ترغیب سے امروہہ پہونچانا تھا، ورنہ شاید مستقلاً سفر اس قدر جلد نہ ہوسکتا۔

یہ خط تکیہ (۲) سے لکھ رہا ہوں انشاء اللہ لکھنؤ پہونچ کر آپ کی مطلوبہ کتابیں ارسال کروں گا، اسمعی یا مصر (۳) کا صرف ایک نسخہ ہے، انشاء اللہ بھیج دوں گا، مگر اصل کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کو واپس فرمادیں، کتابوں کے نہ دیکھنے کا افسوس ہے اب انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر بے تکلف آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔

جس خدا نے ایسے عجیب طریقہ پر ملایا وہ آئندہ بھی ملائے گا، اللہ تعالیٰ آپ کی صحت کو ترقی دے اور دوسری ملاقات کے وقت آپ پہلے سے زیادہ تندرست اور مسرور ملیں۔

والسلام

آپ کا علی

۲۵ / مارچ ۵۳ء

مخدومی محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا تھا کہ بمبئی کا سفر پیش آ گیا، جہاں دو ہفتے رہنا پڑا اب واپس ہوا ہوں، آپ فرماتے ہوں گے کہ میرے خطوط کے ساتھ ہمیشہ یہی حادثہ پیش آتا ہے، الحمد للہ رسائل مرسلہ پہونچ گئے۔ تعمیر (۴) کی ادارت سے میں نے اپنا نام عرصہ ہوا خارج کرلیا، پرچہ

---

(۱) سفر پاکستان کا التوا اس وجہ سے ہوا کہ اس وقت وہاں قادیانیت کے خلاف زبردست عوامی تحریک چل رہی تھی اور مارشل لا لگا کر تحریک کے قائدین کو گرفتار کرلیا گیا تھا، (۲) تکیہ کلاں رائے بریلی حضرت مولانا کا وطن۔
(۳) اسمعی یا مصر ۵۱ء کے مصر کے سفر میں یہ مقالہ لکھا گیا تھا اور وہاں کے مقبول ترین رسالہ ''الرسالۃ'' میں شائع ہوا بعد میں ایک الگ کتابچہ کی شکل میں اسمعی یا مصر کے نام سے شائع ہوا اور مصر میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔
(۴) پندرہ روزہ تعمیر جو ادارہ تعلیمات اسلام لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

اب تو ہلکا ہو گیا، ادارہ کے گزٹ کے طور پر شائع ہوا ہے، یاد رہا تو ایک پرچہ بھجوا دوں گا۔
کتابوں کے بھیجنے کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ اگر لکھنؤ کوئی صاحب آئیں تو آپ ان کو ہدایت کر دیں کہ وہ مجھ سے مل لیں انشاء اللہ مطلوب کتابیں بھجوا دوں گا۔
تاریخ دعوت وعزیمت میں اب شیخ الاسلام ابن تیمیہ تک پہونچا ہوں بہت کام باقی ہے، سیرت (۱) سے متعلق استفسارات شاید کہیں رکھ دیئے ہیں فرصت بالکل عنقا ہے، اپنے انتشار، کثرت اسفار، ہجوم افکار اور زیادتی کار کا کیا شکوہ کروں، الی اللہ المشتکی۔
خدا کرے مزاج بالکل بعافیت ہو۔

والسلام

نیاز مند

ابوالحسن علی

۸/اگست ۵۳ء

۱۳/ستمبر ۵۳ء

مخدومی ومحترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ ملا، خیریت سے مسرت واطمینان حاصل ہوا، ''مشائخ چشت'' دیکھنے کا مجھے بھی اشتیاق ہے، مولوی نسیم صاحب (۲) آپ کے مطالعہ کے بعد اگر برائے مطالعہ کچھ عرصہ کے لئے بھیج دیں تو ممنون ہوں گا، ان سے فرمادیجئے گا کہ شیخ تاج الدین سنبھلی (۳) کے ترجمہ کی رسید انہوں نے نہ دی، یا مجھے پہونچی نہیں، تاریخ دعوت وعزیمت کے سلسلہ میں آج کل قلم، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی سوانح لکھ رہا ہے، صرف شیخ الاسلام کا حصہ غالباً ۱۵۰ صفحات سے کم نہ ہوگا، کتاب کا پہلا حصہ جو شیخ پر ختم ہو جائے گا تقریباً ۵۰۰ صفحہ کا ہوگا، اس کے بعد کا حصہ زیادہ تر ہندوستان سے متعلق ہوگا، والغیب عند اللہ۔
آپ کو سن کر خوشی ہوگی کہ پاکستان کے ایک سنجیدہ ونامور اسلامی دارالاشاعت نے

---

(۱) سیرت سید احمد شہیدؒ۔ (۲) مولانا نسیم احمد فریدی امروہویؒ۔ (۳) شیخ تاج الدین سنبھلیؒ سنبھل میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی کسی شیخ طریقت کی تلاش میں بہت سے شہروں کی خاک چھانی بالآخر شیخ الہ بخش شطاریؒ کی خدمت میں پہونچے اور ان سے وابستہ ہو گئے سخت ریاضتوں کے بعد شیخ نے طریقہ عشقیہ قادریہ چشتیہ مداریہ میں اجازت مرحمت فرمائی پھر حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے طریقہ نقشبندیہ کا سلوک طے کیا حضرت خواجہ کی وفات کے بعد سفر پر نکل گئے آخر مکہ معظمہ میں اقامت گزیں ہوئے اور وہیں وفات پائی متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

سیرت شہید(۱) کے دونوں حصوں کی اشاعت کی اجازت طلب کی ہے اور معاملہ کرنا چاہا ہے اس سلسلہ میں پہلے حصہ کی کتابت شروع کرادینا چاہتے ہیں انشاء اللہ طباعت عمدہ اور دیدہ زیب ہوگی، اب آپ سے درخواست ہے کہ پہلا حصہ دوبارہ دقت نظر سے ملاحظہ فرما کر، مجھے اپنے ملاحظات واستفادات سے مشرف فرمائیں میں پچھلا گرامی نامہ تلاش کروں گا جس میں آپ نے بعض چیزوں میں شبہ ظاہر کیا تھا، انشاء اللہ کہیں محفوظ ہوگا۔

کسی معتبر جانے والے کے ساتھ ''حیات شبلی'' اور ''سفرنامہ حجاز'' ضرور بھیج دیں محمد رابع سلمہ کی شادی ان کے بڑے ماموں ڈاکٹر عبدالعلی صاحب کی لڑکی سے ہوئی، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

عربی روزنامچہ (۲) کی اشاعت کی ابھی تک کوئی سبیل نہ نکل سکی، کتاب وہیں قید ہے دور کا معاملہ، ابھی تک نوبت نہیں آئی، ایک رسالہ جدید ''القادیانیة ثورة علی النبوة المحمدیة والاسلام'' شائع کیا ہے انشاء اللہ دارسال ہوگا۔

آپ کی صحت کے انحطاط سے تشویش ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ عرصہ تک برقرار رکھے، ہاں لکھنا پہلے چاہیئے تھا بالکل بھول گیا ۴/۵ ستمبر کو میرے بڑے ماموں صاحب سید احمد سعید صاحب نے انتقال کیا رحمہ اللہ ان کے بیٹے سید سراج النبی صاحب کو آپ بھی تعزیت کا خط لکھ دیں۔

والسلام

علی

مکرم مخدوم زیدت محاسنہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا، کل ہی بریلی علی گڑھ سے واپسی ہوئی، سیرت (۳) کے متعلق آپ کے نوٹ وملاحظات پہونچے تھے اوران سے بڑی مدد ملی، ان کی روشنی میں کتاب پر نظر ثانی کی یہ ترمیمات واصلاحات سب قیمتی اور مفید تھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، مہر صاحب (۴) نے بھی کچھ لکھ کر بھیجا ہے وہ بھی کام کی چیز ہے، نظر ثانی مکمل ہوجائے تو پاکستان طباعت کے لئے بھیجوں، پہلا حصہ گذشتہ اڈیشن اور دوسرے جزء کے کچھ حصہ کے

---

(۱) سیرت سید احمد شہیدؒ۔ (۲) مذکرات سائح فی الشرق العربی مراد ہے۔ (۳) سیرت سید احمد شہیدؒ۔
(۴) مولانا غلام رسول مہر مصنف سید احمد شہیدؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ شائع ہوگا، تاکہ دونوں حصوں میں تناسب ہو۔

مشائخ چشت دریاباد (۱) سے لایا تھا دیکھ لی اب بھیجنے کی ضرورت نہیں، کوئی جانے والا ملا تو انشاء اللہ حیات شبلی اور سفر نامہ حجاز ضرور بھیجوں گا، ۶۰ ہزار کی امداد وقتی ہے اور بلاشرط آئندہ سال شاید پھر کوئی صورت ہو جائے۔ (۲)

بھائی صاحب کی بچی کی شادی یہیں ہندوستان میں ایک سعید سید زادہ (۳) سے ہوگئی جس کا تعلق ضلع مظفر نگر کے مشہور خاندان بارہ سادات سے ہے، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔

والسلام

ابوالحسن علی

۱۵ر نومبر ۵۳ء

۲۵ر جمادی الثانیہ ۷۳ھ

لکھنؤ

مخدومی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ ملا، خیریت سے مسرت اور اطمینان ہوا، یہ عریضہ رفع انتظار کے لئے ارسال خدمت ہے، ورنہ اس وقت دماغ پریشان اور قلب مشغول ہے، آج ہی دہلی کو روانگی وہاں سے اگلے روز دیوبند کا سفر (۴) ہے، وہاں طلباء کے دو جلسوں میں مدعو ہوں کچھ عرض کرنا ہے جو بصورت تحریر بھی ہے، انشاء اللہ آپ بھی اسے ملاحظہ فرمائیں گے، اور مسرور ہوں گے۔

عربی روزنامچہ (۵) جو غالباً ۳۰۰۔۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس کے چھپ جانے کی اطلاع آگئی ہے، اب دیکھئے کب پہونچتا ہے۔

---

(۱) مولانا عبدالماجد دریابادی سے حضرت مولانا مذکورہ کتاب مطالعہ کے لئے لائے تھے۔ (۲) حکومت ہند نے مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریک سے دارالمصنفین اعظم گڈھ کے لئے ساٹھ ہزار روپے منظور کئے تھے۔ (۳) مولانا سید محمد طاہر حسینی منصور پوریؒ۔ (۴) دارالعلوم دیوبند کے طلباء صوبہ بہار کی انجمن سجاد لائبریری کی طرف سے دیوبند آنے اور اس کے زیر انتظام ایک جلسہ کو خطاب کرنے کی دعوت دی گئی تھی اور سفارش میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا اعزاز علی کے خطوط تھے، حضرت مولانا نے اس جلسہ کو خطاب کیا وہ طالبان علوم نبوت کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں کے نام سے شائع ہوا۔ (۵) مذکرات سائح فی الشرق العربی (شرق اوسط کی ڈائری) مراد ہے جو حضرت مولاناؒ کے سفر سوڈان ولبنان کے سفر ۱۹۵۱ء کی روداد ہے جو روزنامچہ کی شکل میں قلمبند کی گئی ہے۔ اردو ایڈیشن مکتبہ فردوس لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔

امروہہ جانے والے کے خیال میں ہوں، انشاء اللہ آپ کی مطلوبہ اشیاء بھیج دی جائیں گی، اور بھی آپ کی دلچسپی کی چیزیں۔

سیرت (۱) شہید کا مسودہ اشاعت کے لئے گیا، اللہ تعالیٰ جلد انجام کو پہونچائے۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا، پھوپھا میاں مولانا طلحہ (۲) صاحب کا خط حجاز سے آیا، عازم مصر وشام ہیں خیریت سے ہیں۔

والسلام

نیاز مند

ابوالحسن علی

مخدومی ومحترمی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ نے مشرف کیا، طبیعت معمولی سی خراب ہوگئی تھی، معلوم نہیں الجمعیۃ میں کس نے شائع کردیا (۳)۔ مقالہ (۴) ایک ہی مرتبہ میں الفرقان میں شائع ہورہا ہے، انشاء اللہ نظر سے گذرے گا، طلباء دیوبند علیحدہ بھی شائع کررہے ہیں، طبع ہوجانے پر پیش خدمت کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ، امید ہے کہ آپ کو پسند آئے گا، بہت سی ضروری باتیں اللہ تعالیٰ نے کہلوادیں، ندوۃ العلماء کا تخیل اور پیغام بھی آگیا، الحمد للہ طلبا واساتذہ کے حلقہ میں پسند کیا گیا۔

صدق (۵) کا وہ پرچہ تلاش کرواکے انشاء اللہ روانہ کروں گا، آپ کی مطلوبہ کتابوں کے بھیجنے کی مجھے بھی فکر ہے، اس خیال سے مسرت ہوتی ہے کہ آپ کا وقت ان کے مطالعہ میں اچھا گذر جائے گا۔ اور اپنے ایک مخدوم اور بزرگ کو کچھ خوشی حاصل ہوگی، دہلی گیا تو انشاء اللہ عزیزان موصوف سے ملنے کی کوشش کروں گا۔

عربی سفر نامہ (٦) چھپ کر آگیا، لیکن ابھی پریس سے باہر نہیں آیا، ایک خاص ذریعہ سے ایک نامکمل نسخہ جس کے آخر چند صفحات ناقص ہیں ایک دوست نے بھیج دیا ہے، آپ کے لئے بہت دلچسپ چیز ہے انشاء اللہ بھیجنے کی تدبیر کروں گا۔

---

(۱) سیرت سید احمد شہید مراد ہے (۲) مشہور صاحب علم وفضل مولانا سید محمد طلحہ حسنی جو مکتوب الیہ سے قرابت رکھتے تھے جن کا تفصیلی تذکرہ گذر چکا ہے (۳) حضرت مولانا کی طبیعت کچھ ناساز ہوگئی تھی جس کی خبر الجمعیۃ اخبار میں ایسے انداز میں شائع ہوئی جس سے محبوں اور مخلصوں کو تشویش پیدا ہوئی (۴) رسالہ طالبان علوم نبوت کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں۔ (۵) مولانا عبدالماجد دریابادی کا رسالہ۔ (٦) مذکرات سائح فی الشرق العربی۔

www.abulhasanalinadwi.org

سردست دو چیزیں زیر طبع ہیں ا۔ دورہ مشرقی (۱) کی پانچ تقریریں جو مخلوط اجتماعات میں کی گئیں۔ ۲۔ اسلامی قیادت اور اس کے عالمگیر نتائج یعنی ماذا خسر العالم کا اضافہ شدہ ایڈیشن سیرت شہیدؒ کراچی میں چھپ رہی ہے ابھی تکمیل میں دیر معلوم ہوتی ہے۔

مولانا مسعود عالم ندویؒ (۲) کے حادثہ وفات کی اطلاع ملی ہوگی ایک بڑا دوست اور ہندوستان کا عربی انشاء پرداز اٹھ گیا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا علی

۲۴؍مارچ ۵۴ء

۱۱؍اپریل ۵۴ء

مخدومی ومعظمی زید لطفہ وعنایتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا گرامی نامہ ملا آپ کے لئے دو کتابیں حیات شبلی (۳) اور سفر حجاز (مولانا عبدالماجد دریابادی) ایک دوست کے ہاتھ جو حسن پور کے رؤساء میں سے ہیں ان کا نام خانصاحب عزیز الٰہی خانصاحب (۴) ہے اور نہایت شریف ومخلص دوست ہیں بھیج دی ہیں اور بہت تاکید کردی ہے کہ خود پہونچائیں یا معتبر ذریعہ سے، کتابیں دونوں کتب خانہ ندوۃ العلماء کی ہیں، تعطیل کے بعد ان ہی صاحب کے ذریعہ روانہ فرمادیجئے گا۔

خطبات مدراس (۵) کا خیال نہیں رہا، پھر سہی، وقت پر نہیں ملا، کل ہی روانہ ہو رہا

---

(۱) اتر پردیش کے مشرقی اضلاع کے دورہ میں کی گئیں تقریریں۔ (۲) مولانا مسعود عالم ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مایہ ناز فرزند، عربی کے بلند پایہ ادیب اور انشاء پرداز حضرت مولاناؒ کے رفیق اور دوست، تحریک اسلامی کے پرجوش کارکن، مولانا مودودیؒ کی کئی تصانیف کو عربی میں منتقل کیا جس سے مولانا مودودیؒ کا تعارف عالم عرب میں ہوا۔ علم وادب کا یہ بطل جلیل ۱۰؍رجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۶؍مارچ ۱۹۵۴ء کو رات ۳۰-۹ بجے کراچی میں اس عالم فانی سے رخصت ہوا رحمہ اللہ وغفر لہ ورفع درجاتہ۔ (۳) علامہ سید سلیمان ندویؒ کے قلم سے نکلی اپنے استاد علامہ شبلی نعمانی کی سوانح حیات جو ایک ملی تاریخ بھی ہے (۴) عزیز الٰہی خاں مرحوم حسن پور ضلع مرادآباد کے رئیس اور بڑے علم دوست مخلص تھے موصوف نے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ سے تعلیم حاصل کی تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی اور دیگر ملی سرگرمیوں سے وابستہ رہے علماء سے خصوصی تعلق رکھتے تھے اور خط وکتابت بھی ان کے نام حضرت مولاناؒ کے اسی ۸۰ سے زائد خطوط ہیں، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔ (۵) خطبات مدراس علامہ سید سلمان ندویؒ کے مدراس میں ہوئے خطبات جو سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھے اور بہت مقبول ہوئے اسی نام سے یہ کتاب ملتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوں اس لئے بڑی عجلت میں ہوں، سفر کا مقصد حضرت رائے پوری مدظلہ کے ساتھ رمضان گذارنا، سیرت شہید کا انتظام کرنا ہے۔ انشاء اللہ پھر لکھوں گا، خدا کرے مزاج بخیر رہے۔ اور خیریت کے ساتھ ملاقات ہو۔

والسلام
آپ کا
علی

۲۰/۴/۵۴ء

مخدومی ومحترمی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا، پاکستان کا سفر ۲۴/۲۵ رشعبان تک انشاء اللہ ہوگا، لکھنؤ سے براہ راست لاہور روانگی ہوگی، اس لئے دہلی اور امروہہ حاضری نہیں ہوسکتی، اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ سلامت باکرامت رکھے، کہ واپسی پر ملاقات ہو، ''اريد أن اتحدث إلى الاخوان'' (۱) کے کئی نسخے تھے، اس وقت تلاش پر کوئی نسخہ نہیں ملا اگر مل گیا تو انشاء اللہ بھیج دوں گا۔

الفرقان کے شمارہ نمبر (شعبان) میں مقالہ پورا شائع ہوگیا۔ میں نے دفتر کو ہدایت کردی تھی کہ آپ کو مستقلاً بھیج دیا جائے، امید ہے کہ وہاں بھی ضرور آتا ہوگا، مقالہ ضرور پڑھئے گا، اور مطلع فرمایئے گا، کہ ضروری باتیں کس حد تک آگئیں، پھوپھا میاں مولانا طلحہ صاحب کا خط مدینہ طیبہ سے آیا تھا، مصر وشام کا عزم رکھتے ہیں، واپسی پر ہندوستان آئیں گے۔

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔

خاکسار
علی

۱۸/اکتوبر ۵۴ء

مخدوم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ سے سرفراز ہوا، دو ہفتہ سے تقریباً سفر میں ہوں، ۲۔۳ روز رہا اور روانہ

---

(۱) حضرت مولاناؒ کی وہ تقریر جو پہلے سفر مصر کے موقع پر الاخوان المسلمون کے جلسہ میں کی تھی جس میں اخوان کے چوٹی کے ارکان اور دل ودماغ شریک تھے اور اس کو اخوان نے علیحدہ رسالہ کی شکل میں شائع کیا اور چند ہی روز میں اس کے تین ایڈیشن شائع ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوگیا، گرامی نامہ لئے لئے پھرتا رہا کہ جواب دینے کا موقع نہ مل سکا۔

مذکرات (۱) پہونچ گئی ہوگی، محمد ثانی سلمہ کے نام لکھ کر حوالہ کر گیا تھا، امید ہے دلچسپی ہوئی ہوگی، اور کچھ وقت گذر گیا ہوگا، اور یہی مقصود تھا۔

نئی کتاب چھپ کر آگئی، انشاء اللہ ارسال خدمت ہوگی، ابھی آئی ہے، اس کی اصل آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اہلیہ کو شکایت باقی ہے۔ اور تکلیف دہ، یہ مزید پریشانی ہے، صرع کا اندیشہ ہوتا ہے، ان کی والدہ کو بھی تھا، دعا بھی فرمائیں اور کوئی مجرب چیز بھی بتلائیے، رائے بریلی میں ہیں، میں کراچی نہ گیا تھا، بھائی سید الحق آج کل چھٹیوں پر ہیں، پھوپھا میاں سید طلحہ صاحب مصروشام کے لئے تیار تھے مدینہ طیبہ سے خط آیا تھا پھر کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔

مولوی نسیم صاحب نے ابھی تک تکمیل کر کے نہیں بھیجا، تقاضا ہے، یاددہانی فرمادیجئے، آپ کو مسرت ہوگی کہ نزہۃ الخواطر کا چوتھا حصہ بھی شائع ہوگیا۔

والسلام

علی۔

مخدومی ومحترمی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، عرصہ ہوا عربی میں روزنامچہ ''مذکرات سائح فی الشرق العربی'' رجسٹری کے ذریعہ ارسال خدمت کی تھی، کہ فوراً رسید آئے گی، لیکن غالباً دو ہفتہ سے زائد ہوئے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اس سے تشویش ہے۔ اور آپ کی عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے صحت کے متعلق فکر ہے، براہ کرم صحت مزاج سے مطلع فرمایا جائے اور کتاب کے متعلق اطلاع دی جائے کہ پہونچی یا نہیں۔

ماسٹر عزیز الٰہی خاں صاحب (۲) غالباً آخر نومبر میں وطن جائیں انشاء اللہ چند کتابیں ارسال کروں گا۔

مولوی نسیم صاحب (۳) نے ابھی تک مضامین نہیں بھیجے وہاں سے تقاضا آتا رہتا

---

(۱) مذکرات سائح فی الشرق العربی۔ (۲) ماسٹر عزیز الٰہی خان مرحوم تذکرہ گذر چکا۔ (۳) مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، یاددہانی فرمادی جائے۔

خدا کرے سب خیریت ہو۔

والسلام

ابوالحسن علی

۱۴/۱۱/۵۴ء لکھنؤ

لکھنؤ

مخدوم معظم دام لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۲۶/نومبر کا لکھنؤ سے نکلا ہوا ۱۹/دسمبر کو واپس ہوا، ڈاک میں آپ کا گرامی نامہ رکھا ہوا ملا، میری غیر حاضری اور دوران سفر میں جو ڈاک آتی ہے وہ رکھی رہتی ہے، میں ہی واپس آ کر جواب دیتا ہوں، کل دوسرا عنایت نامہ ملا، آپ کی تشویش بجا ہے، تقریباً ایک ماہ سفر میں رہا بھوپال، اجین، اندور، دھار، قدیم مانڈو، دہلی، سہارن پور وغیرہ ہوتا ہوا پرسوں پہونچا، امید ہے اس جبری تاخیر جواب کو معاف فرمایا جائے گا۔

آج رائے بریلی جارہا ہوں، ہفتہ کے اندر انشاء اللہ واپسی ہے۔ اس وقت کتابیں بھیجنے کا کوئی انتظام کروں گا، اتنا انتظار اور گوارا فرمالیا جائے ابھی تک کنونشن میں شرکت کا خیال ہے والغیب عنداللہ۔

اخوان (۱) کی تحریک انشاء اللہ فنا نہیں ہوگی، شدید ردعمل ہوا ہے جس کی اطلاعات انشاءاللہ جلد ہی موصول ہوں گی، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اس وقت اس مختصر عریضہ پر اکتفا کرتا ہوں کہ روانگی کا وقت قریب ہے اور بعض مصروفیات درپیش ہیں، خدا کرے صحت بہتر ہو۔

والسلام

ابوالحسن علی

۲۱/دسمبر ۵۴ء

(۱) الاخوان المسلمون مصر مراد ہے مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے الاخوان المسلمون پر پابندی عائد کرکے ظلم وستم کا بازار گرم کردیا تھا اور اسلامیت کی ہر نشانی کو مٹانا اپنا مقصد زندگی بنا رکھا تھا، اس کی طرف اشارہ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی
۳۰؍دسمبر ۵۴ء

مخدومی و معظمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، میرا عریضہ پہونچ گیا ہوگا، بار بار رائے بریلی کے سفر کی نوبت آئی، اب بھی وہیں ہوں، ایک ایک دو دو دن لکھنؤ ٹھہرنا ہوا اس لئے ابھی تک کتابوں کا انتظام نہ کرسکا، اقبال کامل (۱) اور عربی تمدن (۲) غالباً کتب خانہ میں نہیں ہیں، پھر بھی کوشش کروں گا کہ بھیج سکوں۔

آپ کو سنکر خوشی ہوگی، کہ مہر صاحب (۳) کی کتاب ''سید احمد شہید'' تقریباً ایک ہزار صفحات پر شائع ہوکر آئی ہے۔ آج کل، میں مطالعہ کر رہا ہوں، امید ہے کہ اسی ہفتہ فارغ ہوجاؤں گا۔ بڑی مفصل اور محققانہ کتاب ہے، فارغ ہوتے ہی انشاء اللہ آپ کے پاس بھیجنے کی سعی کروں گا۔

خدا کرے مزاج اب بخیر ہوں، پرسوں انشاء اللہ لکھنؤ جاؤں گا۔

والسلام
ابوالحسن علی

۴؍جنوری ۵۵ء

مخدومی ومحترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ ابھی ابھی ملا، ایک منٹ کی تاخیر کے بغیر جواب حاضر خدمت کر رہا ہوں، عزیز الٰہی خاں صاحب کو عرصہ ہوا ''مکاتیب سلیمان'' (۴) کا ایک نسخہ آپ تک پہونچانے کے لئے دے دیا تھا، معلوم ہوا وہ بھیج چکے، غالباً حسن پور کے انہیں صاحب کے پاس، جن کا آپ نے حوالہ دیا تھا کل ''اقبال کامل'' بھی کتب خانہ سے نکال کر ان کو دے دی ''عربی تمدن'' کتب خانہ میں نہیں ہے، کہیں اور سے دستیاب ہوئی تو انشاء اللہ پیش کردوں گا۔ عربی رسالہ کا جو اقبال کے متعلق ہے صرف ایک نسخہ ہے وہ دوبارہ چھپنے والا تھا، کچھ توقف سے کوئی دوسرا نسخہ حاصل کرکے بھیج دوں گا۔

مہر صاحب (۵) کی کتاب بھیجنے میں ذرا دیر لگے گی، مجھے پڑھنے کے لئے وقت کم ملتا

---

(۱) اقبال کامل از مولانا عبدالسلام ندوی مرحوم۔ (۲) عربی تمدن از شاہ معین الدین ندویؒ (۳) مولانا غلام رسول مہر مرحوم۔ (۴) علامہ سید سلیمان ندویؒ کے مکتوبات۔ (۵) مولانا غلام رسول مہر مرحوم۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے اور کتاب ضخیم ہے اور میرے اور آپ کے لئے غور سے پڑھنے کی ہے، کچھ لکھنے کا بھی ارادہ ہے، کتاب میرے ساتھ بمبئی جائے گی اگر فراغت ہوگئی تو آپ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر بھجوادوں گا۔

رائے بریلی بار بار جانے کا سبب یہ تھا کہ والدہ صاحبہ کو گر جانے کی وجہ سے شدید چوٹ آ گئی تھی، حرکت سے معذور تھیں، بھائی صاحب (۱) بھی دو تین روز رہ کر آئے، اب الحمدللہ بیٹھنے لگی ہیں لیکن چلنے پھرنے کی صلاحیت اب بھی نہیں۔

اہلیہ کے دورے تخفیف کے ساتھ جاری ہیں، مرض کا ازالہ نہیں ہوا، آپ کی ضعف صحت کو معلوم کر کے تردد ہوا، اللہ تعالیٰ صحت وقوت عطا فرما کر تا دیر سلامت رکھے۔

آپ کا پہلا لفافہ بھی مل گیا تھا اس وقت سامنے نہیں اس لئے اگر کسی استفسار کا جواب نہ دیا جا سکا ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام

علی

موصولہ یکم جولائی ۵۵ء
از لکھنؤ

مخدومی ومحترمی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا، خیریت کی اطلاع سے مسرت ہوئی، ایک گونہ تشویش تھی کہ رمضان کے عریضہ کی رسید نہیں آئی، الحمدللہ اطمینان ہوا۔

اقبال کامل آجائے گی مکاتیب سلیمان واپسی کے لئے نہیں تھی، ہدیہ تھی، رکھیے، کوئی جانے والا ملا تو سلیمان نمبر خود بھیجنے کا خیال تھا پوری سوانح ہے ضخیم اور پر از معلومات ودلچسپ۔

''سید احمد شہید'' کے متعلق آپ کے تاثرات صحیح ہیں بڑی مستند ومحققانہ کتاب ہے جزاہ اللہ خیراً، البتہ کئی جگہ اب مزید تحقیق سے استدراک کی ضرورت محسوس ہوئی، انشاء اللہ ہماری کتاب کی نئی اشاعت سے آپ کو اندازہ ہوگا، بعض نادر قلمی تحریریں مل گئیں جن سے سنین کے تعین اور بعض نظریات میں انقلاب ہوگیا، ایک عمدہ چیز نصیر آباد (۲) میں ابھی ملی، سفر حج کی ڈائری (۳) جس میں بقید تاریخ واقعات ہیں اسی طرح بعض اور تاریخی وثائق، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کام کی تکمیل کرادے۔

(۱) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ۔ (۲) نصیر آباد، رائے بریلی شہر سے تیس کلومیٹر مشرق میں واقع ایک تاریخی قصبہ ہے، جہاں خاندان حسنی، رائے بریلی آنے سے قبل آباد تھا اور خاندان کی مختلف شاخیں پچاس برس قبل تک وہاں تھیں۔ (۳) حضرت سید احمد شہیدؒ کے سفر حج کا روزنامچہ

www.abulhasanalinadwi.org

پھوپھامیاں (۱) عرصہ ہوا کراچی پہونچ گئے دو خط آئے اکتوبر میں ہندوستان کا قصد رکھتے ہیں اور کچھ قیام کا ارادہ ہے انشاء اللہ آج ہی لکھوں گا کہ ہم آپ ساتھ امروہہ انشاء اللہ چلیں گے، ویزا میں اس کی رعایت رکھیں۔

آپ کی صحت کا اب کیا حال ہے، خدا کرے مزاج بخیر ہو مولوی نسیم صاحب (۲) کو ایک خط لکھا تھا جواب ابھی تک نہیں ملا۔

فقط

علی

۱۱/اگست ۵۵ء

لکھنؤ

مخدومی و معظمی دامت الطافہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۲/ذی الحجہ ملا، خیریت سے اطمینان ہوا، آپ نے جس مکتوب گرامی کا حوالہ دیا ہے، وہ مجھے نہیں ملا، غالباً ضائع ہو گیا مل جاتا تو گل رعنا (۳) اور سلیمان نمبر (۴) کا بھیجنا آسان تھا، سلیمان نمبر کے متعلق تو میں نے خود دریافت کیا تھا کہ مطالعہ سے گذرا یا نہیں، لاہور میں جو ایڈیشن تیار ہو رہا ہے اس میں حذف و اضافہ اس قدر ہے کہ اس کوئی تالیف کہا جا سکتا ہے لیکن اس کے بہت سے حصے علی حالہا قائم رہیں گے۔

مولانا آزاد (۵) غالباً اب بھی اپنے خیال پر قائم ہیں، ان کو مطالعہ کا زیادہ موقع نہیں ملتا، اس لئے جو خیال قائم کر لیا وہ باقی رہتا ہے۔

آپ نے جس پیام کا تذکرہ کیا ہے، اس کی تکمیل ہماری لئے باعث مسرت ہے تعلقات قدیمہ کی تجدید ضرور ہونی چاہئے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر کرے۔

پھوپھامیاں (۶) سے خط و کتابت رہتی ہے، اکتوبر میں سفر کا قصد رکھتے ہیں، امید ہے کہ اب ''یاد رفتگاں'' (۷) مل گئی ہوگی۔

امید ہے کہ اب بارشیں شروع ہو گئی ہوں گی کبھی کبھی معری (۸) کا یہ شعر پڑھنے کا جی چاہتا ہے۔

---

(۱) مولانا سید محمد طلحہ حسنیؒ۔ (۲) مولانا نسیم احمد فریدی مشہور محقق و مصنف۔ (۳) گل رعنا اردو ادب کی تاریخ پر مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ کی کتاب شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڈھ۔ (۴) دارالمصنفین کے ترجمان ماہنامہ معارف کا سلیمان نمبر جو علامہ سید سلیمان ندویؒ کی وفات پر شائع ہوا۔ (۵) مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم۔ (۶) مولانا سید محمد طلحہ حسنیؒ۔ (۷) یاد رفتگاں، علامہ سید سلیمان ندویؒ کی کتاب (۸) معری عہد عباسی کا مشہور شاعر۔

www.abulhasanalinadwi.org

فلا هطلت علی ولا بأرضی
سحائب لیس تنتظم البلادا

اللہ تعالیٰ باران رحمت عطا فرمائے اور اس کی زحمتوں سے بچائے، مولوی نسیم صاحب (۱) نے عید الاضحیٰ کے بعد مضامین موعودہ بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، برابر انتظار ہے۔

شاید آپ کو علم ہوا ہو کہ نزہۃ الخواطر کا حصہ چہارم جو دسویں صدی کے اعیان کے تراجم پر مشتمل ہے شائع ہو چکا ہے اور ضخیم ہے، پانچواں حصہ بھی زیر طبع ہے، تکمیل کی دعا فرمائیں۔

والسلام
علی

رائے پور ضلع سہارنپور

مخدوم گرامی زیدہ مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ اور اس کے بعد مرسلہ کتاب پہونچ گئی، مولانا (۲) کے متعلق اس کے سوا کیا عرض کروں کہ حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے، مورخ کو ان کے متعلق بڑی دشواری پیش آئے گی، غبار خاطر پر سید صاحبؒ (۳) نے تبصرہ کیا تھا اس سے کچھ اندازہ ہوتا ہے۔

سیرت کے متعلق میں نے استدراک کو نہیں لکھا تھا، بلکہ مہر صاحب (۴) کی کتاب کے متعلق تھا کہ مزید تحقیق سے ان کے نظریات وتعینات میں تبدیلی ہوئی، جس کا اندازہ میری کتاب سے ہوگا۔

نزہۃ الخواطر کا حصہ چہارم بخوشی حاضر ہے، مجھے اس سے پہلے ہی بھیجنے کا خیال تھا، اور بھائی صاحب (۵) سے تذکرہ بھی کیا تھا، رہ گیا، اب میں ۲۳ رستمبر کو لاہور جا رہا ہوں، دو ہفتے انشاء اللہ قیام رہے گا، واپسی پر بھیج سکتا ہوں اسی طرح دوسری فرمائیں۔

البعث کا ایڈیٹر میرا بھتیجا سید محمد سلمہ (٦) ہے انشاء اللہ پرچہ حاضر ہوگا، ٹونک والے رشتہ میں خدا کرے کامیابی ہو، بہت جی چاہتا ہے کہ تعلقات قدیمہ کی تجدید ہو۔

والدہ صاحبہ الحمد للہ بالکل اچھی ہیں، آپ نے جس جماعت کے متعلق دریافت کیا ہے اس کے صحیح حالات سے میں بھی بے خبر ہوں۔

---

(۱) مولانا نسیم احمد فریدی امروہوی۔ (۲) مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم۔ (۳) علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) مولانا غلام رسول مہرؒ مولف ''سید احمد شہید'' مطبوعہ لاہور۔ (۵) برادر بزرگ مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبد العلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء۔ (٦) مولانا محمد الحسنیؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

لاہور کا پتہ :
معرفت مولوی محمد اقبال
مکتبۂ اصلاح ۲۶۔ مال روڈ، لاہور۔

والسلام
علی
۱۶ر ستمبر ۵۵ء

شہر سلطان پور
۱۰ر ربیع الثانی ۵۷ھ ۲۶ر نومبر ۵۵ء

مخدومی و معظمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مورخہ ۳ر ربیع الثانی وقت پر مل گیا تھا، سفر سے جواب دے رہا ہوں، برادر زادہ سید محمد سلمہ کی شادی مولوی سید عزیز الرحمن صاحب ندوی کی نواسی دختر سید حسن مثنی ابن سید عبداللہ صاحب مرحوم سے ہوئی، لاہور، خط ملنا مجھے یاد نہیں آتا، یہ یاد آتا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں وہاں سے ایک خط لکھا تھا، ممکن ہے وہ اس کے جواب میں ہو۔

سادات تھانہ کے نام سے مہر صاحب کی کوئی کتاب نہیں چھپی، البتہ سید احمد شہید کی تیسری اور چوتھی جلد تیار ہونے کو ہے تیسری جلد رفقاء سید علیہ الرحمہ پر مشتمل ہے، اور چوتھی تحریک کی تاریخ پر ہے، تاریخی دستاویزات وہ خطوط ہیں جو پولیٹکل ایجنٹ متعینہ حکومت رنجیت سنگھ نے، سید صاحب اور ان کی سرگرمیوں کے متعلق گورنر جنرل یا چیف سکریٹری کو لکھے تھے، اور گورنمنٹ ریکارڈ آفس میں بجنسہ محفوظ ہیں۔

البعث کا پہلا پرچہ انشاءاللہ مل جائے گا، اس میں "الکتب التی عشت فیہا" میں فتوح الشام کے منظوم ترجمہ از سید عبدالرزاق صاحب (۱) ہی کا تذکرہ ہے۔

عم محترم مولانا سید طلحہ صاحب یا تو لکھنؤ آ گئے ہوں گے، یا آتے ہی ہوں گے، صبح، شام انتظار ہے اسحٰق صاحب (۲) کراچی میں ہیں تفصیل معلوم نہیں۔ اخوان کے متعلق کوئی مستند اطلاع نہیں، خدا کرے پھوپھامیاں (۳) کی معیت میں امروہہ آنا ہو سکے۔

---

(۱) سید عبدالرزاق حسنی ابن حمید الدین حسنیؒ بڑے شیوہ بیان تھے پر گو شاعر، حافظ قرآن اور صاحب علم تھے کلامی تخلص تھا، واقدی کی فتوح الشام کا اردو میں نہایت سلیس اور شگفتہ زبان میں منظوم ترجمہ کیا تھا اس کے علاوہ حسام الاسلام اور گوہر مخزون کے بھی مولف تھے اور بادۂ عرفان سے سرشار تھے، حضرت خواجہ احمد نصیر آبادی اور حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی سے بیعت تھے، شاعری میں نازش خیرآبادی کے شاگرد تھے۔ (۲) سید اسحاق حسنی آئی سی ایس مرحوم (۳) مولانا سید طلحہ حسنیؒ جو حضرت مولاناؒ کے پھوپھا تھے اور ایک رشتہ سے چچا بھی ہوتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ ''تاریخ دعوت وعزیمت'' چھپ کر دارالمصنفین سے نکل آئی مکمل نسخہ ملے تو آپ کے ملاحظہ کے لئے پیش کروں، اس کے بعد انشاء اللہ دوسرا حصہ پریس میں جائے گا، جس کا بہت سا کام ہو چکا ہے۔ میں انشاء اللہ کل لکھنؤ پہونچ جاؤں گا۔ خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔

والسلام
ابوالحسن علی

مخدومی محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۱ رربیع الثانی لکھنؤ ہوتا ہوا، رائے پور ملا، جہاں چند روز سے مقیم ہوں، تاریخ ساوات ستھانہ مہر صاحب کی تصنیف نہیں ہے بلکہ عبدالجبار شاہ صاحب ستھانوی (۱) کی تصنیف ہے اور غیر مطبوعہ ہے۔

البعث کے پہلے نمبر کے متعلق محمد میاں (۲) سلمہ کو لکھ دیا ہے انشاء اللہ جلد پہونچ جائے گا۔

تاریخ دعوت وعزیمت کا نسخہ لکھنؤ پہونچ کر بھیج سکوں گا۔ انشاء اللہ امیر مساعد کو جو عربی سپاس نامہ پیش کیا گیا، وہ پورا البعث کے جنوری کے پرچہ میں آرہا ہے جو چند روز کے بعد آپ کے پاس پہونچ جائے گا۔ مفصل خبر آمد کی تفصیل کے لئے قومی آواز (۳) کا پرچہ بھیج رہا ہوں، اس سے پورا حال معلوم ہو جائے گا۔

عم محترم مولانا سید طلحہ صاحب آج کل دارالعلوم میں مقیم ہیں، ''عہد صحابہ کا تمدن'' ایک کتاب کی ترتیب میں مشغول ہیں جسمانی حیثیت سے کچھ نحیف ضرور ہیں مگر خاص ضعف نہیں، آپ کی دعوت امروہہ پہونچا دی۔

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔

والسلام خاکسار
ابوالحسن علی
۲۲ ردسمبر ۵۵ء

---

(۱) عبدالجبار شاہ ستھانوی، ستھانہ کے سادات کے اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک اصلاح وجہاد میں شریک تھا اور اس نے بڑی قربانیاں دیں۔ (۲) مولانا محمد الحسنیؒ مدیر البعث الاسلامی۔ (۳) لکھنؤ سے نکلنے والا مشہور روزنامہ ''قومی آواز'' جو انڈین نیشنل کانگریس کا ترجمان تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

۲۷ ؍ رمضان المبارک ۵۷ھ

مخدومی محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ افسوس ہے کہ دہلی سے امروہہ نہ حاضر ہوسکا، جہاز کے انتظامات میں بڑا وقت گزر گیا۔ ۲ ؍ اپریل کو شام کو دہلی سے بمبئی روانہ ہوا اور اسی رات کو دوسرے ہوائی جہاز سے جو سیدھا دمشق جاتا تھا، رات کو ایک بجے کے قریب روانگی ہوئی، پورے ساڑھے دس گھنٹے مسلسل سفر کے بعد، دن چڑھے عـاصـمـة بنی امیة پہونچا۔ (۱) وہاں ہمارے داعیوں نے جو مطار پر موجود تھے فندق الیرموک میں ٹھہرادیا، یہ بھی فال نیک تھی، اگلے روز ۴ ؍ اپریل ۲۲ ؍ شعبان سے ہمارے محاضرات کا سلسلہ شروع ہوگیا، ہر چہار شنبہ کو یونیورسٹی کے وسیع ہال میں محاضرہ ہوتا ہے، یونیورسٹی کے اساتذہ، طلبہ، شہر کے علماء، پارلیمنٹ کے ارکان، ہر طبقہ کے لوگ شریک ہوتے ہیں، بعض مرتبہ وزیر تعلیم بھی موجود تھے، یہاں علمی تقریروں کے سننے کا اچھا ذوق ہے اور ہمارے ساتھ تو خدا کے فضل وکرم سے بہت ہی غیر معمولی وخصوصی معاملہ کیا گیا، الحمدللہ ابھی تک تو اللہ تعالیٰ نے ان تقریروں کو مقبول کیا، آئندہ بھی اس کے فضل سے اسی کی امید ہے۔

یہ تقریریں مقالات کی شکل میں ہیں، ۹۔۱۰ تقریریں ہوں گی، یا تو یونیورسٹی ان کو شائع کرے گی یا ہم کسی اور ناشر سے معاملہ کرلیں گے، موضوع عمومی ”الإصلاح والتجديد في تاريخ الإسلام“ ہے، پچھلا لکچر ” الامة بين قيادة المعتزلة وقيادة اهل السنة “ تھا۔

یہاں کے لوگوں کے اخلاق ہم ہندوستانیوں کے لئے قابل تقلید بلکہ قابل عبرت ہیں، بڑے سے بڑا آدمی اس تواضع سے ملتا ہے، کہ حیرت ہوتی ہے، علماء نے عموماً ملاقات میں سبقت کی اور بار بار آئے، دیر میں آنے کی ان الفاظ میں معذرت کی کہ شرمندگی ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ عرب اپنے اخلاق میں ابھی تک ممتاز ہیں اور فراخ حوصلگی ان کا حصہ ہے۔

آج شاید ۶ ؍ مئی ہے لیکن شروع جنوری کی سی سردی ہے، انگیٹھی جلتی ہے، لحاف کمبل ملا کر اوڑھ رہے ہیں، وہاں تو لو چل رہی ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی مشقتیں قبول

(۱) یہ سفر دمشق یونیورسٹی کی دعوت پروزٹنگ پروفیسر (استاذ زائر) کی حیثیت سے ہوا تھا تین مہینوں کے اس قیام میں آٹھ لیکچر ہوئے اسی کے ساتھ دمشق کے علماء ادباء اہل فکر اور اسلامی تحریکوں اور تنظیموں کے قائدین اور اداروں کے سربراہوں سے روابط قائم ہوئے، اس موقع کا فائدہ اٹھا کر دمشق ریڈیو نے بھی وقت لیا اور دو تقریریں نشر ہوئیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

فرمائے۔ معلوم نہیں آپ کی صحت کا کیا حال ہے، ترکی کا بھی ارادہ ہوتا ہے اور واپسی میں عراق کا بھی، معلوم نہیں پھوپھا میاں مولانا طلحہ صاحب امروہہ تشریف لے گئے تھے یا نہیں۔

الجامع الاموی دیکھنے کے قابل ہے، حرمین کے بعد ایسی شاندار مسجد نہ ہوگی، رمضان میں اس کی رونق دوبالا ہے، نماز کے بعد بھی صدہا اشخاص تلاوت وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں، اس شہر کو بنی امیہ سے بڑا تعلق ہے، فندق بنی امیۃ، شارع معاویۃ، تجلید مروان۔ مدرسۃ عمر بن عبدالعزیز وغیرہ وغیرہ، شہر ایک گلدستہ ہے، جابجا نہریں جاری، درختوں کی قطاریں، خوش قطع وجدید عمارتیں، غرض واوینٰهما إلى ربوة ذات قرار ومعين کا پورا مصداق لوگ نہایت مہذب، لطیف، شیریں زبان، پر تکلف، مگر متواضع۔

واپسی شاید ذی القعدہ کے وسط تک ہو۔

مولوی نسیم صاحب (۱) کی خدمت میں سلام

والسلام مع الاکرام

ابوالحسن علی

کلیۃ الشریعۃ الجامعۃ السوریۃ، دمشق، سوریا

۱۲ محرم الحرام ۷۶ھ

مخدومی ومحترمی زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، لکھنؤ پہونچ کر کوئی عریضہ خیریت رسی کا نہ بھیج سکا۔ مصری مہمان ابھی تک مقیم ہیں، اور ان کے ساتھ مشغولیت، اس مرتبہ قیام امروہہ کا دل پر خاص اثر ہے، اور آپ کی بزرگانہ وعزیزانہ شفقت اور آمد پر مسرت برسوں یاد رہے گی، افسوس ہے کہ اچانک پہونچنے کی وجہ سے باعث تکلیف بنا، اور جب تک رہا عزیزہ کے لئے باعث زحمت اور آپ کے لئے باعث فکر رہا، میاں حسین ہوں تو بہت سلام ودعا۔

حسب وعدہ محاضرات اور رسالہ بھیج رہا ہوں اس کا نام بعد میں یاد آگیا تھا، محاضرات میں سے ایک دو محاضرے کم ہیں پھر کبھی انشاء اللہ بھیج دیئے جائیں گے۔

جانے والا ملا تو مطلوبہ کتابیں انشاء اللہ روانہ خدمت ہوں گی، امید ہے کہ خیریت مزاج سے مطلع فرمایا جائے گا، کارڈ مرسلہ مل گیا۔

والسلام

علی

(۱) مولانا نسیم احمد فریدیؒ امروہی، مشہور مصنف۔

www.abulhasanalinadwi.org

مخدومی ومحترمی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ مورخہ ۲۷ رشوال ملا، انتظار بھی تھا، کتاب کے متعلق (۱) جو تحریر فرمایا ہے اس سے ہمت افزائی اور خوشی ہوئی، واقعی وحدۃ الوجود کے مبحث کو بہت اختصار سے لکھا گیا ہے، اس کی دو وجہیں ہیں جس میں ایک اس سے گہری وتفصیلی واقفیت کی کمی، دوسرے یہ خیال بھی تھا کہ اس کا اصل محل سلسلہ کے چوتھے حصہ حضرت مجدد الف ثانیؒ میں ہوگا، خدا اس کی نوبت لائے۔

نزہۃ (۲) کی جلد ششم واقعی قرض ہے، اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ نہیں بھیجی، مجھے یاد آتا ہے کہ بھیج چکا ہوں یاد نہیں کس کے ہاتھ، آپ خود بھی تحقیق فرمالیجئے بہر حال وہ حصہ بھی بھیج دیا جائے گا۔

ردقادیانیت (۳) کے متعلق آپ کی اطلاع صحیح ہے اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ (۴) کے دل میں اس کا شدید داعیہ پیدا کیا اور اس کے نتیجہ میں ایک قابل قدر کام ہوگیا، جس کی سخت ضرورت تھی، انشاء اللہ جلد اس کی طباعت شروع ہوگی۔

سیرت شہید (۵) کے متعلق کوئی صحیح اندازہ نہیں، خود بھی مضطرب ہوں مگر بے بس معارف العوارف پوری ہوچکی اب تکملہ اور فہارس مفصلہ کی طباعت باقی ہے، انشاء اللہ موصول ہونے پر ایک نسخہ ضرور پیش خدمت ہوگا۔

''المصور (۶)'' کے بعض پرچے بھی بھیج دیئے جائیں گے مگر آپ کو تکلیف اور کوفت ہوگی۔ ع

یہ مصر...... کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں

میاں علی کے خط کے جواب سے ضرور مطلع کریں، خدا ان کے قلب کو اس طرف مائل کردے۔

---

(۱) تاریخ دعوت وعزیمت۔ (۲) نزہۃ الخواطر بہجۃ المسامع والنواظر مولفہ حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ۔ جو (الاعلام بمن فی تاریخ الھند من الاعلام) کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ (۳) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی فرمائش اور اصرار پر عربی میں القادیانی والقادیانیۃ کے نام سے کتاب لکھی پھر اس کو خود مولفؒ نے اردو میں منتقل کیا آج تک قادیانی اس کتاب کا جواب نہیں دے پائے ہیں انگریزی میں Qadianism کے نام سے طبع ہوکر دنیا کے دیگر ممالک میں اشاعت ہورہی ہے۔ (۴) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ۔ (۵) سیرت سید احمد شہید۔ (۶) مصر سے شائع ہونے والا رسالہ جو فیشن، عریانیت کا ترجمان تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

دو ہفتے ہوئے عم محترم مولوی سید عزیز الرحمٰن صاحب کا ۲۴ گھنٹے کی علالت کے بعد انتقال ہو گیا، اللھم اغفر لہ وارحمہ دعائے خیر کی درخواست ہے۔

والسلام ناچیز
ابوالحسن علی

۹/ذی قعدہ ۷۷ھ ۳۰/مئی ۵۸ء

مخدومی ومعظمی زید لطفہ ومجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے متعدد گرامی نامے ملے، میں اپنی پریشانیوں، حالات کی تبدیلی اور بعض جدید مصروفیتوں کی بنا پر باوجود تقاضائے قلبی کوئی خط نہ لکھ سکا، نہ خود حادثہ کی اطلاع دی۔(۱)

افسوس ہے کہ میری یہ آرزو پوری نہ ہوئی کہ آپ ایک بار لکھنؤ تشریف لاتے اور ان سے ملتے، وہ بھی خوش ہوتے اور آپ بھی، بڑا داغ دل پر یہ ہے کہ میں تدفین میں شریک نہ ہو سکا، ساری عمر دل پر یہ داغ رہے گا، وکان امر الله قدرا مقدوراً، انتقال پر ان کی جو قبولیت وہر دلعزیزی ظاہر ہوئی اور اس کا تصور نہ تھا، لکھنؤ میں اس طرح کسی جنازہ کی مشایعت ونماز عرصہ دراز سے نہ ہوئی ہوگی، ہر طبقہ میں گہرا تاثر تھا، ملک وبیرون ملک سے تعزیت کے اتنے خطوط آئے، جو شاید بڑے بڑے مشاہیر وعظمائے رجال کی وفات پر نہیں آتے ہیں، تین سو سے غالباً متجاوز ہو چکے اور برابر چلے آ رہے ہیں، اکثر کا مضمون مشترک ہے، انشاءاللہ۔ انتم شهداء الله۔ کی بشارت پر وجبت کی امید اور فال نیک ہے۔

شاہ علم اللہؒ کے حظیرہ میں والد ماجد کے جوار ہی میں جگہ پائی، جتنا وقت گزرتا جا رہا ہے، ان کے محاسن، ان کی شفقتیں، اور ان کی برادرانہ نہیں پدرانہ تربیت وسرپرستی دل میں چٹکی لے رہی ہے، اور برابر۔

تازہ ''الفرقان'' میں ان کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے، خطوط کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہوا ہے، میں نے ہدایت کردی ہے کہ ایک پرچہ آپ کو بھیج دیا جائے، دل کا تقاضا حالات لکھنے پر آمادہ کر رہا ہے، جو اس نئی نسل کے لئے بڑی عبرت وبصیرت کا سامان رکھتے ہیں۔

لقد کان فی قصصهم لعبرة لاولی الالباب، ایک نمونہ تھا جو نگاہوں سے

---

(۱) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء کا حادثہ وفات، حضرت مولانا اس وقت سفر میں تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اوجھل ہوگیا ایک نعمت تھی جو ہم سے واپس لے لی گئی، اللھم ارفع درجاته فی اعلیٰ علیین۔

طب کا سلسلہ ہمارے خاندان سے ختم ہوگیا، ویران مطب دل پر چوٹ لگاتا ہے، نورچشم محمد میاں سلمہ مطب کی طرف متوجہ نہیں، تین پشتوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سات پشتوں کا سلسلہ علم کا جاری رکھے، ہمارے خاندان کی عزت واقبال ان کے دم سے تھا۔ اللہ تعالیٰ آبرو قائم رکھے، اور دین ودنیا میں سرخرو کرے۔

لکھنے کی باتیں بہت ہیں، مگر اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

نالائق

ابوالحسن علی

۲۲/ذی الحجہ ۸۰ھ

مخدومی ومحترمی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بڑا نادم ہوں کہ نہ کویت سے خط لکھ سکا نہ لکھنؤ پہونچ کر جلد عریضہ ارسال خدمت کرسکا، حتیٰ کہ گرامی نامہ آ گیا، کویت (۱) میں سخت مصروفیت رہی، الحمدللہ سفر کئی وجوہ سے کامیاب رہا، تفصیل انشاء اللہ زبانی حاضر ہوکر سناؤں گا، شاید اپریل میں حاضر ہوسکوں، آپ سن کر خوش ہوں گے، اپنی اس کوتاہی وتساہلی کی تلافی کے لئے ایک ہدیہ جس سے آپ خوش ہوں گے، نئی کتاب ''المسلمون فی الهند'' جو ابھی ابھی چھپ کر آئی ہے ارسال خدمت ہے۔

پوتی سلمہا کی ولادت پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں، آپ نے ہماری ایک مخدومہ کا نام رکھا، خدا ان کی اس یادگار کو زندہ رکھے۔

مختارات جزء ثانی چھپ گئی ابھی نسخے آئے نہیں انشاء اللہ عقب سے ارسال ہوگی، کل ۸/نسخے آئے تھے جو کویت میں تقسیم ہوگئے۔

والدہ صاحبہ، ہمشیرگان، اہلیہ سب لکھنؤ میں تھے، بھائی سراج صاحب (۲) نے بھی وہیں عید کی، تکیہ پر صرف ۳۔۴ اعزہ رہ گئے ہیں۔

---

(۱) کویت کے اس سفر میں حضرت مولاناؒ کے ہمراہ مولانا معین اللہ ندویؒ اور مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی تھے۔ یہ سفر دعوتی وفکری لحاظ سے بہت کامیاب ہوا تھا۔ (۲) سید سراج النبی مرحوم جو حضرت مولاناؒ کے برادر نسبتی تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

جامعۃ المدینۃ المنورۃ میں تدریس کے لئے پیش کش کی گئی تھی، اس سے معذرت کردی تھی (۱) مشورہ کے لئے انہوں نے بلایا تھا، ایک غلط فہمی کی بنا پر جانا نہیں ہوا، معیار پست ہے، ہمارے پانچ طالب علم انہوں نے لئے ہیں، سعودی حکومت بہت غنیمت ہے، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اختلاج کی تکلیف سے جلد نجات عطا فرمائے، اس کی اذیت کا تجربہ مجھے بھی ہوا ہے، کتاب کی رسید سے ضرور مطلع فرمائیں، اس لئے کہ وہ غیر مسجل (۲) بھیجی جارہی ہے۔

والسلام ناچیز
علی

۵؍شوال ۸۱ھ

---

(۱) جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے قیام کے موقع پر مملکت سعودیہ کے بادشاہ، سلطان سعود بن عبدالعزیز نے ذاتی خط لکھ کر یہ پیش کش کی تھی (۲) یعنی سادہ ڈاک سے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بنام

مولانا سید ابوبکر حسنی صاحب

مولانا سید ابوبکر حسنی ایم اے (رکن مجلس انتظامیہ، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا سید عزیز الرحمٰن حسنی صاحب مرحوم کے فرزند ہیں۔ مولانا سید عزیز الرحمٰن صاحب حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کے استاد اول اور ان کے والد مولانا حکیم عبدالحی حسنیؒ کے پھوپی زاد بھائی اور ان کے کاموں میں معاون تھے۔

آبائی وطن دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی میں مولانا کی ولادت ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں ہوئی، ان کا بچپن ننیہال ہسوہ فتحپور میں گذرا، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے تعلیمی استفادہ کے بعد، لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم اے کیا، پھر وہ حلیم کالج کانپور میں تدریسی خدمت انجام دینے پر مامور ہوئے اور یہ عرصہ نو سال پر محیط رہا، پھر دہلی منتقل ہوئے اور آل انڈیا ریڈیو میں شعبۂ عربی سے کئی سال منسلک رہے، اسی دوران حکومت ہند کی طرف سے وہ مصر بھی گئے، جہاں ایک سال مقیم رہے، پھر جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی سے وابستہ ہوگئے، جہاں سے وہ ریٹائر ہوئے، پھر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور اس کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء سے ملحق ایک ممتاز تعلیمی ادارہ مدرسہ فلاح المسلمین امین نگر، رائے بریلی میں اعزازی طور پر مدرس ہوگئے، لیکن اپنی بیماریوں کے باعث انہوں نے سبکدوشی اختیار کی، وہ ہاکی کے ایک ممتاز کھلاڑی بھی رہے، جس میں انہوں نے متعدد تمغے حاصل کیے، انگریزی وعربی کی اچھی صلاحیت کے ساتھ وہ متنوع صفات کے مالک ہیں، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ سے ان کا رفاقت کا تعلق بچپن سے رہا، ندوۃ العلماء کی مجلس نظامت وانتظامیہ کے وہ قدیم رکن ہیں، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں، بارک اللہ فی حیاتہ واعمالہ

www.abulhasanalinadwi.org

۷؍جنوری ۱۹۵۶ء لکھنؤ   برادر مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بڑی حیرت تھی کہ ہم نے دو تین خط لکھے، تم نے ایک کا جواب نہ دیا حالانکہ خطوط لکھنے میں تم ہم سے کہیں زیادہ پیش دست و مستعد ہو، ڈاکٹر یوسف موسیٰ (۱) کا ایک بہت کریمانہ خط آیا، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کے ابن عم کی ہر خدمت وتعاون کے لئے ہم بہ مسرت تیار ہیں، اس سے یہ تو معلوم ہوا کہ تم ان سے ملے، لکھنؤ واپسی پر جو مہینہ بھر کے بعد ہوئی، تمہارے دونوں خط ملے، پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی، تمہارے عربی خط سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ تم نے مصر سے خاصا فائدہ اٹھایا، اور اس کا نمایاں اثر تمہارے خط میں موجود ہے، مگر چچا جان (۲) کے نام کے خطوط پڑھ کر اس کا افسوس ہوا کہ تمہاری صحت وہاں ٹھیک نہیں ہے، تعجب ہے کہ مصر کا پانی تو مسمن اور ہاضم مشہور ہے، خود ہم کو بھی قبض سے وہاں نجات رہی، خدا کرے آب وہوا تم کو راس آجائے، بغیر اس کے کچھ لطف نہیں۔

تم ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ سے پھر ملو، انشاء اللہ وہ مفید ہوں گے، نیز اصحاب ذیل سے ہمارے تعارف سے ملو، الدکتور منصور فہمی (۳) سکریٹر مجمع اللغة العربية، الدكتور محمد احمد الغمراوی استاذ الكيمياء سابقاً، الأستاذ محب الدين الخطيب منشى مجلة الأزهر، احمد الشرباصی، اسی طرح مذکرات (۴) میں دیکھ کر انتخاب کر لو مذکرات کے ۲؍۳ نسخے ضرور بھیج دو۔

ابھی دہلی گئے تھے، واضح (۵) کے مہمان ہوئے، تمہیں بہت یاد کیا، شاید تمہیں معلوم ہو کہ الجامعۃ السوریۃ دمشق نے ہم کو وزیٹنگ پروفیسر بنالیا ہے، سال میں دو مہینے کلیۃ الشریعۃ میں تاریخ اسلام پر لکچر دینے ہوں گے، ہم نے ۱۵؍مارچ یہاں سے روانگی کا ارادہ کیا ہے انشاء اللہ قصد یہ ہے کہ واپسی میں ہفتہ بھر کے لئے قاہرہ اتریں تم سے بھی ملاقات ہو جائے گی، اور کچھ تجدید عہد بمصر۔

امید ہے کہ جتنا زمانہ گزرتا جائے گا مصر سے مناسبت ہوتی جائے گی، اور دوسرے

---

(۱) ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ ازہر کے فاضل اور پیرس یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی تھے، پہلے کلیۃ اصول الدین میں فلسفہ واخلاق کے استاد ہوئے پھر قاہرہ یونیورسٹی میں شریعت اسلامی کے پروفیسر ہوئے اسلامی الفکر فاضل تھے۔
(۲) مولانا سید عزیز الرحمٰن صاحب حسنی مرحومؒ والد ماجد مولانا سید ابوبکر حسنی صاحب مدظلہ۔ (۳) ڈاکٹر منصور فہمی باشا جامعہ مصر کے سابق وائس چانسلر تھے فلسفہ جدید کے عالم، عربی کے انشاء پرواز اور اسلامی الفکر شخصیت کے مالک تھے۔ (۴) حضرت مولانا کی کتاب مذکرات سائح فی الشرق العربی۔ (۵) مولانا واضح رشید ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

حلقے بھی جو ابھی نظر سے اوجھل ہیں، سامنے آئیں گے، مصر میں سب کچھ ہے، خیر و شر، قدیم و جدید، خدا کرے تم اس کی زندگی کے سب پہلوؤں سے واقف و مانوس ہو سکو۔

الاستاذ عبدالمنعم النمر (۱) سے ہم شخصی طور پر واقف ہیں، یہ بہت بہتر ہوتا کہ وہ ہمارے یہاں آجاتے، طلبہ کو یقیناً علمی فائدہ ہوتا، مگر ذرا سا تامل یہ ہے کہ یہ حضرات بہت متجدد و روشن خیال ہیں غالباً حلق لحیہ بھی کرتے ہوں گے، ٹھیک یاد نہیں، ایسی صورت میں مدرسہ میں انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، طلبہ پر پھر ہماری تلقینات بے اثر ہوں گی، اگر اس کا اطمینان ہو تو لکھ دیا جائے، لیکن پہلے تم اپنا اندازہ لکھو، اور جدید مشاہدہ بھی غالباً دارالعلوم دیوبند کے لئے بھی یہ مسئلہ رکاوٹ کا سبب بنا ہوا ہے، اس کی موجودگی میں تمام علمی فوائد بیکار ہیں۔

اس سے بڑی مسرت ہے اور پہلے سے بھی اس کا اندازہ تھا کہ تم نے نیز محب عزیز مولوی عامر صاحب (۲) نے اپنی وضع اسلامی میں کوئی تغیر نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے، اور تمہاری صحت درست کردے اور سکون عطا فرمائے، چچا جان (۳) ہسوہ سے آئے ہوئے ہیں، بخیریت ہیں، یہاں رائے بریلی ہسوہ میں خیریت ہے صرف تمہاری دلہن ممانی (عالیہ آپا) بیمار ہیں اللہ فضل فرمائیں۔

والسلام

تمہارا بھائی

علی

برادرم مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، تمہارے ہاتھ کا خط دیکھ کر خوشی بھی ہوئی، تعجب بھی، خط کا مضمون پڑھ کر مزید مسرت ہوئی، اپنی ناکامی و بے بضاعتی کی موجودہ حالت میں ایسے خوابوں سے بڑی تقویت اور تسکین ہوتی ہے، اس لئے تم نے بہت اچھا کیا کہ جو ہم کو لکھ کر بھیج دیا، ع

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

---

(۱) دارالعلوم قاہرہ کے استاد اور مصنف۔ (۲) مولوی عامر انصاری مرحوم جو حکیم طیب انصاری مرحوم کے صاحبزادہ تھے۔ آل انڈیا ریڈیو دہلی کے شعبہ عربی میں کام کرتے تھے اور شعبہ کی طرف سے تربیت کے لئے مولانا ابوبکر حسنی صاحب کے ساتھ مصر گئے تھے ریڈیو کے بعد ثقافۃ الہند (سرکاری عربی رسالہ) کے معاون مدیر بھی رہے۔ (۳) یعنی مولانا عزیز الرحمٰن حسنی ندوی مکتوب الیہ کے والد ماجد

www.abulhasanalinadwi.org

ہم نے تمہارا خط بجنسہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

تم کو تکلیف تو ہوگی مگر تم یا خود صاحب رؤیا مولوی نصیر صاحب (۱) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کو یہ خواب لکھ کر بھیج دیں، جوابی لفافہ ہو تو اچھا ہے، پھر وہ جو جواب مرحمت فرمائیں وہ از راہ کرم ہم کو بھی لکھ دیں، بجائے ہمارے پوچھنے کے تمہارا یا مولوی نصیر صاحب کا لکھنا زیادہ بہتر ہوگا، تم اگر لکھو گے تو شیخ سے خط وکتابت کی ایک اچھی تقریب ہو جائے گی۔

اپنے گھر میں سلام کہو، عزیزہ سکینہ سلمہا اور واضح سلمہ کو بھی سلام ودعا، تم نے جس محبت وتعلق کے ساتھ خط لکھا، اس سے بڑا دل خوش ہوا، رابع سلمہ نے بھی دیکھا اللہ تعالیٰ تم کو دینی ودنیوی ترقیات وبرکات سے نوازے اور ہم کو بھی تمہارے حسن ظن کے مطابق کرے۔

اس وقت لفافہ نہ تھا اس لئے یہ کارڈ لکھ دیا ورنہ لفافہ ہی مناسب تھا۔

تمہارا بھائی

علی

۹ رجمادی الاخریٰ ۹۷ھ، از لکھنؤ

پرتاپ گڈھ

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے تم مع متعلقین بخیر وعافیت ہو، الحمد للہ تکیہ پر بھی خیریت ہے غالباً اپریل کے آخر میں تمہاری اس طرف آمد ہے تکیہ پر اس اطلاع سے خوشی تھی۔

خالد سلمہ (۲) کو ترقی تو مل گئی ہے اور وہ قانونی طور پر درجہ سوم میں داخل ہو سکتے ہیں، مگر ہماری رائے اور مشورہ یہ ہے کہ ان کو ایک سال روک کر ان کی بنیادی خامیوں کو رفع کیا جائے، ورنہ کمزوری کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور وہ کبھی فیل کبھی مترقی ہوں گے، اس کی صورت کیا ہو، اس سال کا نظام کیا ہو، یہ تفصیلی مشورہ کی چیز ہے، جب تم آؤ گے، اس کا مشورہ کر لیا جائے گا، ٹیوشن باقی رکھنے کی ضرورت ہے، اتنا بھی ان کے استاذ خصوصی شمس الحق (۳) متعلم درجہ ششم کی محبت اور فکر سے ہوا۔

---

(۱) مولوی نصیر صاحب چھتہ نواب صاحب فراش خانہ کی مسجد کے امام تھے۔ (۲) مولانا سید خالد حسنی ندوی جو حضرت مولاناؒ کے پھوپھی زاد بھائی مرحوم سید محمد یامین حسنی کے صاحبزادہ اور مولانا سید ابوبکر حسنیؒ صاحب کے بھانجہ اور داماد ہیں، دار العلوم ندوۃ العلماء سے فضیلت کرنے کے بعد دہلی میں سعودی سفارت خانہ میں ہیں۔
(۳) مولانا شمس الحق ندوی صاحب استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء وحال مدیر تعمیر حیات۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہم نے بوکھن والا، صاحب (۱) سے ایک مضمون کا وعدہ کیا تھا ان کا خط تقاضہ کا آیا ہے، مگر تم جانتے ہو کہ ہم سے سرسری اور چلتا ہوا کام نہیں ہوتا، اس میں دیر لگے گی، پہلے پڑھنا ہوگا، پھر لکھنا، موقع ملے تو کہہ دینا، ہوائی مضمون تیار کرنے کی عادت نہیں۔

عزیزی واضح سلمہ (۲) اور سکینہ (۳) سلمہا خدا کرے اچھے ہوں، اور وہ بھی تمہاری موجودگی میں تکیہ آئیں۔

گھر میں سلام ودعا

والسلام تمہارا

علی

۱۱/اپریل ۶۰ء

رنگون

۱۶/جنوری ۶۱ء

برادر مکرم ومخلص زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کئی روز سے تمہیں خط لکھنے کا تقاضا ہو رہا ہے، کوئی خاص کام نہ تھا، محض تم سے باتیں کرنے کو جی چاہتا تھا، خیال ہوتا تھا کہ کبھی تم کو مستقل و بلاغرض خط لکھنے کی توفیق نہیں ہوتی، یہ خط اسی قلبی احساس کا نتیجہ ہے، خدا کرے تم مع متعلقین وعزیزی محمد واضح سلمہ بخیریت ہو۔

ہمارے سفر کی اطلاع تو مل ہی چکی ہوگی، ۱۵/دسمبر کو رائے بریلی سے پنجاب میل سے سوار ہو کر کلکتہ پہونچے وہاں سے ۱۸/کو طیارہ سے دو گھنٹے بیس منٹ میں رنگون پہونچ گئے، رنگون کے احباب نے جس خلوص وگرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا ابھی تک وہ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا، اس وقت سے سارا وقت تقریروں اور دعوتوں میں صرف ہو رہا ہے، تقریروں کا بھی

---

(۱) شمعون بوکھن والا آل انڈیا ریڈیو کے عربی شعبہ کے سپروائزر تھے۔ بعد میں سرکاری عربی رسالہ "ثقافۃ الہند" کے ایڈیٹر ہوئے۔ (۲) مولانا واضح رشید ندوی صاحب۔ (۳) حضرت مولاناؒ کی چھوٹی بھتیجی سیدہ سکینہ حسنی صاحبہ والدہ مولوی سید جعفر مسعود حسنی ندوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ریکارڈ قائم ہو گیا اور دعوتوں کا بھی، تقریباً تمام تقریریں ریکارڈ ہوئیں، اور کئی کئی، ۹؍ جنوری کو ملک کے بالائی حصہ مانڈلے کا سفر پیش آیا، ۶؍ روز کا سفر تھا، بہت پر لطف اور پر راحت، جاپان کی بنی ہوئی گاڑیوں اور فرسٹ کلاس کے انتظامات دیکھے، بعض چیزیں قابل تقلید ہیں، ہر مسافر کو تولیہ اور صابن ریلوے کی طرف سے مستقل ہدیہ ہوتا ہے، چادر بچھانے کے لئے اور تکیے ریل کی طرف سے ملتے ہیں، مچھر دانی بھی مل سکتی ہے، یہ سب واپس ہو جاتا ہے، تولیہ اور صابن رہ جاتا ہے، ہر کمپارٹمنٹ میں ریڈیو کا میکروفون ہے، اس سے ریڈیو پروگرام اور آنے والے اسٹیشن کی اطلاع ملتی ہے، وغیرہ وغیرہ، مانڈلے سے یہاں کے کوہستانی مستقر حکومت میمیو بھی جانا ہوا، عمدہ اور خوبصورت مقام ہے، الحمد للہ سفر مقاصد سفر کے لحاظ سے بھی کامیاب ہے، ۲۲؍ کو انشاء اللہ واپسی ہے۔

اس عرصہ میں بھائی صاحب کی صحت کی ایسی اطلاعات ملتی رہیں جن سے تشویش و بے لطفی رہی ایک بار ٹرنک کال بھی ہوا، تار متعدد آئے اور گئے، اب الحمد للہ صحت کی بہتری کی خوش خبری مل رہی ہے اللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ ملائے۔

گھر میں سلام کہو، حفصہ سلمہا کو دعا، ممکن ہے کالی کٹ جاتے ہوئے ملاقات ہو، اس کا جواب تو ہم کو نہیں مل سکتا، نہ کوئی جواب طلب بات ہے، محض ملاقات یا نصف ملاقات منظور تھی وہ شاید ہو چکی۔

والسلام

تمہارا بھائی

علی

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ بخیریت ہوگے، جواب میں تاخیر ہوئی، بڑی مصروفیت اور پریشانی رہی، مولانا غلام علی آزاد بلگرامی پر آج کل ہم پڑھ رہے ہیں، بغیر مطالعہ و تیاری کے ہم سے کچھ لکھنا مشکل ہے، تفسیر آیات کی اور بات تھی، اس کے لئے مطالعہ کی ضرورت نہیں ہوتی، یوں کسی علمی موضوع پر سرسری طور پر اور رواروی میں ہم سے کچھ لکھا نہیں جاتا، دوسری بات یہ ہے، کہ طویل المیعاد کام میں ہمارا جی نہیں لگتا، کام دو ہی سمجھ میں آتے ہیں، یا تو اخروی ثواب کے لئے یا عاجل نفع کے لئے، جب کوئی خیر دونوں میں نہ ہو تو دلچسپی نہیں ہوتی، اب تمہارے محکمہ کا یہی حال ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ تم مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے لئے رائے بریلی آرہے ہو اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے تم سے بڑی رونق ہو جاتی ہے۔

محمد واضح سلمہ سے کہنا کہ صرف دو تقریروں کی نقل مطلوب ہے اسی رمضان میں جو تفسیریں لکھی ہیں ان میں سے پہلی دو تفسیروں......

۱۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام

۲۔ الحج أشهر معلومات فمن فرض فیہن الحج الخ۔

غالباً صرف ان دو کی نقل زیادہ دشوار نہ ہو، بھائی صاحب کی طبیعت کا ایک حال نہیں رہتا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے، گھر میں سلام ودعا۔

تمہارا بھائی

علی

۱۱/اپریل ۶۱ء

باسمہ سبحانہ

برادر مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ تم بخیریت ہوگے، واضح سلمہ اور گھر میں سب اچھے ہوں گے، یہاں الحمد للہ خیریت ہے تمہیں حضرت (۱) کی وفات کی اطلاع اسی دن مل گئی ہوگی، ۱۶/اگست کو یہ حادثہ پیش آیا، میں جنازہ کے ساتھ ان کے وطن ڈوڈھیاں (۲) ضلع سرگودھا بھی گیا، جہاں حضرت کی تدفین عمل میں آئی، واپسی میں چند روز لاہور قیام رہا، ۳۰/اگست کو وہاں سے روانہ ہوکر یکم ستمبر کو لکھنؤ پہونچا۔

تم کو یہ سن کر خوشی ہوگی، کہ جو کام تم نے ہمارے سپرد کیا تھا، اس کے نصف کی تکمیل کا موقع مل گیا، ایک دوست سے ملنے ایک جگہ گیا ہوا تھا، وہاں اچانک یہ معلوم ہوا کہ خلیل عرب صاحب آئے ہوئے ہیں، اور یہیں قریب ہی مقیم ہیں، اس اطلاع سے بڑی خوشی ہوئی، اور میں اسی وقت ان سے ملنے گیا، اور ان سے تمہاری فکر اور قرض کی ادائیگی کے ارادہ کا ذکر کیا، لاہور میں ایک دوست ندوہ کے مقروض تھے اور وہ ہندوستان رقم بھیجنا چاہتے تھے، میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور اگلے روز ان سے پانچ سو روپیہ لے کر خود جا کر دیئے اور

---

(۱) عارف باللہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ وفات ۱۶/اگست ۱۹۶۲ء (۲) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کا وطن جہاں تدفین عمل میں آئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان سے رسید لے لی، جو اس خط کے ساتھ مرسل ہے، اب یہ رقم اگر تم مجموعی طور پر بھیج سکو، تو ناظم ندوۃ العلماء کے نام بذریعہ بیمہ بھیج دو، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم قسطوں میں اس کو ادا کر دو، اگر بقیہ رقم بھی ادا کرنا چاہو، تو پانچ سو مزید ان ہی، دوست کے ذریعہ میں عرب صاحب کے پاس بھجوا سکتا ہوں، رسید آ جائے گی، اس طرح ایک ہزار کی رقم ادا ہو جائے گی، بقیہ دو سو کا بھی انتظام کبھی ہو جائے گا، امید ہے کہ تم اس معاملہ سے خوش ہو گے، عرب صاحب کو بھی بڑی خوشی ہوئی ہوگی، اس وقت وہ بہت معذور اور ضعیف نظر آتے ہیں، ایسی حالت میں ایک غیر متوقع رقم کا مل جانا بڑی مسرت کا باعث ہوتا ہے۔

معلوم نہیں واضح سلمہ کب جا رہے ہیں، ہمیں یہاں آ کر ہی معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک نہیں گئے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو، ان کے حق میں بہتر ہو، وہی ہو، استخارہ ضرور کریں اور مشورہ سے کریں۔

محمد رابع سلام عرض کرتے ہیں، یہ خط انشاء اللہ پھر لکھیں گے۔

ستمبر ۱۹۶۲ء

والسلام

تمہارا

علی بقلم خود

باسمہ سبحانہ

دائرہ حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلی

برادر مکرم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ تم سب مع متعلقین خیریت سے ہو گے، رمضان کے اخیر عشرہ ہی سے خط لکھنے کا ارادہ تھا، مگر نوبت نہ آئی، مخلصانہ ہدیہ ملا، اور بڑے وقت سے، یہ بھی خلوص کی ایک علامت ہے کہ چیز وقت پر ملے اور کام آئے، رمضان کے اس مبارک عشرہ میں گویا لوگ تمہارے ہی مہمان رہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، اور تم کو جزائے خیر دے، اس مرتبہ یہاں رمضان مبارک میں بڑی رونق رہی، کاش کسی رمضان میں تمہارا اور واضح سلمہ کا بھی یہاں رہنا ہوتا۔

الحمد للہ عرب صاحب (۱) کی رقم ان کے دیئے ہوئے پتہ پر بھوپال پہونچ گئی اور اس

---

(۱) شیخ خلیل عرب مرحوم

www.abulhasanalinadwi.org

کی رسید بھی آ گئی وہ رسید ہمارے پاس محفوظ ہے، غلطی سے خط اس لفافہ پر شروع کر دیا ورنہ بھیج دیتے، الحمد للہ دعاؤں میں یاد رہے، امید ہے کہ تم نے بھی یاد رکھا ہو گا۔

اپنے کالج کے کسی واقف آدمی سے یا خود تکلیف کر کے یہ تحریر کرو کہ انڈونیشیا کی اقتصادی حالت کیسی ہے، غریبی اور بے روزگاری کا کیا حال ہے، اور اوسط آمدنی کیا ہے، بہر حال کوئی ایسی چیز، جس سے وہاں کی اقتصادی حالت کا اندازہ ہو سکے، ذرا عجلت کی ضرورت ہو گی، رائے بریلی ہی کے پتہ پر جواب کا انتظار رہے گا۔

حمزہ (۱) پہونچ گئے، محمد ثانی اور رابع یہیں ہیں محمد میاں (۲) عید سے ایک روز پہلے یہاں سے گئے، واضح سلمہ کو دعا، جعفر کو پیار، گھر میں سلام۔

والسلام

۲؍ شوال ۸۳ھ

تمہارا علی

۱۶؍ ۳؍ ۶۶ء

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مع متعلقین بخیریت ہو گے، الحمد للہ پہلے سے میں بہت اچھا ہوں، تقریباً تین ہفتہ سے ہومیو پیتھک علاج شروع ہوا ہے اس وقت سے درد موقوف ہے اور عام حالت اچھی ہے۔ (۳) حضرت مولانا وصی اللہ صاحب (۴) نے الہ آباد سے خاص طور پر خط لکھا تھا کہ میرے دل میں بار بار یہ آتا ہے کہ تم کو آپریشنوں سے کچھ فائدہ نہ ہو گا، تم لکھنؤ جا کر ہومیو پیتھک علاج کرو، اس پر تین ڈاکٹروں کے دستخط تھے کہ ہم کو بھی حضرت والا کی رائے سے اتفاق ہے، اسی زمانے میں عزیزوں نے لکھنؤ چلنے کیلئے اصرار کیا، وہاں کے ڈاکٹروں نے بھی اجازت دے دی، الحمد للہ یہاں کا آنا اچھا ہوا، اللہ تعالیٰ مکمل نفع عطا فرمائے، اس عرصہ میں تم نے جس توجہ اور محبت کا اظہار کیا اور اس کی فکر رہی اس کا دل پر خاص اثر ہے، اور اللہ تعالیٰ تم مخلصین کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے اور ہم کو عافیت نصیب ہو۔

---

(۱) محمد حمزہ حسنی۔ (۲) مولانا محمد الحسنیؒ۔ (۳) حضرت مولاناؒ کے سمبل بائی کا شدید درد اٹھا تھا۔ (۴) حضرت مولانا وصی اللہ فتح پوری کے اس مشورہ پر عمل ہوا، اور لکھنؤ کے ایک غیر معروف ہومیو پیتھک ڈاکٹر سے رجوع ہوا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جو تکلیف بار بار کے آپریشنوں سے بھی نہیں گئی تھی وہ باذن اللہ ایک خوراک سے جاتی رہی اور الحمد للہ پھر کبھی نہیں ہوئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

دہلی کے کسی آنے والے سے معلوم ہوا تھا کہ ٹھوکر لگ جانے سے تمہارے پاؤں میں کچھ چوٹ آگئی اور انگوٹھا پک گیا۔ خدا کرے اب آرام ہو۔

دوشنبہ ۱۴/مارچ کو عزیزی محمد ثانی سلمہ و مولوی مرتضی صاحب سہارن پور گئے وہاں سے ان کا قصد دہلی کا بھی ہے، شاید چار پانچ دن یا ایک ہفتہ رہ کر وہ دہلی پہونچیں، ممکن ہے وہاں بھی انہوں نے خط لکھا ہو، عزیزی محمد واضح سلمہ کو بعد دعا و سلام کے معلوم ہو کہ یہاں اور رائے بریلی میں سب خیریت ہے ان کی والدہ یہیں ہیں، سب بچے اچھے ہیں ہم تین روز کے لئے رائے بریلی گئے تھے، والدہ صاحبہ کو انتظار و اشتیاق تھا۔ سب کو بہت خوشی ہوئی۔

گھر میں سب سے سلام و دعا کہنا نیچے کی سطریں جعفر سلمہ کے لئے ہیں۔

نور چشم سید جعفر مسعود سلمہ

بعد دعا کے معلوم ہو کہ تمہارا خط ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی امید ہے کہ تم شوق و محنت سے پڑھتے ہوگے۔ اور جلدی ہی لکھنا سیکھ لوگے، تمہاری بوا نے بھی تمہارا خط پڑھا اور بہت خوش ہوئیں۔ تمہاری سب بہنیں اور چچا و ماموں خیریت سے ہیں۔ اور دعا کہتے ہیں۔ اپنے ابی، امی کو سلام و دعا کہو۔ اور ایسے ہی خط لکھتے رہو فقط دعا گو تمہارے ابا جان۔

رائے بریلی

۴/محرم الحرام ۸۹ھ دوشنبہ

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تمہارے دونوں خط ایک مورخہ ۷/مارچ دوسرا مورخہ ۱۸/مارچ مل گئے، ہم ۹/مارچ کو لکھنؤ ایک میٹنگ میں شرکت کے لئے گئے تھے۔ وہاں ایسے پھنسے کہ پرسوں ۲۲/مارچ کو واپسی ہوئی، اس دو ہفتے کی مدت میں تین سفر کرنے پڑے اس وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی معاف کرنا۔

اس وقت تک صورت حال یہ ہے کہ ابھی تک جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ سے ٹکٹ اور کفالت نامہ نہیں آیا، ہمارے جواب میں تاخیر ہوئی اس لئے وہاں کی کارروائی میں بھی تاخیر ہوگئی، جس جلسہ میں شرکت کرنی ہے وہ ۱۰/صفر سے شروع ہوگا، اس لئے ظن غالب ہے کہ آخر محرم یا شروع صفر کی تاریخوں میں جو اپریل کی ۲۰/۲۲ کے مطابق ہیں، انشاء اللہ سفر کرنا

www.abulhasanalinadwi.org

ہوگا، ہم کتنی ہی کوشش کریں۔۱۰رجون سے پہلے واپسی مشکل ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ حضرت شیخ الحدیث کا بھی وہاں قیام ہوگا۔ اب جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہماری شرکت کی دو ہی صورتیں ہوسکتی تھیں جو ہم نے تم کو لکھ دیں تھیں، یعنی یا تو ۲۰راپریل سے پہلے یا زیادہ سے زیادہ ۲۵راپریل تک تقریب مکمل ہوجائے۔ یا پھر ۱۰/۱۵رجون کے بعد جس وقت بھی سہولت ہو، لیکن اگر ان دو صورتوں میں تمہارے لئے دشواریاں ہیں جو ہمارے لئے واقعی اور قابل لحاظ ہیں، تو پھر یہی صورت ہوسکتی ہے۔ کہ تم ہماری شرکت کی شرط نہیں رکھو، اللہ تعالیٰ ہر طرح سے خیر و برکت فرمائے گا۔ اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے دل سے شریک ہوں گے، اور دعا کریں گے، محمد ثانی کی شادی میں بھی ہم شریک نہیں ہوسکے تھے، تمہاری شادی میں بھی شرکت کی سعادت حاصل نہیں ہوسکی تھی اور فاطمہ سلمہا (۱) کی شادی تو گھر ہی میں ہوئی تھی، بہت سے وجوہ سے اس میں ہماری شرکت ضروری تھی۔ لیکن ہم شریک نہیں ہوسکے، یوں ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم شریک ہوں اور محمد یامین (۲) کا ہاتھ بٹائیں، اب ان تمام حالات کو پیش نظر رکھ کر تم خود ہی فیصلہ کرلو کہ کون سی صورت زیادہ قابل عمل اور گوارہ کرنے کے قابل ہے، ہفتہ عشرہ میں سفر کے متعلق بھی قطعی طور پر معلوم ہوجائے گا۔ اگر وہیں سے کچھ تاخیر ہوئی تو پھر کوئی دقت نہ ہوگی، ورنہ بہت سے فوائد اور مصالح کی بناء پر یہ سفر ضروری اور اہم ہے، ورنہ ہم معذرت کردیتے، تم ماشاء اللہ ان سب پہلوؤں پر نظر رکھتے ہو، صحیح رائے قائم کرسکو گے، حضرت شیخ الحدیث بھی ہماری روانگی کے منتظر ہیں اور امید ہے کہ ان کی معیت نصیب ہوگی۔ جو ہمارے لئے بڑی سعادت کی بات ہے یہ خط اندر بھی دیکھنے کے لئے بھیج رہے ہیں۔ تمہاری جو کچھ رائے ہو اس سے جلد مطلع کرنا۔ (۳)

والسلام

تمہارا بھائی

ابوالحسن علی

۲۴رمارچ ۶۹ء

نثار کا سلام قبول ہو۔ تمہیں شاید لکھنؤ کے خطوط سے معلوم ہوا ہو کہ آج کل مسلم کے گھر

---

(۱) اہلیہ قاری سید رشید الحسن مرحوم۔ (۲) سید محمد یامین حسنی مرحوم حضرت مولانا کے پھوپھی زاد بھائی۔

(۳) مکتوب الیہ کی صاحبزادی سیدہ حفصہ کی شادی کے سلسلہ کا یہ خط ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں کچھ طبیعت خراب ہے۔ اسپتال میں داخل ہیں، ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا ہے، اللہ تعالیٰ مکمل صحت عطا فرمائے۔

مزید

مہادیون کی کتاب ''آوٹ لائن آف ہندوئزم'' کا اگر پتہ چل گیا ہو تو ہمیں دو چار دن کے لئے چاہئے کسی محفوظ ذریعہ سے بھجوادو، انشاء اللہ محفوظ طریقہ سے واپس ہو جائے گی۔

برادر مکرم مولوی سید ابو بکر صاحب و عزیز القدر واضح سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ تم سب بخیریت ہو گے، تم کہتے ہو گے، کہ وہاں سے جا کر خبر بھی نہ لی، یہاں پہونچ کر ایک ہفتہ سخت مصروفیت میں گزرا، ہم تاخیر سے پہونچے تھے، اور کمیٹی کو کام جلدی ختم کرنا تھا، اس لئے طویل طویل نشستیں ہوتی تھیں، جمعرات ۸ رمئی کو مجلس کا کام ختم ہوا اور یک گونہ فرصت ہوئی، اور کچھ سانس لینے کا موقع ملا، یہ خط بمبئی کے روانہ ہونے والے کسی مسافر کے ہاتھ بھیجا جائے گا، شاید جلد پہونچ سکے۔

تم لوگوں سے رخصت ہو کر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں ہم بمبئی پہونچ گئے، بمبئی میں شہر سے تقریباً ۲۰ میل کے فاصلہ پر تقریباً جنگل میں قیام تھا، لیکن شیخ (۱) کی وجہ سے تین دن جنگل میں منگل رہا، ایک چھوٹی سی نئی بستی آباد ہو گئی تھی، خوب مجلسیں اور رونقیں رہیں، ۲۹ راپریل کو دن کے بارہ بجے براہ کراچی، ظہران، ریاض روانگی ہوئی، ڈیڑھ گھنٹے میں کراچی پہونچ گئے، وہاں شیخ کی وجہ سے اتنا ہجوم تھا کہ اپنے خاص عزیزوں سے جو ملنے آئے تھے اچھی طرح بات نہ ہو سکی، بمبئی سے تار دے دیا تھا، پھوپھا میاں، چچا طاہر صاحب (۲) الحق (۳) عامر (۴) قاسم (۵) وغیرہ آئے تھے، ظہر کی نماز ساتھ پڑھی اور بہت ہی عجلت و گھبراہٹ میں بس مصافحہ کر کے پھر سوار ہو گئے، غروب سے آدھ گھنٹہ پہلے بفضلہ تعالیٰ جدہ پہونچ گئے، شیخ تو مغرب کی نماز پڑھ کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے، ہم چونکہ تاخیر سے پہونچ رہے تھے، اس لئے شیخ کے مشورہ سے احرام بھی نہیں باندھا تھا تاکہ براہ راست مدینہ طیبہ جا سکیں۔

جامعہ (۶) کی طرف سے اگلے دن صبح ہمارے سفر کا ہوائی جہاز سے انتظام تھا چنانچہ

---

(۱) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ۔ (۲۔۳۔۴۔۵) قریبی اعزہ جو کراچی میں سکونت اختیار کئے ہوئے تھے۔ (۶) جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

صرف ۳۵ منٹ میں ہم لوگ مدینہ طیبہ پہونچ گئے، اور ظہر کی نماز وہاں باطمینان پڑھی تم سب لوگوں کے جس نے گھر میں کہا تھا سب کے سلام پہونچا دیئے۔ اگلے دن سے کام شروع ہوگیا، اور ایک ہفتہ سخت مصروفیت رہی، اب پرسوں سے فراغت ہوئی ہے، حضرت شیخ بھی ۴ دن مکہ معظمہ رہ کر ۳؍ مئی کو مدینہ طیبہ تشریف لائے، یہاں ان کے حالات وکیفیات دیکھ کر کتابوں میں پڑھے ہوئے واقعات اور اولیاء متقدمین کی باتیں یاد آتی ہیں، عجیب مسرت ومحویت اور عجیب مجاہدہ او رعلو ہمت کا معاملہ ہے۔ موسم بڑا خوشگوار ہے، کل مغرب کے بعد اچھی بارش ہوگئی جس سے موسم اور لطیف ہوگیا، کل مولانا انعام الحسن صاحب (۱) کا ایک خط پڑھا جارہا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ دہلی میں بھی ابر وباد تھا، امید ہے کہ لو وہاں ابھی نہ چلی ہوگی، ڈاکٹر ذاکر صاحب (۲) کے انتقال کا حال ان لوگوں سے معلوم ہوا، جنھوں نے ریڈیو سنا تھا، لیکن بہت دیر تک اس لانچ میں دہلی کا اسٹیشن لگائے رہے کہ شاید واضح کی آواز سننے میں آئے، اور حادثہ یا تدفین کی کوئی تفصیل معلوم ہو، لیکن کامیابی نہ ہوئی، امید ہے کہ گھر میں سب خیریت ہوگی، حفصہ سلمہا بھی اب اچھی ہوں گی، اور جعفر بھی اچھے ہوں گے، معلوم نہیں واضح، اچھے بھیا (۳) اور رابع سے ملنے رائے بریلی گئے تھے یا نہیں، ہمیں بڑا افسوس رہا کہ محمد ثانی اور واضح بمبئی کیوں نہ آگئے، شیخ کو رخصت بھی کرتے اور اچھے بھیا اور رابع کا استقبال بھی ہوجاتا، ہمارا قیام مدینہ طیبہ میں ۱۶؍ ۱۷؍ مئی تک انشاء اللہ رہے گا، پھر مکہ معظمہ، اگر تم میں سے کوئی خط لکھے تو مدرسہ صولتیہ ص۔ ب ۱۱۴ مکہ مکرمہ کے پتہ پر، غالباً خالد سلمہٗ رائے بریلی میں ہوں گے، اگر عزیز الٰہی خاں صاحب سے ملاقات ہوجائے تو سلام کہہ دینا، خدا کرے یہ خط وقت پر مل جائے اور کوئی بات قابل تحریر نہیں معلوم ہوتی، پرسوں یہاں ایک مدرسہ کے ہال میں حسب معمول سال گذشتہ تقریر ہوئی جس کا عنوان تھا "درس من الحوادث الاخیرة"

گھر میں سب کو درجہ بدرجہ سلام ودعا کہو، سفر کے سلسلہ میں جن لوگوں نے تکلیف اٹھائی اور حصہ لیا بالخصوص اجتباء (۴)، طارق (۵)، نیز مولوی محمود صاحب (۶) اور مولوی

---

(۱) مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ، امیر جماعت تبلیغ۔ (۲) ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم سابق صدر جمہوریہ ہند۔ (۳) بڑے بہنوئی سید رشید احمد حسنی مرحوم جو اپنے فرزند مولانا سید محمد رابع حسنی صاحب کے ساتھ حج کر کے واپس آرہے تھے۔ (۴) ڈاکٹر مولانا سید محمد اجتبا ندوی صاحب۔ (۵) سید حسن عسکری طارق صاحب۔ (۶) مولانا سید محمود الحسن ندوی صاحب۔

www.abulhasanalinadwi.org

برہان صاحب(۱) سب کو سلام کہو، طارق صاحب سے کہہ دینا کہ مولوی عبداللہ صاحب یہاں آئے ہیں، اور ہمارے ساتھ مقیم ہیں، مولوی معین اللہ صاحب اور کاتب الحروف سعید الرحمٰن (۲) کا سلام قبول ہو۔

والسلام
ابوالحسن علی
۱۰رمئی ۶۹ء

برادر مکرم مولوی ابوبکر صاحب حسنی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تمہارا نہایت دلچسپ اور جاندار خط ملا، مزے لے لے کر پڑھا اور بھی کئی آدمیوں نے اس کا مطالعہ کیا، مصباح (۳) نے بھی دیکھا، کاش کہ ایسا ایک خط ہر ہفتہ آجایا کرتا، برادر محترم سید محمد اسمٰعیل صاحب کو ڈاکٹر ادریس (۴) کا علاج موافق آنے سے بہت خوشی ہوئی، اللہ جس کے ہاتھ سے چاہے فائدہ پہونچائے۔ ہم نے ہمشیرہ صاحبہ کے نام جو خط لکھا ہے، اس میں سب مفصل حالات لکھ دیئے ہیں، یہ سب خطوط سب ہی کی نظر سے گذرتے ہوں گے، اب جلد سے جلد گھر آجانے کا جی چاہتا ہے۔ لیکن یہ خیال آتا ہے کہ آنکھ کا کانٹا نکل جائے تو اچھا ہے، ورنہ ہمیشہ خلش رہے گی، عمومی صحت کے لئے بھی وہاں کا سفر انشاء اللہ مفید رہے گا، یہاں موسم روز بروز سخت ہوتا جارہا ہے، لو چلنے لگی ہے۔ اور رات کو بھی ہوا گرم رہتی ہے، اب ۷رجون کی تاریخ سفر کے لئے مقرر ہوئی ہے، دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے، حضرت شیخ (۵) ابھی تو یہیں مقیم ہیں اور اس گرمی میں مسلسل روزے رکھ رہے ہیں، عشاء کی نماز تک صرف ایک گلاس زم زم پیتے ہیں، اصلی افطار و کھانا بھی عشاء کی نماز کے بعد ہوتا ہے کھانے کے انواع واقسام اور ہدایا کی وہ بھرمار ہوتی ہے، کہ خدا کی شان نظر آتی ہے، اکثر رات کا کھانا ان کے ساتھ کھانا ہوتا ہے، وہ الگ ٹھہرے ہوئے ہیں اور ہم مولوی عبداللہ صاحب (۶) کے یہاں، کراچی میں ان کے نماز پڑھانے کی روایت غلط ہے، ہم تو ان کے ساتھ ہی تھے، نماز مفتی محمد شفیع صاحب (۷) نے

---

(۱) مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب۔ (۲) مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی حال مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء (۳) سید مصباح النبی صاحب (۴) رائے بریلی کے ایک مشہور ہومیو پیتھ معالج، ڈاکٹر جمیل احمد فاروقی کے والد مرحوم۔ (۵) حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۶) مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی صاحب (۷) مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ اور مفسر قرآن۔

www.abulhasanalinadwi.org

پڑھائی تھی، دور سے اشتباہ ہوگیا ہوگا، انشاء اللہ تمہارے قیام سے وہاں فائدہ ہوگا، اور رونق تو ظاہر ہے اس کے متعلق کچھ کہنا نہیں ہے، آج کل واضح بھی وہیں ہوں گے، ہم نے تم لوگوں کا سلام بھی پہونچایا اور دعا بھی کرتے رہے ہیں، اب مرحوم عزیزوں، اور بزرگوں اور موجودہ اعزا اور اہل خاندان کے لئے طواف کی باری ہے۔ وہ روزانہ ہوتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، معلوم نہیں تمہاری چھٹی کب ختم ہے اور ہماری واپسی پر رائے بریلی ملو گے یا دہلی، اگر ۱۵؍جولائی تک چھٹی ہے تو انشاء اللہ ہم اس سے پہلے ہی رائے بریلی پہونچ جائیں گے، ورنہ دہلی میں ملاقات ہوگی۔

خدا کرے کبھی ہمارا تمہارا یہاں بھی ساتھ ہو، امید ہے کہ رابع اور واضح اور شاید محمد ثانی اور محمد میاں بھی وہاں ہوں، سب خطوط پڑھ لئے جائیں، کوئی بات کسی میں ہے، کوئی بات کسی میں، تینوں گھروں کے سب افراد کو نام بنام سلام، ہاجرہ سلمہا بہت یاد آتی ہے، بڑے تماشے کرتی ہوگی، مولوی سعید الرحمٰن صاحب سلمہ (۱) ۹؍جون کے جہاز سے انشاء اللہ روانہ ہوں گے، وہ رائے بریلی بھی آنے کا ارادہ رکھتے ہیں، ان سے ہم لوگوں کے شب و روز اور مفصل حالات معلوم ہوجائیں گے، اسماعیل بھیا (۲)، مثنی بھیا (۳)، کو سلام، خدا کرے محمد (۴) کانپور میں اچھے ہوں، اور خالد (۵) سلمہ کو تمہارے اس قیام سے علمی اور دینی فائدہ پہونچ رہا ہو، اس جمعرات کو مکہ معظمہ میں تقریر ہے، رابطہ کی طرف سے، مدینہ طیبہ کی تقریر، اس کا ٹیپ اور چھپی ہوئی مولوی سعید (۶) صاحب لائیں گے اور کوئی بات اس وقت قابل ذکر نہیں معلوم ہوتی۔

والسلام

تمہارا

ابوالحسن علی یکم جون ۶۹ء

۲۱؍ربیع الاول ۸۹ھ

برادر مکرم سید ابوبکر حسنی صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مسرت نامہ مفصل ملا تھا بہت ہی دلچسپی سے پڑھا گیا، اور

---

(۱) مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی حال مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ (۲) سید محمد اسماعیل حسنی مرحوم۔ (۳) سید حسن مثنی مرحوم۔ (۴) سید محمد یامین مرحوم۔ (۵) مولانا سید خالد حسنی ندوی صاحب۔ (۶) مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی صاحب۔

www.abulhasanalinadwi.org

لوگوں نے بھی پڑھا، مصباح (۱) بھی موجود تھے انہوں نے بھی پڑھا، بہت جاندار خط تھا، تکیہ کا سارا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا، تمام ضروری حالات معلوم ہو گئے گویا ایک خبرنامہ یا گزٹ تھا، جس سے ضروری معلومات حاصل ہوئیں، ایک صاحب یہاں سے جا رہے تھے ان کے ہاتھ ہم نے بہت سے خطوط لکھ کر بھیجے، ان میں ایک خط تمہارے نام بھی تھا، ہم کو تم سے بہت شرمندگی ہے کہ ہم اپنے وعدہ اور ارادہ کے مطابق جون میں نہیں پہونچ رہے ہیں، شاید تم نے خالد (۲) کی شادی کا پروگرام اسی مہینہ کے آخر میں بنایا ہو، لیکن انشاء اللہ وسط جولائی تک ہم ضرور پہونچ جائیں گے، شاید اس وقت تک تمہاری چھٹی ختم ہو گئی ہو، آنکھ کا معاملہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے غیبی اسباب پیدا فرما دیئے کہ سفر یہاں سے بہت آسان ہو گیا، وہاں سے دعوت بھی آ گئی، اور ساتھ جانے کے لئے اپنے خرچ سے کئی رفیق بھی تیار ہو گئے، اس طرح اب اس موقع سے فائدہ نہ اٹھانا غلطی ہوتی، جس پر تم بھی ملامت کرتے، یہاں کے مفصل حالات مولوی سعید الرحمٰن (۳) سے تم سب کو معلوم ہوں گے، مدینہ طیبہ کی تقریر بھی وہ اپنے ساتھ لائیں گے، کل رات یہاں رابطہ میں تقریر تھی، بڑا ممتاز اور چیدہ مجمع تھا، کئی حکومتوں کے سفرا بھی تھے، مفصل کیفیت مولوی سعید سے معلوم ہوگی، ورنہ ہم خود لکھتے، اب یہاں کا سفر اختتام کو پہونچ رہا ہے، اور کل ہفتہ کے روز ۷؍جون کو انشاء اللہ یہاں کے وقت کے حساب سے عصر کی نماز کے بعد ہم باذن اللہ تعالیٰ روانہ ہو چکے ہوں گے اس سفر سے سوائے مقصد کے کوئی دلچسپی نہیں، اور اب جلد سے جلد واپسی کا تقاضا ہے، گھر میں سب کو سلام و دعا کہو، الحمد للہ سب یاد رہے، اور حسب توفیق دعا اور سلام سے دریغ نہیں کیا۔

رابع، لندن کے پتہ پر خیریت کا خط فوراً لکھ دیں، ہم کو بھی خطوط کا سخت انتظار واشتیاق رہے گا، واضح سلمہ کو بہت بہت سلام و دعا، خالد، جعفر، حمزہ کو دعا، آج صبح روانگی سے قبل تمہارا خط مورخہ ۲۹؍مئی جو مصباح کی معرفت بھیجا تھا مل گیا، یہ تمہارے اخلاص کی دلیل ہے کہ اگر چند گھنٹے بھی لیٹ ہوتا تو نہ ملتا، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ تمہاری چھٹی کے ختم ہونے سے پہلے آ جائیں گے الغیب عند اللہ۔

---

(۱) سید مصباح النبی حسنی ابن سید سراج النبی مرحوم جو حضرت مولانا کے بھتیجے بھی ہوتے ہیں۔ (۲) سید خالد حسنی ندوی صاحب جن کی شادی مکتوب الیہ کی صاحبزادی سے ہونا تھی۔ (۳) مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی صاحب

www.abulhasanalinadwi.org

والسلام
تمہارا بھائی ابوالحسن علی
۶؍جون ۶۹ء

لندن ۲؍جولائی ۶۹ء

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تمہارا تازہ خط ۲۲؍جون کا لکھا ہوا جو رابع (۱) کے خط کے ساتھ تھا، دورہ سے واپسی پر لندن میں ۳۰؍جون کو ملا، جس میں تم نے بڑی بلاغت کے ساتھ ڈاکٹر کی رائے پر ماحول کی مسرت کی تصویر کھینچی تھی، امید ہے کہ اس وقت تک میرا دوسرا خط بھی مل گیا ہوگا، جس میں ہم نے اطلاع دی تھی کہ ہمارے دوستوں نے ایک دوسرے ڈاکٹر سے یکم جولائی کو وقت لیا ہے، تاکہ ممکن اطمینان حاصل کرلیا جائے، اور بعد میں افسوس نہ ہو، یہ .U.K کا سب سے بڑا آئی سرجن بتایا جاتا ہے، ہم اس اطلاع سے بہت ڈرے تھے کہ اگر اس نے خدانخواستہ کچھ اور کہہ دیا تو ہم بڑے جھگڑے میں پڑ جائیں گے کہ کس کی بات مانیں اور کس سے فیصلہ کرائیں، مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا، آخر اللہ پر بھروسہ کیا کہ شاید اس میں بھی کوئی حکمت ہو، کل شام کو اس کے پاس گئے اس نے بڑی تفصیل سے دیکھا، لیکن اس کی رائے پہلے سرجن کی رائے کے حرف بحرف مطابق تھی، اب الحمدللہ دیکھنے دکھانے کا کوئی مرحلہ باقی نہیں رہا، اب واپسی کا پروگرام بنا رہے ہیں، صرف مناسب پرواز اور امکانی حد تک ایک رفیق کی تلاش ہے، بعض لوگوں نے توقع دلائی ہے، انشاءاللہ جلد سے جلد روانہ ہونے کی کوشش کریں گے، لیکن ہر تعین اور فیصلہ کے لئے بہرحال ہمارے تار کا انتظار کرنا، ۴؍جولائی کو دن ڈیڑھ دن کے لئے ایڈنبرا کا ایک سفر کا ایک پروگرام ہے جو یہاں سے چار سو میل ہے غالباً ایک طرف ٹرین کا سفر دوسری طرف ہوائی جہاز کا۔

ذکیہ سلمہا (۲) کی صحت کی طرف سے بڑی فکر ہوگئی تھی، جس وقت خیال آتا تھا، طبیعت پریشان ہوجاتی تھی الحمدللہ رابع سلمہ کے خط سے اطمینان ہوا، خدا کرے اب اور بھی طبیعت بہتر ہو ہمارا یہ خط گھر میں سنا ہی دو گے، لکھنؤ بھی آنے جانے والوں سے اطلاع

---

(۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب۔ (۲) والدہ مولانا عبداللہ حسنی ندوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

کرادینا، محمد ثانی سلمہ کا خط بھی ملا خوشی ہوئی۔

گھر میں سب کو سلام ودعا، محمد سعید افریقی (۱) کے ایک خط سے حسین بن محمد (۲) کے حادثہ کی اطلاع ملی جو سعودی سفارت خانہ میں تھے، سخت افسوس ہوا شاید تم لوگوں کو کچھ تفصیل بھی معلوم ہو، غالباً واضح دہلی جاچکے ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بال بال بچایا (۳) اب چھپروں کے سلسلہ کو ختم ہی کردینا چاہئے امید ہے کہ بارشیں شروع ہوگئی ہوں گی، یہاں والوں کے حساب سے یہاں سخت گرمی پڑ رہی ہے، یعنی ہم لوگوں کو رات کو ایک کمبل اور دن کو ایک سوئٹر کافی ہوجاتا ہے، کل پرسوں ریکارڈ شکن گرمی تھی، یعنی ابتدائے شب میں کمرہ کے اندر کمبل کی ضرورت نہ پڑی، ہمشیرہ سے کہنا کہ قاری رشید الحسن صاحب (۴) کو جینوا سے خط لکھا اور اپنے لندن آنے کی اطلاع دی مگر ان کا کوئی جواب نہیں ملا، اور فی الحال کوئی بات قابل تحریر نہیں، رابع تو لکھنؤ چلے گئے ہوں گے۔

والسلام

تمہارا ابوالحسن علی

اگر مولوی نثار صاحب آئے ہوں تو میرا سلام کہدینا ہمارا انتظار کریں ہم نے ان کو اور عبدالرزاق کو خطوط لکھے تھے مگر سب ضائع ہوگئے، صوفی انیس (۵) اگر آئیں تو سلام، خط کا ضروری مضمون ان کو بتادینا، دوسری طرف کا حصہ کسی کے ہاتھ لکھنؤ بھجوادینا۔

بمبئی

۱۳/ اکتوبر ۶۹ء

برادر مکرم زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ تم لوگوں سے رخصت ہوکر ۹ بج کر ۲۰ منٹ پر بہت آرام کے ساتھ بمبئی پہونچ گئے۔ بہت سے احباب ہوائی اڈہ پر آگئے تھے، ان کے ساتھ قیام گاہ پر آئے، رات آرام

---

(۱) محمد سعید افریقی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم تھے اور حضرت کے مجاز بھی ہیں۔ (۲) حسین بن محمد، سعودی سفارت خانہ کے افسر تھے، ان کو ان ہی کے گھر پر دہلی میں کسی نے شہید کردیا تھا رحمہ اللہ۔ (۳) مولانا واضح رشید ندوی صاحب رائے بریلی میں اپنے آبائی مکان کی چھت پر سورہے تھے کہ ان کے کمرہ کا چھپر آندھی آنے کی وجہ سے ان کے پلنگ پر گر پڑا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے محفوظ رہے۔ (۴) قاری سید رشید الحسن صاحب نواب والا جاہ سید صدیق حسن خاں مرحوم کی اولاد میں تھے ہندوستان سے ہجرت کرکے پاکستان میں سکونت اختیار کی اور جامع مسجد بنوری ٹاؤن میں امام وخطیب مقرر ہوئے ۲۸ رجنوری ۲۰۰۱ء میں انتقال کیا رحمہ اللہ وغفرلہ۔ (۵) صوفی محمد انیس رحمہ اللہ حضرت کے محبین میں تھے اور مجاز بیعت بھی ۲۰۰۰ء میں انہوں نے ضلع رائے بریلی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

سے گذری، تادم تحریر ۱۳؍اکتوبر کی تاریخ اور ۱۰؍بجے دن کا عمل ہے، کہ طبیعت اچھی ہے، اور اعتدال پر ہے۔

آج انشاء اللہ ۷؍بجے شام کو سعودی جہاز سے روانگی ہے، اللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ پہونچائے اور ہمارے اس سفر کا کوئی اچھا نتیجہ برآمد ہو، تم سب کا انشاء اللہ سلام بھی پہونچایا جائے گا، اور اپنی ٹوٹی پھوٹی دعاؤں میں بھی تم سب حصہ دار ہو گے۔

افسوس ہے کہ دماغی پریشانی، وقت کی کمی کی وجہ سے تم سے ہوائی اڈہ پر اچھی طرح باتیں نہ ہو سکیں، اور تمہارے بعض اشارے نہ سمجھ سکے، ہم نے تم سے تکیہ پر جس تحفہ کے لانے کا وعدہ کیا تھا وہ ہمیں یاد ہے، اگر اس میں تمہاری خاص پسند ہو تو لکھنا، کتاب کے جتنے نسخے تم ضروری سمجھو رابع (۱) کو لکھ کر لکھنؤ سے منگوا لو۔ ایک نسخہ اپنے کالج کے لئے، ایک محمد بیگ صاحب کے لئے، ایک عابد رضا بیدار صاحب کے لئے، اور جس کے لئے مناسب سمجھو، افسوس ہے کہ کتاب میں طباعت کی بہت غلطیاں رہ گئی ہیں۔ اور فاش غلطیاں۔

اسماعیل بھیا کو خط لکھو تو لکھ دینا کہ آپ کے لئے شہد کی ایک بوتل ہم نے عبدالرزاق کے حوالہ کی ہے خدا کرے کہ پہونچ گئی ہو، اور کوئی ضروری بات اس وقت یاد نہیں آ رہی۔

عزیزی مولوی واضح سلمہ کو بعد سلام معلوم ہو کہ دہلی میں بہت کم وقت ملا، اور نور چشم جعفر کے لئے نہ لکھنؤ سے کچھ لا سکے اور نہ وہاں کچھ دے سکے، اس کو، میمونہ و حفصہ سلمہما کو دعا کہو اور گھر میں سب کو سلام۔ فقط

والسلام
تمہارا ابوالحسن
بقلم تقی الدین

لکھنؤ

۲۹؍۴؍۷۰ء

برادر مکرم زید لطفہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط مورخہ ۲۷؍اپریل، ۲۸؍کو شام کی ڈاک میں مل گیا، خدا کرے اتنے ہی تھوڑے وقت میں ہمارا خط بھی تم کو مل جائے۔

---

(۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب۔

www.abulhasanalinadwi.org

شاید ہمارے خط میں اس کا تذکرہ نہیں تھا کہ ہم بھائی جان (۱) کے انتقال سے چار دن پہلے پہونچ گئے تھے اور سب آخری مراحل ہمارے سامنے ہی طے ہوئے، اور ہم کو نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی، ان کے آخری دنوں کے حالات بہت قابل رشک تھے، اور شیخ (۲) اور حضرت محمد یعقوب صاحب (۳) کے خطوط سے بھی ایسا ہی مترشح ہوتا ہے، وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء، مصباح سلمہ (۴) کی آمد کی تو تم کو اطلاع مل گئی ہوگی، ہم آج سہارنپور جا رہے ہیں، ۲ر مئی تک انشاء اللہ واپسی ہو جائے گی۔

مسئلہ معلومہ میں تم سے جو کچھ کوشش ہو سکے، اس میں کمی نہ کرنا، اس لئے کہ اب اس کے بغیر چارہ نہیں، البتہ کمزور پہلو بھی ان کے سامنے آنا چاہیے تاکہ بعد میں شکایت نہ ہو، حالات تو سب جگہ جیسے ہیں وہ معلوم ہی ہیں، پھر بھی یہاں بہت سی سہولتیں ہیں، جو اور جگہ نہیں۔

ہم تو بہت خوش تھے کہ تم شروع مئی میں آجاؤ گے، مگر یہ کانپور (۵) نیا رقیب پیدا ہو گیا، ہمارے خیال میں تم جس قدر جلد رائے بریلی پہونچ جاؤ تمہیں آرام ملے گا، گرمی اب سخت ہو گئی ہے، بڑے شہروں میں سکون نہیں، کیا جعفر (۶) وغیرہ بھی آئیں گے، اور کوئی خاص بات، اس وقت قابل ذکر نہیں، یہاں سب خیریت ہے۔

والسلام
تمہارا علی

رائے بریلی
۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

باسمہ تعالیٰ

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تمہارے جانے کے بعد سے برابر دل میں تقاضہ رہا کہ تم کو خط لکھیں، تم ایسی کیفیت کے ساتھ رخصت ہوئے، کہ دیر تک دل پر اثر رہا اور اپنے اسٹیشن

---

(۱) سید سراج النبی مرحوم جو حضرت مولانا کے ماموں زاد بھائی اور برادر نسبتی تھے۔ (۲) حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ۔ (۳) حضرت شاہ محمد یعقوب مجددیؒ جن کے ملفوظات حضرت مولانا نے "صحبتے با اہل دل" کے نام سے مرتب فرمائے تھے۔ (۴) حضرت مولانا کے ماموں زاد بھائی سید سراج النبی حسنی مرحوم کے صاحبزادہ۔ (۵) بعض اعزہ کی وجہ سے مکتوب الیہ دہلی سے آنے میں کانپور چند دن کے لئے رہتے تھے۔ (۶) مولوی سید جعفر مسعود حسنی ابن مولانا سید محمد واضح رشید ندوی صاحب۔

www.abulhasanalinadwi.org

تک نہ جانے کا ملال اور بڑھ گیا، اگر چہ تم نے خوشی کے ساتھ نہ صرف اجازت دی تھی بلکہ اصرار کیا تھا اور ہمارے پاؤں میں تکلیف بھی تھی، اور حرارت کا اثر بھی، پھر بھی جذباتی بات ہے کہ افسوس رہا، اسی اثر کے ماتحت خط لکھنا چاہتے تھے، واقعہ یہ ہے کہ تم سے روز بروز تعلق بڑھتا جا رہا ہے اور وہ قرابت اور اخوت سے کچھ آگے ہی جا رہا ہے، اس میں تمہاری محبت اور خلوص کو زیادہ دخل ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دونوں کے لئے موجب ترقی وفلاح بنائے۔

تمہارے جانے کے بعد سے برابر حفصہ سلمہا کا حال پوچھتے رہے، معلوم ہوا کہ الحمد للہ طبیعت اچھی ہے، اور کوئی فکر کی بات نہیں ہے، خالد سلمہ ابھی تک کانپور سے نہیں آئے ممکن ہے کہ محمد (۱) نے روک لیا ہو،

ہمارا پروگرام انشاء اللہ بدستور ہے یعنی ۲۸؍ کی صبح کو دہلی پہونچنا ہے اور اسی دن پونے دس بجے مدراس کے لئے روانگی، اس وقت یہ معلوم نہیں کہ رزرویشن میل سے ہوا یا اکسپریس سے، اس کی اطلاع بعد میں کر دی جائے گی، غالباً اکسپریس میں ہوا ہوگا، افسوس ہے کہ دہلی میں وقت کچھ نہ ملے گا، مگر مجبوری ہے کہ ۲۷؍ سے پہلے ہماری لکھنؤ سے روانگی نہ ہو سکے گی، اور اسی لئے ہوائی جہاز کا سفر اختیار کیا گیا اور باقی خیریت ہے، پرسوں رابع سلمہ ان کی والدہ اوران کے اور محمد ثانی ومحمد میاں سلمہم کے سب گھر والے لکھنؤ گئے بہت سناٹا ہو گیا، واضح اور جعفر سلمہما کو سلام ودعا کہو مولانا برہان صاحب کو بہت بہت سلام۔

والسلام

تمہارا بھائی علی

۲۰؍ جولائی ۷۰ء

مدراس

۲۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تم سے رخصت ہو کر بہت آرام کے ساتھ ساڑھے بارہ بجے مدراس پہونچے لوگ لینے آئے تھے، بہت مصروف دن گذر رہے ہیں، اصرار تو بہت سے مقامات کے لئے ہے، لیکن ہم نے معذرت کر دی، اب انشاء اللہ ۳؍ اگست کو اس

(۱) سید محمد یامین حسنی مرحوم

www.abulhasanalinadwi.org

ڈائرکٹ جہاز سے جو مدراس سے ساڑھے بارہ بجے دن کے قریب روانہ ہوتا ہے روانگی ہوگی، مولوی نثار صاحب (۱) بھی ساتھ ہوں گے، اسی دن لکھنؤ کے لئے روانہ ہوجانا بڑی بے مروتی کی بات ہوگی، تم سے اچھی طرح ملنا ہی نہیں ہوا اور نہ گھر جانا ہوا، اس لئے اب اگلے دن ۴؍اگست سہ شنبہ کو شب میں لکھنؤ کے لئے روانہ ہونے کا ارادہ ہے، براہ کرم دوسیٹیں میل یا ایکسپریس میں 3Tire میں رزرو کرادو، اگر تھری ٹائر میں گنجائش نہ ہو تو میل سکنڈ کلاس میں، بہر حال اس روز سیٹیں ملنا ضروری ہیں، اگلے دن یعنی ۴؍اگست کو ہم سے زیادہ بھاگ دوڑ نہیں ہوگی، صرف نظام الدین تھوڑی دیر کے لئے جانا ہوسکے گا، اور ندوی احباب اگر تمہارے یہاں جمع ہوجائیں تو بڑی سہولت ہوگی، ہم یہاں بہت مصروف رہے اس لئے مزید دوڑ دھوپ مشکل ہے۔

اتفاق سے مدراس پہونچے تو اسی کتاب کا تذکرہ لوگوں نے کیا اور ایک دوست بنگلور سے جہاں جہاں ہمارا تذکرہ تھا نشانیاں رکھ کر لائے تھے، کئی جگہ سے سنایا، اب اس کو خرید لینے کا ارادہ ہے،

مولوی عبداللہ صاحب (۲) کو آج سیٹ نہیں مل سکی۔ اب کلکتہ ہوکر جانے کو سوچ رہے ہیں۔ واضح کو دعا۔

والسلام
تمہارا ابوالحسن علی
۳۰؍جولائی ۷۰ء

رائے بریلی
یکم رجب ۱۳۹۰ھ

برادر مکرم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مؤرخہ ۲۸؍اگست ملا، واقعی اس مرتبہ ہم نے کوئی خط نہیں لکھا، رائے بریلی آئے تو گھر اسپتال بنا ہوا تھا اور بہن بی مرحومہ کی تو گویا سانسیں گنی جارہی تھیں، کئی دن ایسے گذرے کہ کسی کام میں جی نہیں لگتا تھا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کو راحت اور ہم سب کو صبر عطا فرمایا۔ الحمدللہ اچھی علامتیں، اور اللہ کے فضل کی امید ہے۔ خالد ایک کام سے ایک شب کے

---

(۱) مولانا نثار الحق ندوی صاحب۔ (۲) مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب۔

www.abulhasanalinadwi.org

لئے آئے تھے، آنکھوں کا معائنہ ہوگیا تفصیل تم کو لکھی گئی ہوگی۔

پروفیسر رشید الدین صاحب کی عنایت ہے کہ ہم گوشہ نشین دہقانی کا ذکر کیا، ملیں تو ہمارا بھی سلام پہونچادینا، بہت اچھا کیا کہ کتاب ان کو ہدیہ کی، اور حالات بدستور ہیں، ہم انشاء اللہ ۶ر۷ر ستمبر تک لکھنؤ جائیں گے، واضح سلمہ کو بہت سلام اور گھر میں سب کو دعا۔

نثار کا سلام قبول ہو اور دعا کی درخواست۔

والسلام تمہارا
ابوالحسن علی

برادر مکرم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ وہاں سب خیریت ہوگی، ۹ر اکتوبر کا کارڈ تاخیر سے ملا امید ہے کہ اس وقت تک ہمارا مفصل خط مل چکا ہوگا۔

پھوپھا میاں مرحوم (۱) کے متعلق تم نے جو کچھ لکھا وہ مشترک جذبات واحساسات ہیں، ہم نے نقوش وتأثرات کے طور پر ایک تعارفی مضمون لکھا ہے جو غالباً تعمیر حیات کی دو قسطوں میں آئے۔ امید ہے کہ تم بڑی دلچسپی سے پڑھو گے، مضمون ذرا طویل ہے، اسی میں تین چار دن لگ گئے، خیال ہوا کہ وہاں ان کے متعلق کون لکھے گا۔ اس لئے قلم اٹھایا۔

دو تین دن ہوئے برادر محترم سید اسماعیل صاحب کانپور سے آگئے ہیں مثنی بھیا (۲) اور ان کے گھر کے لوگ ابھی نہیں آئے ہیں، کل عامر (۳) آئے تھے خیریت معلوم ہوئی، سب کو سلام ودعا۔ پچھلے خط کے جواب کا انتظار رہے گا۔

والسلام
تمہارا ابوالحسن علی
۱۷ر شعبان ۱۳۹۰ھ

رائے بریلی
۲۸ر ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ

برادر مکرم زید لطفہ

---

(۱) مولانا سید طلحہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ جن کا انتقال پاکستان میں ہوا تھا (۲) سید حسن مثنی حسنی رائے بریلوی مرحوم۔ (۳) مولانا سید محمد عامر حسینی ندوی فسوی صاحب

www.abulhasanalinadwi.org

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ سب خیریت ہوگی، ہم بڑے شوق میں بھوپال گئے کہ تم سے ملاقات ہوگی، مگر بجائے تمہارے خالد سلمہ سے ملاقات ہوئی، ان سے معلوم ہوا کہ عین وقت پر تمہاری طبیعت کچھ خراب ہوگئی تھی، خدا کرے معمولی شکایت رہی ہو، اور زائل ہوگئی ہو، تم نے اچھا کیا کہ خالد کو بھیج دیا، امید ہے کہ نفع ہوا ہوگا، مصطفیٰ سلمہ (۱) ایک جماعت میں چلے گئے، خدا کرے کچھ حاصل کر کے آئیں۔

''حیات عبدالحی'' شائع ہوگئی ہم نے مفتی صاحب (۲) کو لکھ دیا ہے کہ ایک نسخہ ہماری طرف سے واضح سلمہ آئیں یا تم جاسکو تو حوالہ کر دیا جائے، امید ہے کہ پڑھ کر خوش ہوگے۔

مولانا برہان صاحب (۳) ماشاء اللہ بہت خوش ہیں، بلکہ ہمارے نزدیک زیادہ خوش ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو مطمئن رکھے، طلبہ بھی بہت خوش اور مطمئن ہیں، اب تو دارالعلوم کی مسجد میں ان کا عمومی درس بھی شروع ہوگیا، اور دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔

لیبیا اور سوڈان پر اگر کوئی جدید کتاب عربی یا انگریزی میں آئی ہو تو ضرور مطلع کرو، لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں جگہ کے انقلاب کے بعد، جس میں وہاں کے اشتراکی رجحانات کا ذکر ہو، لکھنؤ اور رائے بریلی میں سب طرح خیریت ہے، ہمارا قیام انشاء اللہ ۲۰/۲۲ رجنوری تک یہیں رہے گا، پھر حضرت شیخ کو رخصت کرنے کے لئے دہلی جانا ہے۔

والسلام

تمہارا بھائی

علی

تکیہ، رائے بریلی

۱۱/اکتوبر ۷۰ء

برادر مکرم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ۱۰/اکتوبر کو ہم لوگ الحمد للہ اپنے مستقر پر واپس آگئے آج بہت سی جمع شدہ ڈاک نپٹا رہا ہوں، افسوس ہے کہ تمہارے خط کا نمبر پچیسواں ہیں، اس لئے نشاط اور صلاحیت تحریر اب جواب دے رہی ہے خط اس کا طالب تھا کہ سب سے پہلے اور بہت اچھے ''موڈ'' میں

---

(۱) سید محمد مصطفیٰ حسنی حضرت مولاناؒ کی اہلیہ کے بھانجے (۲) مفتی مولانا عتیق الرحمٰن عثمانیؒ حیات عبدالحی ان ہی کے ادارہ ندوۃ المصنفین نے شائع کی تھی (۳) مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء

www.abulhasanalinadwi.org

لکھا یا جاتا مگر مجبوری ہے۔

جملہ طنزیہ تھا اور ان مظاہروں اور دھوم دھام نے خیالات میں ادنیٰ سی تبدیلی پیدا نہیں کی، خواہ ساری دنیا اسی طرف ہو جاتی البتہ یقین مشاہدہ بن گیا، کہ دنیا میں احمقوں اور فریب خوردہ لوگوں کا تناسب ۹۹ فیصدی ہے اور مصریوں کا مزاج تم کو معلوم ہے اگر یہ مزاج نہ ہوتا تو فرعون کبھی اتنا کامیاب نہیں ہوتا، انڈین اکسپریس کے مقالہ نگار نے صحیح لکھا ہے کہ وہ اپنے اس عصر کا فرعون تھا، حضرت شیخ نے مبارکباد دی، دوسری مبارکباد مولانا انعام الحسن کی اور بڑی وقیع اور قیمتی، ''نشیمن'' بنگلور ۴ راکتوبر کے آخری صفحہ پر بڑا بلیغ مضمون ہے، سب کچھ تعریف میں کہہ دیا ہے تمہارے پڑھنے کے قابل ہے، بہر حال ہم وہیں ہیں جہاں پہلے تھے ہمارے پرچے وہی صدا لگاتے رہیں گے، حالات کی درستی کی بظاہر کوئی امید نہیں ہے اس لئے کہ ''کوسیجن'' (۱) صاحب پورا اطمینان کر کے گئے ہیں اب صرف غیب ہی سے لو لگی ہے۔ (۲)

تم کو مستقل خط اس مقصد کے لئے لکھنے والے تھے، گرمیوں کی چھٹی میں نئے استاد صاحب کے متعلق جو کچھ طے ہوا تھا وہ اٹل ہے، ہم لوگ اسی کے پیش نظر انتظام کر رہے ہیں خدارا مایوس نہ کیا جائے، تم پھر گفتگو کر کے ہم کو لکھو، اس وقت اس سے زیادہ لکھنا مشکل ہے گھر میں سب کو سلام و دعا۔

دعا گو
تمہارا اپنا مخلص
سید ابوالحسن علی

بقلم محمد ہاشم علی عفی

رائے بریلی

۱۳ ؍مارچ ۱۹۷۱ء

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحمد للہ یہاں سب خیریت ہے، امید ہے کہ وہاں بھی سب خیریت ہوگی، تم تو آج کل کچھ ناراض معلوم ہوتے ہو، بڑے بڑے واقعات ہو گئے

---

(۱) کوسیجن سابق وزیر اعظم سابق سوویت روس۔ (۲) مصر کے سابق صدر جمال عبدالناصر کے انتقال پر مصریوں نے زبردست غم والم کا مظاہرہ کیا تھا جو مضحکہ خیز ہو گیا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بہت اہم مضامین اور قابل تبصرہ چیزیں نکلیں، حسب معمول سابق، نہ تمہارا کوئی تبصرہ موصول ہوا، نہ کوئی تاثر معلوم ہوا، حیات عبدالحی پڑھی ہوگی، ندائے ملت کا انٹرویو (۲۱/فروری) دیکھا ہوگا پھر تازہ انتخابات، جن میں تمہاری جیت ہی جیت ہوئی، اور بہت سی پیشگوئیاں صحیح ثابت ہوئیں، لیکن ابھی تک تمہارا کوئی خط نہیں آیا، یہ سب ناراضگی کی علامتیں ہیں کہ تم نے بالکل مقاطعہ کر رکھا ہے، یا شاید سب حساب ایک ساتھ بے باق کرنا چاہتے ہو، نہ سب کے تبصروں کا انتظار رہتا ہے، نہ اس سے کوئی خاص خوشی ہوتی ہے، نہ معلومات میں اضافہ، مگر کوئی کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کی رسید کا انتظار رہتا ہے۔

محرم کی دوروزہ تعطیل میں مولوی برہان صاحب (۱) اپنے بچہ کے ساتھ آئے تھے، دو دن بڑے اچھے گذرے، یہ تمہیں معلوم ہوا ہوگا کہ فروری کے اخیر میں ان کی طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی، ابھی ان کے کھانے کا خاطر خواہ بندوبست نہیں ہوا، بہت سے واقفوں سے کہہ رکھا ہے، کہ قرب وجوار میں کوئی مکان خالی ہو تو خیال رکھیں، مستقل طور پر مسئلہ کا حل یہی ہے، دارالعلوم کے احاطہ میں مکانوں کا تخلیہ کرکے بہت [illegible] سکون حاصل ہوا، اب کسی نئے تجربہ سے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے، تم ان کی دلجمعی کے لئے کبھی کبھی خط ضرور لکھ دیا کرو، یوں الحمدللہ وہ بہت خوش اور مطمئن ہیں۔

کوئی مضمون یا کتاب ہمارے مطالعہ کی ہو تو مطلع کرتے رہا کرو، قاری رشید صاحب (۲) لکھنؤ سے ۸/مارچ کو روانہ ہوئے اور بخیریت پہونچنے کا تار بھی آگیا، خالد میں علمی ذوق پیدا کرنے کی کوشش ضرور کرتے رہا کرو، یہاں کے قیام میں جی چاہتا تھا کہ ان کو کتابوں کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو، اچھا ذخیرہ الحمدللہ جمع ہوگیا ہے۔ لیکن نوجوان پارٹی میں کوئی ایک بھی نہیں ہے جس کو شوق ہو، افسوس ہے کہ لکھنؤ میں ہم ان لوگوں سے اچھی طرح نہ مل سکے، ایک دن آئے تو معلوم ہوا کہ دہلی کا قافلہ روانہ ہوگیا ہے۔

اپریل کے پہلے ہفتہ میں اس کا امکان ہے کہ جنوب کے ایک سفر کے سلسلہ میں دہلی آنا ہو، اور وہاں سے سفر کا آغاز ہو، سنا ہے دہلی میں ایک مسافر خانہ اچھا بن گیا ہے، اللہ مالک ہے، گھر میں سب کو نام بنام دعا اور کوئی خاص بات قابل ذکر نہیں۔

والسلام

ابوالحسن علی

بقلم نذرالحفیظ ندوی

---

(۱) مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب۔ (۲) قاری سید رشیدالحسن صاحب مرحوم۔

www.abulhasanalinadwi.org

لکھنؤ
۲۴؍مارچ ۱۹۷۱ء

برادر مکرم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رائے بریلی سے ہوتا ہوا کل ۲۳؍مارچ کو خط ملا، ذوق وشوق سے پڑھا۔ اتفاق سے مولانا برہان صاحب بھی اس وقت موجود تھے، وہ بھی اس لطف میں شریک ہوئے، افسوس ہے کہ ''ندائے ملت'' (۱) تم کو نہیں ملتا۔ معلوم ہوا کہ تمہارا پتہ نوٹ کرا بھی دیا گیا تھا، مگر ہر جگہ بدانتظامی ہے، بہرحال انٹرویو کا سب سے جاندار حصہ جو خاص طور پر تمہاری دلچسپی کا ہے ''عزائم'' (۲) سے کاٹ کر بھیج رہے ہیں کہ اس وقت وہی سامنے تھا۔

حیات عبدالحی (۳) تمہارے نہ پڑھنے کا قلق ہوا، خاں صاحب تو ماشاء اللہ رئیس آدمی ہیں وہ تو خرید بھی سکتے تھے، خدا کرے جلد مطالعہ کا موقع ملے، اور تمہاری رائے معلوم ہو، گل رعنا والے حصہ کو مسعود حسن صاحب ادیب (۴) نے پڑھا اور ''آب حیات'' (۵) کی صفائی میں خط لکھا لیکن عہدہ برآ نہ ہو سکے۔

افسوس ہے کہ ہمارا دہلی کا پروگرام فی الحال نہیں ہے وقت کم رہ گیا ہمیں سیدھے بمبئی جانا ہوگا، طارق صاحب (۶) سے بھی معذرت کرنی پڑے گی، ایک ایسے آدمی کو ساتھ رکھنا پڑ رہا ہے جو ہمیں ایک عربی کتاب سنا سکے، اور عربی کا کام کر سکے، ہم نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ایک طویل سفر میں ان کو ساتھ لے جائیں گے اگر ملاقات ہو تو معذرت کر دینا۔

لکھنؤ ریڈیو اسٹیشن سے ہماری تین تقریروں کا پروگرام تھا، ''یقیں محکم عمل پیہم اور محبت فاتح عالم'' ان میں سے دو ہو چکیں، شاید تمہیں خبر بھی نہ ہوئی ہو، اب آخری قسط ''محبت فاتح عالم'' باقی ہے جو ۲۸؍مارچ کو ۸ بجے شب میں انشاء اللہ ہوگی اور وہی اس سلسلہ کا حاصل ہے، موقع ہو تو تم اور واضح ضرور سننا۔ گھر میں سب کو سلام ودعا خالد کو سلام۔

والسلام
تمہارا ابوالحسن علی

بقلم محمد ثناء اللہ

(۱) ہفت روزہ ندائے ملت لکھنؤ جو بدستور ملی خدمت میں مصروف ہے۔ (۲) ہفت روزہ ''عزائم'' جو بعد میں روزنامہ ہو گیا تھا مشہور صحافی جمیل مہدی مرحوم اس کے بانی اور مدیر تھے۔ (۳) حیات عبدالحی حضرت مولانا کے والد ماجد کی سوانح حیات۔ (۴) اردو کے مشہور ادیب محقق ومصنف۔ (۵) آب حیات مولانا محمد حسین آزاد مرحوم کی شہرہ آفاق کتاب۔ (۶) سید حسن عسکری طارق صاحب جو حضرت مولانا کے محب صادق ہیں، پہلے دہلی میں رہتے تھے آج کل مدینہ طیبہ میں قیام ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

احاطہ عبداللہ خاں، رائے بریلی

۲۱/رجب/۹۱ھ

باسمہ سبحانہٗ

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، واضح سلمہ کے تار سے تم سب کے بخیریت پہونچنے کی اطلاع کل مل گئی، الحمدلله علی ذٰلك، یہاں حالات بدستور ہیں، تمہارے جانے کے چند گھنٹے بعد منی بھیا اپنے سب متعلقین کو لے کر بخیر وعافیت خالص ہاٹ پہونچ گئے، مولوی نثار، ان کے مددگار تھے، کشتی وہیں ہمارے بنگلہ کے سامنے لگادی گئی، لوہانی پور میں ان کو رکشے ملے، سامان بھی منتقل ہوگیا، خالص ہاٹ میں جگہ کی تنگی ہے، یہیں ہمارے پاس مکان کی تلاش ہے، قریب ہی ایک چھوٹا سا مکان ملا ہے، شاید اس میں یا کسی بہتر جگہ آج ہی کل میں منتقل ہوجائیں، بھائی جان سراج (۱) چھوٹے بھیا حبیب (۲) اور مجا میاں (۳) کے گھر کے لوگ ابھی وہیں ہیں، ندی (۴) بہت احتیاط کے ساتھ گھٹ رہی ہے، بارش کا سلسلہ الحمدللہ تقریباً اب موقوف ہے تمہارے روانہ ہوجانے کے بعد بہت سناٹا محسوس ہوا۔

ابھی لکھنؤ سے کوئی نہیں آیا، محمد ثانی سلمہ آئیں تو ہم چند دن کے لئے لکھنؤ جائیں اسماعیل بھیا (۵) بھی وہیں ہیں اور خیریت سے ہیں، گھر میں سب کو سلام ودعا کہو۔ نثار (۶) اور عبدالرزاق (۷) سلام عرض کرتے ہیں۔ مولوی مسعود عالم صاحب بھی سلام عرض کرتے ہیں۔

والسلام

تمہارا علی

۱۶/جولائی ۷۱ء

لکھنؤ

۴/جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ

برادر مکرم مولوی سید ابوبکر صاحب وعزیزی محمد واضح سلمہ

---

(۱) سید سراج النبی مرحوم۔ (۲) سید حبیب الرحمٰن حسنی مرحوم ماموں زاد بھائی۔ (۳) سید حسن مجتبیٰ مرحوم، حضرت مولاناؒ کے ہم زلف۔ (۴) سئی ندی۔ (۵) سید اسماعیل حسنی مرحوم۔ (۶) مولانا نثار الحق ندوی صاحب۔ (۷) حاجی عبدالرزاق صاحب خادم خاص۔

www.abulhasanalinadwi.org

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تم دونوں کے مکتوب عزیز ملے، حالات سے آگاہی ہوئی، ایک ہفتہ پہلے دہلی پہونچنے سے افسوس ہوا، یہ دن لکھنؤ رائے بریلی میں گذرتے تو کیا اچھا تھا یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی کہ اب جاڑے میں بھی ایک مہینے کی چھٹی ہوگی، وہ زیادہ بہتر موسم ہے، اللہ تعالیٰ خیریت کے ساتھ اس سے متمتع ہونے کا موقع دے، ڈاکٹر سید محمود(۱) صاحب والی بات مسلم صاحب (۲) کے خط سے معلوم ہوگئی تھی، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دے اور صحت عطا فرمائے۔

آج کل لکھنؤ میں ماشاء اللہ اچھی چہل پہل ہے، ہمشیرہ صاحبہ یہیں آئی ہوئی ہیں، حسن سلمہٗ کے یہاں ولادت (۳) کی خبر سن لی ہوگی، کل انشاء اللہ عقیقہ ہوگا، ہم اسی وجہ سے ٹھہر گئے ہیں، تین دنوں سے دانتوں میں ایسی تکلیف ہے کہ حرارت ہوگئی اور سب کام بند ہے، آج کئی روز کے بعد یہ خط لکھوا رہے ہیں۔

خواب معنی خیز ہے، کیا عجب ہے کہ سرسید مرحوم کے ساتھ اچھا معاملہ ہوا ہو، ان کا استدلال قرآن مجید سے تو ظاہر ہے اور ان کو عبور بھی ہوگا، لیکن اس عالم میں ظاہری شریعت کی فرمانروائی ہے، انہوں نے جو نتائج نکالے ہیں اور تفسیر میں جو مسلک اختیار کیا ہے وہ ظاہر شریعت اور اجماع امت کے خلاف ہے اور اس کی تغلیط کی جائے گی، باقی اللہ تعالیٰ عالم السرائر ہے۔

گھر میں سب کو سلام و دعا۔

والسلام

تمہارا ابوالحسن علی

۲۷/۷/۱۹۷۱ء

پھاٹک عبداللہ خاں، رائے بریلی

۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ

برادر مکرم زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، عنایت نامہ ملا، ہم نے شروع ہی میں تکیہ سے آتے ہی تم

(۱) ڈاکٹر سید محمود مرحوم مشہور قومی رہنما اور مسلم مجلس مشاورت کے اولین صدر۔ (۲) محمد مسلم مرحوم سابق مدیر روزنامہ دعوت دہلی اور مشہور ملی رہنما۔ (۳) ولادت مولوی سید محمود حسن ندوی حال مدرس مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی۔

www.abulhasanalinadwi.org

کو ایک کارڈ لکھا تھا، جس میں اس وقت تک کی کیفیت لکھ دی تھی، ادھر بہت مشغولیت رہی اور لکھنؤ میں طبیعت خراب رہی، دانتوں اور مسوڑھوں میں سخت درد رہا، رائے بریلی آئے تو چند کاموں کی تکمیل میں سخت مصروفیت رہی، تم کو معلوم ہے کہ خط لکھنے میں کیسی محتاجی ہوگئی، اس لئے اگر خطوط میں دیر ہو تو کبھی تغافل یا تساہل پر محمول نہ کرنا، تازہ صورت حال یہ ہے کہ ہمارے متعلقین اور مثنیٰ بھیا کے گھر کے لوگ شہر میں ہیں، چھوٹے بھیا اور بھائی جان اور مجا بھیا کے گھر کے لوگ تکیہ ہی پر ہیں، پانی بالکل گھٹ گیا تھا اور راستہ بالکل صاف ہو گیا تھا، کہ دو دن پھر سخت بارش ہوئی اور لوہانی پور سے تکیہ تک کا راستہ بند ہو گیا، اور کھیتوں میں پھر پانی آ گیا، ہمارا ارادہ گھر والوں کو دو تین دن میں لکھنؤ لے جانے کا ہے، شروع ستمبر میں انشاء اللہ واپسی ہوگی۔

تم نے جس پیام کا تذکرہ کیا ہے، اس کا یہاں تعلق والوں نے بڑا خیر مقدم کیا، ابھی تک تو مناسب ہی معلوم ہوتا ہے، آخری رائے مزید غور و فکر اور استخارہ کے بعد قائم کی جائے گی، رفع انتظار کے لئے اتنا لکھا جا رہا ہے۔

عزیزی واضح سلمہ کو بعد سلام و دعا کے معلوم ہو کہ ہم نے ان کے خط کا جواب دیا تھا، محمود حسن سلمہ (۱) کی خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے، کمزور بہت ہیں، اچھے بھیا (۲) کو بھی کھانسی کی تکلیف ہے اور حالات بدستور ہیں، گھر میں سب کو سلام و دعا۔

نثار کا سلام، خدمت میں عرض ہے۔

والسلام

تمہارا علی

۵/اگست ۱۹۷۱ء

لکھنؤ

۲۷/اگست ۱۹۷۱ء

برادر مکرم مولوی ابوبکر صاحب و عزیز واضح سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کل تم دونوں کے خط ایک ساتھ ملے، واقعی سہارنپور میں طبیعت بہت خراب رہی، لیکن واضح سلمہ کے عمل سے تخفیف شروع ہو گئی تھی غالباً وجہ دہلی تھی،

لکھنؤ آنے کے بعد مزید بہتری پیدا ہوئی، اب طبیعت قریب قریب اعتدال پر آ گئی

---

(۱) مولوی سید محمود حسنی (۲) سید رشید احمد حسنی مرحوم والد مولانا محمد رابع حسنی ندوی صاحب

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، تم لوگوں کو جو فکر ہوئی وہ موجب تعجب نہیں، تمہاری محبت و تعلق کا یہی تقاضہ تھا، اللہ تعالیٰ سب کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، معلوم نہیں کہ تم جلسے میں آرہے ہو یا نہیں، ہم کہنا بھول گئے، یہ جلسہ بھی اہمیت کا حامل ہے، اللہ تعالیٰ بہتر نتائج پیدا کرے۔

دلی آرزو ہے کہ واضح سلمہ کے بارے میں اللہ تمہاری کوششوں کو بارآور کرے، بہت جم کر کہنے کی ضرورت ہے کہ عربی کے لئے ایسا آدمی دور دور ملنا مشکل ہے، باقی تمہیں لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں،

شاید ایک چھوٹا قافلہ دہلی جائے، ہماری بھی رائے ہے کہ تبدیل آب وہوا ہو جائے گی اور کچھ نشاط پیدا ہو جائے گا، باقی گھر میں سب خیریت ہے، سب کو سلام و دعا کہہ دیجئے، راقم الحروف شمس تبریز سلام عرض کرتا ہے۔

والسلام

ابوالحسن علی

رائے بریلی

۷ رمحرم الحرام ۹۶ھ

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ مورخہ ۱۸ رفروری کل ۲۲ رفروری کو ملا، لکھنؤ میں معلوم ہوا کہ نہرو یونیورسٹی کو کتاب نہیں بھیجی گئی، غلط فہمی تھی، اب یہی نسخہ ہے چاہے نہرو یونیورسٹی خرید لے چاہے تمہارا اسکول۔

تجدد پسندوں کے پتے خاص طور پر جو داعی ہیں، بہت اہتمام سے خود تلاش کر کے اور واقفین سے پوچھ کر ضرور لکھو، ہم ان سے کتابوں اور خطوط کے ذریعہ رابطہ قائم کرنا چاہتے ہیں، اس کار عظیم میں تمہاری بھی شرکت ہو جائے گی۔

یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ ''نقوش اقبال'' کے ترجمہ کے صرف بیس صفحات ہیں، بہر حال وہ بھی مرحوم (۱) کا تبرک ہے، اسکو مکمل کرا کے جلد بھجوا دینا،

محمد یامین (۲) ابھی یہیں ہیں شاید ۵ رمارچ کو جائیں، گھر میں سب سے سلام و دعا کہو۔

---

(۱) کاظمی مرحوم جو مولانا ابوبکر صاحب حسنی کے پڑوس میں رہتے تھے، اور انگریزی سے اچھی واقفیت رکھتے تھے شرافت نفس مکارم اخلاق کا پیکر تھے ادبی ذوق رکھتے تھے حضرت مولانا کی کتاب ''نقوش اقبال کا ترجمہ انگریزی میں کر رہے تھے مکمل کرنے سے قبل وقت موعود آگیا رحمہ اللہ وغفر لہ، (۲) حضرت مولاناؒ کے پھوپھی زاد بھائی جو مولانا سید ابوبکر حسنی کے بہنوئی تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

والسلام
تمہارا بھائی
ابوالحسن علی
۲۳؍فروری ۷۲ء

رائے بریلی
۲۲؍رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

برادر مکرم محترم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ مع متعلقین بخیر وعافیت ہو گے، ہم نے ایک مفصل خط آپ کی معرفت سیدہ سمیہ (۱) خانم کے نام لکھا تھا، اگرچہ رمضان میں ہمارے لئے لکھنا بہت مشکل ہوتا ہے، مگر ان کا سعادت نامہ ایسا نہ تھا کہ اس کا جواب نہ دیا جائے ان کی دادی نے احتیاطاً اس کی نقل رکھ لی ہے، یہاں دونوں گھروں میں خوب پڑھا گیا، اور سب بہت لطف اندوز ہوئے، اس کے پہونچنے کی اطلاع مل جاتی تو اطمینان ہوتا، تمہارا ہدیہ بھی پہونچا تھا اور بڑے وقت سے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، ہم ۱۶؍رمضان کو سہارنپور گئے تھے، تمہیں اطلاع نہ دے سکے، مولانا برہان صاحب (۲) بھی آگئے تھے، تمہیں بہت یاد کرتے رہے، گھر میں سلام ودعا کہو، یہاں سب خیریت ہے۔

نثار الحق کا سلام قبول ہو، اور درخواست دعا۔

والسلام
تمہارا، ابوالحسن

لاس اینجلس امریکہ

برادر مکرم مولوی ابوبکر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ تم تمام اعزہ اہل خاندان کے ساتھ تکیہ پر صحت ومسرت کے ساتھ وقت گذار رہے ہو گے، اور گھر کے لوگ بھی کانپور اور لکھنؤ رہ کر رائے بریلی آچکے ہوں گے، سمیہ سلمہا (۳) اپنے کھیل اور ہنسی خوشی سے سب کا دل بہلاتی

---

(۱) سیدہ سمیہ حسنی مولانا ابوبکر حسنی صاحب کی نواسی اور مولانا سید بلال عبدالحی حسنی کی اہلیہ۔
(۲) مولانا محمد برہان الدین سنبھلی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء (۳) سمیہ حسنی بنت مولانا سید محمد خالد حسنی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوگی، ہمارے سفر کے حالات اور ہم دونوں کی خیریت ان خطوط سے معلوم ہوتی رہی ہوگی جو ہم مفصل لکھنؤ بھیجتے رہے، ان میں یہ ہدایت بھی ہوتی تھی، کہ ان کو رائے بریلی بھیج دیا جائے اور ابوبکر بھی دیکھ لیں، امریکہ کا دورہ، صحیح معنی میں طوفانی دورہ ہے، بلکہ جیسے کہ الیکشنی مہم ہوتی ہے، اس وقت اس ملک کے اقصائے مشرق سے اقصائے مغرب میں آئے ہوئے ہیں، یعنی لاس اینجلس میں جہاں کے وقت اور نیویارک کے وقت میں تین گھنٹے کا فرق ہے، اسی وقت انشاء اللہ سان فرانسسکو جانا ہے، ٹورنٹو میں تو خاندان کے کئی افراد جمع تھے، ٹونک یا بھوپال کا سا لطف آیا، پرانی یادیں تازہ ہوئیں، نیاگرا آبشار دیکھا، دعا کرو کہ آپریشن بھی بخیر وخوبی ہو جائے، یہیں تک لکھا تھا کہ ناشتہ کے لئے بلانے آگئے، اسی لئے اسی پر اکتفا کرتے ہیں، باقی انشاء اللہ آئندہ، خدا کرے چھوٹی پھوا، بخیریت تکیہ آگئی ہوں، ان میں برابر دل لگا رہا، گھر میں سب کو سلام کہو، سمیہ کو پیار۔

محمد رابع سلام عرض کرتے ہیں، وقت کی کمی کی وجہ سے علیحدہ سے خط نہیں لکھ رہے ہیں۔

والسلام علی

۱۳ / جون ۱۹۷۷ء

لکھنؤ

۱۰ / محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

برادر مکرم زید لطفہ واخاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تمہارا ۱۱ / نومبر کا لکھا ہوا خط مل گیا تھا، بڑا اچھا موقع تھا کہ مولانا برہان صاحب کے ہاتھ جواب چلا جاتا، مگر موقع نہ ملا، اب ڈاک سے خط بھیج رہا ہوں، تمہارا خط پڑھ کر خیال ہوا کہ "مقالات سیرت (۱)" کا مقدمہ ہم بھی دیکھیں کہ تمہیں اتنا کیوں پسند آیا، "دریائے کابل سے دریائے یرموک تک" (۲) کتاب واقعی بہت اہم ہے، پروفیسر رشید احمد صدیقی تو سب پر ترجیح دیتے اور کہتے تھے کہ یہ کتاب راشن سے پڑھنی چاہئے یعنی تھوڑی تھوڑی، اب تو تم سے انشاء اللہ تمہاری آمد پر ملاقات ہوگی، اور کچھ دن

---

(۱) مقالات سیرت ڈاکٹر محمد آصف قدوائی مرحوم کی کتاب جو مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کی طرف سے شائع ہوئی۔ (۲) حضرت مولاناؒ کا سفرنامہ، حضرت مولاناؒ نے رابطۃ العالم اسلامی کے وفد کے ساتھ ایران افغانستان عراق شام اور لبنان کا سفر کیا تھا اس کی روداد۔

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ رہنا ہوگا، اللہ تعالیٰ تقریب کو ہر طرح مبارک فرمائے، خطبۂ صدارت دوبارہ چھپنے والا ہے، انشاء اللہ بہتر ہوگا، گھر میں سب کو سلام ودعا۔

والسلام تمہارا
ابوالحسن علی
۱۹ر نومبر ۸۰ء

رائے بریلی

برادر مکرم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مع افراد خاندان بخیر وعافیت ہو گے، ہم سے بڑی کوتاہی ہوئی کہ سفر سے آنے کے بعد تم کو کوئی خط نہیں لکھا، وہاں سے آنے کے بعد کچھ ایسی مصروفیت اور انتشار رہا کہ اس کی توفیق نہ ہوئی، اب اخباروں میں وہاں کے حالات پڑھ کر فکر پیدا ہوئی ہے اور خیریت معلوم کرنے کا تقاضا ہوتا ہے۔ (۱)

خدا کرے تم تینوں کو نکلنے اور چلنے پھرنے میں کوئی زحمت نہ پیش آتی ہو، اپنی خیریت سے مطلع کرو، یہاں مختلف علالتوں کا سلسلہ جاری رہا اس سے بڑا تردد رہا، اب الحمد للہ قدرے اطمینان ہے۔

دہلی میں ملاقات بہت سرسری ہوئی ہو تو معاف کرنا، آکسفورڈ کا مضمون چھپ گیا ہے، اردو، انگریزی، عربی تینوں تم کو بھیجے جائیں گے، گھر میں سلام ودعا کہو، لکھنؤ میں حسن کے یہاں ولادت کی خبر ملی ہوگی، (۲) آج گھر پہونچ گئے ہوں گے، ہمشیرہ صاحبہ مدظلہا بھی (۳) الحمد للہ اب بہتر ہیں، نثار کا سلام قبول ہو۔ (۴)

والسلام تمہارا
علی
۲۲ر اگست ۸۳ء

۴ر ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

برادر مکرم ومحترم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

---

(۱) دہلی کے فرقہ وارانہ فساد کی طرف اشارہ ہے۔ (۲) سید منصور حسن ابن سید حسن حسنی صاحب، (۳) مخدومہ امۃ العزیز، (۴) مولانا نثار الحق ندوی حضرت مولاناؒ کے کاتب

www.abulhasanalinadwi.org

تمہارا بعد کا لکھا ہوا کارڈ پہلے ملا، اور جس مفصل خط کا حوالہ تھا وہ کئی روز بعد، مفصل خط کے انتظار میں کارڈ کا جواب بھی نہیں دیا، یہ دن کچھ ایسی مصروفیت میں گزرے کہ ڈاک کا بہت سا حصہ پڑھنے کی بھی نوبت نہیں آئی۔

مولوی نثار صاحب گھر چلے گئے ہیں، اس لئے بعض ضروری خطوط کا جواب لکھنؤ آ کر لکھوا رہا ہوں، الحمدللہ اس کا تو اطمینان ہو گیا کہ تم ناراض نہیں ہو، اب چند ہی ایسے ساتھی اور عزیز رہ گئے ہیں جن کی ناراضگی کا ڈر رہتا ہے، اس لئے ہم نے یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا، تم کو کسی ذریعہ نئی کتاب ''کاروان زندگی'' بھیجنے کی فکر ہے شاید ازہر کے ہاتھ بھیج سکیں سنا ہے کہ آنے والے ہیں۔

تم نے جس نئی پیشکش (۱) کے متعلق مشورہ چاہا ہے اس کے متعلق بات تو زبانی زیادہ مناسب تھی، خط میں صرف اتنا لکھ سکتے ہیں، کہ کام تو اچھا ہے مگر اندیشہ ہے۔ کہ تم سے کچھ اور کام نہ لیں مثلاً فلاں عرب ملک میں جا کر چندہ لے آیئے یا اپنے تعلقات سے کام لے کر اپنے بھائی سے سفارشی و تعارفی خطوط لکھوا دیجئے یا کوئی انتظامی ذمہ داری اگر اس کا پورے طور پر اطمینان ہو جائے کہ ان میں سے کوئی کام نہ کرنا ہوگا اور سواری کا بندوبست بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، ہمارے خیال میں تو اجمیری گیٹ کے عربی کالج میں جس کا نام دہلی کالج ہے، تم کو ایک دو پیریڈ مل جاتے تو جگہ بھی قریب تھی اور کام بھی ذوق کا ملتا۔

رابع (۲) بھی اسی طرح کا خیال رکھتے ہیں، ممکن ہے تم نے اس وقت تک کوئی جواب دے دیا ہو، احتیاطاً لکھ رہا ہوں۔

رائے بریلی، لکھنؤ میں الحمدللہ خیریت ہے، تم نے احمد ٹونکی کے متعلق پوچھا ہے اس سے مراد لاہور کے احمد الحسنی ہیں یا احمد علی، ہمارے پاس عرصہ سے احمد کا خط نہیں آیا گھر میں سب کو سلام و دعا، اس وقت اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

---

(۱) مولانا سید ابو بکر حسنی صاحب کو یونیورسٹی سے رٹائر ہو جانے کے بعد دہلی کے ایک رفاہی ادارہ کی طرف سے ملازمت کی پیشکش کی گئی تھی، انہوں نے حضرت مولاناؒ سے مشورہ کیا۔ تو حضرت مولانا نے اسی سلسلہ میں یہ تحریر کیا۔ (۲) مولانا محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

بمبئی

۳۰ر ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

برادر محب و مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، امید ہے کہ تم اور افراد خاندان بخیریت ہوں گے، شاید کسی ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ ہمیں ستمبر کی آخری تاریخوں میں ہائی بلڈ پریشر ہو گیا تھا، جو نارمل نہیں ہوتا تھا، بمبئی کا پروگرام پہلے سے بنا ہوا تھا، ۳ر اکتوبر کو اس کے مطابق لکھنؤ سے روانہ ہو گئے، رابع سلمہ اور ہمشیرہ صاحبہ وغیرہ کو فکر رہی، یہاں جسلوک ہاسپٹل کے بڑے ڈاکٹر نے معائنہ کیا اور دواؤں میں بھی تبدیلی کی، الحمد للہ جلد ہی نارمل ہو گیا، ابھی ۱۶ر اکتوبر تک انشاء اللہ قیام کا ارادہ ہے یہاں بہت سکون اور آرام ہے، اس کیفیت کی اطلاع دینی تمہیں بھی ضروری سمجھی، تمہارے مفصل خط بلکہ استفسار کا جواب ہم نے بھی قدرے تفصیل سے دیا تھا، معلوم نہیں پہونچا یا نہیں۔

رابع (۱) سلمہ نے مسئلہ پر اچھی روشنی ڈالی، خدا کرے کسی نتیجہ پر پہونچ گئے ہو، ہم نے اپنی آپ بیتی تم کو بھیجی تھی تمہاری طرف سے کوئی رسید نہیں آئی حسین سلمہ (۲) سے معلوم ہوا تھا کہ کتاب پہونچ گئی اس خط کا جواب لکھنؤ کے پتہ پر دینا کافی ہے۔

گھر میں شخصاً شخصاً سب سے سلام و دعا کہو، خالد سلمہ (۳) اور سمیہ سلمہا کو خاص طور پر سلام و دعا نثار (۴) کا سلام قبول ہو۔

والسلام

تمہارا بھائی علی

۸ر اکتوبر ۸۳ء

لکھنؤ

۱ر ۳ر ۸۵ء

برادر مکرم زید لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

تمہارا ۱۶ر فروری کا خط مل گیا تھا شوق، دلچسپی سے پڑھا، لیکن اس کے بعد آسام کا سفر

---

(۱) مولانا محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔ (۲) سید حسین حسنی صاحب ابن الحاج سید محمد مسلم حسنی صاحب۔ (۳) مولانا سید خالد حسنی ندوی۔ (۴) مولانا نثار الحق ندوی صاحب۔

www.abulhasanalinadwi.org

پیش آ گیا، اور ایک نئی دنیا دیکھی، زبانی حال سنایا جائے گا، ۲۷ر کو واپسی ہوئی، تم نے خط میں صحت کی جو کیفیت لکھی ہے اس سے تردد ہوا، حالات پر جو تبصرہ کیا اس سے اتفاق ہے، انگریزی کی دو کتابیں دلچسپ ملی ہیں ایک اکبر کی اور ایک دوسری، کل ہی رائے بریلی جا رہے ہیں، معلوم نہیں تم کب تک آؤ گے سمیہ سلمہا کو خاص طور پر دعا، پڑھنے جاتی ہوگی امید ہے اچھی ہوں گی اور گھر پر سب کو سلام و دعا۔

تمہارا بھائی

ابوالحسن علی

رائے بریلی

برادر مکرم زیدت مکارمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ طبیعت بالکل اچھی ہوگی، اور عزیزہ سلمہا کی صحت بھی اچھی رفتار سے ترقی کر رہی ہوگی، ادھر تمہارے کئی خط مختلف لوگوں کے نام آئے، چونکہ ڈاک پہلے ہمارے پاس آتی ہے، اس لئے ہمیں اس کا احساس ہوا کہ شاید تم کچھ ناراض ہو، کسی خط میں سلام بھی نہیں تھا، ہم دہلی سے دربھنگہ چلے گئے تھے، وہاں سے آنے کے بعد برابر تکان اور ضعف رہا اسی میں ایک جلسہ کے لئے الہ آباد بھی جانا پڑا، اس سب کا طبیعت پر بہت اثر پڑا، اسی وجہ سے تم کو ایک خط بھی نہیں لکھ سکے، ہم سے دہلی میں ضرور کوتاہی ہوئی کہ ہم دیر سے تمارے یہاں پہونچے، اور زیادہ دیر ٹھہر بھی نہ سکے، اس لئے کہ مولانا انعام الحسن صاحب (۱) نے ۷ربجے کا وقت ملنے کے لئے دیا تھا، مگر دل لگا رہا اور اپنی کوتاہی کا احساس رہا حسن سلمہ (۲) کے ہاتھ خالد (۳) کے لئے ایک حقیر سی چیز بھیجی تھی حسن سے ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی جس سے معلوم ہوتا کہ انہوں نے پہونچائی یا نہیں، مزید کی بھی گنجائش ہے تم اپنے قلم سے دو لفظ خیریت کے لکھو تو اطمینان ہو۔

ثنی بھیا کے گھر میں بھی خیریت ہے، پرسوں رابع واضح سلمہما آئے تھے، حال معلوم ہوا، ہم آج لکھنؤ اور وہاں سے مراد آباد جا رہے ہیں، ایک پرانے وعدہ کی وجہ سے پھنس گئے ہیں، بہت عذر کیا قبول نہیں ہوا، ۶ر اپریل کو دہلی کی بھی دعوت تھی وہاں معذرت کا تار دے

---

(۱) مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) سید حسن حسنی صاحب بن الحاج سید محمد مسلم حسنی صاحب۔
(۳) مولانا سید خالد حسنی صاحب۔

دیا تھا، تم بہت یاد آتے ہو اور تمہارے بغیر بڑی کمی محسوس ہوتی ہے، اب تو تکیہ ہی پر زیادہ رہو تو اچھا ہے، گھر میں سب کو سلام و دعا کہو۔ نثار اور بٹ صاحب (۱) کا سلام قبول ہو۔

۸/اپریل ۸۴ء والسلام تمہارا علی

لکھنؤ

۴/شوال ۱۴۰۴ھ

برادر مکرم زیدت مکارمہ

۱۰/جولائی کا مفصل مکتوب تین چار دن میں ملا، اس مرتبہ ہم کو شکایت پیدا ہوئی پورے رمضان میں تم نے یاد نہیں کیا، ہمارے یہاں تو موسم سخت گزرا لیکن دہلی شاید زیادہ سخت تھا۔

اس مرتبہ اعتکاف کی بھی توفیق ہوئی، تمہارے بین السطور باتیں بہت اہم تھیں، اب تو بس اس کی لو لگی ہے، کہ کوئی اچھی خبر سننے میں آئے اسی شوق میں اخبار دیکھتے ہیں مگر زیادہ تر نیشنلسٹ اخبارات پر نظر پڑتی ہے واقعی مسلم انڈیا (۲) خوب کام کر رہا ہے۔

انڈیا ٹوڈے (۳) بھی غنیمت ہے ابھی اس میں ایک ٹیلی فون انٹرویو دیکھا، دیکھو تم سے کب ملاقات ہوتی ہے ۱۸/جولائی کو انشاء اللہ بمبئی کے لئے روانگی ہے، مگر یہاں سے براہ راست دہلی میں تمہارے ہی یہاں ٹھہرنے کا جی چاہتا ہے، مگر تمہارے پاس نہ موٹر ہے نہ ٹیلی فون، خدا کرے ندوہ کو کوئی اچھا مکان مل جائے اسی میں قیام رہا کرے، نور چشم ضیاء (۴) کے سلسلے میں بڑی زیر باری ہوئی، کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ خالد کو کسی مسافر کے ساتھ نتھی کر دینا چاہیے تھا بڑا اسید ھا لڑکا ہے گھر پر سلام و دعا کہو، ہم آج کل بیمار چل رہے ہیں، باقی آئندہ۔ والسلام تمہارا بھائی، ابوالحسن علی

دائرہ شاہ علم اللہ، رائے بریلی باسمہ تعالیٰ

برادر مکرم زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ روزے عافیت سے گذر رہے ہوں گے، یہ خط اس ضرورت سے لکھ رہا ہوں کہ مجھے ایک ایسی کتاب کی فوری ضرورت ہے، جس میں

---

(۱) مولوی عبدالرحمٰن بٹ ندوی جو حضرت مولاناؒ کی خدمت میں رہتے تھے، آج کل ابوظبی میں ہیں (۲) مسلم انڈیا سید شہاب الدین ایم، پی کا انگریزی رسالہ (۳) انڈیا ٹوڈے دہلی سے شائع ہونے والا پندرہ روزہ رسالہ (۴) سید ضیاء النبی ابن سید مصباح النبی صاحب جو اپنے والد کے پاس جدہ جا رہے تھے لیکن جب ہوائی جہاز سے جدہ میں اترے تو پاسپورٹ غائب ہو چکا تھا جس کی وجہ سے جدہ ائرپورٹ سے دہلی واپس آنا پڑا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

حبیب بورقیبہ (۱) (تونس) کے متعلق کچھ معلومات ہیں خاص طور پر ان کی پرائیویٹ زندگی، طرز رہائش ذوق ومعاشرت وغیرہ، دکھانا یہ ہے کہ ان جمہوریتوں کے صدر جواشتراکیت وغیرہ کے مدعی ہیں کیسی امیرانہ ومسرفانہ زندگی گذارتے ہیں، ان کے یہاں کتنا تجمل واحتشام ہوتا ہے، انگریزی عربی، کسی زبان میں اگر کوئی کتاب تمہارے یہاں ہوتو براہ کرم جلد سے جلد رائے بریلی کے پتہ پر رجسٹری کردو، فوری ضرورت ہے۔

میں بھی دعا کرتا ہوں، تم سے بھی دعا کی درخواست ہے، حسین کو پھر ایک خط لکھا تھا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا، سوروپئے کا انتظام کر دیا گیا ہے بقیہ رقم محفوظ ہے۔

واضح سلمہ کا کل خط آیا، خدا کرے طبیعت پر سے اثر دور ہو گیا ہو۔ والسلام

تمہارا علی

بمبئی

۲۴ رشوال المکرّم ۱۴۰۴ھ

برادر مکرم حفظہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کل عزیزی نیاز (۲) سے گفتگو ہوئی، انہوں نے بتایا کہ دو ہفتے سے تم کو بخار آرہا ہے، اور کھانسی کی بھی شکایت ہے، اس سے فکر پیدا ہوئی، امید ہے کہ علاج تو قاعدہ کا ہو رہا ہوگا، اب موسم بدل گیا ہے، اللہ کرے جلد شکایتیں دور ہو جائیں، ہمارا خیال ہے کہ تم اب رائے بریلی آجاؤ، تبدیل آب وہوا سے بھی فائدہ ہوتا ہے، وہاں آرام کرنے کا بھی موقع ملے گا، امید ہے کہ آج کل میں پھر ٹیلیفون ہو، اور تمہاری طبیعت کی بہتری کی اطلاع ملے، ہم تمہاری صحت کے لئے دعا کر رہے ہیں ابھی ہم کو تقریباً ایک ہفتہ یہاں لگ جائے گا، دانت بنوانے کا کام شروع ہو گیا ہے، خدا کرے ٹھیک بن جائیں، گھر میں سب کو سلام ودعا کہو، خاص طور پر خالد سلمہ کو، سمیہ کو بہت دعا پیار۔

مولوی معین اللہ صاحب (۳) بھی سلام کہتے ہیں اور مزاج پرسی کرتے ہیں۔

نثار (۴) کا سلام قبول ہو۔ تمہارا بھائی

۲۴ رجولائی ۸۴ء علی

---

(۱) حبیب بورقیبہ تونس کے صدر تھے اور اسلامیت کے دشمن اور اپنی جبر وستم کی پالیسی کے تحت مغرب کے پسندیدہ شخص تھے۔ (۲) نیاز احمد صاحب جو مرکزی حکومت میں اچھے عہدہ پر ہیں حضرت مولانا سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں رائے بریلی سے وطنی تعلق ہے۔ (۳) مولانا معین اللہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء۔ (۴) مولانا نثار الحق ندوی صاحب حضرت مولانا کے کاتب۔

www.abulhasanalinadwi.org

مکاتیب یورپ

مشہور اسلامی مفکر اور داعی ڈاکٹر سعید رمضان، صدر اسلامک سینٹر جینوا (سوئٹزرلینڈ) کی دعوت پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کے رکن تھے، سوئٹزرلینڈ کا سفر کیا، اس سفر میں حضرت مولانا کے رفیق سفر کی حیثیت سے، ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی صاحب تھے۔

۱۹/ستمبر ۱۹۶۳ء کو لکھنؤ سے روانگی ہوئی اور نومبر ۱۹۶۳ء میں واپسی ہوئی سب سے پہلے جینوا پہونچ کر اسلامک سینٹر کے جلسہ میں شرکت کی، اس کے بعد یورپ کے دوسرے ممالک فرانس، انگلستان، اسپین کا سفر کیا، اس سفر کے دوران حضرت مولاناؒ نے اپنے عزیزوں مولانا محمد ثانی حسنیؒ، مولانا معین اللہ ندویؒ مولانا محمد رابع حسنی ندوی، حال ناظم ندوۃ العلماء، مولانا محمد الحسنیؒ اور مولانا ابوالعرفان خاں ندوی سابق قائم مقام مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نام جو خطوط تحریر کئے، وہ دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ معلومات افزا بھی ہیں، وہ مکاتیب یورپ کے نام سے ۱۹۶۳ء میں طبع ہوئے تھے ان خطوط کی علمی تاریخی اور ادبی اہمیت کے پیش نظر، ان کو "مکتوبات حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ" جلد اول میں شامل کیا جارہا ہے۔ تاکہ تاریخی اہمیت کے یہ خطوط محفوظ ہو جائیں۔

مرتب

www.abulhasanalinadwi.org

از: اسلامک سنٹر (جینوا) سوئٹزرلینڈ

عزیزان ارجمند!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے تم سب بخیریت ہو، الحمدللہ کل اتوار ۲۲ رستمبر کو یہاں کے وقت سے دو بجے دن کو (جب کہ تمہارے یہاں ساڑھے چھ بجے یا شام کے ۷ بجے ہوں گے) جینوا پہونچ گئے، ہوائی اڈہ پر سعید رمضان (۱) ڈاکٹر حمید اللہ (۲) ظفر احمد انصاری (۳) یحیٰ صالح باسلامہ (۴) اور بعض دوسرے رفقائے مرکز موجود تھے، موسم بڑا خوشگوار، ہمارے یہاں کے آخر اکتوبر کا سا تھا۔ اتر کر مرکز میں ظہر کی نماز پڑھی، خدا کا شکر ہے کسی نماز کا وقت راستہ میں نہیں آیا، اب مختصر داستان سفر سنو!

کراچی ساڑھے دس بجے رات کو پہونچ گئے۔ ہوائی اڈہ پر عم محترم سید محمد خلیل صاحب (۵) سید محمد جمیل صاحب، پھوپھا میاں (۶) چچا طاہر صاحب، احمد (۷) اسحاق، عامر اور دوسرے تبلیغی احباب موجود تھے۔ چونکہ پی، آئی، اے کے دفتر نئی دہلی کے منیجر بھی ہم سفر تھے، اس لئے ان کے کہنے اور تھوڑی سی گفتگو کے بعد اس کی اجازت دے دی گئی کہ ہم رات شہر میں گزاریں۔ قیام چچا محمد خلیل صاحب کے دولت خانہ پر ہوا۔ رات کو ۱۲ بجے سونا ہوا۔ ابھی آنکھ لگی تھی کہ یہ آواز کان میں آئی کہ کچھ اعزہ ملنے آئے ہیں، مجاہدہ تو بڑا معلوم ہوا مگر یہ خیال کر کے کہ ایسے مواقع عمر میں کبھی کبھی آتے ہیں باہر نکل آئے۔ دیکھا تو سید ابوبکر صاحب ان کے بیٹے سعد جن کی کار پر یہ قافلہ آیا تھا، والدہ احمد، والدہ سعد اور والدہ حسن، حسین، حسن اور اسحٰق تھے۔ دیر تک یہ لوگ بیٹھے رہے ان کی واپسی پر کروٹیں بدلتے رہے، غنودگی سی رہی اور رات تقریباً ایسے ہی گذر گئی لیکن تعجب ہے کہ ماندگی اور خستگی نہیں تھی، صبح ہوائی اڈے پر پہونچے تو اعزہ جن میں احمد پیش پیش تھے، موجود تھے۔ دو گھنٹے

---

(۱) مولانا کے داعی اور میزبان ''المسلمون'' کے اڈیٹر، الاخوان المسلمون کے پر جوش قائد جو مصر سے ہجرت کر کے سوئٹزرلینڈ میں مقیم ہو گئے تھے تذکرہ گذر چکا۔ (۲) مشہور اسلامی محقق اور عالم پیرس یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے سابق پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ ایم، اے، ایل، ایل، بی (عثمانیہ) ڈی لٹ پیرس، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے قابل فخر فرزند متعدد کتابوں کے مصنف، بین الاقوامی شہرت کے مالک قرآن مجید کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا، اور پیرس میں اسلام کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ (۳) پاکستان کے مشہور اہل قلم اور اہل علم۔ (۴) ایک اسلامی مفکر اور ادیب پہلے مکہ مکرمہ میں تھے پھر اسلامک سینٹر جینوا (سوئٹزرلینڈ) کے کارکن ہو گئے تھے۔ (۵) قرآن سوسائٹی کے صدر تھے۔ اور مدارس کا ایک جال بچھا رکھا تھا آپ اور آپ کے صاحبزادے سید جمیل صاحب عیسائیت کے خلاف بڑا کام کر رہے تھے۔ (۶) مولانا سید طلحہ صاحب ایم اے سابق پروفیسر اورینٹل کالج۔ (۷) احمد حسنی مرحوم مولانا مدظلہ کے بھائی اور بچپن کے دوستوں میں تھے پہلے جدہ اور قاہرہ میں رہ چکے تھے باقی اور دوسرے حضرات اعزہ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے بعد طہران آیا، بڑے شوق کی نگاہوں سے اس سرزمین رنگ و بو کو دیکھا۔ موسم خفیف سرد تھا، بلکہ بہار کا سا، ہوائی اڈہ بالعموم شہر سے دور ہوتا ہے اس لئے شہر کا اندازہ مشکل تھا۔ البتہ پہاڑ قریب نظر آتا تھا۔ شاید ۳۔۴۔ میل ہو۔ ہوائی اڈہ دستورِ زمانہ کے مطابق بڑا آراستہ اور گلزار تھا۔ وہاں سوائے ایرانی لہجہ اور فارسی زبان کے، جس میں کبھی کبھی مسافروں کو ہدایات دی جاتی تھیں مشرقیت کا کوئی اور نشان نظر نہیں آتا تھا۔ تقریباً پچاس منٹ ٹھہر کر پھر سوار ہوئے، اب بیروت کی باری تھی، تقریباً دو گھنٹہ کے بعد بیروت آیا۔ بیروت سے پہلے جہاز شہر دمشق کے اوپر سے گذرا، وہاں اتر کر طبیعت مکدر ہوئی۔ کوئی بات نہ اسلامیت کی تھی نہ عربیت کی، اسٹالوں پر عربی اخبارات و مطبوعات بالکل غائب تھے۔ غسل خانہ میں طہارت وغیرہ کے لئے پانی استعمال کرنے کی بھی اجازت نہ تھی، ہوائی اڈہ بالکل گلدستہ بنا ہوا اور تحائف و نفائس سے پٹا ہوا تھا، بے پردگی اور بے تکلفی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا، بہرحال وہاں سے بھی روانہ ہوئے۔ اب ہمارے جہاز کی طویل ترین پرواز تھی یعنی تین گھنٹے چالیس منٹ کے بعد جینوا آنے والا تھا۔ اس طویل وقت کو کاٹنے کے لئے جہاز کے "خوش ذوق" منتظمین نے علاوہ دوپہر کے کھانے کے، متکلم فلم دکھانے کا بھی انتظام کیا تھا، جس سے ہماری "بدمذاقی" نیز "کوتاہ بینی" نے متمتع نہ ہونے دیا، مگر اس کا سلسلہ جینوا سے چند منٹ پیشتر تک قائم رہا۔ غرض سفر ہر طرح سے خوشگوار و دلچسپ رہا، جہاز کے اعلانات میں پابندی سے انشاء اللہ کے الفاظ کے دہرائے جانے سے ہر بار مسرت ہوتی تھی، مگر اتنی ہی کوفت بیروت و جینوا کے درمیان خواہش مندوں کو شراب مہیا کرنے سے ہوئی، ہمارے ساتھ ایک غیر مسلم تاجر بیٹھے ہوئے تھے اس لئے اس منظر کو دیکھنا پڑا۔ کراچی کے ہوائی اڈہ پر جب ہم جہاز پر بیٹھنے کے انتظار میں قطار بنائے کھڑے تھے۔ ایک سلام کی آواز آئی مڑ کر دیکھا تو ڈاکٹر ابرار مصطفیٰ صاحب (۱) ڈاکٹر صاحب (۲) کے استاد اور ہمارے دوست، مسلم یونیورسٹی کے استاد تھے جو اتفاقاً ہم سفر ہو گئے تھے۔ دونوں کو بڑی خوشی ہوئی، جینوا تک ان کا ساتھ رہا۔ دہلی اور کراچی کے ہوائی اڈوں پر جتنی طوالت اور زحمت پیش آئی تھی، اتنی ہی جینوا میں اختصار و سہولت رہی، جینوا پہونچ کر سیدھے مرکز آئے۔ تقریباً چالیس عرب طلبہ اور چند پاکستانی نوجوان موجود تھے، جن میں زیادہ تر انگلستان، جرمنی اور فرانس میں زیرِ تعلیم ہیں۔

---

(۱) ڈاکٹر ابرار مصطفیٰ صاحب پروفیسر شعبہ نباتات (باٹنی) مسلم یونیورسٹی علی گڈھ حضرت مولانا سے بیعت ہیں، اور حضرت مولانا کی علی گڈھ آمد پر میزبان ہوتے تھے اور عالمی شہرت کے مالک ہیں اور متعدد عالمی ایوارڈ ان کو مل چکے ہیں۔ (۲) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی صاحب جو رفیق سفر تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بڑی گرم جوشی سے ملے اور پھر رات تک انہیں کے درمیان رہے۔ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یورپ میں ہیں یہی محسوس ہوتا تھا کہ قاہرہ یا دمشق میں ہیں، نمازیں اذان و جماعت سے ہوتی رہیں، ہمارے پہونچنے کے بعد ہمیں امام منتخب ہو گئے، بعد عشاء ایک خیر مقدمی مجلس ہوئی جس میں ایک نوجوان نے انگریزی میں ہمارا تعارف و خیر مقدم کیا اور فرمائش کی کہ اس کا جواب عربی میں دیا جائے اور آخر میں چند منٹ اردو میں تقریر کی جائے، تاکہ غیر عرب بھی مستفید ہوں۔ تقریباً پون گھنٹہ تقریر ہوئی، پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بعد نماز فجر دینی درس ہوا، صفۃ الصلاۃ کے موضوع پر ہم نے تقریر کی، جس میں حقیقت نماز اور نماز سے استفادہ کے طریقے بیان کئے۔ اس کے بعد پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بڑا وقت ہمارے ہی ساتھ گزارا، بے تکلف کمرے میں تشریف لے آتے ہیں اور دیر تک بیٹھتے ہیں، عجب سادہ مخلص اور مسلمان آدمی ہیں ان ہی سے یہ معلوم ہوا کہ یہاں کسی زمانہ میں اغالبہ عربوں کی حکومت رہ چکی ہے اور اسلامی آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

سعید رمضان کئی روز مسلسل محنت کرنے اور جاگنے کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے ہیں۔ ابھی اطمینان سے ان کے ساتھ بیٹھنا نہیں ہوا، نہ کوئی پروگرام بن سکا، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی وسیع معلومات وسیع مطالعہ اور یورپ سے واقفیت سے برابر فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ ظفر احمد صاحب بھی عنایت فرماتے رہتے ہیں۔ ابھی آگے کا پروگرام نہیں بنا، ممکن ہے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی معیت و رہنمائی کی وجہ سے پہلے پیرس ہی جانا ہو جائے کہ اتنا اچھا رفیق اور رہبر نہیں مل سکتا۔ خدا کرے ہمارا یہ سفر دینی حیثیت سے مفید و کار آمد ہو خط لکھنے میں سستی نہ کرنا۔ اچھا خدا حافظ۔

تمہارا دعا گو
ابوالحسن علی

۲۳ر ستمبر ۱۹۶۳ء

برن سے

۲۵ر ستمبر ۱۹۶۳ء
لوزان...... برن

عزیزی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ خط تم کو چلتی ہوئی ٹرین پر لکھ رہے ہیں۔ گاڑی، لوزان سے (جہاں جنگ عظیم اول کے بعد کی وہ کانفرنس ہوئی تھی جس میں ترکی کا فیصلہ ہونا تھا) دار السلطنت برن جا رہی ہے، راستہ کے مناظر نہایت دلکش ہیں اور کشمیر کے مناظر سے آنکھیں ملاتے ہیں۔ بعض حیثیتوں سے فائق، طلبہ بہت سے جا چکے۔ امتحانات قریب ہیں، بہت سے مقیم ہیں، بڑے ذہین، ممتاز اور پر محبت ہیں، سعدی کا مصرعہ یاد آتا ہے۔ ع

www.abulhasanalinadwi.org

بصدق جوانانِ نوخواستہ

ہمارے یہاں کے دیندار نوجوان صورت سیرت میں ممکن ہے فائق ہوں، مگران میں ان کی سی گرم جوشی، سبک روحی، زندہ دلی اور وسعت قلب نہیں، تعلیمی حیثیت سے بھی ممتاز ہیں۔عموماً یونیورسٹی کے اعلیٰ درجوں کے طالب علم ہیں اوراچھے گھرانوں کے۔

کل سعید رمضان صاحب کے یہاں مشہور مستشرق ERIC BERTH جو امریکہ کی ''مشرق وسطیٰ کے دوستوں'' کی انجمن کا صدر ہے مدعو تھا ہم لوگ بھی کھانے پر تھے۔خوب تبادلہ خیال رہا۔ نئے رجحانات وخیالات سننے کا ایسی مجالس میں خوب موقع ملتا ہے۔اور یہ اس سفر کا بڑا فائدہ ہے۔شام کوشہر کی سیر کا پروگرام تھا۔قدرتی حسن اورانسانی ذوق وتنظیم کا بڑا دلکش مجموعہ ہے۔متعدد دیہاتوں میں سے گذرنا ہوا، دیہات کیا ہے، معلوم ہوتا تھا کہ حضرت گنج (۱) کا محلّہ ہےاور صفائی میں بڑھے ہوئے،سیاسی حدوداورقوم پرستی کی بنیادوں کی بے بنیادی اور مضحکہ خیزی کا عجیب تجربہ ہوا، چلتے چلتے ایک جگہ ہمارے عرب رفیق نے جو موٹر چلا رہے تھے کہا کہ یہ فرانس کی حد ہے۔دیکھا تو کوئی فرق اور امتیاز نہ تھا،قریب تھا کہ ہم لوگ فرانس کی سرحد میں داخل ہوجائیں۔ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے جو (CARD) (REFUQEE) رکھتے ہیں، آگاہ کیا کہ ایک بار داخل ہونے کے بعد میں واپس نہ آسکوں گا۔یہی حشر شاید ہمارا بھی ہوتا، معلوم ہوا کہ یہ سب کبڈی کے پالے ہیں۔اور لکیریں جو بچے کھینچ دیتے ہیں۔ہوائی اڈہ پر جہاں جہاز زمین پر دوڑتا ہےاس کا ایک حصہ فرانس کے حدود میں ہےاوراس سے لیا گیا ہے۔ ایک جگہ پہاڑ کی وادی میں مغرب کی نماز پڑھی گئی۔ میں نے خودغرضی سے کام لیا،اوراذان دینے کی پیشکش کی، جولذت اس اذان میں آئی کم آئی ہوگی، کہ یہ دشت وجبل اذان سے (شاید جب سے پیدا کرنے والے نے ان کو پیدا کیا ہے) محروم ہیں۔

ڈاکٹر ذکی علی ۳۲ سال سے یہاں مقیم ہیں، امیر شکیب ارسلان (۲) کی خدمت میں رہ چکے ہیں۔''الضیاء'' مرحوم (۳) کے زمانے سے کان ان کے نام سے اورآنکھیں ان کے مقالات سے آشنا ہیں، عہد قدیم کی یادگار اور۔ ع

یہ بندہ دوعالم سے خفا میرے لئے ہے۔کی تصویر ہیں۔

---

(۱) لکھنؤ کا ترقی یافتہ بازار جو انگریزوں کی رہائش گاہ تھا، اوراب سرکاری دفاتر، اسمبلی اور وزراء کی رہائش وہاں ہے(۲) امیر شکیب ارسلان مورخ، ادیب اور بہترین انشاء پرداز تھے ۱۸۶۹ء میں شام میں پیدا ہوئے سید جمال الدین افغانی اور شیخ محمد عبدہ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا، اسلامی فکراور عقیدہ میں پختہ تھے،طرابلس کی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.abulhasanalinadwi.org

عالم اسلام سے سخت ناراض اور مسلمان حکومتوں سے مایوس ہیں، ملاقات ہوئی اور ہماری کھانسی کی آواز سنی، تو ماذا خسر العالم کا نسخہ نکال کر دکھایا کہ جہاں شرباصی صاحب (۱) نے تمہارے تعارف میں تمہاری پرانی کھانسی کا ذکر کیا ہے، وہاں میں نے حاشیہ لکھا ہے شفاه الله واطال حياته وجعله قدوة صالحه (او كما قال) پھر ایک چھوٹا موٹا سا دواخانہ عنایت فرمایا جس میں کھانسی، قبض، نیند وغیرہ کی دوائیں تھیں، ابھی تک یہ پروگرام ہے کہ ۲۸ ستمبر کو پیرس اور وہاں سے لندن کا سفر سوچا جارہا ہے، مگر یہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت وقدرت پر منحصر ہے اور انسانی ارادوں کی بے ثباتی کا نمونہ لکھنؤ میں دیکھا جاچکا ہے منزل مقصود آنے والی ہے۔ گھر میں سب کو سلام ودعا، اللہ تعالیٰ تم سب کی اور ہماری حفاظت فرمائے۔

دعا گو

ابوالحسن علی

۲۵ ستمبر ۱۹۶۳ء

برن......جینوا

عزیزان ارجمند سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، برن جاتے ہوئے خط لکھنا شروع کیا تھا۔ ڈالنے کی نوبت نہیں آئی۔ شہر جینوا سے چھوٹا ہے، مگر خوبصورت اور خوش منظر ہے۔

مرکز واپس آئے تو معلوم ہوا کہ محمد اسد صاحب (۲) ملنے آئے ہیں اور بیٹھے ہوئے ہیں گرم جوشی اور محبت سے ملے، ڈاکٹر حمید اللہ وغیرہ موجود تھے اچھی علمی مجلس رہی، طلبہ ترجمہ وتفسیر کے متعلق ان سے سوالات کرتے رہے، آج کل وہ ترجمہ قرآن اور اس کے حواشی میں مشغول ہیں۔ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے رہے اور خود ڈاکٹر حمید اللہ سے جنہوں نے فرنچ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) جنگ میں شریک ہوئے، اور ملی خدمات انجام دیں دسمبر ۱۹۴۶ء میں بیروت میں وفات پائی۔ (۳) دار العلوم ندوۃ العلماء سے نکلنے والا عربی ماہنامہ الضیاء، جس کے مدیر مولانا مسعود عالم ندویؒ تھے۔

(۱) شیخ احمد الشرباصی مشہور مصری مصنف متوفی ۱۴۰۰ھ۔ (۲) ایک جرمن نومسلم عالم، جنہوں نے اسلام پر بعض بہت موثر اور مفید کتابیں لکھی ہیں۔ ایک مرفہ الحال یہودی خاندان میں پیدا ہوئے ۱۹۲۶ء میں مشرف باسلام ہوئے، سلطان ابن سعود کا تقرب حاصل رہا پھر لاہور آکر شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال سے نیاز حاصل ہوا ۱۹۴۷ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے محکمہ اسلامی تعمیر جدید کی تنظیم ونگرانی پر مامور ہوئے جس کا مقصد ریاست اور ملت کے بارہ میں اسلام کے معیاری تصور کی تفصیل وتوضیح تھی، پھر ان کی خدمات پاکستان کی وزارت خارجہ نے لے لیں ایک عرصہ تک اس عہدہ پر کام کرنے کے بعد انہوں نے استعفیٰ دیدیا اور یورپ میں اسلام کی خدمت میں مصروف ہوگئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کی مشکلات کے متعلق تبادلہ خیالات کرتے رہے، دیر تک دلچسپ ومفید مجلس رہی، پھر رخصت چاہی اور کہا کہ پھر ملوں گا۔ ''طوفان سے ساحل تک'' (۱) کا ذکر آیا۔ ظفر احمد انصاری صاحب نے ذکر کیا کہ ایک دوست Road to Mecca کا ترجمہ کررہے ہیں اور دو ثلث کر چکے ہیں، کہنے لگے کہ میں نے اجازت نہیں دی اور لکھ دیا ہے کہ ندوہ کی طرف سے ترجمہ شائع ہوا ہے، دوسرے ترجمہ کی اجازت نہیں۔

رات مرکز کی مجلس انتظامی کا کام شروع ہوا، اور کل صبح سے ظہر تک ہوتا رہا۔ اس سے فارغ ہوکر ڈاکٹر حمید اللہ پیرس کے لئے روانہ ہوگئے، عجب درویش، مجاہد، سپاہی اور فنافی العلم آدمی ہیں۔ اپنی بہت سی خصوصیات میں نادرہ عصر اور بے نظیر آدمی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسی کام کے لئے پیدا کیا اور اسی کے لئے فرانس بھیجا ہے۔ خود ان کا بھی یہی عقیدہ ہے،

عجب زاہدانہ بلکہ فقیرانہ زندگی ہے ۱۵۔۱۶ برس سے گوشت (مشتبہ ہونے کی وجہ سے) اور مچھلی انڈا (تجرد کی بنا پر) بالکل ترک کررکھا ہے۔ سخت محنتی، جفاکش اور بے نفس آدمی ہیں۔ ان کے جانے کے بعد کچھ تنہائی سی محسوس ہوئی، دو تین دن میں بڑا انس اور تعلق پیدا ہوگیا تھا۔ اب انشاء اللہ پیرس میں ان سے ملاقات ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب کے مشورہ سے ہفتہ ۲۷ ستمبر کو پیرس کا پروگرام بنایا تھا اور ٹرین سے سفر طے پایا تھا، تاکہ ملک کو اچھی طرح دیکھ سکیں۔ ۲/۴۵ دوپہر کو ٹرین جاتی ہے اور ۷/ بجے مغرب کو پیرس پہونچ جاتی ہے۔ مگر معلوم ہوا کہ ٹرین سے زیادہ خرچ ہے اور اس طرح سفر کہ پہلے پیرس پھر لندن پھر میڈرڈ پھر جینوا تقریباً مفت پڑے گا۔ ہوائی کمپنیوں نے سیاحوں کے لئے جینوا لندن کے ٹکٹ میں خاص رعائتیں رکھی ہیں، میڈرڈ بالکل مفت ہوجاتا ہے۔ سعید رمضان نے پہلے سے اسپین کا پروگرام بنا رکھا تھا، ان کی خواہش وفرمائش ہے کہ ہم اندلس مرحوم کے متعلق کچھ لکھیں۔ اب انشاء اللہ ۲۸/ کو پیرس ۳۔۴۔ دن وہاں ٹھہر کر لندن، پھر میڈرڈ پھر جینوا آگے کا پروگرام انشاء اللہ پھر مرتب ہوگا۔ مولوی عبد اللہ صاحب (۲) کو خط لکھا ہے کچھ علم نہیں، ہیں یا چلے گئے۔ ان کی معرفت خط لکھ سکتے ہو اگر فوراً توجہ کرو۔

ابھی معلوم ہوا کہ جینوا سے پیرس۔ پیرس سے لندن، لندن سے میڈرڈ (اسپین) پھر

---

(۱) یہ کتاب روڈ ٹو مکہ کا ترجمہ وتلخیص ہے جو مولانا محمد الحسنیؒ نے کیا ہے۔ اور مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ نے شائع کیا ہے۔ (۲) مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی صاحب حال معتمد تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

www.abulhasanalinadwi.org

وہاں سے جینوا تک کے صرف تقریباً پچاس روپیہ زیادہ دینے پڑے، گویا یہ پورا ہوائی دورہ صرف ۴۰۔۵۰ کے اضافہ سے ہو جائے گا۔

علی

پیرس......۳۰ر ستمبر ۱۹۶۳ء

عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ تم سب اچھے ہو گے، ہم کل ۲۹ر ستمبر اتوار کو دس بجے ہوائی جہاز سے پیرس کے لئے روانہ ہوئے اور پچاس منٹ میں پیرس پہونچ گئے، اتنا ہی وقت ہوائی اڈہ سے شہر پہونچنے میں لگا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب (Air Terminus) پر موجود تھے۔ انہوں نے ایک صاف ستھرے پرسکون ہوٹل میں ٹھہرایا۔ اس وقت سے ان ہی کے مہمان ہیں، وہی سب مصارف کے متکفل ہیں، کتنا ہی اصرار کرتے ہیں مانتے نہیں۔

پیرس کو اس سے زیادہ ترقی یافتہ، منظم اور خوبصورت پایا، جتنا سنا تھا یا جتنا سمجھتے تھے، مگر اس سے زیادہ تاریک بے روح اور اسلام کے اثرات سے (باوجود پانچ لاکھ عرب مسلمانوں کے شہر میں موجود ہونے کے) محروم اور خالی پایا، جتنا سمجھتے تھے یا جتنا تصور تھا۔ سب سے بڑے سرکاری رومن کیتھولک چرچ (NOTRE DAME) اور اس کے رسوم وعبادات کو دیکھ کر اسلام کی جیسی قدر آئی، اس کے بغیر مشکل ہے۔ الحمدلله الذی هدانا لهٰذا وما كنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله لقد جاء ت رسل ربنا بالحق۔ لوور (LOUVERE) میوزیم شہر عجائب ہے۔ پورا شہر جس کے لئے کئی ہفتے درکار ہیں اور یہاں کے لئے ضخیم کتاب بھی ناکافی، زیر زمین گاڑیوں پر پہلی مرتبہ سفر کیا، اوپر دریائے سین (SEINE) بہتا ہے اور نیچے ریل جا رہی ہے، اور اسٹیشن بنے ہوئے ہیں۔ آدمی کا کم سے کم کام رہ گیا ہے۔ ورنہ اس کو بالائے طاق بٹھا دیا گیا ہے۔ تمدن اپنے عروج وترقی کے آخری منازل پر ہے، مگر مشرق میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تھی اور ہمارا سارا لٹریچر ان کے تذکرہ سے بھرا ہوا ہے یہاں کہیں ان کا نام ونشان نہیں۔ ہماری مراد ''حضرت دل'' سے ہے۔ یہاں اس نام اور ان صفات کی کوئی ہستی پائی نہیں جاتی۔ ناشتہ کا وقت ہو رہا ہے اور ڈاکٹر صاحب آنے والے ہیں، پھر باہر نکل جانا ہوگا۔ اس لئے خط ختم کرتے ہیں۔ لکھنؤ رائے بریلی ہر جگہ کی خیریت لکھو۔ سب بھائیوں کو سلام۔ اپنی بہنوں کو بھی۔ والسلام

علی

www.abulhasanalinadwi.org

پیرس...... یکم اکتوبر ۱۹۶۳ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج پیرس کے قیام کا آخری دن ہے۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ، ۱۱/ بجے صبح لندن کے لئے روانگی ہے۔ ۱۱/ بجے دن کو جہاز پرواز کرتا ہے۔ بتاتے ہیں کہ ۵۰ منٹ میں لندن پہونچ جاتا ہے۔ والامر بید اللہ تعالیٰ، اگر خدا کو منظور ہوا تو یہ خط لندن جا کر مکمل اور ڈاک کے حوالہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کل کا آدھا دن (۹ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک، کا کام ضروری انتظامات سفر میں گذرا، پہلے (AIR FRANCE) کے دفتر جا کر لندن کے لئے نشستیں محفوظ کرائیں، پھر لندن، دوستوں کو تار دیا اور تم لوگوں کے نام خطوط پوسٹ کئے، ان سب مقامات پر جا کر کاموں کی تکمیل میں آدھا دن گذر گیا۔ اگرچہ شہر بہت بڑا ہے (پچاس لاکھ کی آبادی کا وسیع وباعظمت وقدیم شہر) لیکن زیر زمین ٹرین نے منزل مقصود پر پہونچنا بہت آسان کر دیا ہے، زیر زمین پورے شہر میں ریلوے لائن کا جال بچھا ہوا ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر اندر جانے والے زینے بنے ہوئے ہیں، جس سے اتر کر (UNDER GROUND) اسٹیشن آتا ہے۔ ہر شخص چلتے چلتے قریب تر اسٹیشن سے سفر کر سکتا ہے، بالکل جس طرح ہمارے شہروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تانگے اور رکشے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہاں زمین دوز ٹرینیں، اسٹیشن بہت قریب قریب ہیں، تاکہ ہر شخص اپنی جگہ پہونچ سکے۔ آنے جانے والوں کی بڑی تعداد انہیں زمین دوز ٹرینوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ آتی جاتی ہے۔ اس لئے بالائے زمین جو نقل وحرکت جاری ہے اور شدید ٹریفک ہے وہ لوگوں کی نقل وحرکت میں مانع نہیں۔ اسٹیشن نہایت خوبصورت صاف ستھرے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر بھی دیکھا اور بعض اسٹیشنوں پر بھی کہ زینہ پر پاؤں رکھ دینا کافی ہوتا ہے۔ زینہ گراری یا ریل کی طرح لپٹتا چلا جاتا ہے اور کھلتا جاتا ہے اور آدمی چڑھتا یا اترتا جاتا ہے۔ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ کس راستہ سے جانا چاہئے یا کون سی ٹرین اختیار کرنی چاہئے، تو ناموں کی فہرست میں اپنے اسٹیشن کے نام پر انگلی رکھ دے۔ نقشہ میں پوری لائن کے بلب روشن ہو جائیں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ یہ لائن یوں گئی ہے، اور ٹرین فلاں فلاں جگہ تبدیل کرنی ہے، کہیں کہیں اسٹیشنوں پر خود کار لفٹ ہیں، جو خود ہی چڑھاتے اتارتے رہتے ہیں، وہاں کوئی آدمی مقرر

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں غرض تمدن وصنعت جدید نے نہ صرف انسان کے دل اور روح کو بے عمل و معطل بنادیا ہے، بلکہ وہ اس کے (سوائے دماغ کے) دوسرے قوائے جسمانی کو بھی معطل بناتی جارہی ہے اوران کی افادیت کے خلاف ایک مستقل چیلنج بنتی جارہی ہے۔

کل ہی شام کو ہم نے فرانس کا قدیم قصر شاہی اور مشہور باغ ورسالی (VERSILE) دیکھا، اوراس کے لئے ایک لوکل ٹرین پر سفر کیا، ورسالی تقریباً یہاں سے ۱۲۔۱۵ میل پر ہوگا۔ قصر کا عجائب خانہ تو بند ہوگیا تھا اور غالباً اس میں ہمارے ذوق کی چیزیں کم بھی ہیں، زیادہ تر تصاویر ہیں، لیکن باغ دیکھا، حقیقتاً عظیم الشان باغ ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی ایک فرانسیسی مستند حوالہ کی بناپر تحقیق ہے کہ یہ عہد جہانگیری کے شالامار باغ کی نقل ہے اور دیکھنے سے بھی یہ معلوم ہوا اس لئے کہ باغ کے مختلف طبقے ہیں اور وہی ترتیب ہے جو لاہور اور سری نگر کے شالامار باغ میں ہم نے دیکھی تھی۔ باغ کے نیچے کے طبقہ میں ایک حوض ہے جو مستطیل ہے اور غالباً ایک میل طویل ہوگا اس سے باغ کی رونق و منظر میں بڑا اضافہ ہوا ہے۔

آج یکم اکتوبر کا دن بعض اہم چیزوں کے دیکھنے میں گذرا پہلے COLLEGE FRANCE دیکھا یہ ادارہ یونیورسٹی کا ہم پلہ سمجھا جاتا ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہ کوئی فیس ہے نہ امتحان نہ کوئی سند دی جاتی ہے۔ جس کا جی چاہے تعلیم میں شریک ہوجائے تعلیم کا معیار بھی یونیورسٹی کے برابر ہے۔ اس کے بعد پیرس یونیورسٹی دیکھی۔ یہ عام طور پر سربون (SURBONNE) یونیورسٹی کہلاتی ہے۔ سربون دراصل ایک راہب کا نام ہے جس نے یہاں عہد قدیم میں خانقاہ قائم کی تھی یورپ میں عموماً بڑے بڑے تعلیمی مرکزوں کا آغاز دینی روحانی مرکزوں (کلیساؤں او رخانقاہوں) سے ہوا۔ کیمبرج، آکسفورڈ، سربون سب کا سرچشمہ کوئی کلیسا یا خانقاہ ہے۔ ہمارے یہاں بھی الازہر، جامع القرویین، جامع الزیتونہ اس کی مثالیں ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب نے (ہر مذہب نے) علم کی کیسی سرپرستی کی ہے۔ سربون یونیورسٹی میں اس وقت بیاسی ہزار سے زائد طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ ہم یونیورسٹی کے اندر گئے۔ آج کل تعطیل گرما ہے۔ طلبہ کے داخلے ہورہے ہیں۔ میڈیکل کالج ہمارے قریب ہی ہے۔ میڈیکل کالج میں چوبیس ہزار طالب علم ہیں۔ تین بڑی وسیع عمارتیں ہیں۔ راستہ میں ایک ایسے چرچ سے گذرے جہاں مشاہیر عالم کی راکھ دفن کی جاتی ہے راستہ میں (LUXEMBURG) لکزمبرگ میں گئے جو سینٹ

www.abulhasanalinadwi.org

(SENAT) یعنی (UPPER HOUSE) سے متعلق ہے، یہ باغ دو میل کا وسیع رقبہ ہے اس کے بعد یونائٹڈ نیشنس (UNITED NATIONS) کی عمارت دیکھی جس کا ہال دنیا کا سب سے بڑا ہال سمجھا جاتا ہے۔ یہاں دو مرتبہ اقوام متحدہ کا اجلاس ہو چکا ہے۔ یہاں بحری عجائب خانہ اور ایک انسانی عجائب خانہ ہے جس میں ہر ملک کے انسان کی معاشرت رسوم، لباس، طریق عبادت کو دکھایا گیا ہے۔ اس کے بعد دنیا کا سب سے بلند مینارہ (EIFFILTOWER) دیکھا جو ۹۸۶ فٹ بلند ہے یعنی اگر زمین پر بچھا دیا جائے تو دو فرلانگ جگہ گھیرے اس پر لفٹ کے ذریعہ جاتے ہیں اوپر ریسٹوراں بھی بنے ہوئے ہیں کہ آدمی ناشتہ کر سکے۔

ایفل ٹاور دیکھنے کے بعد ہم نے BIBLIOTHE QUENATIONALE یعنی قومی کتب خانہ دیکھا۔ اس میں سات ملین (ستر لاکھ) منتخب کتابیں ہیں صرف چار ہزار رسالے جاری ہیں کہتے ہیں کہ روزانہ ایک ویگن کتابیں آتی ہیں، مطالعہ کا تو وقت نہ تھا۔ مطالعہ کرنے والوں اور مطالعہ کی جگہوں کو ضرور دیکھا۔ اندر جانے اور کتاب دیکھنے کے لئے با قاعدہ پوری اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کا وقت نہ تھا۔ ایک اور کتب خانہ بھی ہے جس میں فرانسیسی زبان کی ہر چھپی ہوئی کتاب موجود ہے اس میں چھ ملین (ساٹھ لاکھ) کتابیں ہیں۔ واپسی میں مدرسہ السنہ شرقیہ SCHOOL OF ORIENTAL LANGUAGES پر نظر ڈالتے ہوئے اپنی قیام گاہ کو واپس ہوئے اور حسب معمول دوپہر کا کھانا (SELF SERVICE) ہوٹل میں کھایا، یہاں خود ہی چیزوں کو انتخاب کر کے خود ہی کشتی پر رکھ کر کسی میز پر جانا پڑتا ہے، اگر ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی نہ ہوتی تو ہم مسلمانوں کے لئے یہاں محرمات سے محفوظ رہنا مشکل ہے۔

یہ تو ایک سیاح کی ڈائری ہوئی۔ چند لفظ فرانسیسی قوم اور اس مغربی تمدن کے متعلق! فرانسیسی قوم عجب متضاد چیزوں کا مجموعہ ہے، زبان کی شائستگی اور خوش اخلاقی یا تکلفات میں مشرق بلکہ اودھ کی تہذیب سے قریب تر، جلد مانوس و بے تکلف ہو جانے والے، جس کو عربی میں ”خفیف الروح“ کہتے ہیں، مگر حقیقی اخلاق سے عاری، لطافت و نظافت ہر چیز سے نمایاں مگر حقیقی طہارت و نظافت سے محروم، غسل خانوں کا بالکل رواج نہیں، ہوٹلوں میں بھی عموماً نہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بتایا کہ پرانے شاہی قصور و محلات میں سب

جگہیں ہیں اور بڑے تکلف والی، مگر غسل خانے بالکل مفقود، کہتے تھے کہ غسل کی عادت بہت کم ہے، بعض برسوں نہیں نہاتے (۱)، غالباً یہ رومن کیتھولک کا اثر ہے اور قرونِ وسطیٰ میں اس کے راہبوں اور علماء کے غسل و نظافت سے وحشت، تاریخ اخلاق یورپ کی کتابوں میں معروف و مسلّم ہے۔

یورپ میں عورت کو جو مقام و احترام حاصل ہے اس کا طلسم بھی خوب ٹوٹا۔ بیچاری بھاڑے کا ٹٹو بن گئی ہے۔ دوکاندار وہ ہے، قلی وہ ہے ادنیٰ ادنیٰ اسامیوں پر معمور، ریل، میٹرو، بسوں سب جگہ دھکے کھاتی پھرتی ہے۔ مرد آرام سے بیٹھا ہوتا ہے اور عورت کھڑی، نسوانیت و حیا و کشش اس سے بالکل مفقود ہو چکی ہے۔ اسی سے موجودہ، ادب، تصویر، فلم سازی اور افسانوں کے موجودہ رجحان اور روز افزوں عریانی کی وجہ سمجھ میں آئی کہ عورت میں کوئی دل آویزی اور کشش باقی ہی نہیں رہی اس لئے اس کو ان ذرائع سے پیدا کرتے ہیں اور مردوں کے احساسات کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مغرب کی نماز طے شدہ نظام کے مطابق پیرس کی اس ''جامع مسجد'' میں پڑھی جو حکومت فرانس نے تعمیر کی ہے اور جس کو دیکھنے اور وہاں آنے کی سرکاری دعوت کو اقبال مرحوم نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ یہ دمشق کی گولہ باری کی قیمت ہے۔ مسجد میں جا کر بجائے انشراح کے انقباض ہوا، مسجد نہایت خوبصورت، منقش ہے، مراکشی طرز تعمیر پر بنی ہے۔ مغرب کی اذان بڑی تاخیر و انتظار کے بعد ہوئی۔ امام صاحب پھر بھی برآمد نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو ہم نے آگے بڑھا دیا، اور نماز پڑھی، معلوم ہوا کہ مسجد پر حکومت فرانس کا پورا کنٹرول ہے، عام مسلمان امام اور ڈائرکٹر صاحب سے شاکی ہیں اور بہت کم مسجد میں آتے ہیں، جمعہ میں بھی دو صفوں سے زیادہ نہیں ہوتیں۔ پانچ لاکھ کی مسلمان آبادی میں تین سو آدمیوں کا اوسط ہر جمعہ میں ہوتا ہے، دینی بے حسی و بے حمیتی کا شکوہ کہاں تک کیا جائے، حکومت نے سرکاری مذبح میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ مسلخ و ذبح خانہ کا انتظام کیا مگر وہ عملاً بند رہتا ہے، اس لئے کہ مسلمان وہاں آکر حلال و مذبوح گوشت خریدنے کی زحمت گوارا نہیں کر سکتے۔ حالانکہ شہر میں (ڈاکٹر صاحب کے بیان کے مطابق) دو سو مسلمان

---

(۱) تاریخ سے پتہ چلتا ہے عہد وسطیٰ میں راہبوں میں اس بات پر فخر کیا جاتا تھا کہ وہ پچاس سال، ساٹھ سال سے نہیں نہائے اور نہ بدن کو صاف کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

ریسٹوران ہیں، مگر مذبوح گوشت کا اہتمام نہیں، اس کے بعد حکومت کی کیا شکایت کی جائے۔ ہر کہ بر ما است از ما است۔

نماز مغرب سے فارغ ہو کر حسن ترابی (۱) کے ساتھ ان کے ایک عرب دوست کے مکان پر گئے، جہاں عرب طلبہ کا ایک اجتماع طے تھا۔ حسن ترابی سوڈان کے ایک معزز گھرانے کا ایک ذہین نوجوان ہے۔ پیرس میں قانون میں ڈاکٹریٹ کر رہا ہے، اس کی شادی مہدی سوڈانی کے خاندان میں ہوئی ہے۔ بھائی بھی خرطوم میں انجینئرنگ کالج کے پرنسپل ہیں، جینوا آئے تھے وہیں سے تعارف ہوا، وقت کی قلت اور فاصلوں کی وجہ سے، تیز اس وجہ سے کہ اکثر طلبہ چھٹیوں میں اپنے وطن یا یورپ کے دوسرے شہروں میں گئے ہوئے ہیں۔ صرف تین طالب علم آسکے، اور کوئی اجتماع نہیں ہوسکا اس لحاظ سے پیرس کا سفر اجتماعات اور ملاقاتوں سے خالی گیا۔ جس کا افسوس ہے پیرس کے لئے کم سے کم دو ہفتہ کی مدت ہونی چاہئے، پھر کبھی خدا لایا تو شاید کچھ کام کی بات ہوسکے۔ باقی مغربی تہذیب کے مرکزوں کو دیکھنا اور نقطۂ عروج پر پہونچنے کے بعد اس کا جائزہ لینا یہ خود بڑا ضروری کام ہے، خصوصاً اس کے لئے جو اس تہذیب پر تبصرہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے متعلق جچی تلی رائے قائم کرنا چاہتا ہے۔

والسلام
علی

لندن......۲/اکتوبر ۱۹۶۳ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ تم سب بخیر وعافیت ہوگے، کل یکم اکتوبر کو صبح ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ہوٹل تشریف لائے۔ حسن ترابی بھی اپنی کار لے کر آگئے، ان دونوں حضرات کی معیت میں AIR TERMINUS آئے اور وہاں سے ہوائی اڈہ، ٹھیک گیارہ بجے ہوائی جہاز روانہ ہوا، سخت کہر تھا، بار بار احتیاطی ہدایات دی جارہی تھیں۔ ٹھیک ۴۵ منٹ میں لندن آگیا۔ بچپن سے جس شہر کا عظمت وحیرت سے نام سنتے تھے۔ بالآخر وہاں پہونچ گئے۔

---

(۱) مشہور اخوانی رہنماء

www.abulhasanalinadwi.org

قالوا خراسان اقصی ما یراد بنا
ثم القفول، فقد جئنا خراسانا

ہوائی اڈہ سے (AIR TERMINUS) تقریباً ۲۰۔۲۵ میل ہے یہ فاصلہ بس پر طے کیا۔ وہاں پہونچے تو احباب کی ایک جماعت لینے کے لئے موجود تھی، سب سے پہلے لکھنؤ کے مسرور احمد (۱) نظر آئے جو یہاں دوڈھائی سال سے ہیں اور تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ ان کے ساتھ مقامی تبلیغی جماعت کے افراد تھے۔ آگے بڑھ کر مولانا ظفر احمد انصاری، اطہر حسین صاحب، سید منور حسین وغیرہ نظر آئے، اسی اثناء میں مولوی عبداللہ صاحب (۲) پہونچے، وہ ہوائی اڈہ پر پہونچے تھے۔ وہاں سے تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہونچے۔ ان کو دیکھ کر آدھی مسافرت جاتی رہی۔ ان کے سفر کا پروگرام بن چکا تھا آمد کی اطلاع پاکر اس کو ملتوی کیا۔ اب ہم انہیں کے ساتھ ٹھہر رہے ہیں، ممکن ہے وہ اسپین بھی ہمارے ساتھ جائیں اس وقت تو منور حسین صاحب کے مکانوں میں سے ایک مکان اور ظفر احمد صاحب اور ان کے صاحبزادہ ظفر الحق کی قیام گاہ پر آگئے۔ کچھ ٹھہر کر مولوی عبداللہ صاحب کی قیام گاہ پر گئے۔ جگہ پسند آئی۔ وہاں سے لندن کے تبلیغی مرکز (LONDON EAST) کی مسجد گئے۔

عشاء کی نماز وہیں پڑھی۔ رات ظفر الحق صاحب کی قیام گاہ پر گزاری، اب مولوی عبداللہ صاحب کے یہاں کی تیاری ہے۔ خطوط وہیں کے پتے پر بھیجے جائیں۔

لندن انشاءاللہ دو ہفتے قیام کا ارادہ ہے۔ اسی اثناء میں یہاں کے کتب خانوں سے بھی فائدہ اٹھایا جائے گا، اور آکسفورڈ کیمبرج وغیرہ کی شہرہ آفاق تعلیم گاہیں بھی دیکھی جائیں گی۔ والا مربیداللہ تعالیٰ

والسلام
علی

لندن ۷/اکتوبر ۶۳ء
عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے آپ بالکل اچھے ہوں۔ لکھنؤ سے کوئی خط نہیں

---

(۱) مسرور احمد صاحب سابق استاد انگریزی دارالعلوم ندوۃ العلماء (۲) مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب۔

www.abulhasanalinadwi.org

آیا، جس سے آپ کی خیریت اور وہاں کے حالات معلوم ہوتے۔ ہم نے متعدد دو مفصل خطوط لکھے جو امید ہے آپ کی نظر سے بھی، گذرے، ہوں گے۔

یہاں لندن کا قیام سب سے زیادہ پر راحت، مفید اور دل چسپ ثابت ہوا۔ مولوی عبداللہ صاحب (۱) کے پاس قیام ہے۔ ایک کمرہ ایک مرکزی مقام پر ان کے پاس تھا۔ ایک مزید وسیع کمرہ اور لے لیا۔ فرنیچر ٹیلی فون، انگیٹھی، گیس ہر چیز کا آرام ہے۔ مسرور لکھنوی (۲) اور ان دونوں صاحبوں کی وجہ سے ہندوستانی کھانے کا لطف حاصل ہے۔ بالکل قاہرہ اور کویت (۳) کا سا لطف ہے۔ کسی وقت یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم لندن میں ہیں۔ ورنہ معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی یا رنگون میں ہیں، ہندوستانی پاکستانی کثرت سے ہیں (ایک لاکھ کی تعداد بتائی جاتی ہے) ہندوستانیوں، پاکستانیوں میں یہاں بڑی محبت و تواضع ہے، خصوصاً جو طلبہ یہاں لندن یونیورسٹی اور کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں یا کچھ کام کرتے ہیں ان میں تو ایسی تواضع، سادگی خلوص اور طلب پائی جاتی ہے، جس کا وہاں سے تصور نہیں ہو سکتا تھا، انہیں کے ہم جنس وہاں اکثر متکبر نظر آتے ہیں اور غیر سنجیدہ، اکثر ملنے آتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں، ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدر شعبہ قانون علی گڑھ کے صاحبزادہ رشید الظفر، ایک ڈاکٹر جاوید، ایک صاحبزادہ منصور جنگ صاحب کے لڑکے محبوب، سب بڑی سعید روحیں اور سلیم الطبع نوجوان ہیں، اول الذکر کے یہاں تاریخ دعوت و عزیمت دیکھی، جس کو وہ برابر گردش میں رکھتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر اپنے دینی مدرسوں کے دینی و اخلاقی انحطاط پر افسوس ہوتا ہے، نیز ان نوجوانوں پر جو عائل متکبر کا نمونہ ہیں۔ کل یہ لوگ اپنے یہاں لندن ہاؤس میں لے گئے تھے ڈھائی تین سو آدمیوں کے رہنے کی عظیم عمارت ہے، ہر کمرہ میں ٹیلیفون ہے اور دوسرا سامان آسائش (ہیگ وغیرہ) ڈاکٹر ابرار مصطفیٰ بھی آ گئے تھے خوب رونق رہی، سنجیدہ سوالات کرتے تھے اور توجہ و قدر سے سنتے تھے۔

لندن دیکھا، بعض مشہور چیزوں کو دیکھ کر حیرت و مایوسی ہوئی۔ بعض کو دیکھ کر تاثر و وقعت، قصر بکنگھم بہت معمولی معلوم ہوا، لکھنؤ کا گورنمنٹ ہاؤس، کہیں زیادہ شاندار ۱۰؎ ڈاؤننگ اسٹریٹ جو وزیر اعظم کا دائمی محل اور دفتر، اور گویا برطانیہ کا دارالحکومت ہے، باہر سے بڑا حقیر و معمولی، لکھنؤ کے ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی کہیں زیادہ شاندار اور وسیع، اندر سے سنا ہے کہ کروڑوں روپئے حال میں اس کی مرمت اور آرائش میں صرف ہوئے ہیں۔

---

(۱) مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب۔ (۲) مسرور احمد صاحب جو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں انگریزی کے استاد رہ چکے تھے اب لندن میں ہیں۔ (۳) ان دونوں شہروں کے سفروں میں مولانا کے ساتھ ہم مذاق رفقا تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

انگریز قوم حد درجہ کی قدامت پسند اور روایات پرست ہے ان دونوں مکانوں کو ان کی قدامت و تاریخ کی وجہ سے جان سے لگائے ہوئے ہے۔ اور نقل مکانی نہیں ہوتا، خواہ مرمت میں کروڑوں روپئے صرف ہوجائیں۔

میوزیم بڑے شاندار، معمور اور مفید پائے۔ نیچرل ہسٹری میوزیم، سائنس میوزیم، البرٹ میوزیم اور ویسٹ منسٹر ایبے کا گرجا دیکھا، جو تاج پوشی کی جگہ اور مشاہیر کا مدفن ہے۔ یہ میوزیم قابل دید ہیں اور ان کے لئے سفر جائز۔ البرٹ میوزیم کا اسلامک سیکشن بھی خوب ہے اور خوب نوادر دیکھے۔ ع

جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

سائنس میوزیم میں تمام جدید آلات کی تدریجی ترقی (موٹر، ریل گاڑی، بحری جہاز گھڑی وغیرہ) کو خوب دکھایا ہے۔ آپ یاد آئے علی ہذا القیاس ہائڈ پارک کا تماشا بھی دیکھا۔

سنا تھا کہ ہر شخص کو تقریر، تنقید اور تمسخر کی اجازت ہے، عجب طوفان بے تمیزی تھا۔ بڑا عبرت ناک منظر، محمد جان ویسٹبر کا تھا۔ یہ شخص کچھ عرصہ پہلے مسلمان ہوا تھا۔ آج کل غالباً یہودی ہے۔ یہودیوں اور افریقیوں کی تائید اور عربوں اور پاکستانیوں کی ہجو کر رہا تھا۔ اور کبھی کبھی اسلام کا تمسخر بھی۔ مقرر اور حاضر جواب بلا کا ہے، دیکھ کر بڑا تکدر ہوا۔

جمعہ ۱۱؍ اکتوبر کو لندن یونیورسٹی میں ہماری تقریر رکھی گئی ہے، تقریر یونین میں ہوگی، ہم نے عربی میں مضمون تیار کیا ہے اس طرز پر جیسے اسمعی یا مصر یا ہمارے بعض ایسے مضامین ہیں جو دل کھول کر لکھے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ انگریزی میں پہلے سے ترجمہ تیار ہوگا جو یہاں کا ایک نو مسلم انگریز مصطفیٰ پڑھے گا جو اہل زبان اور ادیب ہے، اور بڑا مخلص و رقیق القلب معلوم ہوتا ہے۔ اس کے اسلام کا عجیب واقعہ ہے جو زبانی انشاء اللہ سنائیں گے۔ یہاں کے تبلیغی مرکز سے بھی پورا ربط اور تعلق ہے اور اس کے اجتماعات میں برابر شرکت۔ قاسم سیٹھ (۱) کو آمد کی اطلاع کردی ہے ابھی ملاقات نہیں ہوئی۔

آب و ہوا بہت عمدہ ہے، بھوک خوب لگتی ہے۔ سردی ہمارے یہاں کے دسمبر کی سی ہے۔ آتے ہی چسٹر خریدا جو ایک سو تیس کا ملا ڈاکٹر صاحب (۲) اچھے ہیں اور سلام کہتے ہیں۔

والسلام
علی

---

(۱) مولانا معین اللہ ندوی صاحب کے ایک محب اور دوست (۲) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی صاحب جو رفیق سفر تھے

www.abulhasanalinadwi.org

لندن ۱۵/۱۰/اکتوبر ۶۳ء

عزیزی سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ابھی ابھی خط مورخہ ۱۲/۱۰/اکتوبر ۶۳ء ملا۔ خیریت وضروری حالات معلوم ہوئے۔

لندن یونیورسٹی اور راڈنبرا یونیورسٹی نے ندوہ کی سند تسلیم کرلی، یعنی ہمارے یہاں کا سند یافتہ براہ راست پی، ایچ ڈی میں داخل ہوسکتا ہے۔ کسی مزید سند کی ضرورت نہیں البتہ لندن یونیورسٹی میں دو سال مقامی طور پر کام کرنے کی شرط ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب (۱) نے لندن میں رہ کر اچھا فائدہ اٹھایا اور فائدہ پہونچایا، وہ خود اڈنبرا سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں ابن کثیر ان کا موضوع ہے۔ حلقہ تعارف بھی اچھا بنالیا۔ لندن یونیورسٹی یونین کا جلسہ ان ہی کے تعارف کے ذریعہ ہوا، جلسہ اچھا رہا۔ مقالہ الحمدللہ بہت اچھا تیار ہوگیا اور ترجمہ بھی بہت اچھا ہوا، انگریز نومسلم مصطفیٰ ایوانس نے جب جوش کے ساتھ اس کو خالص انگریزی لہجہ میں پڑھا، تو سماں بندھ گیا، بہرحال اس آذرکدۂ عالم میں ایک اذان دینے کی سعادت تو مل گئی۔ اسلامک سوسائٹی اس کو پمفلٹ کی شکل میں شائع کرے گی۔

کل آکسفورڈ کا سفر تھا، یونیورسٹی دیکھی اور راز ہر کی طرح تلاش کرتے رہے کہ جس کی شہرت سنی تھی کہاں ہے۔ عجب نظام ہے کالج ۲۶ ہیں سب اقامت گاہیں، بالکل عربی مدارس کی طرح حجرہ نما کمرے، ہر کالج میں التزاماً Chapel یعنی چھوٹا گرجا، عیسائی رسوم وروایات وشعائر کا بڑا اظہار، ٹیوٹوریل نظام ہے یعنی تھوڑے تھوڑے طلبہ ایک ایک استاد کے سپرد ہوجاتے ہیں، وہ رہنمائی کرتا رہتا ہے، اساتذہ کے لیکچروں میں شرکت ضروری نہیں۔ آج کیمبرج کا پروگرام ہے، آکسفورڈ میں صدر شعبہ عربی پروفیسر Beeston سے خصوصی ملاقات ہوئی کیمبرج میں ڈاکٹر آربری سے وقت مقرر ہوا ہے۔ گلاسکو سے افتخار جنگ کا ٹیلیفون آیا کہ یہاں ضرور آئیں وہ یہاں سے چار سو کلومیٹر ہے غالباً جمعہ کو جانا ہو اب انشاءاللہ ۲۰/۱۰/اکتوبر کو اسپین روانگی ہے، شاید دس دن کا دورہ ہو، یہ سفر ذاتی طور پر بہت مفید ہوا، اس ملک کو دیکھنا ہی چاہئے تھا۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ کسی نے صحیح کہا ہے۔ خوبیاں اور خامیاں مشاہدہ بن گئیں۔ مغربی تہذیب سے مایوسی اور بُعد بڑھ گیا۔ اس پتھر میں جونک لگنی بڑی مشکل معلوم ہوتی

(۱) مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب حال معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، دور سے بڑی خوش گمانی ہوتی ہے، یہاں تو بالکل مشینی و مصنوعی زندگی ہے، قدرت الٰہی ہی کچھ انتظام کرسکتی ہے کہ یہ لوگ کسی اور بالاتر حقیقت پر غور کریں۔ ڈاکٹر صاحب اچھے ہیں ان کی رفاقت بڑی کارآمد رہی۔

والسلام
ابوالحسن علی

لندن ۱۷/اکتوبر ۶۳ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ وحفظہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج ۱۷/اکتوبر، پنجشنبہ لندن سے روانگی کا دن تھا۔ مگر گلاسگو سے آنے کا اصرار ہوا اور کہا گیا کہ ہوائی جہاز سے انتظام کردیا جائے گا، خواہ ایک روز کے لئے وقت نکل سکے، آنا ضروری ہے۔ کل جمعہ ۱۸/اکتوبر کو صبح یہاں سے روانہ ہوکر انشاء اللہ شام ہی کو واپسی ہوجائے گی، ۲۰/اکتوبر کو اللہ نے چاہا تو اسپین روانگی، وما تدری نفس ما ذا تکسب غداً۔

لندن کا قیام اس حساب سے ۱۹-۲۰ روز ہورہا ہے، یہ اس دورہ کے قیام کی سب سے طویل مدت ہے مگر لندن کی وسعت اور مصروفیت کے لحاظ سے یہ مدت بھی قلیل اور ناکافی۔ ع

غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں

لیکن مصروفیت کے لحاظ سے، یہ وقفہ نسبتاً کارآمد و تسلی بخش رہا، انگلستان میں مقیم سلیم الطبع اور صاحب طلب عنصر سے ارتباط پیدا ہوا، علمی و تعلیمی مرکزوں کے دیکھنے اور سمجھنے کا کسی قدر موقع ملا، مغربی تمدن کو ذرا قریب سے اور اہل مغرب کو ان کے درمیان رہ کر سمجھنے کا موقع ملا، برٹش میوزیم لائبریری اور انڈیا آفس لائبریری کا بھی کچھ اندازہ ہوا، (اندازہ اس لئے کہ استفادہ کے لئے مہینوں کی مدت درکار ہے) بعض ممتاز مستشرقین وفضلاء سے ملاقات اور گفتگو ہوئی، اپنے موضوع پر بعض نئی کتابیں جو نہیں مل سکی تھیں دستیاب ہوئیں اور ان سے ضروری معلومات اور مفید اقتباسات حاصل کئے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک دو اچھے خطاب اور اظہار خیال کے موقعے ملے، ذاتی طور پر یہ قیام مفید و پر از معلومات رہا، ساری عمر دور سے سنا کئے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور صورت حال اپنی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ سامنے آگئی اور کسی کے تخیل آرائی اور مبالغہ آمیزی کی گنجائش نہیں رہی۔

کوشش کی کہ یہاں کے تمام قابل دید مقامات اور مراکز دیکھ لئے جائیں، تاکہ کوئی افسوس وشوق نہ ہے اور زندگی کے سب پہلو سامنے آجائیں چنانچہ تقریباً تمام قابل ذکر

www.abulhasanalinadwi.org

دارالآثار ومتاحف (میوزیم) دیکھے اوران سے فائدہ ہوا، خاص طور پر نیچرل ہسٹری میوزیم جس میں نباتات واشجار اور حیوان اور وجود انسانی کے نشو ونما اور ارتقا اوران کے مختلف مراحل کو مجسم شکل میں دکھایا گیا ہے اور سائنس میوزیم جس میں زندگی کی ضروری چیزوں (ریل، موٹر، بحری و ہوائی جہاز، گھڑی وغیرہ) ایجاد وترقی کو عہد بعہد اور درجہ بدرجہ دکھایا گیا ہے، نیز البرٹ میوزیم میں تمدن ومعاشرت کے نمونے اوراس کا شعبہ اسلامیات، خاصا دلچسپ رہا، ویسٹ منسٹر ایبے کا شہرہ آفاق وتاریخی کلیسا، اور ناموران یورپ کا مدفن بھی دیکھا، پارلیمنٹ کی عمارت ۱۰۔ڈاوننگ اسٹریٹ جو برطانوی وزیر اعظم کی قیام گاہ اور دنیا کا ایک عظیم ترین سیاسی مرکز ہے، نیز قصر بکھنگم بھی باہر سے دیکھا اور اتوار کے روز ہائڈ پارک میں مقررین کی نوک جھونک اور آزادی رائے اور آزادی اظہار خیال کا ''تماشا'' بھی دیکھا، اہم وپررونق مقامات، چہل پہل کی جگہوں اور بعض مضافات میں بھی جانا ہوا، زیرزمین گاڑیوں پر جن کا جال میلوں تک پھیلا ہوا ہے اور وہی یہاں کا سب سے بڑا ذریعہ نقل وحرکت ہے، کثرت سے سفر کیا، اور جو دوایک مقامات باقی ہیں، دوایک دنوں میں انشاء اللہ ان کو بھی دیکھ لیں گے، اس بارے میں ہم نے نہ ضرورت سے زیادہ حقیقت پسندی سے کام لیا نہ تقشف سے، اور واقعہ یہ ہے کہ اس سب کے بغیر اس تمدن اور زندگی کے متعلق رائے قائم کرنا اوراس کے خیر محض یا شر محض ہونے کا فیصلہ دینا، صحیح نہیں، نہ اس کی ساخت اور مزاج کا صحیح علم ہوسکتا ہے نہ اس میں رہنے والوں کی مجبوریوں ضرورتوں اور مشکلات کا۔

ایک روز یہاں کے School of Oriental & African Languages میں جانا ہوا، تاریخ ہند (قبل اسلام) کے پروفیسر بشہیم Bashem نے وقت دیا تھا اور چائے پر مدعو کیا تھا، وہ ہندوستان آتے جاتے رہتے ہیں۔لکھنؤ بھی جا چکے ہیں کچھ دیر مجلس رہی، یہ لندن یونیورسٹی کا شعبہ ومرکز السنہ شرقیہ ہے، عربی فارسی، اردو زبانوں اور ادب کی تعلیم یہیں ہوتی ہے اور یہیں سے مشرقیات پر لوگ پی، ایچ، ڈی کرتے ہیں، متعدد مسلمان ہندوستانی پاکستانی، مصری، حجازی طلبہ سے ملاقات ہوئی، جو ڈاکٹریٹ کرنے آئے ہوئے ہیں، ایک صاحب سندھ سے آئے ہیں اور امام صغانی کے تکملہ صحاح پر ریسرچ کررہے ہیں اپنا کام دکھانے اور مشورہ لینے قیام گاہ پر بھی آئے، خاصی محنت اور دیدہ ریزی کررہے ہیں، الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند دیکھنے کا بہت شوق ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک دوسرے صاحب جون پور کے سلاطین مشرقی کے دور پر ریسرچ کررہے ہیں، وہ بھی آئے اور دیر تک تبادلۂ خیال کرتے رہے، ایک مصری Islamic Common wealth پر کام کررہے ہیں، غرض خاصا عنصر ہے، ہمارے خاص مہربان ورہبر قدیر مرزا صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی پر Thesis تیار کیا ہے اور خاصی تحقیق کی ہے ان کے بعض معلومات سے ہمارے معلومات میں بھی اضافہ ہوا جوئندہ یابندہ، یہ لوگ برسوں کام کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ نکال لیتے ہیں، عربی کے پروفیسر سارجنٹ آج کل باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔

گزشتہ دوشنبہ ۱۴/۱۰ اکتوبر کو آکسفورڈ گئے، بچپن سے اس یونیورسٹی کا نام سنتے تھے، مولانا محمد علی مرحوم بھی یہیں کے تعلیم یافتہ تھے، آکسفورڈ کیمبرج دراصل دو قصبے ہیں (لیکن ہمارے یہاں کے بہت سے شہروں سے بڑے) یہ دونوں یونیورسٹیاں، ان کے نام سے مشہور ہوگئیں، تقریباً لندن سے ۵۰-۶۰ میل کا فاصلہ ہوگا، ٹرین سے سفر ہوا، کرایہ (یہاں صرف فرسٹ وسکنڈ کلاس ہیں) ہمارے یہاں کے شرح ومعیار سے بہت زیادہ ہے، اسٹیشن پر دودوست لینے آئے تھے، انہوں نے پروفیسر Beeston صدر شعبہ عربی سے ملاقات کا وقت لے لیا تھا۔ ایک مسلمان ریسٹوران میں (جہاں بالکل اور پہلی مرتبہ لکھنؤ دہلی کے ذوق کا کھانا ملا) کھانا کھاکر اور نماز پڑھ کر یونیورسٹی گئے، یونیورسٹی کا مفہوم یہاں ہمارے معروف مفہوم وتخیل سے بالکل مختلف ہے، تقریباً ۲۵-۲۶ کالج ہیں، اور کالج بھی معروف معنا ومعنی میں تعلیم گاہ ہیں، اصلاً اقامت گاہیں Hostels، وہاں طلبہ رہتے ہیں پوری یونیورسٹی میں Tutorial سسٹم رائج ہے، تھوڑے تھوڑے طلبہ ایک ایک استاد، کے حوالہ ہوجاتے ہیں، وہ ان کے مطالعہ، وعلمی ترقی کا نگراں ومشیر ہوتا ہے، یونیورسٹی (جوان کالجوں کا ایک نگراں وسرپرست ادارہ ہے) لکچروں کا انتظام کرتی ہے، مضامین کے اعتبار سے ٹیوٹران لکچروں کا انتخاب کردیتا ہے، ان لکچروں میں شرکت لازمی نہیں، طلبہ کو خود کام کرنا پڑتا ہے اور ٹیوٹر کو دکھاتے رہنا پڑتا ہے، یونیورسٹی امتحان لیتی اور سند دیتی ہے، ہر کالج میں رہنے کے لئے کمرے ہیں، باہر سے وہ بالکل ہمارے عربی مدارس (دیوبند وغیرہ) کے حجروں کے مشابہ معلوم ہوتے ہیں، کالجوں کی عمارتیں بہت قدیم ہیں، صدیوں سے اپنی اصلی شکل پر چلی آرہی ہیں، ہر کالج کے ساتھ ایک چھوٹا کلیسا Chapel ہے، کالجوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ یہ پہلے عیسائی خانقاہیں تھیں، درحقیقت یورپ میں (جیسا کہ مشرق میں) علم وتعلیم کا آغاز ان مذہبی مرکزوں سے ہوا، ابھی تک یورپ نے (اپنی بدنام لامذہبیت وروشن خیالی کے برخلاف) ان خصوصیات، رسوم وروایات اور دینی شعار کو قائم کر رکھا ہے، اور سینہ سے لگا رکھا ہے۔ ہم کو ہمارے تعلیمی رہنماؤں اور علمبرداروں نے ابھی تک بڑی تاریکی اور مغالطہ میں رکھا تھا۔ انہوں نے ہر جگہ تعلیم گاہوں کو مذہبی نشانات وروایات سے الگ رکھا اور ہمارے اسلامیہ کالجوں میں بھی (سوائے مسلم یونیورسٹی کے مساجد کا وجود نہیں، یا کم سے کم پابندی نہیں۔) آکسفورڈ اور کیمبرج میں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہاں تعلیم ومذہب اور کلیسائی رسوم توأم اور ایک دوسرے میں مدغم ہیں، بعض ایسی رسوم وروایات کا بھی علم ہوا، جن کا تصور بھی نہ تھا، اور جو ہمارے یہاں کی روشن خیالی کے لئے نہ صرف ناقابل برداشت، بلکہ ناقابل تصور ہیں۔

ہر کالج کے ساتھ ایک مشترک کھانے کا کمرہ اور ایک بڑا لان یا میدان بھی ہے، یہ دونوں چیزیں اور کلیسا، کالج کے لئے لازم وملزوم ہیں، تین بجے پروفیسر بیسٹن سے ملنے گئے وہ کمیٹی میں تھے تاخیر سے آئے اور معذرت کی وہ عربی زبان وادب پڑھاتے ہیں، قرآن مجید کے بعض پارے اور جاحظ وغیرہ ان کے زیر درس ہیں بیضاوی کے کچھ حصہ کا بھی ترجمہ کیا ہے، کچھ دیر ان کے عربی منتخبات ونثر پر گفتگو رہی عربی بولنے سے یہ تمام اساتذہ تقریباً قاصر ہیں اس لئے انگریزی ہی میں چاروناچار گفتگو ہوتی ہے۔

کالج کسی ایک جگہ نہیں شہر میں منتشر ہیں، ان میں بڑے بھی ہیں چھوٹے بھی، متوسط میں دوسو طلبہ کے قریب ہوتے ہیں ہم نے خاص طور پر لنکن کالج کو دیکھنے کی خواہش کی، کیونکہ ہمارے مولانا محمد علی مرحوم نے اسی میں قیام کیا تھا، رفیق صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہاں کا پورٹر جو ابھی رٹائر ہوا ہے، مولانا سے خوب واقف تھا اور وہ کمرہ بتاتا تھا جس میں مولانا کا قیام تھا، یونیورسٹی کا دفتر، لکچروں اور امتحانات کا مرکز اور بڑی لائبریری بھی ہے۔ باہر سے ان سب کو دیکھ کر اسٹیشن آئے اور لندن کے لئے روانہ ہوگئے۔

دوسرے دن کیمبرج جانا ہوا، فاصلہ تقریباً وہی مسافت ایک گھنٹہ کی، اس سفر میں قدیر بیگ صاحب بھی ساتھ تھے، پروفیسر آربری Aurbery سے ۳ بجے کا وقت مقرر ہو چکا تھا۔ اسٹیشن پر سید علی اشرف صاحب تشریف لے آئے تھے، جو کراچی یونیورسٹی میں انگریزی کے

www.abulhasanalinadwi.org

استاد ہیں اوڈاکٹریٹ کے لئے آئے ہوئے ہیں، بڑے مسلمان آدمی ہیں، ان کی معیت میں مختلف کالج دیکھے، یہاں بھی وہی نظام ہے، کالجوں کی عمارتیں نسبتاً بہتر اور شاندار معلوم ہوئیں۔Chapel ہر جگہ موجود اور کلیسائی مظہر اور طرز، ہر جگہ نمایاں، اشرف صاحب سے معلوم ہوا کہ دونوں درسگاہوں میں ایک صدی قبل لاطینی، یونانی زبانیں اور ریاضی کی تعلیم ہوتی تھی، رفتہ رفتہ انگریزی بھی آئی۔

دونوں درسگاہوں میں ہمیشہ سے تقابل اور منافست رہی، اب بھی دونوں کے فضلاء میں درسگاہی عصبیت اور حمیت پائی جاتی ہے، آج کل شاید آکسفورڈ کا معیار بلند سمجھا جاتا ہے، اشرف صاحب سے معلوم ہوا کہ انگریزی زبان میں آکسفورڈ کو ترجیح حاصل ہے اور انگریزی ادب (تنقید و تحقیق) میں کیمبرج کو، ان کی خیال میں جدید تنقید ادب اور تحقیق کا آغاز کیمبرج سے ہوا، ایک نووارد اور غیر ماہر کی حیثیت سے ہمارے لئے اس میں محاکمہ اور تنقید مشکل ہے۔

۴ بجے پروفیسر آربری سے ملاقات ہوئی، ملتے ہی میں نے ان سے عربی میں کہا کہ کیا آپ عربی میں گفتگو کرنے کی اجازت دیں گے؟ معلوم ہوا تھا کہ عرصہ تک وہ مصر میں رہے ہیں، انہوں نے تہذیب و معذرت کے ساتھ کہا کہ اگر آپ انگریزی بول سکتے ہیں تو انگریزی ہی میں بہتر رہے گا، ۴۰ منٹ تک ملاقات و گفتگو ہوئی۔ مستشرقین میں زیادہ وسیع القلب اور تصوف کی طرف مائل سمجھے جاتے ہیں، قرآن مجید کا ترجمہ نیز متعدد تصوف کی قدیم کتابوں، کتاب اللمع وغیرہ کا ترجمہ کیا ہے، حال میں مولوی عبداللہ صاحب کے پاس حافظ کی پچاس غزلوں کا ترجمہ بھی دیکھا، بیٹھتے ہی انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے میں اس کمرہ کا تعارف کرادوں، جہاں اس وقت ہم جمع ہیں، یہ چھ سو برس کا پرانا کمرہ ہے، پھر اور گفتگو شروع ہوئی ان سے کسی دارالاشاعت نے مسلمانوں کے متعلق کتاب لکھنے کی فرمائش کی ہے، اس لئے زیادہ تر مختلف مسلم ممالک میں مساجد و ائمہ و خطباء و صیغہ امور مذہبی سے متعلق معلومات دریافت کرتے رہے۔ بعض کتابوں کا جو مسلمانوں یا مستشرقین نے اسلامیات کے بارے میں لکھی ہیں تذکرہ ہوا، قرآن مجید کے قدیم نسخوں کے متعلق بھی، رضوان صاحب (۱) کا ذکر بھی آیا، ان کی عربی کی تعریف کرتے تھے، اس مختصر گفتگو کی بنیاد پر

---

(۱) ڈاکٹر رضوان علی ندوی، حضرت مولاناؒ کے شاگرد اور سابق پروفیسر کراچی یونیورسٹی

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی تاثر ظاہر کرنا اور درجہ قائم کرنا مشکل بھی ہے اور ذمہ داری کے خلاف بھی، لیکن ابھی تک جن مستشرقین سے ملاقات ہوئی ان سے مل کر عام تاثر کچھ زیادہ بہتر اور بلند قائم نہیں ہوا۔ معلومات میں نہ زیادہ وسعت ہے، نہ گہرائی، غالباً جس موضوع پر جس زمانہ میں کام کرتے ہیں، اس پر وقتی طور پر حاوی ہو جاتے ہیں پھر چونکہ اس کا ان کی زندگی سے تعلق نہیں ہوتا، اس لئے اس کا انحصار اور اس پر عبور معلوم نہیں ہوتا۔

آربری صاحب سے مل کر عرب طلبہ کی مجلس میں آئے، بڑے اچھے ممتاز عرب نوجوان جمع ہو گئے تھے اور بڑے سنجیدہ و معقول سوالات کرتے رہے، ان کی ذہانت و اسلامی فکر سے جی خوش ہوا خود انہوں نے بھی کہا کہ یہاں بڑا اچھا سنجیدہ اسلام پسند عنصر جمع ہو گیا ہے، یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ ابھی تک جمعہ پڑھنے کی کوئی جگہ ان کو نہیں ملی، اگر وہ پہلے ذکر کرتے تو آربری صاحب سے کہا جا سکتا تھا اور اس کا انتظام ہو سکتا تھا۔ اس مجلس میں جلیل احمد صاحب علیگ بھی تھے ان سے مل کر بھی مسرت ہوئی۔

یونیورسٹی کی لائبریری سے ایک کتاب لینی تھی اس سلسلہ میں وہاں بھی جانا ہوا، لائبریری بہت بڑی اور بڑی منظم ہے اور کیمبرج سے انتساب کی بنا پر ہونا بھی چاہئے تھا راکفلر کے عطیہ سے عمارت بنی ہے اور خوب ہے۔ یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ کہ مصنفین کے اعتبار سے فہرستوں کے رجسٹر الگ ہیں محض کارڈ سسٹم پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ مغرب کی نماز اشرف صاحب کے یہاں پڑھ کر اسٹیشن آئے اور ۸ بجے شب میں لندن پہونچ گئے۔

ترتیب میں آکسفورڈ اور کیمبرج سے پہلے برمنگھم کا ذکر کرنا تھا مگر ذہن سے اتر گیا۔ برمنگھم میں غالباً سب سے بڑی تعداد مسلمان مقیمین کی ہے، کئی ہزار کی تعداد میں ہیں اور مسجد بھی ہے، دو گھنٹے کا راستہ تھا، مظہر صاحب اسٹیشن پر آ گئے تھے اس سفر میں مصطفیٰ ایوانس (نو مسلم انگریز) بھی تھا، مظہر صاحب کے مکان پر کچھ دیر ٹھہر کر حامد صاحب کی رہبری میں ایک عرب شیخ سے ملنے گئے جنہوں نے دو زاویئے قائم کر رکھے ہیں عرب بھی خاصی تعداد میں ہیں، شیخ صالح اور ذاکر شاغل معلوم ہوتے ہیں اور لوگوں کو ان سے تعلق ہے۔

جلال آباد تھانہ بھون کے ایک بزرگ حاجی محمد یوسف صاحب کے یہاں کھانا کھا کر مسجد گئے، مسجد خاصی وسیع ہے، حاضرین کی تعداد بھی اچھی تھی اور اکثر کا تعلق تبلیغی جماعت سے تھا، تبلیغی کام یہاں اچھا ہے اور امیر جماعت بڑے مخلص و دیندار بزرگ ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ظہر کے بعد کی تقریر کے بعد ہم لوگ یونیورسٹی آئے، اسلامی مجلس کا سکریٹری ایک شامی نوجوان سہیل رفاعی ہے، جو دمشق کے قیام ۵۶ء اور یونیورسٹی کے خطبات کے ذریعہ دین سے واقف تھا اسی نے جلسہ کا انتظام کیا تھا، بڑی محبت سے ملا۔ اور اپنا تعارف ظاہر کیا، پاکستانی و ہندوستانی طلبہ خاصی تعداد میں تھے اس لئے تقریر (ان کی فرمائش پر) اردو میں ہوئی عنوان تھا ''یورپ سے پڑھ کر جانے والے مسلمان طلبہ کی ذمہ داری'' ترجمہ عرب وغیر اردو داں طلبہ کے لئے قدوائی صاحب نے کیا جو جگور کے رہنے والے اور نصرت علی صاحب قدوائی کے صاحبزادہ اور بڑے ذہین نوجوان ہیں، ترجمہ بہت کامیاب اور رواں تھا اور تقریر کی روح کی اچھی ترجمانی تھی، جی خوش ہوا، پھر سوالات کا سلسلہ شروع ہوا، سوالات معقول و سنجیدہ تھے، فراغت کے بعد مسجد آئے، کچھ دیر نماز مغرب کے بعد لوگوں کی خواہش پر پھر بیان ہوا، اس سے فارغ ہو کر اسٹیشن آئے اور لندن واپسی ہوئی۔

۱۱/اکتوبر کو وہ جلسہ ہوا جس کا انتظار و اشتیاق تھا اور جس کے لئے مضمون تیار کیا تھا، جلسہ لندن یونیورسٹی کی یونین کے ایک ہال میں تھا، لندن کی مصروفیت اور فاصلوں کے لحاظ سے حاضری اچھی تھی ہال بھر گیا تھا، اگرچہ ہمارے نقطہ نظر اور موضوع کی اہمیت کے لحاظ سے اور بہتر ہونی چاہئے تھی، جانے کے بعد جلسہ کا افتتاح ایک جنوبی افریقی کی تلاوت سے ہوا، پھر ہمارا عربی مقالہ، جو خاصا طویل تھا، مگر صبر و سکون سے سنا گیا، اس کا انگریزی ترجمہ ظفر اسحٰق صاحب نے ایک دن کی محنت میں کیا تھا جو ۳۸ صفحات میں آیا تھا جن اہل زبان نے دیکھا انہوں نے تعریف کی، مصطفیٰ ایوانس نے پڑھا اور خوب پڑھا۔ اہل زبان کی زبان وطرز ادا کا لطف اسی روز آیا۔ اگرچہ انگریزی تھی، مگر معلوم ہوتا تھا بلبل چہک رہا ہے، لہجہ میں کوئی کرختگی نہیں تھی، لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ امید ہے کہ اسلامک سوسائٹی اس کو پمفلٹ کی شکل میں چھپوائے گی، سامعین میں سے بھی بہت سے لوگوں کا تقاضا تھا، امید ہے کہ ندائے ملت یا الفرقان میں اس کا اردو ترجمہ جو مولوی عبداللہ صاحب ندوی نے بڑی شستہ زبان میں کیا ہے چھپے گا۔

کل B.B.C. جانا ہوا، بڑی عظیم الشان عمارت ہے ایک مستقل سکریٹریٹ، معلوم ہوا کہ B.B.C. کے ملازمین کی کل تعداد ساٹھ ہزار سے کم نہیں، دو تقریریں رکارڈ ہوئیں، ایک ''ایک زائر لندن کے تاثرات'' دوسرا مکالمہ جو عربی زبان کی ترقی کے امکانات اور مسلم ممالک کے ساتھ اس کے تعلقات، کے موضوع پر تھا، ابھی معلوم نہیں یہ دونوں تقریریں کن

www.abulhasanalinadwi.org

تاریخ کو نشر ہوں گی۔

ابھی اگر چہ اس روداد کا تکملہ باقی ہے اور لندن میں تین روز اور ہیں مگر امید نہیں کہ لندن سے دوسرا خط لکھنے کی نوبت آئے، اب اگر خدا کو منظور ہے تو اسپین یا جینوا سے خط لکھا جائے گا۔

دعا گو
ابوالحسن علی

سوڈان ہوٹل
غرناطہ......۲۴/اکتوبر ۶۳ء

عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ وحفظہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ ہمارا پچھلا رجسٹرڈ خط مل گیا ہوگا، وہ ہم نے گلاسگو جاتے ہوئے لکھا تھا، گلاسگو کا سفر حقیقی معنی میں ہوائی اور طائرانہ رہا، صبح ہوائی جہاز سے گئے رات کو ہوائی جہاز سے واپس آگئے، جمعہ پڑھا، دو خطاب بھی ہوئے، مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے، (دو اور تین ہزار کے درمیان) لیکن بیحد مصروف، جمعہ میں بھی سو سوا سو سے زیادہ نہ تھے، یہ ہفتہ بھر کی مزدوری یا تنخواہ ملنے کا دن ہے، اس لئے بعد مغرب بھی بہت کم آسکے، مغربی زندگی کی سب سے بڑی آزمائش یہی مصروفیت اور انہاک ہے، مقصود اللہ جنگ صاحب کے دونوں صاحبزادے افتخار جنگ اور ممتاز صاحبان ہی میزبان تھے، بڑی محبت اور سعادت کا اظہار کیا اور عزیزانہ طریقے پر پیش آئے، افتخار صاحب ہی یہاں تبلیغی کام کے روح رواں ہیں۔ دونوں بھائی مولوی ابوالعرفان صاحب کو بہت یاد کرتے تھے۔ والدہ کی شفقت وخلوص ان لڑکوں میں خوب آیا ہے۔

سنیچر (۲۰۔۲۱۔اکتوبر) کا دن بڑا مصروف گذرا۔ کچھ وقت برٹش میوزیم میں اور کچھ وقت لندن کے مشہور "سیارہ گاہ" Plane Tarium کی سیر کی، ایک نہایت وسیع گنبد کے اندر آسمان کا نقشہ دکھایا ہے تاروں بھرا آسمان اور رات کا سماں تھا۔ اس منظر کے ساتھ ایک عملی تعارفی لکچر جاری تھا، سیاروں کا زمین سے بُعد، ان کے آپس کے فاصلے، کروڑوں سیارے، پھر ان کا زمین سے لاکھوں اور کروڑوں میل کا فاصلہ، سیاروں کا نظام، روشنی کا سفر اور ہزاروں برس میں اس کا زمین تک پہونچنا، گویا فلکیات کی ایک کتاب کھلی ہوئی تھی، لیکن عبرت اور حیرت کی بات یہ ہے کہ نہ تو تعارف کرانے والے نے اس سے خدا کے وجود اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی قدرت کاملہ، حکمت بالغہ اور معجز صنعت کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی اور کہیں خدا کا نام لیا نہ غالباً حاضرین میں سے (سوائے ان دو گنہگار مسلمانوں کے جن کو نبی امی سے غلامی کی نسبت کا شرف حاصل ہے) کسی کا ذہن اس طرف متوجہ ہوا، لیکن دیدۂ بینا اور گوش شنوا کے لئے در و دیوار سے صدا آرہی تھی کہ "ربنا ما خلقت هذا باطلا، اور صنع الله الذی أتقن کل شیء"۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ نے مسیحی رسوم و شعائر کو سینہ سے لگائے رکھنے کے باوجود علم اور زندگی کا رشتہ مذہب سے توڑ رکھا ہے، اس لئے وہ "آفاق" سے مرکز آفاق اور خالق آفاق کی طرف منتقل نہیں ہوتا اور وہاں تفکر فی الخلق کا نتیجہ وہ معرفت خالق نہیں، جس کا تذکرہ اس آیت "ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا" میں ہے۔

انگلستان کے ساتھ انگریز اور فرنگ کے ساتھ فرنگی کا ذکر بھی ضروری ہے، مادیت زندگی کے انہماک، تنازع للبقا اور خود ساختہ معیاروں و مقاصد کے حصول کی تگ و دو نے لطیف تر احساسات، روحی تشنگی، خدا طلبی کے جذبہ کو تقریباً فنا کر دیا ہے۔ اسی لئے اپنی تمام ذہنی صلاحیتوں، قوت ارادی، احساس ذمہ داری، نظم و ضبط اور بہت سی خوبیوں کے باوجود وہ صحیح روحانی تحریکوں اور دینی و روحانی فتوحات سے محروم ہے، اور ماہرین فن کی یہ سرزمین جس نے دنیا کا نقشہ اور زندگی کا دھارا بدل دیا "عارفین" سے خالی ہے شاید اسی بنا پر مغرب کے رمز شناس اقبال نے کہا تھا۔ ع

یہ وادیٔ ایمن نہیں شایان تجلی

اور ان کی فطرت سلیم نے کچھ دن ان فرنگی ساحروں کے درمیان رہنے کے بعد اس طرح احتجاج کیا۔ ع

نشستم بانکو یان فرنگی ازاں بے سوز تر روزے ندیدم

رہی سہی فطرت کی سلامتی اور نفس لوامہ کی سرزنش خمر و خنزیر نے ختم کر دی، یہاں چند دن رہ کر جماع الاثم کی حرمت کی حکمت جس پر الحمد للہ ایمان بالغیب اور شرح صدر ہمیشہ تھا عین الیقین بن گئی۔ بعض مواقع ایسے پیش آئے کہ قوم کی بدمستی اور شراب کی مردافگنی کا اندازہ ہوا، جمعہ سنیچر کی درمیانی رات خاص طور پر اس قوم کے لئے (جس کی شب میں مٹھی گرم ہوتی ہے) نائے و نوش اور عیش کوشی کی رات ہے اور اتفاق سے ایک رات کو جب ذرا

www.abulhasanalinadwi.org

دیر سے اپنی قیام گاہ پہنچنا ہوا اور کنجی نہ ہونے کی وجہ سے دیر تک دروازہ کھلنے کا انتظار کرنا پڑا۔ ان مدعیان عقل کی بے عقلی کا خوب منظر دیکھا۔ ہم مسلمان کس کس بات پر اللہ کا شکر کریں اور کس کس طرح اس نبی امی پر درود وسلام بھیجیں۔ جس نے ان دونوں ام الخبائث کو ہمیشہ کے لئے حرام کیا۔ ویحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث۔ یورپ کی موجودہ رندی اور آبرو باختگی کی زندگی میں ان دونوں چیزوں کو پھر عورت کی مطلق بے حجابی اور تبرج جاہلیت اور بے قید اختلاط کو بنیادی طور پر دخل ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

اس سب کے باوجود اب بھی اگر یورپ میں کوئی چیز موثر ہوسکتی ہے، اور ان کے مصروف دل ودماغ پر کوئی چیز ضرب لگا سکتی ہے، تو صحیح اور طاقتور روحانیت ہے۔ لوگ تعجب کریں گے۔ ہم کو تو یورپ میں اپنے صاحب اشراق واخلاص، چشتی مشائخ اور قوی النسبت نقشبندی بزرگ، بہت یاد آئے۔ ہمارے نزدیک یہی گروہ اس ملک میں سب سے زیادہ کامیاب ہوسکتا ہے اور انقلاب لاسکتا ہے، روشن خیالی اور قوت استدلال کا جادو یہاں چلتا نظر نہیں آتا، کہ یہاں کے بازار میں اس جنس کی کمی نہیں ہے اور ہم جنس چیز اکثر متوجہ کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ اکثر اوقات بے اعتنائی کی نظر ہوجاتی ہے کہ یہ سرمایہ ہمارے پاس بھی بہت ہے، یورپ کا ذہن یا تو قومی وفائق روحانیت سے مات کھاتا ہے، یا عمیق وغامض فلسفہ سے اور تصوف دونوں کا جامع ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ یہاں ہر ایسی چیز کامیاب ہوجاتی ہے جو یورپ کو اپنی زندگی سے مختلف اور اپنی سطح سے گہری نظر آتی ہے، اس میں اس کو دھوکے بھی ہوتے ہیں۔ وہ بعض اوقات (اپنی ہی کہاوت کے مطابق) ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھ لیتا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ کھرا اور ٹکسال کا سونا اب بھی مادہ پرست اور باغی یورپ کو خرید سکتا ہے لیکن تصوف خود اپنے مرکز (اسلامی مشرق اور اپنے آخری مرکز ہندوستان) میں دم توڑ رہا ہے اور اس کی ضرورت اور افادیت کو وہاں عرصہ سے چیلنج کیا جارہا ہے، اور خود اس سلسلہ میں قومی الاستعداد اور عالی ہمت لوگوں کی عرصہ سے ایسی کمی ہے کہ خود وہاں نصف صدی سے زائد مدت سے مسلسل یہ صدا آرہی ہے۔

جو بیچتے تھے دوائے دل   وہ دکان اپنی بڑھا گئے

اس موقع پر مرشدنا حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس اللہ سرہٗ بہت یاد آئے، کہ ان کو تصوف (اور شرعی اور قرآنی اصطلاح میں تزکیہ احسان) کے اس فائدہ اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس پہلو پر بہت یقین تھا اور اس کی بڑی تمنا تھی کہ ایسے صاحب باطن اور ایسے صاحب روحانیت، ایسے مرکزوں میں بیٹھ جائیں اور اپنی حرارت باطن اور سوز دروں سے خلق اللہ کے قلوب کو روشن اور گرم کریں، مگر لوگوں میں نہ اس کی ہمت اور نہ فرصت، کسی نے توجہ سے ان کی بات بھی نہ سنی، اس وقت انگلستان میں اور سنا ہے کہ امریکہ میں ایک انڈونیشی شخص جن کو ان کے معتقدین پاپاک ثبوت کہتے ہیں جو ایک خاص طریقہ پر توجہ دیتے ہیں۔ ان کا طریقہ تخلیہ باطن پر قائم ہے۔ ایک محدود حلقہ میں بہت مقبول ہو رہے ہیں جہاں تک ان کے حلقہ نشینوں سے پتہ لگا یا وہ فرائض شرعیہ کے پابند ہیں۔ وحدت ادیان کا سا خیال معلوم ہوتا ہے، اگر چہ وہ اپنے کو مسلمان ہی کہتے ہیں، لیکن اگر یہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ یا حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا کوئی قوی النسبت، متبع سنت بلکہ عاشق سنت، عاشق رسول، جانشین پہونچ جائے تو کیا عجب کہ۔ ع

جہانے راد گرگوں کرد ایک مرد خود آگاہے

اور اقبال کا کہنا بھی صحیح ہو جائے کہ: ع

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

باقی یہاں اسلامک مشن وغیرہ کا نہ کچھ کام دیکھا نہ ذکر سنا، جس کا برسوں سے غلغلہ بند ہے کہ یورپ عنقریب فتح ہونے والا ہے۔ یونیورسٹی اور کالجوں کے اساتذہ اور ذہین طلبہ کا طبقہ، اچھے طاقتور اسلامی لٹریچر کا بے شک محتاج ہے، بشرطیکہ مناسب وعمدہ زبان میں ہو اور اس میں مرعوبیت ومعذرت اور تاویل کا وہ انداز نہ ہو جو تقریباً اس صدی کی ابتدا سے انگریزی میں اسلامیت کے مصنفین کا شعار رہا ہے، افسوس ہے کہ ابھی تک سیرت پر کوئی طاقتور اور موثر کتاب نہیں ملتی، معلوم نہیں ہمارے انگریزی خواں مسلمان (جن پر پوری ایک صدی گذر چکی ہے) اپنی صلاحیت کہاں صرف کرتے ہیں اور یہ میدان ایک صدی سے خالی چلا آ رہا ہے۔

گوئے توفیق وسعادت درمیان افگندہ اند

کس بمیداں درنمی آید سواراں راچہ شد

جہاں تک مسلمان طلبہ اور نوجوانوں کا تعلق ہے، جو یہاں لاکھوں کی تعداد میں انگلستان، فرانس، جرمنی اور اسپین میں زیر تعلیم ہیں، ان کی اصلاح وتربیت اور ان کی

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامیت کی حفاظت کے لئے سب سے بہتر نسخہ وہ ہے، جو ہندوستان کے لئے مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز کیا تھا اور ہمارے مولانا عبدالباری صاحب ندوی اس کے علمبردار اور داعی ہیں، یعنی طلبہ کے لئے اقامت گاہوں کی تاسیس اور ان میں اچھے نگراں و مربی کا انتظام، یہاں ہوسٹلز اور طلبہ کے قیام کا مسئلہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ عام طور پر طلبہ فلیٹ لے کر یا گھروں میں (سینڈلیڈی) کے مکانات میں رہتے ہیں ان کے اندر اسلامی شعور کے بیدار کرنے کا ذکر کیا جو اسلامیت اپنے گھروں سے لے کر آتے ہیں اس کو محفوظ رکھنے کا کوئی سامان نہیں، ساری فضا سارا ماحول (صدق کی پر معنی اصطلاح میں) یاجوجی اور دجالی ہے۔ ایسی حالت میں اگر ایسے ہاسٹل اور بورڈنگ ہاؤس قائم کئے جائیں یا وسیع مکانات کرایہ پر لے کر یا ان کو خرید کر اس مقصد کے لئے وقف کیا جائے اور ان میں پندرہ پندرہ بیس بیس طالب علم یا کم وبیش رکھے جائیں اور کوئی کام کا آدمی جوان پر اثر انداز ہو سکے وہاں قیام کرے تو نہ صرف یہ کہ یہ نوجوان (ہمارا تجربہ ہے کہ ہندوستان پاکستان سے زیادہ یہاں دین کی بات قبول کرنے کی صلاحیت اور اس کی طلب رکھتے ہیں) یاجوج کی دستبرد سے بچ جائیں گے بلکہ امید ہے مسلم ممالک کو بہتر قیادت اور حکومتیں نصیب ہوں گی، جو عرصہ دراز سے فرنگ کے مسخ شدہ عناصر کے ہاتھ میں بازیچۂ اطفال بنی ہوئی ہیں اور سادہ دل گرم جوش صاحب ایمان عوام، بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح ان کی لاٹھی کے پیچھے ہیں، یہی نوجوان ہیں جو اپنی عصر حاضر کی صلاحیت اور فنی مہارت کی وجہ سے ان ملکوں کی زمام کار سنبھالیں گے، ان کو سنبھالنے کی جگہ ہندوستان اور پاکستان، مصروشام اور ترکی ہیں، جہاں وہ پختہ اور مغربی تہذیب کے پرجوش داعی بن کر پہونچیں گے، بلکہ یہ کارگاہیں ہیں جہاں ان کو پگھلا کر نئے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے، یہاں مکانات خریدنے (خصوصاً دولت، مشترکہ کے ممالک میں رہنے والوں کے لئے) کی بہت آسانیاں ہیں اس کوشش کا فوری نتیجہ نہیں نکلے گا، لیکن نتیجہ بڑا انقلاب انگیز ہے، ممکن ہے اس سے نصف صدی کے اندر ہمارے مسلم ممالک کی قیادت میں انقلاب ہو جائے اور ان کا رخ غیر شعوری طریقے پر اور بغیر کسی سیاسی کشمکش کے شر سے خیر، فرنگیت کامل سے اسلام کامل کی طرف تبدیل ہو جائے، لیکن اس کے لئے ہمارے صاحب استطاعت اہل خیر اور سرمایہ داروں کی ضرورت ہے۔ مسلمان طلبہ جوق در جوق ایسے اقامت خانوں کا استقبال کریں گے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو صاحب یہ

www.abulhasanalinadwi.org

قدم اٹھائیں وہ خفیف مالی منفعت بھی حاصل کریں، لیکن صحیح اسلامی فضا اور مناسب آدمی کی یافت، اس پورے منصوبے کی کنجی اور اس کی کامیابی کی شرط ہے، اس موقع پر شاید یہاں کا یہ تاثر و تجربہ کچھ لوگوں کو متوجہ کرے۔ اور اس اندیشہ سے کہ یہ بات کسی ذہن سے نکل نہ جائے اس کو تحریر میں لے آیا گیا، "فی ذلك فليتنافس المتنافسون" آج اس تحریر پر اس خط کو ختم کرتے ہیں (Madrid) مجریط (Toladod) طلیطلہ (Garanada) غرناطہ مرحوم کی داستان طویل بھی ہے دل خراش بھی۔ ع

کبھی فرصت سے سن لینا بڑی ہے داستاں میری

ابوالحسن علی

جینوا............ ۳۱/ اکتوبر ۶۳ء

عزیزی سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کل ۳۰/ اکتوبر کو مدرید (اسپین) سے جینوا واپسی ہوئی یہاں پہونچ کر رائے بریلی ولکھنؤ کے خطوط ملے ان میں تمہارا بھی ۲۵/ اکتوبر کا لکھا ہوا خط ملا پڑھ کر خوشی اور اطمینان ہوا۔

اسپین کا سفر ۸/ روز کا رہا۔ مدرید (موجودہ اسپین کا دارالسلطنت) تیلنڈو (سابق طلیطلہ) غرناطہ، سولہ (سابق اشبیلیہ) اور قرطبہ جانا ہوا بڑی حسرت ہوئی۔

وتلك الايام نداولها بين الناس

۲/ نومبر کو ڈاکٹر نے وقت دیا ہے۔ انشاء اللہ ۴/ نومبر تک روانگی ہوگی، غرناطہ سے ہم نے جو خط لکھا ہے، وہ سارے سفر کا نچوڑ ہے۔ جب خطوط کی اشاعت ہو ہی رہی ہے تو اس کو ضرور شائع کر دیا جائے، امید ہے لندن والی تقریر مل گئی ہوگی ڈاکٹر صاحب خیریت سے ہیں۔

والسلام

علی

www.abulhasanalinadwi.org